(ٹائیٹل پیج بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِي مِمَّا أُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّر

قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک وما تتنزل الا بامر ربک
ما ارسل نبی الا اخزی بہ اللہ قوما لا یؤمنون. ان اللہ مع الذین اتقوا
والذین ھم محسنون. وبشر الذین امنوا ان لھم الفتح. واللہ متم
نورہ ولو کرہ الکافرون کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی لا تخف انی لا یخاف
لدیّ المرسلون

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے
حقایق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد

تاریخ اشاعت ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء

اِس کتاب کا اثر کیا ہے؟

یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلائل و حقایق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائل بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم اپنے مُنہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو یہی دعویٰ کرتے ہیں اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اس کے کہ قدامت میں ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور انادی ٹھہرا رکھا ہے توحید کے مدعی ہیں لیکن یہ تمام قومیں زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں اور خدا کے وجود پر ان کے دل تسلّی یافتہ نہیں ہیں۔* اسلئے ان کے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں صرف خوشنما دعوے ہیں لہٰذا ان کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ ان کے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا تو کیا دراصل ان لوگوں کو اس قدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں بلکہ ان کے دل تاریکی میں پڑے ہیں۔

یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادت رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

اور میرے پر جو میری قوم طرح طرح کے اعتراض پیش کرتی ہے مجھے ان کے اعتراضوں کی کچھ بھی پروا نہیں اور سخت بے ایمانی ہوگی اگر میں ان سے ڈر کر سچائی کی راہ کو چھوڑ دوں اور خود ان کو سوچنا چاہیئے کہ ایک شخص کو خدا نے اپنی طرف سے بصیرت عنایت فرمائی ہے اور آپ اس کو راہ دکھلادی ہے اور اس کو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور ہزار نشان اس کی تصدیق کیلئے دکھلائے ہیں کیونکر ایک مخالف کی ظنّیات کو کچھ چیز سمجھ کر اُس آفتاب سے اپنا منہ پھیر سکتا ہے اور مجھے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ اندرونی اور بیرونی مخالف میری عیب جوئی میں مشغول ہیں کیونکہ اس سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے وجہ یہ کہ اگر میں ہر قسم کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں اور بقول ان کے میں عہد شکن اور کذّاب اور دجّال اور مفتری اور خائن ہوں اور حرام خور ہوں اور قوم میں پھوٹ ڈالنے والا اور فتنہ انگیز ہوں اور فاسق اور فاجر ہوں اور خدا پر قریباً تیس برس سے افترا کرنے والا ہوں اور نیکوں اور راستبازوں کو گالیاں دینے والا ہوں اور میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے اور کچھ نہیں اور محض دنیا کے ٹھگنے کے لئے میں نے ایک دوکان بنائی ہے اور نعوذ باللہ بقول اُن کے میرا خدا پر بھی ایمان نہیں اور دنیا کا کوئی عیب نہیں جو مجھ میں نہیں مگر باوجود ان باتوں کے جو تمام دنیا کے عیب مجھ میں موجود ہیں اور ہر ایک قسم کا ظلم میرے نفس میں بھرا ہوا ہے اور بہتوں کے میں نے بیجا طور پر مال کھا لئے اور بہتوں کو میں نے (جو فرشتوں کی طرح پاک تھے) گالیاں دی ہیں اور ہر ایک بدی اور ٹھگ بازی میں سب سے زیادہ حصہ لیا تو پھر اس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذّاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس شخص میرے پر بددعا کی وہ بد دُعا اُسی پر پڑی۔ جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی۔ چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کروگے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کے وقت میں ہی ہلاک ہوتا میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ بقول ان کے خود خدا دشمن ہے۔ پس برائے خدا سوچو کہ یہ اُلٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچا لیا۔ کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی۔ پس یہ شکر کا مقام ہے کہ جو بدیاں میری طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتی ہیں۔

راقم میرزا غلام احمدؐ مسیح موعود۔ قادیانی

---

* عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ ان کا خدا شکن ان کی دوسری کلوں اور مشینوں کے خود اپنا ایجاد کردہ ہے جس کا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں ملتا اور نہ اس کی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے اور نہ اس نے کوئی خدائی کام دکھلائے جو دوسرے نبی دکھلا نہ سکے اور اس کی قربانی کے اثر سے ایک مرغ کی قربانی کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے جس کے گوشت کی یخنی سے فی الفور ایک کمزور ناتوان قوت پکڑ سکتا ہے پس افسوس ہے ایسی قربانی پر جو ایک مرغ کی قربانی سے تاثیر میں کم تر ہے۔ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ص۱

الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر رسلہ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

بعد ہذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الربّ*۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔ ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشقِ الٰہی میں کمال

---

* جس طرح جبکہ ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اس کے گرد و غبار بھی اٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور سے اس پر نہیں پڑے گی۔ اور جیسے جیسے وہ گرد و غبار اور ابر کم ہوتا جائیگا روشنی بھی صاف ہوتی جائیگی۔ پس یہی فلاسفی وحیِ الٰہی کی ہے مصفّا وحی وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور جن میں اور خدا میں کوئی روک نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ وہ الہام جس کے شاملِ حال نصرتِ الٰہی ہو اور اکرام اور اعزاز کی اس پر صریح علامتیں پائی جائیں۔ اور قبولیت کے آثار اس میں نمودار ہوں وہ بغیر مقبولانِ الٰہی کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی جھوٹے مدعی کی تائید اور حمایت میں کوئی قدرت نمائی کا الہام اسکو کرے اور اسکو عزت دینے کیلئے کوئی خارقِ عادت اور مصفّا غیب اس پر ظاہر کرے تا اس کے دعوے پر گواہ ہو۔ منہ

کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر شیطان تسلّط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ[1]۔ سو اُن کی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں علامتیں اور نمونے اُن میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو اُن خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یا یہ نیّت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی اُن سے تحقیر کریں۔

ص۲ یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھاویں اور یا یہ دکھاویں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کیلئے پیش نہیں کرتے۔ اور اُن کا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں ہیں۔ اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سُناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام اُن کے جو اُن کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں اُن کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس مُلک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیجا تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔ اِس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں۔ کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب یا الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اسکے مقابل پر ایک دُوسرا ملہم ہے کافر ٹھہراتا ہے۔ اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کُفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ اور عجب تر یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں

[1] الحجر: ۴۳

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہوگئیں۔ تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھکر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اِس سے نو نا دانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُنکی نظر میں سلسلۂ نبوّت اِس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اَور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرامخور اَور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چُوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مُردار کھانا صـــ۳ اور ارتکاب جرائم کام تھا۔ اُنہوں نے ہمارے رُوبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اِس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں اُنہوں نے بیان کیں اور وہ پُوری ہوگئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاستِ شرک سے ملوّث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں اُنکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔ چنانچہ عین اِس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اَور خوابیں بھی میری سچی ہوگئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وُہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سُناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے۔ ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پاکر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جُرم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا۔ سو ایسا ہی ظہور

میں آیا۔ اور اُسی دن مَیں جیل خانہ میں داخل کیا گیا۔ اسی طرح امریکہ میں ایک شخص اِن دنوں میں موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اُسکا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتا ہے اور الیاسؑ نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونے کا مدعی ہے اور اپنی خوابیں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اِس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں۔ اور اعتقاد اُس کا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا یہ ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو ربّ العالمین سمجھتا ہے اُسکے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اُسکی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اُسکو خود اقرار ہے کہ وہ ولد الزّنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا آسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے اور یہ باتیں صرف دعویٰ نہیں بلکہ وہ تمام اخبارات اور چٹھیات ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اُس کی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے۔ صہ ۲

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے آدمی اس مُلک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مُدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنے کیلئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قائم ہو بالخصوص جبکہ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اِس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں یہ ایک خطرناک پتھر ہے اور خاص کر ایسے لوگوں کیلئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور در اصل خدا تعالیٰ سے اُنکا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب اُنکی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اور اس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے

دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اس فرق کو حق کے طالبوں پر
ظاہر کروں۔ سو مَیں اس کتاب کو چار باب پر منقسم کرتا ہوں ۔ باب اوّل اُن لوگوں کے بیان میں
جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُنکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
باب دوم اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں
اور اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوم اُن لوگوں کے بیان میں
جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ انکو
حاصل ہے اور خوابیں بھی اُنکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفیٰ
تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم اپنے ص۵
حالات کے بیان میں۔ یعنی اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے اِن اقسام ثلٰثہ میں سے
کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ذیل کے ہر چہار باب میں لکھتے ہیں۔ وماتوفیقی
الا باللہ ۔ ربنا اھدنا صراطک المستقیم۔ وھب لنا من عندک فھم الدین القویم
وعلمنا من لدنک علمًا ۔ آمین

باب اوّل

اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اس روشنی سے اُن کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُنکا تعلق نور سے ہزارہا کوس دور ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو شناخت کرے
اور اُس کی ذات اور صفات پر ایمان لانے کیلئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اِس لئے خدا تعالیٰ نے
انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اسکو عطا کی گئی ہیں جن کے

ذریعہ سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرہ ذرہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّاسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظامِ عالم میں پائی جاتی ہے۔ اُس کی تہ تک پہنچ کر پُوری بصیرت سے اِس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو۔ اور پھر دُوسری طرف رُوحانی حواس اور رُوحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے رُوحانی قوتیں اس کو پُورا کر دیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ معقولی قوتیں
جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا انکی ترتیب ص۶
محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ یہ تو اُن کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اِسکے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورتِ صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جسکی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے۔ لہٰذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کیلئے اور اُس فطرتی تقاضا کو پُورا کرنے کیلئے جو معرفت کاملہ کیلئے انکی طبائع میں مرکوز ہے اِس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قویٰ بھی اُنکو عطا ہوں تا اگر ان رُوحانی قوتوں سے پُورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اُس محبوبِ حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دِکھلا سکیں جس طور سے صرف عقلی قوتیں اس چہرہ کو دِکھلا نہیں سکتیں۔ پس وہ خدا جو کریم و رحیم ہے جیسا کہ اُس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے۔ ایسا ہی اُس نے اس معرفت کاملہ تک پہنچانے کیلئے انسانی فطرت کو دو قسم کے قویٰ عنایت فرمائے ہیں۔ ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک رُوحانی قوتیں جن کا منبع دِل ہے اور جن کی صفائی دِل کی صفائی پر موقوف ہے اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت

نہیں کرسکتیں رُوحانی قوتیں اُن کی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور رُوحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبدءِ فیض کے فیوض اُن میں منعکس ہوسکیں۔ سو اُن کیلئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصولِ فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو۔ تا خدا تعالیٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پاسکیں اور صرف اس حد تک ان کی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالمِ پُرحکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پاکر اور بلاواسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اُس کا چہرہ دیکھ لیں اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کرلیں۔ کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی
محبت اور دنیا کے لالچ اور تکبر اور نخوت اور عُجب اور ریاکاری اور نفس پرستی اور دُوسرے اخلاق ص۷
رذائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجاآوری میں عمداً قصور اور تساہل اور شرائط صدق وثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عمداً انحراف اور خدا تعالیٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اِس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا اُن پر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصہ ہو۔* ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کررکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہوجاتے ہیں تا وہ معلوم کرسکیں کہ اُن کیلئے آگے قدم رکھنے کیلئے ایک راہ کھلی ہے۔ لیکن اُن کی خوابوں اور الہاموں

* حاشیہ: یاد رہے کہ جسمانی خواہشیں اور شہوات انبیاءؑ اور رسل میں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہوجاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے ذبح کردیتے ہیں اور پھر جو خدا کیلئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر انکو واپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ اُن پر وارد ہوتا ہے اور وہ درماندہ نہیں ہوتے۔ مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کیلئے اپنا نفس ذبح نہیں کرتے اُن کے شہوات اُن کیلئے بطور پردہ کے ہوجاتے ہیں آخر نجاست کے کیڑے کی طرح گند میں مرتے ہیں پس انکی اور خدا کے پاک لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ہی جیلخانہ میں داروغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ داروغہ اُن قیدیوں کی طرح ہے۔ منہ

میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں
سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اُن پر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانے
کے لئے ایک حجت ہو۔ کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں
اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہیئے انکو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے
اُن کا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بکلی ناآشنا
تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اس کے سمجھنے کے لئے ہماری
فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے۔ اس لئے سنّت اللہ قدیم سے ۸
اور جب سے دُنیا کی بنا ڈالی گئی اس طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ
نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے
ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دئے جاتے ہیں تا اُن کا قیاس اور گمان
جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علم الیقین تک پہنچ جائے* اور تا رُوحانی ترقی کیلئے اُن کے ہاتھ
میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مُدعا کے پُورا کرنے کیلئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے
اور ایسے رُوحانی قویٰ اسکو دئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا
ہے۔ مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ
کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات
پر کچھ دلالت ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی
وجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں
تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہے جس کی نسبت بعض علامات سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ

* علم تین قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علم الیقین جیسا کہ کوئی دُور سے دُھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ اس جگہ ضرور آگ
ہوگی (۲) دُوسرا عین الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے (۳) تیسرا حق الیقین جیسا کہ کوئی
اُس آگ میں ہاتھ ڈال کر اُس کی گرمی محسوس کرے۔ منہ

اس کے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہوا ہو اور کئی قسم کا کیچڑ اسکے ساتھ ملا ہوا ہے اور جبتک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابلِ استعمال ہے نکل نہیں سکتا۔ پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جبتک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا اُن کے شر سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

صــ۹

اس جگہ الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وحی دو قسم کی ہے۔ وحی الابتلاء اور وحی الاصطفاء۔ وحی الابتلاء بعض اوقات موجبِ ہلاکت ہو جاتی ہے جیساکہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہوا۔ مگر صاحبِ وحی الاصطفاء کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلاء بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی بعض کی رُوحانی قوتیں کالعدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دُوسروں کی رہنمائی سے اپنا گذارہ کرسکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بداہت کا حکم رکھتی ہے۔ اُن کو ان واقعات حقّہ سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دُوسرے تمام لوگ بھی اُن کی طرح اندھے ہی ہیں جیساکہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کرسکتا کہ سُوجاکھا ہونے کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کرسکتا ہے کہ بجز اس کے ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کرسکتے ہیں جو اندھا نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر کوئی ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے اور ایک بھی سوجاکھا نہ ہوتا۔ تب اِس بحث کے پیدا ہونے کے وقت کہ گذشتہ زمانوں میں سے کوئی ایسا زمانہ بھی تھا کہ اس میں سوجاکھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی اور جھگڑے کی بہت گنجائش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجام کار اس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی۔ کیونکہ جو

شخص صرف گذشتہ زمانہ کا ہی حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اُس کو دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وُہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رُو سے آخر کار جھوٹا ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں فیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باصرہ۔ سامعہ۔ شامّہ لامسہ۔ حافظہ۔ متفکّرہ وغیرہ وہ اب تک انسانوں میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ جو رُوحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں اس زمانہ میں وہ تمام قوتیں اُن کی فطرت سے مفقود ہو گئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت تکمیل نفس انسان کیلئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکر انکار ہو سکتا ہے کہ جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مفقود نہیں ہوئیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ کس قدر وہ مذہب سچائی سے دُور ہیں کہ یہ تو اُن کو اقرار ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور معقولی قوتیں اب بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں رُوحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔ صفحہ ۱۰

اِس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جب تک کہ اسکے ساتھ دُوسری علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر تیسرے باب میں بیان کرینگے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اِس میں نیک یا راستباز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کیلئے ضروری ہے اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کیوجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دماغی بناوٹ کیوجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں انکو سوجھتی ہیں لیکن در اصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ اٰمن شعرہ وکفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اُس کا دِل کافر ہے۔ اِسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ پس بہر دستے نباید داد دست اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کے لوگوں کی جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وُہ

بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر کے طور پر سچائی کی چمک اُنمیں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی اُنکے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غور کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جسمیں کروڑہا انسان شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق وفاجر اور کافر اور ملحد یہانتک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں۔ پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے۔ اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پاکر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اُس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دُور سے ایک آگ کا دھوآں دیکھتا ہے
مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اسکی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دُور کر سکتا ہے۔ صلا
یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت اُن میں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے انکو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی اسلئے بباعث نہ ہونے قربت رحمانی کے شیطان انکے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس اُن پر غالب رہتی ہے۔ اور جس طرح ہجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اُس کا نظر آجاتا ہے اسی طرح انکی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور انکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔

باب دوم ۲

اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں۔ یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلۂ نور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اسکے نزدیک آجاتا ہے۔

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ

اِس بات کے کہ اُن میں رؤیا اور کشف کے حصول کیلئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اِس قسم کی
واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کسی قدر نمونہ اُن پر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کیلئے بھی کسی قدر
کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی اُن میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک
رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار اُن میں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ انکی بعض
دُعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ اُن کی راستبازی کامل نہیں ہوتی بلکہ
اُس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اُوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اُسکے گوبر اور گند ہو اور چونکہ انکا تزکیۂ
صہ۱۲ نفس پورا نہیں ہوتا اور انکے صدق و صفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اسلئے کسی ابتلاء کے وقت وہ ٹھوکر
کھا جاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شامل حال ہو جائے اور اُسکی ستاری اُنکا پردہ محفوظ رکھے تب تو
بغیر کسی ٹھوکر کے دُنیا سے گذر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام
بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کُتّے سے تشبیہہ نہ دئے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان
کی وجہ سے شیطان اُنکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانے کے وقت فی الفور اُنکے گھر میں
داخل ہو جاتا ہے۔ وہ دُور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اس کی
گرمی سے کافی حصّہ انکو ملتا ہے اسلئے انکی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے
فرمایا اللہ نور السمٰوات والارض پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص
کی مانند ہے جو دُور سے ایک دُھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اسلئے وہ روشنی کے فوائد سے
محروم ہے اور نیز اسکی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے پس وہ لوگ جو صرف نقلی یا معقولی
دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور
یا ایسے لوگ جو صرف اپنے رُوحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں
مگر خدا کے قریب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دُور سے آگ کا دُھواں
دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے
ایسا شخص اُس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دُور

سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ اُس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات
میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اُسکی رہنمائی سے راہِ راست بھی پالیتا ہے لیکن بوجہ دُور ہونے کے اپنی
سردی کو اُس آگ سے دُور نہیں کرسکتا اور نہ آگ اُسکے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ
سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دُور سے آگ کی روشنی نظر آجاوے
تو صرف اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وُہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جاوے
کہ جو کافی طور پر اُسکی سردی کو دُور کرسکے لیکن جو شخص صرف دُور سے اُس نور کو دیکھتا ہے اُسکی یہی نشانی
ص۱۳ ہے کہ اگرچہ راہِ راست کی بعض علامات اُسمیں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اُسمیں پائی
نہیں جاتی اور اُسکی قبض جو کمیِ توکّل اور نفسانی خواہشوں کیوجہ سے ہے دُور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی
قالب جل کر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دُور ہے اور وُہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث
نہیں ہوتا اور اُسکی بعض اندرونی آلائشیں اسکے اندر مخفی ہوتی ہیں اور اُس کا تعلق جو خدا تعالیٰ سے ہے۔
کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دُور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دُھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے
مگر اُسکی گود میں نہیں ہے۔ ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُنکے اندر ہیں بعض اوقات اُنکے نفسانی جذبات
انکی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش اُن کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
حالانکہ وُہ جوش محض نفسِ امّارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی میں
ہرگز اطاعت نہیں کرونگا میں اُس سے بہتر ہوں تو اِس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وُہ بہتر ہے حالانکہ
نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے۔ اِسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے۔ اور
جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے اور چونکہ اُس نے خدا تعالیٰ
کی طرف پُوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اسکو اختیار
نہیں کیا اِسلئے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی پُورے طور پر تجلّی رحمت اسپر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کیطرح ہوتا ہے جسمیں
جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اُسکی آنکھ بند ہے
اور ہنوز اُس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جس کے رحم میں اُس نے پرورش پائی اور بقول مشہور کہ نیم مُلّا

خطرۂ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔ ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اُس دُودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو۔ اور اُس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو۔ اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اوّل کے اپنی خوابوں اور الہامات میں شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسی قدر محفوظ ہوتا ہے لیکن چونکہ اُسکی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اسلئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کا کمال صفائی صفائی نفس پر موقوف ہے۔ جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے اُنکی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔ ص۱۴

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ انکو حاصل ہے اور خوابیں بھی انکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلۂ نور سے جلکر بالکل خاک ہو جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اُسکی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اُس سے بڑھکر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُسکی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُنکو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اُسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ اس لئے جو شخص اُسکی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے۔ اور جو اُس کیلئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دُور سے آگ کی

روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہانتک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالبِ نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اسکی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریّت کے رذائل
شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل ص۱۵
مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اسکے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جسکو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وُہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اُس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اُس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔※ منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نُور اُسکے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنّی نہیں ہے۔ اور ایک ربّانی چمک اُسکے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی اُنکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اور ہیبتِ الٰہی اُن میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرتِ تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ اُن میں نظر آتا ہے اور اُسکی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُن میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی

※ ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے۔ کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا و رسلی[1]۔ منہ

[1] المجادلۃ : ۲۲

ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اُسکے دُشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اُسکی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وُہ اُمور اُسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دُوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اُسکی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔
خدا کا کلام اُسپر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وُہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دُنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُسکی نظر کے سامنے ص۱۶
پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اُسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وُہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُسکے کان کو بھی مغیبات کے سُننے کی قوت دیجاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سُن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت اُنکی آواز سے تسلّی پاتا ہے اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُسکو پہنچ جاتی ہے۔ فلسفی کو منکر حنانہ است ۔ از حواس انبیاء بیگانہ است
اسی طرح اُسکی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دیجاتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ بشارتوں کے اُمور کو سُونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبُو اُسکو آجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُسکے دل کو قوتِ فراست عطا کیجاتی ہے اور بہت سی باتیں اُسکے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شیطان اُسپر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اُسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُسکی زبان پر جاری ہوتا ہے وُہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بکلّی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوارِ الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

اِسی طرح اُس کی پیشانی کو ایک نُور عطا کیا جاتا ہے جو بجُز عُشّاقِ الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔ اور بعض خاص وقتوں میں وُہ نُور ایسا چمکتا ہے کہ ایک کافر بھی اُس کو محسوس کر سکتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وُہ لوگ ستائے جاتے اور نُصرت الٰہی حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وُہ اقبال علی اللہ کا وقت اُن کیلئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خُدا کا نُور اُنکی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پَیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہُوا کپڑا بھی متبرّک ہوجاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھُونا یا اُس کو ہاتھ لگانا اُسکے امراض رُوحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ ص۱۷

اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وُہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ خُدا کے فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔

اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دیجاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اِسی طرح اِس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کرلیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت اُن کے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وُہ خواہش ہی پیشگوئی کی صُورت پکڑ لیتی ہے۔ اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُن کے دِل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وُہ چیز میسّر آجاتی ہے۔

اِسی طرح اُن کی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس جس شخص پر وُہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اُسکے آئندہ اقبال کیلئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جسپر وُہ بشدّت ناراض ہوتے ہیں اُسکے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنا فی اللہ ہونے کے وُہ سرائے حق میں ہوتے ہیں اور اُنکی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اِسی طرح اُنکی دُعا اور اُنکی توجہ بھی معمولی دُعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مبرم اور اٹل نہ ہو اور اُن کی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بَلا کے دُور کرنے کے لئے مصروف ہوجائے تو خدا تعالیٰ اُس بَلا کو دُور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وُہ بَلا نازل ہو۔ یا ایک مُلک پر وُہ بَلا نازل ہو۔ یا ایک بادشاہ وقت پر وُہ بلا نازل ہو۔ اِس میں اصل یہ ہے کہ وُہ اپنے
صفحہ ۱۸ وجود سے فانی ہوتے ہیں اس لئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو جاتا ہے۔ پس جب شدّت سے اُنکی توجہ کسی بلا کے دُور کرنے کیلئے مبذول ہو جاتی ہے اور جیساکہ دردِ دل کے ساتھ اقبال علی اللہ چاہیئے میسّر آجاتا ہے تو سُنّت الٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خدا اُن کی سُنتا ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُنکی دُعا کو ردّ نہیں کرتا۔ اور کبھی اُن کی عبودیت ثابت کرنے کے لئے دُعا سُنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھہر جائیں۔ اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہو جائے جس سے مَوت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت اللہ یہی ہے کہ اُس بَلا میں تاخیر نہیں ہوتی۔ اور ایسے وقت میں خدا کے مقبولوں کا ادب یہی ہے کہ دُعا کو ترک کر دیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دُعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں دُعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی بکلّی ظاہر نہ ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بَلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اس کا نزول ہو چکا ہے۔ کیونکہ اکثر سُنّت اللہ یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیا تو وُہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دُعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دُعا ہی ہے۔ جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وُہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سُنتا ہے۔ اور اُس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں

کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اُسکے مقبول ستائے جاتے ہیں۔ اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کریگا جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُسکے ہو جاتے ہیں۔ وُہ اُن کیلئے عجائب کام دِکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوّت دِکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہُوا شیر
صفحہ ۱۹ جاگ اُٹھتا ہے۔ خُدا مخفی ہے اور اُسکے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وُہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اُس کا چہرہ دِکھلانے والی یہی قوم ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دُعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ اُن کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وُہ اپنی مشیّت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور پھر دُوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے۔ اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابتِ دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1] یعنی تم مجھ سے دُعا کرو مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا۔ اور دُوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاو قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ[2]

پس اِن دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دُعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

مَیں پھر مکرّر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ کے

[1] المومن: ۶۱ [2] البقرۃ: ۱۵۶-۱۵۷

کامل الایمان اور کامل المحبت لوگوں کی نسبت اِس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے اِن میں سے اکثر اُمور میں دُوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ دُوسروں کو بھی خوابیں آتی ہیں۔ کشف بھی ہوتے ہیں۔ الہام بھی پاتے ہیں تو مابہ الامتیاز کیا ہوا۔

اِن وساوس کا جواب اگرچہ ہم بارہا دے چکے ہیں۔ مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ مقبولوں اور غیر مقبولوں میں فرق تو بہت ہے جو کسی قدر اس رسالہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں کے رُو سے ایک عظیم الشّان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوارِ سُبحانی میں غرق کئے جاتے اور آتشِ محبت سے اُن کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنی ہر شان میں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اِس کثرت سے اُن کیلئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دُنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ اُنکی نظیر پیش کر سکے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اُس کا چہرہ دکھلانے کیلئے وُہ کامل مظہر ہوتے ہیں۔ وُہ دُنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا اُنہیں دکھلاتا ہے۔ ✣

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسمانی نشانوں سے حصّہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔

اوّل وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے اُن کا نہیں ہوتا۔ صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے اُن کو بعض سچّی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور اُن سے کوئی فائدہ اُنکی ذات کو نہیں ہوتا۔ اور ہزاروں شریر اور بدچلن اور فاسق و فاجر ایسی بدبودار خوابوں اور الہاموں میں اُن کے شریک ہوتے ہیں۔ اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے اُن کا چال چلن قابلِ تعریف نہیں ہوتا۔ کم سے کم یہ کہ اُن کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اِس قدر کہ ایک سچی گواہی بھی نہیں دے سکتے اور جس قدر دُنیا سے ڈرتے ہیں۔ خُدا سے نہیں ڈرتے اور شریر آدمیوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور کوئی ایسی سچی گواہی نہیں دے سکتے جس سے بڑے آدمی کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اور دینی اُمور میں نہایت

درجہ کسل اور سُستی اُن میں پائی جاتی ہے اور دُنیا کے ہموم و غموم میں دن رات غرق رہتے ہیں اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو چھوڑتے ہیں اور ہر ایک قدم میں خیانت پائی جاتی ہے اور بعض میں اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دُنیا کمانے کے لئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں۔ اور بعض کی اخلاقی حالت بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بخل اور عُجب اور تکبّر اور غرور کے پُتلے ہوتے ہیں ص۲۱
اور ہر ایک کمینگی کے کام اُن سے صادر ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابلِ شرم خیانتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض اُن میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بد خوابیں ہی اُن کو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا اُن کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کیلئے مخلوق ہے۔ نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے اُن کی دُنیا درست ہو اور اُنکی مُرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ اِن لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسامِ ثلٰثہ میں سے اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دُور سے صرف ایک دُھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور رُوحانی اُمور سے صرف ایک دُھواں اُنکی قسمت میں ہے جس سے کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔

پھر دُوسری قسم کے خواب بین یا مُلہم وہ لوگ ہیں جن کو خُدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں۔ ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البرد رات میں دُور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی راہ پہ چلنے سے پرہیز کرتا ہے۔ جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت
اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات میں نہ صرف ۲۲
آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اُس میں چلتا ہے بلکہ اُسکے گرم حلقہ میں داخل ہو کر بکلی سردی
کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اِس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش
محبّتِ الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں وہ دیکھتے ہیں جو آگے
موت ہے اور دَوڑ کر اُس موت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول
کرتے ہیں اور خدا کیلئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اسکے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقت ایمانی
دکھلاتے ہیں کہ فرشتے بھی اُنکے اس ایمان سے حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ رُوحانی
پہلوان ہوتے ہیں اور شیطان کے تمام حملے اُن کی رُوحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھہرتے ہیں۔
وہ سچے وفادار اور صادق مرد ہوتے ہیں کہ نہ دُنیا کی لذّات کے نظّارے انہیں گمراہ کر سکتے
ہیں اور نہ اولاد کی محبّت اور نہ بیوی کا تعلّق اُن کو اپنے محبوبِ حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔
غرض کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذّت اُن کو خدا سے روک نہیں سکتی
اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔

یہ تین رُوحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے
اور دُوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت
حق الیقین کہلاتی ہے! اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے
جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف
نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبّتِ الٰہی کی بھڑکتی
ہوئی آگ میں پڑ کر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت
پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے
اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل

آگ کی رنگ میں آجاتا ہے اور آگ کی صفات اُس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفاتِ الٰہیّہ سے ظلّی طور پر متصف ہو جاتا ہے۔ اور اس قدر طبعاً مرضاتِ الٰہیّہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سُنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جُبّہ میں خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اُس کی تجلّیاتِ الٰہیّہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اس لئے ہم اِس کو اِسی جگہ چھوڑتے ہیں۔ صفحہ ۲۳

اور ایک دُوسرے پیرایہ میں ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اعلیٰ اور اکمل مرتبہ ہے اِس طرح پر تصویر کھینچتے ہیں کہ وُہ وحی کامل جو اقسامِ ثلٰثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دُھوپ اور شعاع ایک مصفّا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اس کے مقابل پر پڑا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اسکے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سُورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصہ میں پڑتی ہے جس کی سطح پر ایک شفاف اور مصفّا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے۔ خاص کر اُس حالت میں جبکہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو۔ لیکن جب وہی شعاع جسکے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفّاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفّا آئینہ کی طرح چمکتا ہے تب وہی شعاع ایک سے دہ چند ہو کر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کرسکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدُورتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ وحی نازل ہوتی ہے تو اُس کا نُور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے اور اُس نفس پر صفاتِ الٰہیّہ کا انعکاس پُورے طور پر ہو جاتا ہے اور پُورے طور پر چہرۂ حضرت احدیّت ظاہر ہوتا ہے۔ اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اُسکی

روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اُس سے حصّہ
۲۴ لیتی ہے۔ تاہم پورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینۂ صافی یا آبِ صافی کو حاصل ہوتا ہے
جو اپنی کمال صفائی سے خود سورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔ اِسی طرح بوجہ اسکے
کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اُسکی روشنی سے ہر ایک فیض یاب ہے۔ مگر تاہم وہ لوگ
جو اپنی نفسانی حیات سے مرکر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلّی طور پر
خدا تعالیٰ اُنکے اندر داخل ہو جاتا ہے اُن کی حالت سب سے الگ ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ
اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفّا آئینہ کے
مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل
وہ اُس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے۔ بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب و
تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم
طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت
نہیں کرتا جب تک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوبِ حقیقی
کا چہرہ اُس کے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیضِ عام حضرت احدیت نے
ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوتِ شامّہ اور
اور دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا۔ اِسی طرح رُوحانی طور پر بھی
اُس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو رُوحانی قویٰ کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا اور
جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سُورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ
اس سے باہر نہیں ہے۔ یہی قانونِ قدرت رُوحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ
کثیف جگہ اُس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ۔ ہاں مصفّٰی اور شفاف دلوں
پر وُہ نور عاشق ہے۔ جب وہ آفتابِ رُوحانی مُصفّٰے چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور

اُن میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر اُن میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفّا پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر جب سُورج آتا ہے۔ تو اپنی تمام صورت اُس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سُورج نظر آتا ہے۔ ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفّا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔ ۲۵

پس رُوحانی طور پر انسان کیلئے اِس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اُس میں کھینچی جائے۔ اِسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[1] یعنی مَیں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقعہ پر اصل صورت میں اعضاء واقع ہوتے ہیں اور خط و خال ہوتے ہیں اُسی اُسی موقعہ پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں۔ اور حدیث شریف اور نیز توریت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس اِس صورت سے مُراد یہی رُوحانی تشابہ ہے۔ اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اِسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اسکے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ شیشہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑجاتی ہے۔ پس یہی حال رُوحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اُس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اُس میں سے بھی شعاعیں نکل کر دُوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پُوری شوکت کے ساتھ اُس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابلِ یاد داشت ہے۔ اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفّا الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے۔ اور اُن سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

[1] البقرۃ: ۳۱

۲۶ ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال و گمان سے برتر ہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطۂ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اِس قدر کہ دُنیا اُس کو شناخت نہیں کر سکتی اور کوئی عقل اُس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وُہ اپنے محبوبِ ازلی کی محبت میں اِس قدر محو ہوتے ہیں کہ کوئی رگ و ریشہ اُن کی ہستی اور وجود کا باقی نہیں رہتا۔ اور یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ[1] اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کوئی اُن میں سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر کوئی نُور حاصل نہیں کر سکتا اور نہ کوئی رُوحانی تصویر آفتابِ نُورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعدادِ فطرت کے موافق اپنا چہرہ اُسکو دِکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا۔ جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وُہی چہرہ ایک بڑے شیشہ میں بڑا دِکھائی دیتا ہے۔ مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ چہرہ کے تمام اعضاء اور نقوش دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دِکھلا نہیں سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے اور بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اِس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار ہو جاتے ہیں کہ گویا اظہارِ صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اُس سے بڑھ کر وہ خدا ہے جو بکر کا خدا ہے اور اس سے بڑھ کر وہ جو خالد کا خدا ہے مگر خدا تین نہیں خدا ایک ہی ہے صرف تجلیاتِ مختلفہ کی وجہ سے اسکی شانیں مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے تین خدا نہیں ہیں مگر مختلف تجلیات کی رُو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہو گئیں۔ چونکہ موسیٰؑ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اِس لئے موسیٰؑ پر تجلّی قدرت الٰہی اُسی حد تک محدود رہی۔ اور اگر موسیٰؑ کی نظر اُس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

[1] الانبیاء: ۳۴

محدود اور ناقص نہ ہوتی جو اَب ہے۔ ۲۷ص
ایسا ہی حضرت عیسٰی کی ہمّت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو اُنکی نظر کے سامنے تھے اور دُوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اِس لئے قدرت الٰہی کی تجلّی بھی اُن کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمت تھی۔ اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی۔ اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی۔ تمام دُنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی۔ اِس لئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وُہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بداخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دُوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مدّنظر ہوتی تو اس کی یہ تعلیم نہ ہوتی جو اَب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دُوسری طرف خود ایجاد غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفّارہ کا مَن گھڑت مسئلہ پیش کرکے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یکلخت دروازہ بند کر دیا گیا۔
اب عیسائی قوم دوگونہ بدقسمتی میں مبتلا ہے۔ ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی۔ اور دُوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفّارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہُوا اُس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اسکے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اسلئے قدرت کی تجلّیات کا پُورا اور کامل حصّہ اُس کو ملا۔ اور وُہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی رُوحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے بجز اُسکی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔

اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیّہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز ص۲۸
اُس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے
جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت
پر چھوڑنا نہیں چاہا۔٭ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصولِ معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا
گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختمِ رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی
کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے اِن معنوں
سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے
اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان
قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہَم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوّت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوّت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ وہ
قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ
کے دروازے کُھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

٭حاشیہ: اِس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا
افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا حضرت
موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے
ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ
کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمّت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے
کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمتِ محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

ص۲۹ لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسٰی کو دوبارہ دُنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسےٰ کے بیان سے کھل گئی[ح]۔ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی۔ مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کریگا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہو کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کیطرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا! اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کرینگے تو وُہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپؐ کی ختمِ نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا۔ اور آپؐ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

حاشیہ: حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمدِ ثانی میں وُہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے۔ تا اِس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وُہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُنکی عقلیں ترقی کرینگی تو وہ بہت آسانی سے اِس عقیدے کو چھوڑ دینگے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی شیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

منہ ۳۰ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہِ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا! بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے! اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اِسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُنکی اُمت نے اُنکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

حاشیہ:- یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اِس آیت پر ہؤا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] پھر بعد اسکے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۵

میں یہ باتیں کسی قیاس اور ظن سے نہیں کہتا بلکہ میں خدا تعالیٰ سے وحی پاکر کہتا ہوں۔ اور میں اُس کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اُسی نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ وقت میری گواہی دیتا ہے۔ خدا کے نشان میری گواہی دیتے ہیں۔ ۳۱

ماسوا اس کے جبکہ قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کا وفات پاجانا ثابت ہے تو پھر اُن کے دوبارہ آنے کا خیال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہی نہیں وہ کیونکر زمین پر دوبارہ آسکتا ہے۔

اگر کہو کہ کن آیات قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو میں نمونہ کے طور پر اس آیت کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو قرآن شریف میں ہے یعنی یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ[1] الخ۔ اس جگہ اگر توفّی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی انہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ موت سے پہلے اس رفع جسمانی کی حالت میں ہی خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہو جائیں گے اور پھر کبھی نہیں مریں گے کیونکہ قیامت کے بعد موت نہیں اور ایسا خیال بداہت باطل ہے۔

علاوہ اسکے قیامت کے دن یہ جواب اُن کا کہ اُس روز سے کہ میں مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا حال ہوا۔ یہ اس عقیدہ کی رُو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھہرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دُنیا میں آوے اور اپنی اُمت کی مُشرکانہ حالت کو دیکھ لے بلکہ اُن سے لڑائیاں کرے اور اُن کی صلیب توڑے اور اُن کے خنزیر کو قتل کرے وہ کیونکر قیامت کے روز کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی اُمت کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اور خود یہ دعوےٰ کہ توفّی کا لفظ جب حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے

[1] المائدۃ : ۱۱۸

تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھائے جانا مگر دُوسروں کے لئے یہ معنی نہیں ہوتے۔ یہ دعویٰ بھی عجیب دعویٰ ہے۔ گویا تمام دُنیا کے لئے تو توفّی کے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ قبض رُوح کرنا نہ قبض جسم۔ مگر حضرت عیسٰی کے لئے خاص طور پر یہ معنی ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھا لینا۔ یہ معنی خُوب ہیں جن سے ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسٰی کیلئے ہی یہ معنی مخصوص ہیں اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دُنیا میں آئیں گے یہ عجیب افترا ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مُراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے اُن کی تو بلا کو بھی اِس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دنیا میں آجائیں گے۔ اور اگر اُن کا یہ عقیدہ ہوتا تو اس آیت کے مضمون پر رو رو کر کیوں اتفاق کیا جاتا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے اور اُن سے پہلے سب رسول دُنیا سے گذر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دُنیا سے نہیں گذرے تھے اور اُن کو اُس وقت تک ملک الموت چھو نہیں گیا تھا تو اس آیت کے سُننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سُنائی تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ کی میّت مطہّر تھی کہ شدّتِ دردِ فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اُسی وقت تمام صحابہ کو

جمع کیا اور اتفاق حسنہ سے اُس دن کل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں موجود تھے تب حضرت ابوبکر ۲۲
رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہیں مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے کوئی نبی نہیں گذرا جو فوت نہیں ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے ؎ سو جیسے پہلے اس سے سب رسول فوت ہو چکے ہیں آپ بھی فوت ہو گئے۔

تب اس آیت کو سُنکر تمام صحابہ چشم پُرآب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور اِس آیت نے اُن کے دلوں میں ایسی تاثیر کی کہ گویا اُسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اسکے حسّان بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مرثیہ بنایا۔

کنت السّواد لناظری ۔ فعمی علیك الناظرٗ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ۔ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرٗ

یعنی تُو میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اسکے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اِس شعر میں حسّان بن ثابت نے تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ گویا وُہ کہتا ہے کہ ہمیں اِسکی کیا پرواہ ہے کہ موسیٰ مرگیا ہو یا عیسےٰ مرگیا ہو۔ ہمارا ماتم تو اِس نبی محبوب کیلئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اِس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسےٰ دوبارہ دُنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

؎ جو شخص حضرت عیسیٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے باہر رکھتا ہے اُسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اس صورت میں حضرت ابوبکر کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھہرتا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کونسی تسلی ہو سکتی تھی۔ منہ

پیش کرکے یہ غلطی دُور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

۳۴ غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبّر کرنیوالے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے۔ جیساکہ ابتداء میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابوہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑ جانے کی پیشگوئی میں بھی اسکو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَ اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ[1] کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سُننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ دُوسری قرأت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِہٖ کے قَبْلَ مَوْتِھِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کرلیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

یَا عِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ[2]۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے موت دُونگا اور پھر موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤنگا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بری کرونگا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھونگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وُہ کونسے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ[3]۔ یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہیگی۔ پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آوینگے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہیگا۔

[1] النساء: ۱۶۰ [2] آل عمران: ۵۶ [3] المائدۃ: ۶۵

ماسوا اسکے ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے اس طور سے بھی بیہودہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گذرتا ہے اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ میں کروڑہا یہودی حضرت عیسیٰ سے منکر اور اُن کو گالیاں دینے والے اور کافر ٹھہرانے والے دنیا سے گذر گئے ہیں۔ پھر یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک یہودی اُن پر ایمان لے آئیگا۔ اس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت میں مر گئے۔ کیا اُن کی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔ ص۳۵

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسےٰ کی موت پر تھا۔ بلکہ تمام انبیاء کی موت پر اجماع ہو گیا تھا اور یہی پہلا **اجماع** تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے اور اسی وجہ سے حسان بن ثابت نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا ترجمہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ اے **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** تُو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے۔ عیسیٰ ہو یا موسیٰ مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اور درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور انکو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسیٰ جس کا وجود شرک عظیم کی جڑ قرار دیا گیا ہے زندہ ہو اور آپ فوت ہو جائیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اُن کو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ بیٹھے ہیں اور اُن کا برگزیدہ نبی فوت ہو گیا تو وہ مارے غم کے مر جاتے کیونکہ انکو ہرگز اس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی اور نبی زندہ ہو اور اُنکا پیارا نبی قبر میں داخل ہو جائے۔ **اللّٰھم صلّ علٰی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔**

اور خدا تعالیٰ کے اِس کلام سے کہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ[1] یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری دُوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ کے پاس جا بیٹھے۔ کس قدر نافہمی اور نادانی ہے۔ کیا خدائے عزّوجلّ دُوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور کیا قرآن میں رَفْعٌ اِلَی اللّٰہ کے

[1] النساء: ۱۵۹

۳۱ معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہیں کہ آسمان پر مع جسم عنصری اُٹھا لینا۔ اور کیا قرآن شریف میں اِس کی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے؟ اور اس آیت کے مشابہ دُوسری آیت بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور وہ یہ کہ:-

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً[۱]۔ پس کیا اِسکے معنی یہ ہیں کہ اے نفس مطمئنہ مع جسم عنصری دُوسرے آسمان پر چلا جا۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بلعم باعور کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف اُس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کیطرف جُھک گیا کیا اس آیت کے بھی یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ بلعم باعور کو مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا چاہتا تھا مگر بلعم نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کس قدر قرآن شریف کی تحریف کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں مَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ[۲] موجود ہے اِس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا ہو۔ اگلی آیت میں صریح یہ لفظ موجود ہیں کہ لٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ[۳] یعنی یہود قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے مگر اُن کو شُبہ میں ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے۔ پس شبہ میں ڈالنے کے لئے اِس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کرکے لعنتی بنایا جائے[ذ] یا خود یہودیوں میں سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا جاوے کیونکہ اس صورت میں ایسا شخص اپنے تئیں حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کرکے اپنے اہل و عیال کے پتے اور نشان دے کر ایک دم میں مخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جادو سے مجھے

ذ حاشیہ۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کے ائمہ تعبیر جہاں حضرت عیسیٰ کی رویت کی تعبیر کرتے ہیں وہاں یہ لکھتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے وہ کسی بلا سے نجات پاکر کسی اور ملک کی طرف چلا جائیگا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کریگا۔ یہ نہیں لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیگا۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام اور دوسر ے ائمہ کی کتابیں۔ پس عقلمند پر حقیقت ظاہر ہونے کے لئے یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

۱؎ الفجر:۲۸-۲۹ ۲؎ ۳؎ النساء:۱۵۸

ایسی شکل پر بنا دیا ہے یہ کس قدر مجنونانہ توہمات ہیں۔ کیوں لٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ کے معنی یہ نہیں کرتے
کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی بعد
میں دو تین روز تک ہوش میں آگئے اور مرہم عیسیٰ کے استعمال سے (جو آجتک صدہا طبّی ص۳۷
کتابوں میں موجود ہے جو حضرت عیسیٰ کیلئے بنائی گئی تھی) اُن کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔

پھر ایک اور بدقسمتی ہے کہ وہ اِن آیتوں کے شانِ نزول کو نہیں دیکھتے۔ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات دُور کرنے کیلئے بطور حَکَم کے تھا تا اُنکے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اُس کا فرض تھا کہ اُنکے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرتا۔ پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اُسکی رُوح مرنے کے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر گئے اسلئے وُہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے اُن کیلئے نہیں کھولے گئے۔ اور عیسائیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آج تک وُہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر جان دیکر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اَوروں کو نجات دینے کے لئے انہوں نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وُہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے اور ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خُون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونیوالے مادہ سے پاک تھا خدا کی طرف اُٹھائے گئے* اور خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اِن دونوں متخاصمین کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسیٰ کی صلیب پر جان نکلی یا وُہ قتل ہوا۔ تا اِس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وُہ بموجب حکم توریت لعنتی

* اگر آیۃ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہمیں کوئی دکھلاوے کہ قرآن شریف میں وہ آیۃ کہاں ہے جو امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوگا اور وُہ مرنے کے بعد یحییٰ وغیرہ انبیاء کے ساتھ جا ملیں گے۔ کیا نعوذ باللہ خدا کو یہ دھوکہ لگا کہ یہود کی طرف سے انکار تو تھا اُن کے رفع روحانی کا جو مومن کا بعد موت ہوتا ہے۔ اور خدا نے کچھ اور کا اَور سمجھ لیا۔ نعوذ باللہ من ھٰذا الافتراء علی اللہ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ منہ

ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچا یا گیا اور مومنوں کی طرح اُس کا خدا کی طرف رفع ہُوا۔ اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پاکر خدائے عزّوجلّ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے وہ بھی اُٹھائے گئے اور اُن نبیوں میں جا ملے جو اُن سے پہلے گذر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیوں کے مقدس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسیٰ کو بھی اُنھیں کے رنگ میں پایا اور اُن کے ساتھ پایا کوئی نرالا
۳۹ جسم نہیں دیکھا۔

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع رُوحانی سے تھا۔ کیونکہ وُہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسلمانوں نے محض اپنی ناواقفیت کی وجہ سے رفع رُوحانی کو رفع جسمانی بنا دیا۔ یہودیوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جائے وہ مومن نہیں۔ بلکہ وُہ تو آج تک اِسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع رُوحانی نہ ہو اور اُس کیلئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں وہ مومن نہیں ہوتا جیسا کہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے وَلَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ[1] یعنی کافروں کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے مگر مومنوں کیلئے فرماتا ہے مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ[2]۔ یعنی مومنوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے۔ پس یہودیوں کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافر ہیں اسلئے خدا تعالیٰ کی طرف اُن کا رفع نہیں ہُوا۔ یہودی اب تک زندہ ہیں مر تو نہیں گئے۔ اُن کو پُوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا کیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اور اُسکے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافہمی سے کہاں کی بات کہاں تک پہنچا دی اور ایک فوت شدہ انسان کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سَو بیس ۱۲۰ برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وُہ ایک سَو بیس ۱۲۰ برس اب تک نہیں گذرے۔

ایسا ہی انہوں نے اپنی نافہمی سے قرآن شریف اور احادیث میں تناقض پیدا کر دیا۔

[1] الاعراف: ۴۱ [2] صٓ: ۵۱

کیونکہ قرآن شریف اُس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجّال ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔[1] یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اُس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجّال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان
ص۳۹ ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائیگا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے اِس لئے سورۃ فاتحہ میں دجّال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اگر دجّال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اسکے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا وَلَا الضَّآلِّیْنَ[2] یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ وَلَا الدَّجَّال۔ اور آیت اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ سے مُراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اُس وقت تک زندہ ہے جب تک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے۔ سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانے والے ہیں۔ اور چونکہ وہ گروہ ہے اِس لئے اُس کا نام دجّال رکھا گیا ہے کیونکہ عربی زبان میں دجّال گروہ کو بھی کہتے ہیں اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے۔ وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا۔ انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی۔ پس یہ تناقض بجز اسکے کیونکر دُور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

علاوہ اسکے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفوں کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اور دُنیا کے تمام فتنوں سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اسکی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذکر نہیں کہ اس کے

[1] الاعراف: ۱۵-۱۶ [2] الفاتحۃ: ۷

فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھہراوے اور ہمارے مخالف کسی اور دجّال کے لئے شور مچاویں۔

اور حضرات عیسائیوں کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا اور دُوسری طرف اُس کے ملعون ہونے کا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہلِ لُغت کے اتفاق سے لعنت ایک رُوحانی امر ہے اور ملعون راندہ درگاہِ الٰہی کو کہتے ہیں یعنی جس کا خدا کی طرف رفع نہ ہو اور جس کے دِل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اِسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دِل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ اُن سے بیزار ہو گیا تھا۔ اور عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حضرات عیسائیاں انجیلوں کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اِس واقعہ کو یونسؑ کے واقعہ اور اسحاق کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل ہوا تھا اور مُردہ ہونے کی حالت میں اُس کے اندر دو یا تین دن تک رہا۔ پس یونسؑ سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی۔ زندہ کو مُردے سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائیاں ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ اسحٰق حقیقت میں ذبح ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا۔ اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحٰق کے واقعہ سے کیا مشابہت؟ ص۴۰

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو ایسا ہی ہوگا۔ مگر یسوع کی تمام دُعا جو اپنی جان بچانے کیلئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو کہ انجیل کی رُو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے۔ یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ یسوع کی یہ دُعا تھی کہ مَیں صلیب پر مَر تو جاؤں مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا بلغ والی دُعا صرف گھبراہٹ دُور کرنے کے لئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانے کے وقت کیوں کہا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اُس وقت گھبراہٹ

دُور ہو چکی تھی۔ بناوٹ کی بات کہاں تک چل سکتی ہے۔ یسُوع کی دُعا میں صاف یہ لفظ ہیں۔ کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ سو خدا نے وُہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پَیدا کر دیئے۔ کہ جو جان بچ جانے کیلئے کافی تھے۔ جیسے یہ امر کہ یسُوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب پر نہیں رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتار اگیا۔ اور جیسے کہ یہ امر کہ اُس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ اور لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے۔ ص ۴۱

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسٰی کی خدائی ثابت کی جاتی ہے ردّ کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسٰی کا بغیر باپ پیدا ہونا (جس سے اُنکی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہکر ردّ کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ[1]۔ پھر اگر حضرت عیسٰی درحقیقت مع جسمِ عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونیوالے ہیں تو یہ تو اُنکی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ پیدا ہونے سے زیادہ دھوکہ میں ڈالتی تھی۔ پس جواب دو کہ کہاں قرآن شریف نے اسکی کوئی نظیر پیش کر کے اسکو ردّ کیا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ اِس خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا۔

پھر ہم بیان سابق کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نصِّ صریح کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعویٰ کرنا کہ کسی وقت اِس اُمّت کا اِس بات پر اجماع ہُوا تھا کہ

(یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسٰی درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے۔ پس جبکہ اُٹھایا جانا ثابت نہیں اسکی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے۔ اقبل حضرت عیسٰی کا آسمان پر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت کر دو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے۔ منہ

[1] آل عمران : ۶۰

حضرت عیسٰیؑ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اِس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوگا۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذّاب ہے۔

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد اُمت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہوگئی اور صدہا مختلف ۴۲
قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف اُن میں پھیل گئے یہانتک کہ یہ عقائد کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئیگا اِن میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے۔ چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاویں گے اور وہ اُن سے غصب خلافت کا انتقام لے گا۔ اور سُنّیوں کا مہدی بھی بقول اُن کے قطعی طور پر کسی خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور نہ قطعی طور پر عیسٰیؑ کے زمانہ میں ظاہر ہونیوالا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اسکے آئیگا اور اسپر احادیث پیش کرتے ہیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جُدا جُدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اِس قول پر لا مہدی اِلّا عیسٰی کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجّال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیاد ہی دجّال※ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ حالانکہ وہ بیچارہ مسلمان ہوچکا اور اُسکی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجّال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلے گا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اسکے معنی باوجود واضح ہونے کے بگاڑ دئے گئے۔ اِس میں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مُراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مُدت تک گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجّالی تصرفات سے رُکا رہا ہے مگر

※ ابن صیاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونے کے دجّال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

اب آخری زمانہ میں اُس نے قید سے پُوری رہائی پائی ہے اور اُسکی مُشکیں کھولی گئی ہیں تا جو جو حملے کرنا اُسکی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہو کہ دجّال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے* اور بعض حضرت عیسیٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں اور بعض صُوفیوں کا قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنیوالے سے مُراد کوئی اُمّتی انسان ہو کہ جو اسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کرکے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمّت میں اختلاف موجود ہو! اور بموجب آیت کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ [1] - ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہو۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعاً چاہتے ہیں کہ اُنکے تصفیہ کیلئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے۔ کیونکہ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہو۔ جب یہودیوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے۔ تو اُن کیلئے حضرت عیسیٰ حَکَم بنکر آئے۔ اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔ ۴۳

اب اِس زمانہ میں دُنیا اختلافات سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمّتِ محمّدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اِس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہو۔ اِس لئے بموجب سُنّت اللہ کے ضروری تھا کہ

---

* اِس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اسکی طاقت بڑھتی گئی یہانتک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا۔ اِسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سُورۃ فاتحہ کے اخیر میں وَلَا الضَّآلِّیۡن کی دُعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

[1] الروم : ۳۳

ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کیلئے کوئی حَکَمْ آتا۔ سو اسی حَکَمْ کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھہرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اسکو مہدی معہود کرکے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے میں سُنّت اللہ اس قدر متواتر تھی کہ کچھ ضرور نہ تھا کہ حدیثوں کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حَکَمْ ہو کر آئے گا جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَمْ ہوگا یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں اُن کو دُور کرنے کیلئے خدا اُسے بھیجے گا۔ اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائیگا۔ کیونکہ خدا اُسے راستی پر قائم کریگا اور وہ جو کچھ کہیگا بصیرت سے کہیگا اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے کیونکہ اُس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل ص۴۴
جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے اور باعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنیوالے ایک حَکَمْ کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کریگا جیساکہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہُوا اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہُوا۔ سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اِس جگہ اِس سُنّت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کے لئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلاء بھی مخفی ہوتا ہے جیساکہ حضرت عیسیٰ کیلئے یہود کی کتابوں میں پیشینگوئی کی گئی تھی کہ وہ اُس وقت آئیگا جبکہ اِلیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں ابتک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کے لئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ ابتک منتظر ہیں کہ اِلیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر اُن کا سچا مسیح آئے گا۔ مگر اب تک نہ اِلیاس دوبارہ زمین پر نازل ہُوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پُوری کرتا۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے

خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہونگے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہوگا۔ اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اِس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھتے تھے کہ وہ آخر الزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہوگیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہُوا۔ اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئیگا اور اُس کا مولد مکہ ہوگا اور اُس کا نام محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اُس کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جب کہ اِس امر کے لئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اسکو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اِس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نصّ قرآن ؎ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[1]۔ پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اِس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا۔ کیا عیسٰی بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کیوقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا[2] مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آگیا۔ اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسےٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اِسی شہادت کو ادا کر دیا ص۴۵

؎ کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسٰی آسمان سے نازل ہوگا۔ رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے۔ جیساکہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے۔ اِسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ پس صرف نزول کے لفظ سے آسمان سمجھ لینا پرلے درجہ کی ناسمجھی ہے۔ منہ

[1] بنی اسرائیل: ۹۴ [2] المرسلات: ۲۶-۲۷

ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود اِن دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پاکر میری ہے۔ اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو مَیں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہُوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے۔ تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اِس قدر تائید اور نصرت اُس کی ہرگز نہ ہوتی۔ اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آچکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اَے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دُور رہنے والو! ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پُورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا۔ تو کیا تم اِس عُذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے※۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے۔

۴۶

※ اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے۔ پھر اگر اس قدر نشانوں میں سے دو تین نشان کسی مخالف کی نظر میں مشتبہ ہیں تو اُن کی نسبت شور مچانا اور اس قدر نشانوں سے فائدہ نہ اُٹھانا کیا یہی ان لوگوں کا تقویٰ ہے۔ کیا انبیاء کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی؟۔ منہ

یہ تو خدا کے نشان ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اِس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بجز اِسکے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جن کے مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جن کے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجّال کہاں ہے؟ جس سے تم ڈراتے ہو۔ مگر لَا الضَّآلِّیْنَ والا دجّال دن بدن دُنیا میں ترقی کر رہا ہے۔ اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اسکے فتنہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دِلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو سُورۃ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا اُن غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود نہیں ہیں۔ پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو۔ کیا جیسا کہ یہود نے اور اُن کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آیا یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آگیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہیں سورۃ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بن جاؤ۔ یہود بھی تمہارے دعویٰ کی طرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسّک تھے۔ مگر بوجہ اِسکے کہ حَکَم کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اُسکے نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا مواخذہ میں آگئے اور اُن کا کوئی عُذر سُنا نہ گیا۔

۴۷ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہوگئی تھی۔ سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حَکَم مبعوث فرمایا۔ مگر جو مسلمانوں کیلئے حَکَم مقدر تھا اُس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دو چند کی گئی یعنے چودھویں صدی۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتویں تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدّت کے

دو حصہ میں پہنچ کر فتور آئے گا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر اُن کا حکم ظاہر ہوگا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ **وحی کے اقسام ثلاثہ** میں سے اکمل اور اتم وُہ وحی ہے جو علم کے تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوارِ سبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دُھواں دیکھتا ہے اور اُس سے ظنّی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وُہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وُہ دُھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دُھوئیں سے مشابہ ہو۔ یا دُھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادّہ آتشی موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقلمند کو اُسکے ظنّوں سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اُسکو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک اُن لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہیں۔ کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہیں۔

یہ تو علم الیقین کی مثال ہے اور جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ یہی درجہ ہو اُس کے دل پر اکثر شیطان کا تسلط رہتا ہے اور اسکو گمراہ کرنے کیلئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وُہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک
ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جمّوں کا رہنے والا بدقسمت چراغدین جو پہلے میری جماعت میں داخل ۴۸
تھا اِسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اُسکو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ نے اُسکو ایک عصا دیا ہے کہ تا دجّال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اُس نے دجّال ٹھہرایا۔ آخر اُس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہے مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے جواناں مرگ مرا اور موت کے دنوں کے قریب اُس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لیکر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسکو ہلاک کرے۔ سو وُہ خود ۴۔ اپریل

سن ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ فاتقوا اللہ یا معشر الملہمین۔
دُوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دُور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اُسکو اگرچہ راہِ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دُور نہیں کرسکتی۔ اِس درجہ کا نام **علم الیقین** ہے اور اِس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وُہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اِس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔
تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور اُسکو محسوس ہوجاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہ ہے اور اُس سے اپنی سردی کو دُور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ ظن جمع نہیں ہوسکتا۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دُور کرتا ہے۔ اِس حالت کا نام **حق الیقین** ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیاتِ الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہوجاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُنکی درست ہوجاتی ہیں۔ اِس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے۔ اور اِس درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ اُنہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وُہ ظن کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو ملتا ہے۔ اور ہزارہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ اُنکو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وُہ دُور سے نہیں دیکھتے بلکہ نُور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور اُنکے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اِسی لئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی اُن کیلئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اُسکے بندے اُنکو شناخت کرلیں۔ پس اِسی غرض سے وُہ بڑے بڑے نشان اُنکی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُنکا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔ ص۴۹

ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُنکے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُنکے دوستوں کا دوست اور اُنکے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو اُنکی خدمت میں لگادیتا ہے اور جیساکہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو اُنکے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبولِ الٰہی ہیں۔ پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُنمیں کوئی دوسرا شریک اُنکا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اسکے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے صفاتِ اخلاقیہ سے دلوں میں اپنی محبت جماوے ایسا ہی اُنکی صفاتِ اخلاقیہ میں اس قدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل اُنکی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مَرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ اُنکے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہوجاتی ہے گویا اُن کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دُنیا بیخبر ہے۔ اور اُن سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دُوسروں سے وُہ ہرگز نہیں کرتا جیساکہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اِس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اُسکی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اُس کے لئے سرد کر دیا۔ اور جب ایک بدکردار **بادشاہ** اُن کی بیوی سے بدارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اُس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعے سے وُہ اپنے پلید ارادہ کو پُورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا۔ تو خدا نے غیب سے اُس کیلئے پانی اور سامانِ خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُنکو ہلاک کر دیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو نہیں پہنچتی گو وہ

نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بد ذات لوگ اُن کی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مرجاتی ہے اور اُن کیلئے غیب سے کوئی آبِ زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے۔ اور گو محبوبینِ الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرتِ الٰہی نمایاں طور پر اُنکے شاملِ حال ہوتی ہے اور غیرتِ الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رُسوا کرے۔ اور اُسکی محبت گوارا نہیں کرتی کہ اُنکا نام دُنیا سے مٹا دے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُسکے ربّ میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ وفا اور صدق کے تمام اُن مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں۔ تب وہ خدا کا اور اُسکی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اس کیلئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شرّ ہوتے ہیں۔ اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُسکی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُسکے اہل و عیال ص۵۱ کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے اہلِ وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے۔ غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اُس کیلئے دکھلایا نہیں جاتا۔ اور یہ مرحلہ دِقّت طلب نہیں۔ اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ تیسرا درجہ نصیب ہو گیا ہے جو بیان ہو چکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گریگا وہ پاش پاش ہو جائیگا۔ اور جس پر وہ گریگا۔ اُسکو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اُس کا مُنہ خدا کا مُنہ ہے۔ اور اُس کا وُہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگوں کے پاس (جو مالدار ہیں) ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہونگے اور وُہ تھوڑے سے درہم و دینار اُن کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزت کسی کو نہیں دیتا مگر انہیں کو جو اُسکی محبت میں کھوئے گئے ہیں
ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر انہیں کو جو اُس کیلئے بمنزلہ اُسکی توحید اور
تفرید کے ہیں اور ایسے اُسکی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو آپ بمنزلہ اُسکی صفات کے ہیں۔ وہ انکو نور دیتا
ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے
اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُسکی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے
ہوسکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستار الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے
ہوسکتی ہے جسکو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اُس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے۔ ص۵۲
اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو۔ اور پھر خدا کے حُسن و احسان پر پوری اطلاع ہو۔ اور پھر اُس سے
محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزش محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر
ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دُنیا اُسکی ہستی کے آگے مُردہ متصور ہو اور ہر ایک خوف
اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُسکے بغیر
دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے۔ مگر یہ حالت بجز خدا
تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے
خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے
کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اسکی مدد کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اُسکے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ
خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔ خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکل کرے اور اُسی کو
پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے۔ اور اگر
ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو۔ یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے
کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجالائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم

میں اُس حد تک کوشش کرے کہ اُسکی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے ہیں اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کیلئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کیلئے انسان مامور ہے
اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب تو اُسکے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے ۵۲
جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[۱]۔ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تُو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیّت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُسپر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے۔ چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیٰوۃ ۔۔۔ با چنیں نفسِ سیہ چوں رسدت زدعوئے
گر تو آں صدق بورزی کہ بورزید کلیم ۔۔۔ عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب اُن کا وجود مظہر تجلیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے۔ اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ انکو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے۔

[۱] الفاتحہ: ۶-۷

دُنیا اُن کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُنکو مدد دیتا ہے۔ ہزار ہا نشان اُنکی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو اُنکی دشمنی سے باز نہیں آتا۔ آخر وہ بڑی ذلّت کے ساتھ ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا حلیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے۔ لیکن ہر ایک جو اُنکی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذاء پر کمر بستہ ہے خدا اُس کے استیصال کیلئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ایک مادہ شیر (جبکہ کوئی اُسکے بچہ کو مارنے کیلئے قصد کرے) غضب اور جوش کے ساتھ اُسپر حملہ کرتی ہے اور نہیں چھوڑتی جبتک اُسکو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرے۔ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں ہی شناخت کئے جاتے ہیں جب کوئی اُنکو دُکھ دینا چاہتا ہے اور اس ایذاء پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُسپر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اُسکو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرم شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ نور جو اُنکو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو اُن کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ رُوحانی نعمتیں جو اُنکو عطا ہوتی ہیں اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا۔ اور اُنکی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔ خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دِل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بن جاتے ہیں جس کی تہ تک دُنیا نہیں پہنچ سکتی۔ ۵۷

اور یہ سوال کہ کیوں خدا اُن سے ایسا تعلق پکڑ لیتا ہے؟ اِس کا یہ جواب ہے کہ خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اس میں محال ہے۔ پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُسکی آرزوؤں اور دُنیا کی محبت اور اُسکی تمناؤں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے۔ اور سفلی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ تجلیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دُنیا اُس سے دشمنی

کرتی ہے۔ کیونکہ دُنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اِس لئے وُہ راستباز سے پیار نہیں کرسکتی۔ مگر خدا اُس کو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اُس کیلئے ایسی ایسی طاقتِ الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اس کا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

۵۵ اور یاد رہے کہ جیساکہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں اُن کی تمام دُنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وُہ عظیم الشان اُمور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور اس قدر اُنکی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی انکے معارف اور حقائق بھی کیفیت اور کمیّت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارفِ صحیحہ سوجھتے ہیں جو دُوسروں کو نہیں سُوجھ سکتے۔ کیونکہ وُہ رُوح القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح اُن کو ایک زندہ دِل دیا جاتا ہے اسی طرح انکو ایک زبان عطا کی جاتی ہے اور اُن کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے۔ اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ اور اِسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی اُنکو عطا ہوتی ہے۔ اُنکے سینے کھولے جاتے ہیں اور اُنکو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے۔ وُہ خدا کیلئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ اُنکے دُودھ سے ایک دُنیا سیراب ہوتی ہے۔ اور کمزور دِل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضا جوئی کیلئے اُن کے دِل قربان ہوتے ہیں۔ وُہ اُسی کے ہو جاتے ہیں اِسی لئے خدا اُنکا ہو جاتا ہے۔ اور جب وُہ اپنے سارے دِل سے خدا کی طرف جُھکتے ہیں تو خدا اُسی طرح اُنکی طرف جُھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا اُنکی پاسداری کرتا ہے۔ درحقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کرسکتا۔ مگر وُہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے۔ پس جس دِل کو وُہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اُسکی طرف آگیا۔ اُس کیلئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُسکی مدد کیلئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اُس کے لئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے جو دُنیا پر مخفی ہیں۔ اور اس کیلئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے کہ کوئی

تو لیش اپنے خولیش کیلئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا۔ اپنے علم میں سے اُسکو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اُسکو عقل بخشتا ہے۔ اور اُسکو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مَر کر ایک نیا تولّد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُنکو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وُہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک اُنکے مُنہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُنکی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وُہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آئے تو وہ اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں اور اُنکا آج کا دن کل کے دن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبّتانہ تعلق اُنکا ترقی میں ہوا کرتا ہے۔ اور اُنکی شدتِ محبت اور توکّل اور تقویٰ کی وجہ سے اُنکی دُعائیں رد نہیں ہوتیں اور وُہ ضائع نہیں کی جاتیں کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گُم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اِس لئے خدا بھی اُنکی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں دُنیا اُنکو شناخت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وُہ دُنیا سے بہت دُور چلے جاتے ہیں۔ اور اُنکے بارے میں سرسری رائیں نکالنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست اُنکی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن۔ کیونکہ وُہ احدیّت کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُنکی پُوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذباتِ محبّت میں وُہ سرمست ہیں۔ وُہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔ وُہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنیوالے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنیوالے۔ سب سے زیادہ خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دِکھلانیوالے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکّل کرنیوالے۔ سب سے زیادہ خدا کی رضاء کو ڈھونڈنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنیوالے۔ سب سے زیادہ اپنے ربِّ عزیز سے محبّت کرنیوالے ہیں اور تعلّق باللہ میں اُنکا اُس جگہ تک قدم ہے جہانتک انسانی نظریں نہیں پہنچتیں۔ اِس لئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ اُنکی طرف دوڑتا ہے کہ گویا وُہ اَور ہی خدا ہے۔ اور وُہ کام اُن کیلئے دِکھلاتا ہے کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی کسی غیر کیلئے اُس نے دِکھلائے نہیں۔ ؎ ۵۶

ص۵۷

باب چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنے اس بات کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے اُن اقسامِ ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔

خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وُہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وُہ چیز جو اُس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وُہ قلبِ سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اَب بوڑھا ہوا۔ مگر مَیں نے کسی حصّۂ عمر میں بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔ گویا رُومی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے: ؎

من زہر جمعیتے نالاں شُدم — جُفتِ خوشحالان و بدحالاں شُدم
ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من — واز درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ مَیں اُس کا شکر ادا کر سکوں۔ تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ مَیں دُنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اُس زمانہ میں بھی جبکہ مَیں اِس دُنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایام ابھی تھوڑے سے تھے۔ مَیں اِس تپشِ محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزّوجلّ سے ہونی چاہیئے اور اِسی تپشِ محبت کی وجہ سے مَیں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا۔ جس کے

۵۸ عقائد خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اسکے ہر قدم میں خدائے عزّ وجلّ کی توہین ہے۔ ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اُس کو خدا ٹھہرایا گیا۔ اور اُسی کو خالق السمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دُنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہو سکتی ہے اُس کے ساتھ ذلت جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلتیں کیوں جمع ہو گئیں کہ وُہ قید میں ڈالا گیا۔ اُس کو کوڑے لگے اور اُس کے مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وُہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا* کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مرجاتا ہے۔ اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اُس کی عصمت اور اُس کی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہو سکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریّت ظاہر کرتا۔ پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مر گیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ اور یہ کہنا کہ اُس نے عمدًا اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا تا اُمّت کے گناہ بخشے جائیں اس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا۔ جس شخص نے تمام رات

---

*حاشیہ یہ بات کہ اس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہو گیا تھا اِس دلیل سے ردّ ہو جاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دُعا کی کہ وُہ پیالہ اُس سے ٹل جائے۔ اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اگر وُہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اُس نے کیوں دُعائیں کیں اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے خوش ہو کر ایسا کام کیا تھا تا دُنیا مسیح کے خون سے نجات پاوے۔ تو یہ وہم اِس دلیل سے ردّ ہو جاتا ہے کہ اگر درحقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہانتک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سُورج تاریک ہو گیا۔ اِس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب دینے پر سخت ناراض تھا جس کی وجہ سے چالیس۴۰ برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہے۔ اوّل سخت طاعون سے ہلاک ہوئے اور آخر طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی مارے گئے۔ منہ

اپنی جان بچانے کے لئے رو رو کر ایک باغ میں دُعا کی اور وُہ بھی منظور نہ ہوئی اور پھر گھبراہٹ اس قدر اُس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدّتِ بیقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اُس کی نسبت کوئی خیال کرسکتا ہے کہ اُس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھہرایا جاتا ہے پھر وُہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دُعا کرتا ہے۔ جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا تو پھر اُس نے کس کے آگے رو رو کر دُعا کی۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اُن تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست خدا ہے۔ جو اُن سے الگ اور اُن پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا۔ ۵۹

پھر جس غرض کیلئے خودکشی اختیار کی گئی وُہ غرض بھی تو پُوری نہ ہوئی*۔ غرض تو یہ تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچوں سے باز آجائیں مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ اس خودکشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رُو بخدا بھی تھے مگر بعد اسکے جیسے جیسے خودکشی اور کفّارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اُسی قدر دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچ اور دُنیا کی

* افسوس کہ قرون ثلاثہ کے بعد مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہوگیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور ابتک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں اُن پر موت نہیں آئی اور اس طرح پر ان نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح انکی موت کا ذکر ہے۔ مثلاً آیت فلمّا توفّیتنی[۱] کیسی صاف تصریح سے انکی موت پر دلالت کرتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ آیت ماقتلوہ وما صلبوہ[۲] حضرت عیسیٰ کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی ایسی سمجھ پر رونا آتا ہے۔ کیا جو شخص مصلوب نہیں ہوتا وُہ مرتا نہیں؟ میں نے بار بار بیان کیا ہے کہ قرآن شریف میں نفی صلیب اور رفع عیسیٰ کا ذکر اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت کرے بلکہ اس لئے یہ ذکر ہے کہ تا یہ ثابت کرے کہ عیسیٰ لعنتی موت سے نہیں مرا۔ اور مومنوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہوا ہے اس میں یہود کا ردّ مقصود ہے کیونکہ وُہ اُن کے رفع ہونے کے منکر ہیں۔ منہ

[۱] المائدۃ: ۱۱۸ [۲] النسآء: ۱۵۸

خواہش اور شراب خواری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجائز تعلّقات عیسائی قوم میں بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رَو دریا پر جو ایک بند لگایا گیا تھا۔ وُہ بند یک دفعہ ٹوٹ جائے اور اردگرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کردے۔ یہ بھی یاد رہے کہ صرف گناہ سے پاک ہونا انسان کیلئے کمال نہیں۔ ہزاروں کیڑے مکوڑے اور چرند و پرند ہیں کہ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ پس کیا اُن کی نسبت ہم خیال کرسکتے ہیں کہ وُہ خدا تک پہنچ گئے ہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے رُوحانی کمالات کے حاصل کرنے کیلئے کونسا کفّارہ دیا؟ انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوسؔم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا۔ اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوّتیں اسکی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ ایک طرف تو جذباتِ نفسانی اسکو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دُوسری طرف محبّتِ الٰہی کی آگ جو اُسکی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اُس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلادیتی ہے جیساکہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اُس رُوحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفتِ الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ ہر ایک چیز کی محبّت اور عشق اُسکی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حُسن اور خُوبی کا تمہیں علم نہیں تم اُسپر عاشق نہیں ہوسکتے۔ پس خدائے عزّوجلّ کی خوبی اور حُسن وجمال کی معرفت اُسکی محبت پیدا کرتی ہے اور محبّت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں مگر سنّت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ وُہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور انکی روشنی سے وُہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اُنکو دیا گیا وہ اُنکی پیروی سے سب کچھ پالیتے ہیں۔ ۶۰

مگر افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی پر مُہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ پھر تازہ بتازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصّوں کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کو ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا مدار قصّوں اور کہانیوں پر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب جس کی ایک شاخ آریہ مذہب ہے، وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے۔
اُن کے نزدیک اِس جہان کا ذرّہ ذرّہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں۔ پس ہندوؤں کو
اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں
رہ سکتی۔ اور کہتے ہیں کہ اُن کا پرمیشر کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ گویا اُسکی اخلاقی حالت
انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہگاروں کے گنہ معاف کر سکتے ہیں
اور اپنے نفوس میں ہم یہ قوت پاتے ہیں کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے
اور اپنے فعل پر سخت نادم ہو اور آئندہ کیلئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور تذلّل اور انکسار
سے ہمارے سامنے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اُسکے گناہ معاف کر سکتے ہیں بلکہ معاف
کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ وہ پرمیشر جو خدا ہونے کا
دعویٰ کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہگار ہیں اور اُنکے گناہ کرنے کی طاقتیں بھی اُسی کی طرف سے ہیں
اُس میں یہ عمدہ خلق نہیں اور جب تک کروڑوں سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہیں
ہوتا۔ ایسے پرمیشر کے ماتحت رہ کر کیونکر کوئی نجات پا سکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

غرض میں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذاہب راستبازی کے مخالف ہیں
اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر اِن مذاہب میں روکیں اور نومیدی پائی جاتی ہے میں سب کو
اِس رسالہ میں لکھ نہیں سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک رُوحیں تلاش صـ۶۱
کرتی ہیں اور جس کو پانے سے انسان اِسی زندگی میں سچی نجات پا سکتا ہے اور اُس پر انوار الٰہی کے
دروازے کھل سکتے ہیں اور اُسکی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اُس
خدا کی طرف یہ دونوں مذہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں۔ ایسا ہی
اِن کے مشابہ دُنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد
لاشریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں۔

یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کے لئے میں نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا۔

اور نہایت دیانت اور تدبّر سے اُن کے اصُول میں غور کی مگر سب کو حق سے دُور اور مہجور پایا۔ ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وُہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ اور وُہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پُورا کرنیوالا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وُہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تعبّدِ ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اِسلئے وہ اِس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ وُہ خدا جس کی شناخت میں اُسکی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصّوں پر حصر رکھے۔ اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کے متعلق پُورا علم پاوے گویا اُس کو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اُس کی محض اسلام کے ذریعہ سے پُوری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چھُپ گئی ہے اور جو لوگ دُنیا کی لذّات کو چاہتے ہیں اور دُنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہیں۔ کیونکہ دُنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگوں ہیں۔ لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دُنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچی لذّت کا طالب ہو۔ وہ صرف قصّوں والے مذہب پر خوش نہیں ہو سکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلّی پا سکتا ہے۔
۶۲ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلّی پائیگا۔ اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پُورے زور سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اِس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مُجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اِس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا۔ اُس پیروی سے پایا۔ اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان

بجز پَیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پَیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دُنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اسکے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [1]۔ یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پَیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کیلئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُسکی ڈالدیجاتی ہے اور ایک قوّتِ جذب اُسکو عنایت ہوتی ہے۔ اور ایک نُور اُسکو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُسکے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اسکو اختیار کرلیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اُسکے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مَرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اُسکے دِل کو دیکھتا ہے۔ ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُسپر نازل ہوتا ہے۔ اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے۔ آفتاب کا عکس ایسے پُورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وُہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دِل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وُہ امر ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اسکے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ

[1] آل عمران : ۳۲

اُن کامل راستبازوں کے آئینۂ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوتا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ جیساکہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیاتِ الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے اور عیسےٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اِسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔

ایسا ہی عیسےٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیساکہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کرکے پکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کرکے پکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں۔ بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں بہت ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا۔ تب اُسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں اُنکا وجود درمیان نہیں ہوتا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا[1]۔ یعنی ان لوگوں کو کہہ کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دیگا۔ اب دیکھو اِس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰهِ کی جگہ یَا عِبَادِیْ کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے۔ مگر یہ استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

صفحہ ۶۴

ایسا ہی فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ[2] یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے

[1] الزمر: ۵۴ [2] الفتح: ۱۱

جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھہرایا گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ وُہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا[1] پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اِس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ سے ساتھ تشبیہ دی۔ اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیوں کا ایک قول بطور حکایت عن الیھود قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اور وُہ قول یہ ہے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ[2] یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اُسکے پیارے ہیں اِس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ ردّ نہیں کیا کہ تم کُفر بکتے ہو۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وُہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے۔ اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو بیٹا کر کے بھی پکارتے تھے۔ ص۶۵

اب اِس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کرے۔✠ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دِل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اُسکے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پُورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وُہ غالب آجاتا ہے اور اُسکی تائید اور نصرت میں ہر ایک

✠ اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجالانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول بننے کیلئے پَیروی کی کیا ضرورت ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اُسکی اطاعت کیلئے حکم دیا تو جو شخص اس حکم کو پاکر پیروی نہیں کرتا اُسکو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں دیجاتی۔ منہ

[1] البقرۃ: ۲۰۱ [2] المائدۃ: ۱۹

پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔
یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُنکی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وُہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور اُسکے رسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا اُنکو رُوحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور پھر جیسا جیسا اُن پر زمانہ گذرتا ہے وُہ اندرونی آگ عشق اور محبتِ الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبتِ رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔ اور ان تمام اُمور میں خدا اُن کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے۔ اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ تب وُہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو۔ اور اسی میں اُنکی لذّت اور یہی اُن کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کیلئے زمین پر خدا تعالےٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کیلئے اپنے عظیم الشان نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ ۶۶
زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا مگر انھیں کو جو اُس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اُسکی توحید اور جلال کے ظاہر ہونے کے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیساکہ وہ خود ہوتا ہے۔ یہ بات اُنھیں سے مخصوص ہے کہ حضرت اُلوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دُوسرے کو نہیں دیجاتی۔
شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو بھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وُہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وُہ مر گیا تو وُہ مر بھی جاتا ہے۔ یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وُہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو مَیں اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے۔ بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وُہ امور جو خاص طور

کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ **ایک** یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدّر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ **دوسرے** یہ کہ عام لوگوں کی نسبت اِس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ **تیسرے** اُن سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دُوسرا شخص اُن کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ **چوتھے** اُن کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دِکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے اُن مقبولوں کی عزت اور قربت کو دُنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اُنکی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں۔ ص۶۷ اُن میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔ بلکہ انکی بعض خوابوں یا الہاموں کی سچائی اُن کیلئے ایک بلا ہوتی ہے کیونکہ اِس سے انکے دلوں میں تکبّر پیدا ہوتا ہے اور تکبّر سے وہ مرتے ہیں اور اُس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ اے شاخ یہ مانا کہ تُو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو کہ اِس سے تُو خشک ہو جائیگی اور تمام برکتوں سے محروم کیجائیگی کیونکہ تُو جزو ہے کُل نہیں ہے۔ اور جو کچھ تجھ میں ہے وُہ تیرا نہیں بلکہ وُہ سب جڑھ کا فیضان ہے۔*

* یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اُس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابیں دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصہ لیتی ہے ایسا ہی اُسوقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے تب اُن ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے اور جسقدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں دراصل اُنکے کھلنے کا دروازہ وہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اسکے ساتھ دنیا میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے اور آسمان سے عام طور پر ایک روشنی اُترتی ہے جس سے ہر ایک شخص حسب استعداد حصہ لیتا ہے وہی روشنی خواب اور الہام کا موجب ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ میرے ہنر سے ایسا ہوا ہے مگر وہ چشمہ الہام اور خواب کا صرف اس نبی کی برکت سے دُنیا پر کھولا جاتا ہے اور اُس کا زمانہ ایک لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے جس میں فرشتے اُترتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ[1] جب سے خدا نے دُنیا پیدا کی ہے یہی قانون قدرت ہے۔ منہ

[1] القدر : ۵-۶

اب مَیں بموجب آیۃ کریمہ وَ اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ[1] اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں اُن کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ **تین لاکھ** سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اُس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں۔ جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رُسوا کیا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری مدّتِ بعثت سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ یہ مدّت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بد دُعا کا اثر ہُوا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دُعا سے بعض خطرناک بیماروں نے ص۶۸
شفا پائی اور اُن کی شفا سے پہلے مجھے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادثِ ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے۔ خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض

[1] الضحٰی: ۱۲

نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزارہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں اُنکو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ اور بعض نے اس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا **آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے**۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لیکر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جنکا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دُنیا نے دیکھ لئے ہیں٭ اور مَیں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ہر ایک مکّار اور مُفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اُس کو میرا افتراء خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اُس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اُس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افتراء ہے اور مَیں اُس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مُفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس ص۶۹

٭ ہر ایک منصف مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فیض رحمانی میں اسکو شائع کر دیا اور پھر اس مباہلہ سے صرف چند روز بعد فوت ہو گیا۔ اور کس طرح چراغدین جموں والے نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا ہلاک کرے۔ اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہو گیا۔ منہ

اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مُفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اُس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین

ہر ایک کیلئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کُھلا ہے اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دُعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھاکر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں۔ یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دِل محسوس کرلیں۔

اب چند الہام الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنیوالے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وُہ خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جسکو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افتراء ہے خدا کا کلام نہیں ہے۔ اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مَیں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ انسان کا افتراء ہے یعنی اس شخص کا افتراء ہے اور اسپر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبد الحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مُرتد ہوگیا ہے خاص طور پر اِس جگہ مخاطب ہے۔

اب ہم وُہ الہامات٭ بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وُہ یہ ہیں:۔

٭ اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سَو سَو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے انکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقعہ ہے کہ اسکی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے۔ اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے انکی قرأت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منہ

ص۷۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا احمد بارک اللہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت
اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا
ولٰکنّ اللّٰہ رمٰی۔ الرحمٰن علّم القراٰن۔ لتنذر
بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے تاکہ
قوما ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل
تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کُھل جائے یعنی معلوم
المجرمین۔ قل انّی امرت وانا اوّل المؤمنین۔
ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں
قل جاء الحقّ وزھق الباطل۔ انّ الباطل کان
کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔
زھوقا۔ کلّ برکۃ من محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔
ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔
فتبارک من علّم وتعلّم۔ وقالوا ان ھٰذا الّا
پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی
اختلاق۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون۔
طرف سے بنائے ہیں۔ اُنکو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر اُنکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے
قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید۔
اُنکو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں۔

ص۱۰۰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ط
اور اُس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا ۔
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحقّ
خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ۔ تا اس
لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّین کُلِّہٖ ط لا مبدّل لِکلماتہٖ ط
دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے ۔ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی اُن کو بدل نہیں سکتا ۔
یَقُولُوْنَ انّٰی لکَ ھٰذا اِنْ ھٰذا الاّ قول البشر ط
اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہ جو الہام کرکے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے ۔
واعانہٗ علیہ قومٌ اٰخرون ط افتأتون السّحر
اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے ۔ اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ و
وانتم تبصرون ط ھَیْھات ھَیْھات لما توعدون ط
دانستہ پھنستے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے ۔
مِنْ ھٰذا الذی ھو مھینٌ جاھل او مجنون ۔
بھلا ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے ۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے
قُل عندی شھادۃٌ من اللّٰہ فھل انتم مُسْلِمُوْن ط
ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں ۔
قُل عندی شھادۃٌ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون ط ولقد لبثتُ
پھر اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں ۔ اور مَیں پہلے اس سے
فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون ط ھٰذا من رحمۃ ربّک یتمّ
ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم سمجھتے نہیں ۔ یہ مرتبہ تیرے رب کی رحمت سے ہے وہ اپنی
ص۱۰۲ نعمتہ علیک ط فبشّر وما انت بنعمۃ ربّک بمجنون ط
نعمت تیرے پر پوری کرے گا ۔ پس تو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے ۔

لَكَ دَرَجَةٌ فِی السَّمَآءِ وَفِی الَّذِیْنَ هُمْ یُبْصِرُوْنَ۔ وَلَكَ

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور نیز اُن لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے

نُرِیْ اٰیَاتٍ وَنَهْدِمُ مَا یَعْمُرُوْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے

جَعَلَكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ

مسیح ابن مریم بنایا۔ وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے

یُسْئَلُوْنَ۔ وَقَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا

پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تُو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔

قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ

اُس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ مَیں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مَیں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری

اِهَانَتَكَ۔ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ كَتَبَ اللّٰهُ

اہانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ

☙ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے رُوح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کیطرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ قَالَ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔

اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولّد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے اسکو اُمّت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سُنکر افترا کی تہمتیں لگا دیں اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دِل میں کہا کہ کاش مَیں پہلے اس سے مرجاتا اور ایسا بھولا بسرا ہو جاتا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا۔ منہ

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ وَھم من بعد غلبھم سیغلبون ۞
مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔
اِنّ اللّٰہ مع الّذین اتّقوا والّذین ھم محسنون ؕ
خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نکوکار ہیں۔
اریك زلزلۃ السّاعۃ ؕ انّی احافظ کُلّ مَنْ فی الدّار
قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگہ رکھوں گا۔
وَامتازوا الیوم اَیُّھا المُجْرِمُوْن۔ جآء الحق وزھق ۲۷
اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل
الباطل ؕ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون ؕ
بھاگ گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔
بشارۃ تلقاھا النّبیّون ؕ اَنْتَ علٰی بیّنۃٍ مِن رّبك ؕ
یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے
کفینٰك المستھزئین ؕ ھل اُنبّئکم علٰی من تنزّل
وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اُن کے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر
الشیاطین۔ تنزّل علٰی کُلّ افّاكٍ اثیم۔ ولا تیئس
شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک کذّاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اور تُو خدا کی
من رّوح اللّٰہ ؕ الا انّ روح اللّٰہ قریب ؕ الا انّ نصر
رحمت سے نومید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد

۞ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں مَیں شیث ہوں مَیں نوح ہوں مَیں ابراہیم ہوں مَیں اسحٰق ہوں مَیں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں مَیں موسیٰ ہوں مَیں داؤد ہوں مَیں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مَیں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔ منہ

اللہ قریب۔ یأتیک من کل فج عمیق۔
قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں
یأتون من کل فج عمیق۔
کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئینگے گہرے ہو جائینگے اِس کثرت سے لوگ تیری طرف آئینگے کہ جن راہوں پر وُہ
ینصرک اللہ من عندہ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم
چلیں گے وہ عمیق ہو جائینگے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کریگا۔ تیری مدد وُہ لوگ کرینگے جنکے دلوں میں ہم اپنی
من السماء۔ لا مبدل لکلمات اللہ۔ قال ربک
طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب فرماتا ہے
انّہٗ نازل من السّماء ما یرضیک۔ انّا فتحنا لک صـ ۴۲
کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تُو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کُھلی کُھلی فتح تجھ کو
فتحاً مُبیناً۔ فتح الولی فتح وقربناہ نجیّا۔
عطا کریں گے۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قُرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا
اشجع النّاس۔ ولو کان الایمان معلّقاً بالثریّا
وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جاکر اس کو لے لیتا۔
لنالہ۔ انار اللہ برھانہ۔ کُنتُ کنزاً مخفیّاً
خدا اسکی حجت روشن کرے گا۔ مَیں ایک خزانہ پوشیدہ تھا۔
فَاَحْبَبْتُ ان اُعرف۔ یا قمر یا شمس انت منّی وانا
پس مَیں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند اور اے سُورج تُو مجھ سے ظاہر ہوا اور مَیں
منک۔ اذا جاء نصر اللہ وانتھی امر الزمان الینا
تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئیگی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا تب کہا جائیگا کہ کیا
وتمّت کلمۃ ربّک۔ الیس ھذا بالحقّ۔ ولا تصعّر
یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہیئے کہ تُو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بر جبیں نہ ہو اور چاہیئے

لخلق اللہ ولا تسئم من النّاس۔ و وسّع مکانک۔
کہ تُو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے
و بشّر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربّھم۔
انکو اترنے کیلئے کافی گنجائش ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں اُنکا قدم صدق پر
وَ اتْلُ علیھم مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ من رَّبِّکَ۔ اصحاب الصّفّہ
ہے اور جو کچھ تیرے رب کیطرف سے تیرے پر وحی نازل کیگئی ہے وہ ان لوگوں کو سُنا جو تیری جماعت میں داخل ہونگے
وما ادرٰک ما اصحاب الصفّۃ۔ تریٰ اعینھم تفیض ص۵
صفّہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفّہ کے رہنے والے۔ تُو دیکھے گا کہ اُنکی آنکھوں سے آنسو
من الدّمع۔ یُصلّون علیک۔ ربّنا انّنا سمعنا منادیًا
جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنیوالے
ینادی للایمان۔ وداعیًا الی اللہ وسراجًا منیرًا۔ یا احمدُ
کی آواز سُنی ہے جو ایمان کیطرف بلاتا ہے اور خدا کیطرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہُوا چراغ ہے۔ اے احمد تیرے
فاضت الرّحمۃ علٰی شفتیک۔ انّک باعیننا سمّیتک
لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تُو میری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے تیرا نام
المتوکّل۔ یرفع اللہ ذکرک ویتمّ نعمتہٗ علیک فی الدنیا
متوکّل رکھا ہے خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دُنیا اور آخرت میں تیرے پر
والاٰخرۃ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک
پُوری کریگا۔ اے احمد تُو برکت دیا گیا اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی
حقّا فیک۔ شانک عجیب۔ واجرک قریب۔ الارض والسّمآء
حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے۔ اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین
معک کما ھو معی۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک
تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وُہ میرے ساتھ ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے

لنفسی۔ سُبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مجدک
اپنے لئے چُنا۔ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔

ص ۷۶

ینقطع اٰباءک ویبدء منک ؕ[*]
تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔
وما کان اللّٰہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیّب ط
اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلا دے۔
اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وتمّت کلمۃ ربّک ط ھٰذا
اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور خدا کا وعدہ پُورا ہوگا تب کہا جائے گا کہ یہ
الّذی کنتم بہ تستعجلون ط۔ اَرَدتُ ان استخلف فخلقتُ
وُہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو مَیں نے
اٰدم ط۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰے۔
اس آدم کو پیدا کیا۔ وُہ خدا سے نزدیک ہؤا پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا
یحیی الدّین ویقیم الشریعۃ ط۔ یٰاٰدم اسکن انت
ہوگیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا اے آدم
وزوجک الجنۃ ط۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ
تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔

[*] حاشیہ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اِس نواح میں بیاسی ۸۲ گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اِس سے وہ والیانِ ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ ۶ گاؤں اُنکے قبضہ میں رہے اور پھر دو ۲ گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار ۴ گاؤں رہ گئے

یا احمد اسکن انت وزوجك الجنّة۔ نُصِرت صــ۷۷
اے احمد تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ تجھے مدد دی جائے گی۔
وقالوا لات حین مناص۔ انّ الّذین کفروا
اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وہ لوگ جو کافر ہو گئے
وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیہم رجل من فارس
اور خدا کی راہ کے مانع ہوئے اُن کا ایک فارسی الاصل آدمی نے ردّ کیا۔
شکر اللّٰہ سعیہ۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر۔
خدا اسکی کوشش کا شکر گزار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنیوالے ہیں۔

بقیہ حاشیہ اور اس طرح پر دُنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہوگئی۔ بہرحال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دُنیا کی عزتوں کا بجز بے جا شیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اِس لئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لیگا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائیگا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کیطرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائیگی اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے۔ یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقتِ حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناءِ فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے انّ الّذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیہم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے انکا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اس کوشش کا شکرگذار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے لوکان الایمان معلّقًا بالثّریّا لنالہ رجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلّق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی صــ۸۷

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ ص۷۸

یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ

اَمِیْنٌ۔ وَ اِنَّ عَلَیْکَ رَحْمَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الدِّیْنِ وَ اِنَّکَ

امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو اُن لوگوں میں سے ہے

مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ وَ یَمْشِیْ اِلَیْکَ۔ سُبْحَانَ

جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔ وہ پاک ذات

الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔

وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اُس کو عزت دی۔

بقیہ حاشیہ اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خُذُوا التَّوْحِیْدَ خُذُوا التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِس۔ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان در اصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُن کے والد کا نام میرزا عطا محمد میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الہ دین۔ میرزا الہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبد الباقی۔ میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ

حاشیہ در حاشیہ۔ میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اٹھ جائے گا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ منہ

۹ے جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الانبیاءؑ۔ بُشْریٰ لک یا احمدیؑ

یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اسمیں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد۔

اَنْتَ مُرَادِی وَمَعِیْؕ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِنِّیْ نَاصِرُکَؕ۔

تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ میں تیری مدد کروں گا۔

انّی حافظکؕ۔ انّی جاعِلُکَ للنّاس اماماًؕ۔ اکَانَ

مَیں تیرا نگہبان رہونگا میں لوگوں کیلئے تجھے امام بناؤں گا تُو اُن کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو ہونگے۔

للنّاس عجباًؕ۔ قُل ھو اللّٰہ عجیبؕ۔ لایُسْئل عمّا یفعل

کیا ان لوگوں کو تعجب آیا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا

وَھُمْ یُسْئَلُوْنَؕ۔ وَتِلْکَ الْاَیّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النّاسؕ

اور لوگ پُوچھے جاتے ہیں۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔

وقالوا اِنْ ھٰذا الاّ اختلاقؕ۔ قل ان کنتم تحبّون

اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو

اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہؕ۔ اذا نصر اللّٰہ المؤمن

آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے تو

جعل لہ الحاسدین فی الارضؕ ولا رآدّ لفضلہؕ

زمین پر اس کے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے۔ اور اسکے فضل کو کوئی ردّ نہیں کرسکتا۔

فالنار موعدھمؕ۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبونؕ

پس جہنم اُن کے وعدہ کی جگہ ہے۔ کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا انؤمِنُ

اور جب اُن کو کہا جائے کہ ایمان لائے جیساکہ لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم

کما اٰمن السُّفھَآءُ اَلَآ اِنّھُمْ ھُمُ السُّفھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا

بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بے وقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر

یعلمون۔ و اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا
مطلع نہیں اور جب ان کو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو کہتے ہیں کہ
انما نحن مصلحون۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا
بلکہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں کہہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر
ان کنتم مؤمنین۔ ام تسئلھم من خرج فھم من مغرم
مومن ہو تو انکار مت کرو کیا تو ان سے کچھ خراج مانگتا ہے پس وہ اس چٹی کی وجہ سے
مثقلون۔ بل اتینٰھم بالحق فھم للحق کارھون۔ تلطف
ایمان لانے کا بوجھ اٹھا نہیں سکتے۔ بلکہ ہم نے انکو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ
بالناس و ترحم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی واصبر
لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں بمنزلہ موسٰی کے ہے اور ان کی
علٰی ما یقولون۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین
باتوں پر صبر کر کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کریگا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے
لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا
اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو
انھم مغرقون۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ ان
مت کر کیونکہ وہ سب غرق کئے جائینگے اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر اور ہمارے اشارے سے وہ لوگ جو
الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم
تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے
واذ یمکر بک الذی کفرک ✠ اوقد لی یا ھامان
اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا کہ اے ہامان

✠ مکفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اُس نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانیوالا نذیر حسین ہی تھا۔ علیہ ما یستحقہ۔ منہ

لعلی اطّلع علٰی اِلٰہِ مُوسٰی وانی لاظنّہٗ من الکٰذبین۔

میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسٰی کے خدا پر اطلاع پاؤں اور مَیں اُسکو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

تبّت یدا ابی لھب وّتبّ※۔ ما کان لہٗ ان ید خل

ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا اسکو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا

فیھا الّا خائفًا۔ وما اصابک فمن اللّٰہ۔ الفتنۃ ھٰھُنا۔

مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا۔

فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اَلَا انّھا فتنۃ من اللّٰہ۔

پس صبر کر جیساکہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔

لیحب حبًّا جمًّا۔ حُبًّا من اللّٰہ العزیز الاکرم۔ شاتان

تا وہ تجھ سے محبّت کرے۔ وہ اس خدا کی محبّت ہے جو بہت غالب اور بزرگ ہے۔ دُو بکریاں

تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔

ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو اور اندوہگین مت ہو

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ الم تعلم انّ اللّٰہ علٰی

کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک

کُلِّ شیءٍ قدیر۔ وان یتخذونک الّا ھزوًا۔

چیز پر قادر ہے اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔

اھٰذا الذی بعث اللّٰہ۔ قل انّما انا بشر مثلکم

وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جسکو خدا نے مبعوث فرمایا۔ ان کو کہہ کہ مَیں تو ایک انسان ہوں۔

※ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہوچکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہوچکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وُہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدّت دراز پہلے یہ خبر دیدی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

صـ۸۲ یوحٰی الیّ انّما الٰھکم الٰہٌ واحد والخیر کلّہ فی القرآن۔

میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے۔

لا یمسّہٗ الّا المطھّرون۔ قل انّ ھدی اللّٰہ ھو

کسی دوسری کتاب میں نہیں اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں کہہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت

الھدٰی۔ وقالوا لولا نزّل علٰی رجل من قریتین

ہی ہے۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے

عظیم✤۔ وقالوا انّٰی لک ھٰذا۔ انّ ھٰذا لمکر مکرتموہ

کسی ایک شہر کا باشندہ ہے۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے

فی المدینۃ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔

مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔

قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ۔ عسٰی

ان کو کہہ کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبّت کرے۔ خدا آیا

ربّکم ان یرحمکم۔ وان عدتّم عدنا۔ وجعلنا جھنّم

ہے تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کروگے تو ہم بھی عذاب دینے کیطرف

للکافرین حصیرا۔ وما ارسلنٰک الّا رحمۃ للعالمین۔

عود کرینگے اور ہم نے جہنّم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنایا ہے اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔

قل اعملوا علٰی مکانتکم انّی عامل۔ فسوف تعلمون۔

انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور مَیں اپنے طور پر عمل کررہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لوگے کہ

لا یُقبل عملٌ مثقال ذرّۃ من غیر التقوٰی۔ انّ اللّٰہ مع

کس کی خدا مدد کرتا ہے کوئی عمل بغیر تقوٰی کے ایک ذرّہ قبول نہیں ہوسکتا۔ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے

✤ یعنی اس شخص کو مہدی موعود ہونے کا دعوٰی ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے۔ کیوں مہدی معہود مکّہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو سرزمین اسلام ہے۔ منہ

۸۳ اَلَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور انکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو میری
فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔
گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں۔
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان اور ایک نمونہ
مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ تَمْتَرُوْنَ۔
رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ یہ وُہی امر ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔
سَلَامٌ عَلَیْکَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا۔ اَنْتَ مُبَارَکٌ فِی الدُّنْیَا
تیرے پر سلام تُو مبارک کیا گیا۔ تُو دنیا اور آخرت میں مبارک
وَالْاٰخِرَۃِ۔ اِمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ بخرام کہ وقتِ تو
ہے۔ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ ⁂
نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد
پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا۔

⁂ حاشیہ۔ یہ خدا کا قول ہے کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی رُوحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ رُوحانی طور پر اسلئے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے اُنکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنیکے بعد اُنکے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور مَیں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے
۸۴ پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت مَیں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دُعا

اور تیری ساری مُرادیں تجھے دیگا۔ رَبُّ الافواج اس طرف توجہ کریگا ص۸۴
اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں
یا عیسٰی انّی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الّذین
اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور مَیں تیرے
اتبعوک فوق الّذین کفروا الٰی یوم القیامۃ
تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

بقیہ حاشیہ۔ اور توجہ سے شفایاب ہُوئے ہیں میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہُوا کہ حالتِ یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دُعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دُعا کا وقت نہیں مگر مَیں نے دعا کرنا بس نہ کیا۔ اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آنا محسوس ہُوا۔ اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہُوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انّی احافظ کلّ من فی الدار یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤنگا۔ اِس خیال سے میرے دل پر وُہ صدمہ وارد ہُوا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا ص۸۵
حالت تھی کہ خدا نخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وُہ حالت میسّر آگئی جو استجابت دُعا کے لئے ایک کُھلی کُھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی

ثلّۃ من الاوّلین و ثلّۃ من الاٰخرین۔ مَیں اپنی چمکار ص۸۵
ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔
دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔
لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے

بقیہ حاشیہ: قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی مَیں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مَیں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دُور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اُس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دُعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔

پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہو گئے اُنہوں نے میری طرف دُعا کیلئے التجا کی۔ مَیں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر اُن کیلئے دُعا کی اور دُعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دُعا کرنا عبث ہے تب مَیں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دُعا قبول نہیں ہوتی۔ تو مَیں شفاعت ص۸۶ کرتا ہوں کہ میرے لئے اس کو اچھا کر دے۔ یہ لفظ میرے مُنہ سے نکل گئے مگر بعد میں مَیں بہت نادم ہوا کہ ایسا مَیں نے کیوں کہا۔ اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی من ذا الذی یشفع عندہٗ اِلّا باذنہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ مَیں اس وحی کو سُن کر چُپ ہوگیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہوگا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ انّک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر مَیں نے دُعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دُعا

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی ۸۶
تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید
وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس ط
اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تُو مدد دیا جائے گا اور دُنیا میں مشہور کیا جائے گا۔
انت منّی بمنزلۃ عرشی۔ انت منّی بمنزلۃ ولدی*۔
تُو مجھ سے منزلہ میرے عرش کے ہے۔ تُو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔
انت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ نحن اولیاء کم
تُو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دُنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولّی اور

بقیہ حاشیہ خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اُسی دن بلکہ اُسی وقت لڑکے کی حالت رو بہ صحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیائے موتی حضرت عیسٰی علیہ السلام اِس سے زیادہ نہ تھے۔ مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اِس قسم کے احیائے موتی بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔ اور ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اُس کی اضطراری حالت دیکھ کر مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی تو یہ الہام ہوا بَرّق طفلی بشیر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں۔ تب اُسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُس کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اور ایک مرتبہ مَیں خود بیمار ہوگیا یہاں تک کہ قربِ اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سُورۃ یٰس

* خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسٰی کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اسلئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں اس اُمّت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

۸۷ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ
متکفل دُنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تُو غضبناک ہو مَیں غضبناک ہوتا ہوں
وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ مَنْ عَادٰی وَلِیًّا لِّیْ فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ
اور جس سے تُو محبت کرے مَیں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے مَیں لڑنے کیلئے
لِلْحَرْبِ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ وَ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ
اُسکو متنبّہ کرتا ہوں۔ مَیں اِس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس شخص کو ملامت کرونگا جو اُسکو ملامت کرے
وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ یَاْتِیْکَ الْفَرَجُ۔ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
اور تجھے وہ چیز دُوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔ کشائش تجھے ملے گی۔ اِس ابراہیم پر سلام۔

بقیہ حاشیہ: سُنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دُعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب مَیں صبح اُٹھا تو بالکل شفا تھی اور ساتھ ہی یہ وحی الٰہی ہوئی وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ یعنی اگر تم اِس رحمت کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی تو اِس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اسی طرح بہت سی صُورتیں پیش آئیں جو محض دُعا اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کر دیا جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ ابھی ۸؍ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن سے جو پہلی رات تھی میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُسنے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دُوسری رات میں اس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بے ہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا۔ اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اُس وقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ تب معاً دُعا کے ساتھ مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اُس کے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وُہ اُس کو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اُٹھا اور اُس نے تمام وُہ جانور اکٹھے کر کے ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا اِس کو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی۔

صافیناہ و نجیناہ من الغمّ۔ تفرّدنا بذالک۔ فاتخذوا صـ۸۸

ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی ہم اس امر میں اکیلے ہیں سو تم

من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ انّا انزلناہ قریبًا من القادیان

اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اسکو قادیان کے قریب اُتارا ہے

و بالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ صدق اللّٰہ ورسولہ

اور عین ضرورت کے وقت اُتارا ہے اور ضرورت کے وقت اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی

وکان امر اللّٰہ مفعولا۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح

اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح

بقیہ حاشیہ: اور مَیں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دُور ہوئی یا پہلے مرض دُور ہوگئی اور لڑکا آرام سے فجر تک سویا رہا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھ کو عطا فرمایا ہے اسلئے مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اس کو شرمندہ کرے گا کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانے کے لئے عطا کی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائے گا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔

اور اگر کوئی چالاکی اور گستاخی سے اس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس بیمار میرے حوالہ کئے جائیں اور بیس اُس کے حوالے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصہ میں آئیں شفایابی میں صریح طور پر فریق ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھے گا اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا۔ افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ نظیر کے طور پر بہت سے عجیب واقعات بیان کئے جاتے۔ منہ

ابن مریم۔ لا یسئل عمّا یفعل وھم یسئلون۔ اٰثرک ۸۹
ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں خدا نے تجھے
اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔ دنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ یریدون اَنْ یطفئوا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو
نور اللّٰہ۔ الا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ لا تخف۔
بجھا دیں خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر
انّک انت الاعلیٰ۔ لا تخف انّی لا یخاف لدی
تُو ہی غالب ہوگا کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے
المرسلون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم۔
نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں۔
واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون۔ نُنزّلُ علیک
اور خدا اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ ہم آسمان سے تیرے پر کئی
اسرارًا من السّمآء۔ ونمزّق الاعدآء کل ممزّق۔
پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔ اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔
ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون۔
اور فرعون اور ہامان اور اُنکے لشکر کو وہ باتیں دکھا دینگے جس سے وہ ڈرتے ہیں۔
فلا تحزن علی الذی قالوا۔ ان ربّک لبالمرصاد۔
پس اُن کی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا اُن کی تاک میں ہے۔
ما اُرسل نبی الا اخزی بہٖ اللّٰہ قومًا لا یؤمنون۔ ص ۹۰
کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنے کے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رسوا نہیں کیا جو اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔

سننجیک ؕ سنعلیک ؕ ساکرمک اکراماً عجباً ؕ اریحک
ہم تجھے نجات دینگے۔ ہم تجھے غالب کرینگے اور مَیں تجھے ایسی بزرگی دُونگا جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے میں تجھے آرام دُونگا
ولا اجیحک و اخرج منک قوماً ۔ ولک نری اٰیات
اور تیرا نام نہیں مٹاؤنگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا۔ اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھاوینگے
ونھدم ما یعمرون ؕ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع
اور ہم اُن عمارتوں کو ڈھادینگے جو بنائی جاتی ہیں۔ تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا
وقتہٗ ؕ کمثلک دُرٌّ لا یضاع ؕ لک درجۃ فی السّماء
جائے گا۔ اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے اور نیز
وفی الذین ھم یبصرون ۔ یبدی لک الرحمٰن شیئاً
ان لوگوں کی نگاہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں خدا ایک کرشمہ قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا اُس سے منکر لوگ
یخرّون علی المساجد ؕ یخرّون علی الاذقان ؕ ربّنا اغفر لنا
سجدہ گاہوں میں گر پڑیں گے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا
ذنوبنا انا کنّا خاطئین ۔ تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا
ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے۔ اور پھر تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم سب میں سے
وان کنّا لخاطئین ؕ لا تثریب علیکم الیوم ؕ یغفر اللہ
تجھے چن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے۔ تب کہا جائیگا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں خدا نے تمہارے
لکم وھو ارحم الراحمین ؕ یعصمک اللہ من العدا
گناہ بخش دئے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔
صـ91 ویسطو بکل من سطا ۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون ؕ
اور اس شخص پر حملہ کریگا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وُہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہوں پر قدم رکھا ہے۔
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر ؕ
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اے پہاڑو اور اے پرندو میرے اِس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو

سَلامٌ قولًا من ربّ رحیم۔ وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔

تم سب پر اُس خدا کا سلام جو رحیم ہے اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔

انّی مع الرّوح معک ومع اھلک لا تخف انّی لا یخاف لدیّ

مَیں اور رُوح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ مت ڈر میرے قرب میں میرے

المرسلون۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی ورکل ورکٰی فطوبٰی لمن

رسول نہیں ڈرتے۔ خدا کا وعدہ آیا اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ

وجد ورأٰی۔ اُمم یسّرنا لھم الھدٰی۔ واُمم حق

جس نے پایا اور دیکھا۔ بعض نے ہدایت پائی۔ اور بعض مستوجب

علیھم العذاب۔ وقالوا لست مرسلا۔ قل کفٰی باللّٰہ

عذاب ہو گئے۔ اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا

شھیدا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتٰب۔ ینصرکم

گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں خدا ایک عزیز

اللّٰہ فی وقت عزیز۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ

وقت میں تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے رحمٰن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی

السلطان۔ یؤتٰی لہ الملک العظیم۔ وتفتح علٰی یدہٖ

بادشاہت ہے۔ اس کو ملک عظیم دیا جائے گا۔ اور خزینے اُس کے لیئے

الخزائن۔ ذالک فضل اللّٰہ وفی اعینکم عجیب۔ قل یاایّھا ۹۲

کھولے جائیں گے یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ کہہ اے

---

* کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہؤا۔ خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ انکو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں آخر بعض بادشاہ انکی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کیلئے ہؤا۔ منہ

الکفّار انّی من الصادقین۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی حینٍ سنریھم
منکرو میں صادقوں میں سے ہوں۔ پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو۔ ہم عنقریب
اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حُجّۃ قائمۃ وفتحٌ مبینٌ۔ انّ اللّٰہ
انکو اپنے نشان اُنکے اردگرد اور انکی ذاتوں میں دکھائیں گے اُس دن حجت قائم ہوگی اور کھلی کھلی فتح ہو جائیگی خدا اُس دن
یفصل بینکمْ ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب۔ ووضعنا
تم میں فیصلہ کر دے گا۔ خدا اُس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور کذّاب ہے۔ اور ہم وُہ بھار
عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ وقُطع دابر القوم الذین
تیرا اُٹھالیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ہم اس قوم کو جڑھ سے کاٹ دینگے جو ایک
لا یُؤمنون ✤۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف
حق الامر پر ایمان نہیں لاتے۔ اُنکو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کیلئے عمل میں مشغول رہو اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے
تعلمون۔ انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔
کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ خدا اُنکے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُنکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔
ھل اتٰک حدیث الزلزلۃ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔
کیا تجھے آنے والے زلزلہ کی خبر نہیں ملی۔ یاد کر جب کہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی۔
واخرجت الارض اثقالھا۔ وقال الانسان مالھا۔ یومئذٍ
اور زمین جو کچھ اسکے اندر ہے باہر پھینک دے گی۔ اور انسان کہیگا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ غیر معمولی بلا اس میں پیدا ہو گئی۔
تحدّث اخبارھا۔ بانّ ربّک اوحٰی لھا۔ احسب النّاس
اُس دن زمین اپنی باتیں بیان کریگی کہ کیا اسپر گذرا۔ خدا اس کیلئے اپنے رسول پر وحی نازل کریگا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔ کیا لوگ
اَن یترکوا۔ وما یاْتیھم الّا بغتۃ۔ یسئلونک احق ھو۔ ص۹۳
خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئے گا ضرور آئیگا اور ایسے وقت آئیگا کہ وہ بالکل غفلت میں ہونگے اور ہر ایک اپنے دنیا کے
کام میں مشغول ہوگا کہ زلزلہ انکو پکڑ لیگا۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے؟

✤ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وقت آتا ہے کہ حق کُھل جائے گا اور تمام جھگڑے طے ہو جائیں گے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا۔ زمین بگڑ گئی ہے۔ آسمان اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ منہ

قل ای و ربّی انّہ لحق ولا یُردّ عن قوم یعرضون۔ الرحی
کہہ کہ خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے۔ اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے یعنی کوئی مقام

بدور و ینزل القضاء۔ لم یکن الذین کفروا من
اُن کو پناہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائینگے جو اس سے باہر ہو جائیں مگر اپنے عمل سے

اھل الکتب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البیّنۃ۔
ایک چکی گردش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی۔ جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے حق کے منکر ہوگئے وہ بجز اس نشان عظیم کے

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اُرِیک زلزلۃ الساعۃ۔
باز آنیوالے نہ تھے۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دُنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ میں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔

یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد
خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ اُس دن کہا جائے گا آج کس کا ملک ہے کیا اس خدا کا ملک نہیں جو

القھار۔ چمک دِکھلاؤں گا تم کو اِس نشاں کی پنج بار۔*
سب پر غالب ہے۔ اور میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤں گا۔

اگر چاہوں تو اُس دن خاتمہ۔ انی احافظ کل من
اگر چاہوں تو اُس دن دُنیا کا خاتمہ کردوں۔ میں ہر ایک کو جو تیرے گھر میں ہوگا اُس کی

فی الدار۔ اریک ما یرضیک۔ رفیقوں کو کہہ دو کہ
حفاظت کروں گا۔ اور میں تجھے وہ کرشمہ قدرت دکھلاؤنگا جس سے تُو خوش ہو جائیگا۔ رفیقوں کو کہدو کہ

عجایب در عجایب کام دِکھلانے کا وقت آگیا ہے۔
عجایب در عجایب کام دِکھلانے کا وقت آگیا ہے۔

* اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دُنیا اُن کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کردیگا یہانتک کہ وہ تمنا کرینگے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اسوقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہونگے جیسا کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ منہ

اِنَّا فتحنا لك فتحًا مبينًا ليغفر لك الله ما تقدّم من ذنبك
میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں

وما تاخر[1] ✠ انی انا التواب ط من جاءك جاءنی۔ سلام
اور پچھلے ہیں۔ مَیں توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔ تم پر

علیکم طبتم ط نحمدك ونصلّی ط صلوٰۃ العرش الی الفرش ط
سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے

نَزَلْتُ لَكَ وَلَكَ نُرِيْ اٰيَاتٍ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ۔ وَالنُّفُوْسُ
مَیں تیرے لئے اُترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی۔ اور بہت جانیں

تُضَاعُ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُغَيِّرَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
ضائع ہونگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات

بِاَنْفُسِهِمْ۔ انہ اوی القریۃ ✠✠ لولا الاکرام ط لهلك المقام ط
کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ اس قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا۔ اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو مَیں ہلاک کر دیتا

انی احافظ کلّ من فی الدار۔ ما کان اللّٰه لیعذّبهم
میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچاؤنگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا۔ خدا ایسا نہیں ہے

✠ ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزارہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں۔ اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس نبی کی بریّت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لیغفر لك اللّٰه کے یہی معنے ہیں۔ منہ

✠✠ حاشیہ۔ اوٰی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدك یتیمًا فاٰوٰی[2]۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوینٰهما الٰی ربوۃ ذات قرارٍ ومعین[3]۔ منہ

[1] الفتح: ۳ [2] الضحیٰ: ۷ [3] المؤمنون: ۵۱

وانت فیھم۔ امن است در مکان محبت سرا ما بھونچال
کہ جنہیں تُو ہو انکو عذاب کرے۔ ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ ایک زلزلہ آیا
آیا اور شدّت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کردی۔ یوم تاتی السماء
آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر و زبر کر دے گا۔ اُس دن آسمان سے
بدخان مبین ✣ وتری الارض یومئذ خامدۃ
ایک کھلا کھلا دُھواں نازل ہوگا۔ اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے
۹۵ مصفرّۃ۔ اُکرمک بعد توہینک ※۔ یریدون ان لا یتمّ
مَیں بعد اسکے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دُونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وُہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام ناتمام رہے
امرک۔ واللہ یابی الا ان یتمّ امرک۔ انی انا الرحمٰن۔ ساجعل
اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ مَیں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر
لک سھولۃ فی کل امر۔ اریک برکات من کل طرفٍ۔
میں تجھے سہولت دُوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دِکھلاؤں گا۔
نزلت الرحمۃ علٰی ثلث العین وعلی الاخرین۔ تردّ الیک
میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہوئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھونگا۔ اور جوانی کے نور
انوار الشباب۔ تریٰ نسلاً بعیداً ⁂۔ انا نبشرک بغلام مظھر
تیری طرف عود کریں گے۔ اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ

✣ یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اسکے قحط پڑیگا اور زمین خشک رہ جائے گی۔ نہ معلوم کہ معًا اس کے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا۔ منہ

※ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے ضرور ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سُنّت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔ منہ

⁂ یہ خداتعالیٰ کی وحی یعنی تریٰ نسلاً بعیداً قریبًا تیس سال کی ہے۔ منہ

الحق و العلیٰ۔ کَانّ اللہ نزل من السّماءِ۔ اِنّا نُبَشّرُکَ بغلامٍ
حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نافلۃً لک۔ سبّحک اللہ ورافاک۔ وعلّمک ما لم تعلم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا

انہ کریم تمشّی امامک وعادیٰ لک من عادیٰ۔ وقالوا ان ھٰذا
وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہُوا اور کہیں گے کہ یہ تو

الّا اختلاق۔ الم تعلم ان اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ یلقی الروح
ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تُو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے جس پر اپنے بندوں میں سے

علیٰ من یشاء من عبادہٖ۔ کلّ برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔

ص۹۶ فتبارک من علّمَ وتعلّمَ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی
پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی

مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔✠ انی معک و مع اھلک
اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو[۲] باعث ہیں

ومع کلّ من احبّک۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے تیرے لئے میرے نام نے چمک دِکھلائی۔

رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم حدید۔
رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔

(۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرت صلعم کی مہر نبوت کا فیضان۔

✠ حاشیہ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو

اطال اللّٰہ بقاءک۔ اسّی یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

مَیں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دِکھاؤنگا۔ خُدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وُہ سلامتی کے ص۹۷ شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہُوئی تلوار

بقیہ حاشیہ سے نبی کیونکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُنکی نبوت موسٰی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وُہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسٰی کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہُوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

تیرے آگے سے ✠ ۔ پر تُو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا
نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔
رَبِّ فرق بین صادق وکاذب۔ انت ترٰی کلّ مصلح ص۹۸
اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کرکے دِکھلا ۔ تُو ہرایک مصلح اور صادق
وصادق۔ رَبِّ کلّ شیٍٔ خادمك رَبِّ فاحفظنی وانصرنی
کو جانتا ہے۔ اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری
وارحمنی۔ خدا قاتل تو باد۔ و مرا از شر تو محفوظ دارد۔
مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تُو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگہ رکھے یعنی
زلزلہ آیا اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔
وُہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنیوالا ہے اُس وقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھکر نمازیں پڑھیں گے۔

بقیہ حاشیہ رشد اور صلاح اور تقوٰی سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی کی اُمّت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر اُن میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر اُن میں سرکش فاسق فاجر دنیا پرست ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ص۹۸ حضرت موسٰی یا حضرت عیسٰی کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل میں اشارہ تک نہیں ہے توریت میں جابجا حضرت موسٰی کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرتکب معاصی اور مفسد قوم لکھا ہے جن کی نافرمانیوں کی نسبت قرآن شریف میں بھی بیان ہے کہ ایک لڑائی کے موقع کے وقت میں انہوں نے حضرت موسٰی کو یہ جواب دیا تھا فاذھب انت وربّك فقاتلا انّا ھٰھنا قاعدون[1] یعنی تُو اور تیرا رب دونوں جاکر دشمنوں سے لڑائی کرو ہم تو اسی جگہ بیٹھیں گے یہ حال تھا اُنکی فرمانبرداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دِلوں میں وہ جوش عشقِ الٰہی پیدا ہؤا اور توجہ قدسی آنحضرت

✠ یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بنکر پھر مرتد ہو گیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا تُو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ

[1] المائدۃ: ۲۵

99 يُظْهِرُكَ اللّٰهُ وَيَمْشِي إِلَيْكَ۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ*

خدا تجھے غالب کریگا اور تیری تعریف لوگوں میں شائع کردیگا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ دستِ تو دعائے تو ترحم زخدا۔

مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے۔

زلزلہ کا دھکا۔ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا

زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ مٹ جائیگی

بقیہ حاشیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُنکے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے۔ کیا کوئی پہلی اُمت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفا دکھلایا۔ یہ تو حضرت موسیٰ کے صحابہ کا حال تھا۔ اب حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرادیا اور پطرس حواری جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں اُسنے حضرت مسیح کے رُو برو اُن پر لعنت بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بُزدلی اُن پہ غالب آگئی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ رُوح اُن میں پھُونک دی۔ اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اُن میں اس قدر تبدیلی کردی۔ یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت اُن کی تھی کہ وہ دُنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو اُن سے ظہور میں نہیں آئی تھی۔ اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہوگیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وُہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ و زاری اور دُعا اور تضرع کا اثر تھا۔ 99

* حاشیہ۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اسکے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

تتبعھا الرّادفۃ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کئی نشان ظاہر کریگا۔ اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور

ھٰذا۔ اخّرہ اللہ الی وقت مسمّٰی۔* تریٰ نصرًا عجیبًا۔

میں کسی قدر تاخیر کر دے۔ خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کر دیگا۔ تب تُو ایک عجیب مدد دیکھے گا۔

بقیہ حاشیہ۔ جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اُٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ و زاری سے بھر گیا۔ خُدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نُورِ ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دُنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دِلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دُور اور مہجور ہو گئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لعلّک باخعٌ نفسک الّا یکونوا مؤمنین[1] یعنی کیا تو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا جو

* پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کیلئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اسکا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دیگا۔ اِسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئینگی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اُس کیلئے اور نام بھی ہونگے۔ مگر بعد اسکے میں نے دُعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دُعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ربّ اخّر وقت ھٰذا اخّرہ اللہ الی وقت مسمّٰی یعنی خدا نے دُعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپکر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷؍ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دُعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جبتک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخّرہ اللہ الی وقت مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامنگیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معیّن ہو گئی۔ منہ

[1] الشعراء : ۴

ویخرّون علی الاذقان۔ ربّنا اغفر لنا ذنوبنا انّا کنّا
اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر کہ ہم
خاطئین۔ یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفك۔ لا تثریب علیکم الیوم
خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی مَیں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت
یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تلطّف بالنّاس وترحّم صـ ۱۰۱
نہیں خدا تمہارے گناہ بخشدیگا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات سے
علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی۔ یاتی علیك زمنٌ
پیش آ۔ تُو مجھ سے بمنزلہ موسٰی کے ہے۔ تیرے پر موسٰی کے زمانہ

بقیہ حاشیہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمّت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقوٰی پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی اُمّت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو ۱۰۱ سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کو یہ دُعا سکھلاتا ہے:۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم۔ پس اگر یہ اُمّت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اُسکی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ[۱] یعنی ہم نے عیسٰی اور اُسکی ماں کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچاکر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفا پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسٰی کی طرح مفقود ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں بنی اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ منہ

[۱] المومنون : ۵۱

کمثل زمن موسٰی۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا
کی طرح ایک زمانہ آئے گا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول

علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولاً۔ آسمان سے بہت دُودھ
کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آسمان سے بہت دُودھ

اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انّی انرتك و اخترتك۔ تیری
اُترا ہے یعنی معارف اور حقائق کا دُودھ میں نے تجھے روشن کیا اور چُن لیا۔ اور تیری

صفحہ ۱۰۲

خوش زندگی کا سامان ہوگیا۔ وَاللّٰہ خیر من کل شیءٍ۔ عندی
خوش زندگی کا سامان ہوگیا ہے۔ خدا ہر چیز سے بہتر ہے۔ میرے قرب

حسنۃ ھی خیر من جبل۔ بہت سے سلام میرے تیرے پر
میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام

ہوں۔ انّا اعطیناك الکوثر۔ ان اللّٰہ مع الذین اھتدوا والذین ھم
ہیں۔ ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں اور

صادقون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔
جو صادق ہیں۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور نیکوکار ہیں۔

اراد اللّٰہ ان یبعثك مقامًا محمودًا۔ دو نشان ظاہر ہونگے۔
خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تُو تعریف کیا جائیگا۔ دو نشان ظاہر ہوں گے۔

و امتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔ یکاد البرق یخطف
اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ خدا کے نشانوں کی برق انکی آنکھیں اُچک کر

ابصارھم۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔ یا احمد
لے جائے گی۔ یہ وُہی بات ہے جس کے لئے جلدی کرتے تھے۔ اے احمد!

فاضت الرحمۃ علٰی شفتیك۔ کلام اُفصحت من
تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے

لَدُن ربّ کریم۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعراء را در
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو
دخلے نیست۔ ربّ عَلّمنی ما ھو خیر عندک۔ یعصمک اللّٰہ من صفحہ ۱۰۳
دخل نہیں اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے
العدا و یسطو بکلّ من سطا۔ برزما عندھم من الرّماح۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کر دے گا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دئے
ساخبرہ فی اٰخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رءوف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رُوف و
رحیم۔ انّا النّا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔
انی مع الرسول اُجیبُ اُخطی و اصیبُ۔ وقالوا انّٰی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہینگے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں
ھٰذا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ جاءنی اٰئل※ واختار۔ وادار اصبعہٗ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آئیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی
و اشار۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی۔ فطوبٰی لمن وجد و رأی۔ الامراض
اور یہ اشارہ کیا۔ کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

ؒ حاشیہ۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی مَیں جو چاہونگا کبھی کرونگا اور کبھی نہیں۔ اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پُورا ہو جاتا ہے۔ اسکے یہ معنے ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

※ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

تشاع والنفوس تضاع ــــ انی مع الرسول اقوم
پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا ۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

ﷺ واُفطر واصوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ ١٠٢ا
مَیں افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔

واجعل لک انوار القدوم۔ واقصدک واروم۔ واعطیک
اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا۔ اور تیری طرف قصد کروں گا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا جو

ما یدوم۔ انا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا۔ نقلوا الی
تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کھاتے آئینگے۔ کئی لوگ قبروں کی طرف

المقابر۔ ظفر من اللّٰہ وفتح مبین۔ ان ربی قوی قدیر۔
نقل کریں گے۔ اُس دن خدا کی طرف سے کھلی کھلی فتح ہوگی۔ میرا رب زبردست قدرت والا ہے۔

انہ قوی عزیز۔ حل غضبہ علی الارض۔ انی صادق
اور وہ قوی اور غالب ہے۔ اُس کا غضب زمین پر نازل ہوگا۔ مَیں صادق ہوں

انی صادق ویشھد اللّٰہ لی۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو
مَیں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دیگا۔ اے ازلی ابدی خدا میری

پکڑ کے آ۔ ضاقت الارض بما رحبت۔ رب انی مغلوب فانتصر۔
مدد کے لئے آ۔ زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے۔ اے میرے خدا مَیں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے

فسحقھم تسحیقا۔ زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں۔
لے۔ پس اُن کو پیس ڈال۔ کہ وہ زندگی کی وضع سے دُور جا پڑے ہیں۔

ﷺ حاشیہ۔ ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رُو سے اُسکی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی مَیں اپنا قہر نازل کروں گا۔ اور کبھی کچھ مہلت دُونگا۔ اُس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے۔ اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا کہ مَیں بیمار تھا۔ مَیں بھوکا تھا۔ مَیں ننگا تھا۔ الخ۔ منہ

۱۰۱ اِنّمَا امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی
تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہو وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہو۔ اے میرے بندے چونکہ تُو میری فرودگاہ میں
خدا ابرِ رحمت بباریدیا نے + انا امتنا اربعۃ عشر دوابّا
بار بار آتا ہو اسلئے اب تُو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ ہم نے چودہ چار پایوں کو ہلاک کر دیا۔
ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سر انجام جاہل جہنم بود +
کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود + میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔
جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا
انی اُمرت من الرحمٰن فاتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد
مَیں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ مَیں خدا کا چراگاہ ہوں۔ اور مجھے گم گشتہ
ریح یوسف لولا ان تفندون۔ الم ترکیف فعل
یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے
ربّک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل
ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر اُنہیں پر نہیں مارا۔
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا +
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔
انا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلّۃ
ہم نے تجھے معاف کیا۔ خدا نے بدر میں یعنی چودھویں صدی میں تمہیں ذلّت میں پاکر تمہاری مدد کی۔
وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللّٰہ
اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ انکو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

ؔ اِس کی تصریح نہیں کی گئی۔ وَاللّٰہ اعلم۔ منہ

لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل عندی شہادۃ من اللہ ص۱۰۶
تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے
فھل انتم مومنون۔ یاتی قمر الانبیاء۔ وامرک یتاتی۔
پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پُورا ہو جائے گا
وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ بھونچال آیا اور بشدت آیا
اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ بڑی شدت سے زلزلہ آئے گا اور
زمین تہ و بالا کر دی✠ ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔
اُوپر کی زمین نیچے کر دے گا یہ وُہی وعدہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے۔
انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک
مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے اس زلزلہ سے بچا لونگا کشتی ہے اور آرام ہے مَیں تیرے ساتھ
ومع اھلک۔ ارید ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ
اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سے اہل بنگالہ
حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔
کی دلآزاری کی گئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی۔

✠ حاشیہ۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے حزقیاہ بادشاہ نے فقہ[1] پر فتح پائی۔ اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے پیر منظور محمد لدہانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادی خاں۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دُنیا خدا کے ہی کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے وہ لڑکا اب کی دفعہ پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اخرہ اللہ الی وقتٍ مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جس کیلئے وہ لڑکا نشان ہوگا ہم نے اسکو ایک اور وقت پر ڈال دیا۔ منہ

[1] یسعیاہ باب ۷ (ناشر)

۵۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَ النَّسَبَ۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ
اُس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رُو سے تیرے پر احسان کیا۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا
عَنِّی الْحَزَنَ وَ اٰتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ۔ یٰسٓ۔ اِنَّکَ
غم دور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ اے سردار تُو خدا کا
لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ اَرَدْتُّ
مُرسل ہے　راہ راست پر　اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنیوالا ہے میں نے ارادہ
اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ یُحْیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ۔
کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کرے گا۔
چو دورِ خسروی* آغاز کردند + مسلماں را مسلماں باز کردند
جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے سے مسلمان بنانے لگے
اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا۔ قَرُبَ اَجَلُکَ
آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بند ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔ اب تیرا وقتِ
الْمُقَدَّرُ۔ اِنَّ ذَا الْعَرْشِ یَدْعُوْکَ۔ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ
موت قریب آگیا۔　ذو العرش تجھے بُلاتا ہے　اور ہم تیرے لئے کوئی رُسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے
ذِکْرًا۔ قَلَّ مِیْعَادُ رَبِّکَ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا۔
تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔
بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے
زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں　اُس دن سب جماعت دل برداشتہ
سب پر اوداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔
اور اوداس ہو جائے گی۔　کئی واقعات کے ظہور کے بعد

۱ یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

* خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پَیرو ہوں گے۔ منہ

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت دکھلانے کے ص۱۰۸
پھر تیرا واقعہ ظہور میں آئیگا قدرت الٰہی کے کئی عجائب کام پہلے دکھلائے جائیں گے
بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات
پھر تمہاری موت کا واقعہ ظہور میں آئیگا۔ تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان
باہرات۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات بیّنات۔
چھوڑیں گے تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔
ربّ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین۔ آمین
اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ مجھے ملادے۔ آمین

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب میں

چونکہ اس پُرآشوب زمانہ میں مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپکی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا بہشت میں داخل ہونے کیلئے کافی خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ محض افترا اور ظلم کے طور پر یا اپنی غلط فہمی سے میرے پر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہیں جن اعتراضوں سے بعض کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگوں کو اس سلسلہ سے بیزار کریں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دقائق دین کے سمجھنے سے اُن کی طبیعتیں قاصر ہیں اور اُنکی طبیعت میں شر نہیں مگر فہم رسا بھی نہیں اور نہ وسعت علمی ہے جس سے وہ خود حقیقتِ حال دریافت کرسکیں۔ اس لئے میں نے قرینِ مصلحت سمجھا کہ اس خاتمہ میں اُن سب کے شبہات کا ازالہ کیا جاوے۔

ص۱۰۹ کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان شبہات کے دُور کرنے کیلئے توجہ کرتا۔ کیونکہ میری بہت سی کتابوں

کے متفرق مقامات میں ان بیہودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ لیکن ان دنوں میں عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر بباعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقائق سے محض بیخبر اور محروم تھا اور تکبّر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنّی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بدقسمتی سے مُرتد ہوکر اِس سلسلہ کا دشمن ہوگیا ہے اور جہانتک اس سے ہوسکا خدا کے نُور کو معدوم کرنے کیلئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھونکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھاوے جو خدا کے ہاتھ سے روشن ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اس کے ایسے اعتراضات کا جواب لکھ دیا جائے جو عوام کو مطلع کرنے کیلئے قابلِ جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر بباعث غفلت اور مشغولی دُنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کرکے اُن میں سے یہ جواب معلوم کرلیں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جس کی وجہ سے عبدالحکیم خان ہماری جماعت سے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات اُخروی حاصل کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے (گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ہے) وہ نجات پائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہوکر بھی نجات پاسکتا ہے اور ارتداد کی سزا دینا اُس کو ظلم ہے۔ مثلاً حال میں ہی جو ایک شخص عبدالغفور نام مُرتد ہوکر آریہ سماج میں داخل ہوا اور دھرمپال نام رکھا یا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمربستہ ہے وہ بھی عبدالحکیم خان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائے گا۔ کیونکہ آریہ لوگ بُت پرستی سے دستکش ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے انبیاء علیہم السلام کا مبعوث ہونا محض بیہودہ اور لغو کام ٹھہرے گا۔ کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مکذّب اور دشمن ہوکر بھی خدا کو ایک جاننے سے نجات پاسکتا ہے تو پھر اس صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دُنیا میں بھیجے گئے ✠ ورنہ اُن کے بغیر بھی کام چل سکتا تھا۔ صفحہ ۱۱۱

✠ اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالے اور اُن کے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائیں گے تو بجائے اسکے کہ ان کفار کو قیامت میں کوئی عذاب ہو انبیاء خود ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہوجائینگے

اور اُن کے وجود کی کوئی بڑی بھاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لاشریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شرک کی قسم ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللّٰہِ لازمی طور پر ملایا گیا اور درحقیقت اس خیال کے لوگ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی میں تصوّر کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کا نام نہ ملایا جائے اور انکے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہیں۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن میں سب کے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر کے گمراہ فلسفیوں کی طرح مجرّد توحید کو کافی سمجھیں اور اپنے تئیں قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کرلیں اور مکذّب ہو جائیں تو اُنکے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مُرتد ہونے کے نجات پا جائیں گے اور بلاشبہ بہشت میں داخل ہونگے۔

مگر یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اِس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اُس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے۔ اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے۔ یہی وہ امر ہے جو ابتداء سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں۔ اور کئی صادق مسلمان جو کفّار کے ہاتھ میں عہد نبوی میں گرفتار ہو گئے تھے اُنکو بار بار فہمائش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے۔ لیکن انہوں نے انکار نہ کیا اور اسی راہ میں جان دی۔ یہ باتیں اسلام کے واقعات میں ایسی مشہور ہیں کہ جو شخص ایک ادنیٰ

بقیہ حاشیہ جبکہ وہ اپنے سخت دشمنوں اور مکذبوں اور اہانت کرنیوالوں کو بہشت کے تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے اور اپنی طرح ہر ایک قسم کی ناز و نعمت میں اُنکو پائیں گے اور ممکن ہو کہ اسوقت بھی وہ لوگ ٹھٹھا کر کے نبیوں کو کہیں کہ تمہاری تکذیب اور توہین نے ہمارا کیا بگاڑا۔ تب بہشت میں رہنا نبیوں پر تلخ ہو جائے گا۔ منہ

واقفیت بھی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اُس کو ہمارے اِس بیان سے انکار نہیں ہوگا

صفحہ ۱۱۱ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتداء انکی کفار کی طرف سے تھی اور کفارِ عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے اِس خوف سے کہ مبادا دینِ اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تا مظلوموں کو اُن فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں۔ مگر اس میں بھی کچھ شُبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوّت** کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذّب اور مخالف اور دشمن رہو اور اِس بات کی ضرورت نہیں کہ انکو اپنا سردار اور پیشوا سمجھ لو۔ تو اِس سے اِس قدر خونریزی کی نوبت نہ آتی۔ بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے **کیا وجہ** کہ اُن سے لڑائیاں کی گئیں یہانتک کہ بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کرکے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ نخواہ لڑائیاں کرنا اور اُن میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا؟

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ **تمام نبی** یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اِسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا اِن دو فقروں میں **خلاصہ** تمام اُمت کو سکھلایا گیا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے **وجود** کا پتہ دینے والے اور اُس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دُنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور **محال امر تھا**۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کرکے

اور اُنکی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کرسکتا ہے کہ ص۱۱۲ اِس کارخانۂ پُرحکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اِس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے۔ اور اِس فقرہ میں کہ واقعی وُہ موجود ہے **بہت فرق** ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف **انبیاء** علیہم السّلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وُہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظامِ عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔ یہ مرتبہ عقل بھی نبوّت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے۔ اگر انبیاء علیہم السّلام کا وجود نہ ہوتا تو اِس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مُدّت دراز اِس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دُنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دُنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوّت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وُہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے اُن میں فی الفور کدورت اور تاریکی پَیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دُنیا پَیدا ہوئی ہے **خدا کا شناخت** کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اِس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجُز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی طرح آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دُنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دُنیا میں

بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اُسکے ذریعہ دکھلاتا ہے۔ ص۱۱۳
تب دُنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانونِ ازلی
کے رُو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے اُن پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور
بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر اُن آسمانی نشانوں اور
قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وُہ خالص توحید جو
چشمۂ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے۔ وُہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے
وُہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے
وُہ کنزِ مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ وُہ توحید جو
خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اُس کا حاصل ہونا
بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہے۔

بعض نادانوں کو جو یہ وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان
لانے کی ضرورت نہیں۔ گویا وُہ رُوح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہم سراسر دلی کوری پر
مبنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جبکہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اس کے
ممتنع اور محال ہے تو وُہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسر کیونکر آسکتی ہے۔ اور اگر نبی کو جو جڑھ توحید کی ہے
ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہیگی۔ توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا
اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اُسی کے ذریعہ سے
خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ **خدا ہے**۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرتِ
احدیّت جلّشانہٗ کی ذات نہایت درجہ استغناء اور بے نیازی میں پڑی ہے اُس کو کسی کی
ہدایت اور ضلالت کی پروا نہیں۔ اور دُوسری طرف وُہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وُہ شناخت
کیا جائے اور اُسکی رحمتِ ازلی سے لوگ فائدہ اُٹھاویں۔ پس وُہ ایسے دِل پر جو اہلِ زمین کے ص۱۱۴
تمام دِلوں میں سے محبت اور قربِ او سبحانہٗ کا حاصل کرنے کیلئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت

اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اسکی فطرت میں ہی تجلی فرماتا ہے اور اُسپر اپنی ہستی اور صفاتِ ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وُہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جس کو دُوسرے لفظوں میں **نبی** کہتے ہیں اسکی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پھر وُہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اسکے دِل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی رُوحانی توجہات اور تضرّع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اُسپر ظاہر ہوا ہے۔ دُوسرے لوگ بھی اُسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وُہ دِلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنّا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ[1]※ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اُس کے دائمی غم اور حزن اور کرب وقلق اور تذلّل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دِلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اُسکی پُرجوش دُعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور عظیم الشان خوارق دُنیا کے لوگوں کو دِکھلائے جاتے ہیں جن سے دُنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وُہ پاک نبی اس قدر دُعا اور تضرّع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے اپنی قُربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دُنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وُہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ[2] اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[3] یعنی خدا تو تمام دُنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اُنھیں کیلئے ہمارا یہ قانون قُدرت ہے کہ ہم اُنکو اپنی راہ دِکھلا دیا کرتے ہیں۔ سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قُربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے

※ (ترجمہ) یعنی کیا تُو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منہ

[1] الشعراء: ۴ [2] آل عمران: ۹۸ [3] العنکبوت: ۷۰

۱۱۵ کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دُوسروں کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وُہ اُن کیلئے جاگتے ہیں۔ اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کیلئے روتے ہیں اور دُنیا کی رہائی کیلئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالےٰ کچھ ایسی تجلّی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اُسکی ہستی اور اُسکی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وُہ نجات پائیں۔ پس وُہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مر رہتے ہیں۔ اور جب انتہا درجہ پر اُنکا درد پہنچتا ہے اور انکی دردناک آہوں سے (جو مخلوق کی رہائی کیلئے ہوتی ہیں) آسمان پُر ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک دِکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اِس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دُنیا کو ملتی ہے بغیر اسکے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دِکھلایا۔ کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُنکو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا۔ اور وُہ جو رُوحانی بھوک اور پیاس سے مَرنے لگے تھے اُنکے آگے رُوحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے۔ اُن کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذّب انسان بنایا پھر مہذّب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر اُن کے لئے نشان ظاہر کئے کہ اُنکو خدا دکھلا دیا اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ اُن کے صحبت یاب ناقص رہے پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار دُرود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اسکے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں*۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُسکے

---

*حاشیہ۔ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جسکی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وُہ ابتک مع جسم عنصری

مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ **وہ توحید** جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اسکو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو **تمام انبیاء** صلا ۱۱۶ اور تمام **اوّلین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اُسکی مُرادیں اُسکی زندگی میں اُسکو دیں۔ وُہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذُرّیتِ شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُسکو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُسکو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُسکے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی **بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم مُنوّر رہ سکتے ہیں جبتک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وُہ لوگ جو اِس خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان نہ لاوے یا مُرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وُہ بھی نجات پا جائیگا اور ایمان نہ لانے یا مُرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبد الحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بیخبر ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یُوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے

بقیہ حاشیہ زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اُسکی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے اسکی پیروی کرنیوالا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اُس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبّت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہوسکتی بلکہ نجات تو دو۲ امر پر موقوف ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیّت جلّشانہٗ کی اُسکے دِل میں جاگزین ہو۔ کہ جسکے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُسکی راحتِ جان ہو جس کے بغیر وُہ جی ہی نہ سکے اور اُس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے۔

صفحہ ۱۱۷ کہ بجز متابعت ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہوسکتی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقولِ انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ عقل کی دَوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اَور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وُہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔ اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اِسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کرسکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخرکار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُنکی یہ حجّت ہے کہ دُنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وُہ نادان نہیں جانتے کہ عدمِ علم سے عدمِ شئ لازم نہیں آتا۔ اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اِس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اوّل درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُنکو ملتی تو وُہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے۔ اور اگر وجودِ باری جلّشانہٗ

پر کوئی بُرہان یقینی عقلی انکو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وُجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اُس کو میسّر نہیں آئیگا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسّر آسکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جبتک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُسکی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیساکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنیوالے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جبتک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُسکے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُسکے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ ۱۱۸

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیساکہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اُسکی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جن کی جڑ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اسکے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آجاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اُسکی ذات اور جمیع صفات میں واحد لاشریک جانتا ہے اور اُسکی خوبیوں اور رُوحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اُسکی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اُسکی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھنچا جاتا ہے یہانتک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر رُوح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحن سینہ اُس کا محبتِ الٰہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اُسکے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ تب

اُس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو توحید حاصل ہو گئی ہے۔ پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ وہ کامل توحید جو سرچشمۂ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

ص۱۱۹ اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کیلئے علّتِ موجبہ کی طرح ہے اور انکے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اسکے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اُسکے ہاتھ میں محض ایک مُردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائیگا یقیناً سمجھو کہ اُس کا دل **مجذوم** ہے اور وہ اندھا ہے اور اُسکو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اُس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے* مگر اس شخص کو خدا پر بھی یقین نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اسکے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اسکی نجات ہو جائیگی۔ ایسے لوگ پوشیدہ مُرتد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں انکی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہلانے کے ان لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں۔ دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جائے کہ جس سے میری ذلت اور اہانت ہو۔ مگر اپنی بدقسمتی سے آخر نامُراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا اور قریباً دو سو مولوی نے اسپر

---

*حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جسکی تفصیل انسان کو نہیں دیگئی اور انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پالیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا[1] جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

[1] فاطر: ۲۹

صفحہ ۱۲۰ مُہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھہرایا گیا۔ اور اُن فتووں میں یہاں تک تشدّد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اُن کے پیچھے نماز درست نہیں کافر جو ہوئے۔ بلکہ چاہیئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر ہیں۔ مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں۔ اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہیئے۔ اور ان کا مال چرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مہدی خُونی کے آنے سے انکاری اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود اِن فتووں کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دِنوں میں یہ فتویٰ ملک میں شائع کیا گیا اُن دِنوں میں دس آدمی بھی میری بیعت میں نہ تھے مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اِس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے۔ پھر اس جھُوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمّہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے کوئی سبقت نہیں ہُوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفّر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے مُنہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی اُن کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہُوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وُہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھُوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کسقدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اِس بات کے قائل بھی ہو گئے۔

ص۱۲۱ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اس صُورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب اُنھیں کے اقرار کے ہم اُن کو کافر کہتے۔

غرض ان لوگوں نے چند روز تک اِس جھُوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور پھر جب وہ خوشی باسی ہوگئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ تو پھر کسی اور منصوبہ کی تلاش میں لگے۔

تب انہی دنوں میں میری پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کسی نے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیشگوئی پُوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا۔ بلکہ بعض نے ان میں سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیوں گورنمنٹ پیشگوئی کرنیوالے کو نہیں پکڑتی مگر اس آرزو میں بھی خائب و خاسر رہے۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پر دائر کیا۔ پھر کیا کہنا تھا۔ اِس قدر خوشی ان لوگوں کو ہُوئی کہ گویا پھُولے اپنے جامہ میں نہ سماتے تھے۔ اور بعض مسجدوں میں سجدے کر کے میرے لئے اِس مقدمہ میں پھانسی وغیرہ کی سزا مانگتے تھے اور اس آرزو میں اُنہوں نے اِس قدر سجدے رو رو کے کئے تھے کہ اُن کی ناکیں بھی گھس گئیں۔ مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو پہلے شائع کیا گیا تھا بڑی عزت سے مَیں بَری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیوں پر نالش کرو۔ مختصر یہ کہ اِس آرزو میں بھی ہمارے مخالف مولوی اور اُنکے زیر اثر نامُراد ہی رہے۔

پھر کچھ دِنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اُس کی تائید میں آتما رام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور اُن کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہونگے اور اُن کو جھُوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتما رام نے اِس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پُوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتما رام کو اُسکی اولاد کے ماتم میں مبتلا کریگا چنانچہ یہ کشف مَیں نے اپنی جماعت کو

سُنا دیا۔ اور پھر ایسا ہُوا کہ قریباً بیس[۲۰] پچیس[۲۵] دن کے عرصہ میں دو[۲] بیٹے اُس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہُوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا۔ اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُسکو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اُس نے سات سَو[۷۰۰] روپیہ جُرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بَری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم رہی۔ اور میرا جرمانہ واپس ہُوا۔ مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔ ۱۲۲

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنّا تھی وُہ پُوری نہ ہو سکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمٰن میں پہلے سے چھپ کر شائع ہو چکی تھی میں بَری کیا گیا اور میرا جُرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوّز کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اُس نے بے جا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ مَیں مواہب الرحمٰن میں شائع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اُسکے کذّاب ہونے پر مُہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے۔ افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اسقدر متواتر نامُرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہُوا کہ اس شخص کے ساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو انکے ہر ایک حملہ سے اسکو بچاتا ہے۔ اگر بد قسمتی نہ ہوتی تو اُن کیلئے یہ ایک معجزہ تھا کہ اُنکے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو اُن کے شر سے بچایا۔ اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وُہ بچائیگا۔ اور ہر ایک مرتبہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ مَیں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وُہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا۔* یہ ہیں خدا کے اقتداری نشان کہ ایک طرف تمام دُنیا ہمارے ہلاک کرنے کیلئے جمع ہے اور ایک طرف وُہ قادر خدا ہے کہ اُن کے ہر ایک حملہ سے مجھے بچاتا ہے۔

* ڈویژنل جج امرتسر نے جو ایک انگریز تھا پُوری تحقیق سے اس مقدمہ میں کام لیا اور جیسا کہ شرط انصاف ہے وُہ فیصلہ کیا جو کامل تحقیقات اور عدالت کی رُو سے چاہیئے تھا۔ اور اپنے فیصلہ میں اپنے الفاظ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ مستغاث علیہ نے کرمدین رسپانڈنٹ مستغیث کے حق میں استعمال کئے تھے جو موجب ازالہ حیثیت عرفی سمجھے گئے یعنی کذّاب اور لئیم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرمدین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرمدین اُن الفاظ کا مستحق تھا۔ منہ

* یہ تمام پیشگوئیاں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ ہمارے مخالفوں کو خدا کے سامنے یہ جواب دینا ہو گا کہ وُہ کیوں ان سب نشانوں کو بھول گئے۔ منہ

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا جو میرا مُرید تھا۔ مُرتد ہو گیا اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُسکی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام پاکر شائع کیا کہ وہ غضبِ الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائیگا تو بعض مولویوں نے محض میری عناد سے اُسکی رفاقت اختیار کی اور اُس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں مجھے دجّال ۱۲۱
قرار دیا اور اپنا یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کے مرسلوں میں سے ایک مرسل ہوں اور حضرت عیسٰی نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا میں اس عصا سے اس دجّال کو (یعنی مجھ کو) قتل کروں چنانچہ منارۃ المسیح میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجّال ہے اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسٰی نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا لوگوں نے سُنا ہوگا کہ یہ شخص ۴؍اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اُس نے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ اُس نے لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین مع اپنے دونوں بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار[۱]۔ یہ ہیں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کرنیوالے جو مجھے دجّال ٹھہراتے ہیں۔ کوئی شخص اُن کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصّہ حضرات مولوی صاحبان چراغدین مُرتد کا ساتھ دیکر بھی اپنی مُراد کو نہ پہنچ سکے۔

پھر بعد اسکے ایک اور چراغدین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خان۔ یہ شخص بھی مجھے دجّال ٹھہراتا ہے اور پہلے چراغدین کی طرح اپنے تئیں مُرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغدین کی طرح میرے قتل کرنے کیلئے اِس کو بھی حضرت عیسٰی نے عصا دِیا ہے یا نہیں۔✠ تکبّر اور غرور میں تو پہلے

✠حاشیہ۔ حضرت عیسٰی نے جو میرے قتل کرنے کیلئے چراغدین کو عصا دیا معلوم نہیں کہ یہ جوش اور غضب کیوں اُنکے دل میں بھڑکا۔ اگر اسلئے ناراض ہو گئے کہ میں نے اُنکا مرنا دُنیا میں شائع کیا ہے تو یہ اُنکی غلطی ہے یہ میں نے شائع نہیں کیا بلکہ اُس نے شائع کیا ہے جسکی مخلوق ہماری طرح حضرت عیسٰی بھی ہیں اگر شک ہو تو یہ آیت دیکھیں ما محمد الّا رسول قد خلت من قبله الرسل[۲] اور نیز یہ آیت فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم[۳]۔ اور تعجب کہ جسکو وہ میرے ہلاک کرنے کیلئے عصا دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سُنا ہے کہ دوسرے چراغدین یعنی عبد الحکیم خان نے بھی میری موت کے بارے میں کوئی پیشگوئی پہلے چراغ دین کی طرح کی ہے مگر معلوم نہیں کہ اُس میں کوئی عصا کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منہ

[۱] الحشر: ۳ [۲] آل عمران: ۱۴۵ [۳] المائدۃ: ۱۱۸

چراغ دین سے بھی بہت بڑھ کر ہے اور گالیاں دینے میں بھی اُس سے زیادہ مشق ہے اور افتراء میں اُس سے بڑھکر قدم ہے۔ اِس مشتعل طبع مشتِ خاک کی ارتداد سے بھی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی۔ گویا ایک خزانہ مل گیا۔ مگر اُن کو چاہیئے کہ اتنا خوش نہ ہوں اور پہلے چراغ دین کو یاد کریں۔ وہ ص۱۲۴
خدا جس نے ہمیشہ اُن کو ایسی خوشیوں سے نامراد رکھا ہے وہی خدا اب بھی ہے۔ اور اُسکی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغ دین کے انجام سے خبر دی تھی اِسی طرح اُس علیم خبیر نے اِس دوسرے چراغ دین یعنی عبد الحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مُرتد کے ارتداد سے اِس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بد قسمتی سے مُرتد ہوتا ہے تو اُس کی جگہ ہزار آتا ہے۔

اور پھر ماسوا اِسکے کیا کسی مُرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس سے یہ مُرتد خارج ہوا حق نہیں ہے۔ کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مُرتد ہو گئے تھے۔ پھر کئی لوگ حضرت عیسےٰ سے مُرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بد قسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مُرتد ہو گئے چنانچہ مسیلمہ کذّاب بھی مُرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبد الحکیم مُرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اس کو سلسلہ حقّہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں۔ ہاں یہ لوگ چند روز کیلئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں مگر وہ خوشی جلد زائل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبد الحکیم خان ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُنکے دعوےٰ مسیح موعود ہونے سے **مُنکر** تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مر جائیگا۔ چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گستاخی سے مُرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا؟!

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدارِ نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اِسکے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لایا جائے اور اُنکی اطاعت کی جائے میسّر نہیں آسکتا اور صرف توحید خشک بجُز اطاعت
۱۲۵ رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اُس مُردہ کی طرح ہے جس میں رُوح نہیں۔ اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اُس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اِس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیاتِ ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) قولہ تعالیٰ۔ قُلْ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسُول۔[۱] الجزو ۱۸ سُورۃ نور

(ترجمہ) کہہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور یہ مسلّم اور بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلّف کرنا معصیت اور موجبِ دخولِ جہنّم ہے اور اِس مقام میں جس طرح خدا اپنی اطاعت کیلئے حکم فرماتا ہے۔ ایسا ہی رسول کی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے۔ سو جو شخص اُسکے حکم سے مُنہ پھیرتا ہے وہ ایسے جُرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا جہنّم ہے۔

(۲) قولہ تعالیٰ۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللہَ اِنَّ اللہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ[۲] (الجزو ۲۶ سُورۃ حجرات)

(ترجمہ) اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو یعنی ٹھیک ٹھیک احکام خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو۔ خدا سُنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کر کے (جو دراصل وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اُس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے۔ وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) قولہ تعالیٰ۔ من کان عدوًّا لِّلّٰہِ وملٰئکتہٖ ورسلہٖ وجبریل ومیکٰل فانّ اللہ عدوٌّ للکٰفرین[۳] (الجزو ۱ سُورۃ بقرہ)

(ترجمہ) یعنی جو شخص خدا اور اُسکے فرشتوں اور اُسکے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو

[۱] النور: ۵۵ [۲] الحجرات: ۲ [۳] البقرۃ: ۹۹

خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشک کا تو قائل ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا مکذّب ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہذا بموجب منشاء اِس آیت کے ۱۲۶
خدا اُس کا دشمن ہے اور وُہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اسکی نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔

(۴) قولہ تعالیٰ۔ یاایّھا الّذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتٰب الذی نزّل علیٰ رسولہ والکتٰب الذی انزل من قبلُ ومن یکفر باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ و رسلہ والیوم الاٰخر فقد ضلّ ضلٰلاً بعیدًا[۱] (الجزو ۵ سُورۃ نساء)

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ۔ اور اُس کے رسول پر اور اسکی اس کتاب پر جو اُس کے رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف پر اور اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل ہوئی۔ یعنی توریت وغیرہ پر۔ اور جو شخص خدا پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُسکے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائیگا وہ حق سے بہت دُور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) قولہ تعالیٰ۔ وما کان لمؤمنٍ ولا مؤمنۃٍ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضلّ ضلٰلاً مبینًا[۲] (الجزو ۲۲ سُورۃ احزاب)

(ترجمہ) کسی مومن یا مومنہ کو جائز نہیں ہے کہ جب خدا اور اُس کا رسول کوئی حکم کرے تو انکو اس حکم کے ردّ کرنے میں اختیار ہو۔ اور جو شخص خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے وُہ حق سے بہت دُور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب رہا کیونکہ نجات اہلِ حق کے لئے ہے۔

(۶) قولہ تعالیٰ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعدّ حدودہٗ یدخلہ نارًا خالدًا فیھا ولہ عذاب مھین[۳] (الجزو ۴ سُورۃ نساء)

(ترجمہ) جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی حدوں سے باہر ہو جائے خدا اُسکو جہنّم میں داخل کریگا اور وہ جہنّم میں ہمیشہ رہیگا اور اُسپر ذلیل کرنیوالا عذاب نازل ہوگا۔

اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اِس سے بڑھکر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزّ وجلّ فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اُس کے لئے دائمی جہنّم کا وعدہ ہے مگر میاں عبد الحکیم

[۱] النساء: ۱۳۷ [۲] الاحزاب: ۳۷ [۳] النساء: ۱۵

کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریمؐ کا مکذّب اور نافرمان ہو۔ اگر وُہ توحید پر قائم ہو تو وُہ بلاشبہ بہشت میں
۱۲۷ جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اُن کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریمؐ کی مخالفت اور نافرمانی
کے جو توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(۷) **قولہ تعالیٰ**۔ وما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذن اللہ۔[1] الجزو ۵ سورۃ نساء
(ترجمہ) یعنی ہر ایک نبی ہم نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اُسکی اطاعت کی جائے۔
اب ظاہر ہے کہ جبکہ بہ منشاء اِس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پاسکتا ہے۔

(۸) **قولہ تعالیٰ**۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولّوا فانّ اللہ لا یحب الکٰفرین۔[2] الجزو ۳ آل عمران
(ترجمہ) انکو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو پس آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور خدا غفور و رحیم ہے۔ اُن کو کہہ کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے مُنہ پھیر لیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اِن آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وُہ کافر ہیں

(۹) **قولہ تعالیٰ**۔ انّ الّذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرّقوا بین اللہ
ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتّخذوا
بین ذالک سبیلاً۔ اولٰٓئک ھم الکٰفرون حقًّا۔ واعتدنا للکٰفرین
عذابًا مّھینًا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرّقوا بین احدٍ منھم
اولٰٓئک سوف یؤتیھم اجورھم۔[3] الجزو ۶ سُورۃ نساء

(ترجمہ) وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اسکے رسولوں میں تفرقہ ڈالدیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لائینگے اور بعض پر نہیں۔ یعنی صرف خدا کا ماننا یا

[1] النساء: ۶۵ [2] آل عمران: ۳۲-۳۳ [3] النساء: ۱۵۱ تا ۱۵۳

صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لاویں یا سب نبیوں پر ایمان لاویں اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین مذہب اختیار کرلیں۔ وہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور خدا اور اسکے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لاویں مگر اُس کے رسولوں پر ایمان نہ لاویں اور نہ یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لاویں اور بعض سے برگشتہ رہیں۔ ان لوگوں کو خدا اُن کا اجر دے گا۔ ص۱۲۸

اب کہاں ہیں میاں عبد الحکیم خان مُرتد جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا۔ چاہیئے کہ اب آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اُس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے۔ اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اُس آگ کو باہر نکالتا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اُسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے۔ خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے*۔

(۱۰) قولہ تعالیٰ۔ یاایھا الناس قد جآءکم الرسول بالحق من ربکم فاٰمنوا خیرًا لکم وان تکفروا فان للّٰہ ما فی السمٰوات والارض وکان اللّٰہ علیمًا حکیمًا[1] (الجزو ۶ سورۃ نساء)

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اُس رسول پر ایمان لاؤ۔

* حاشیہ۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ[2] تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُنکے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا بما صلیت علٰی محمدٍ۔ منہ

[1] النساء: ۱۷۱ [2] المائدۃ: ۳۶

ص۱۲۹ تمہاری بہتری اسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ زمین و آسمان سب اسی کا ہے اور سب اُس کی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے ٭

(۱۱) قولہ تعالیٰ۔ کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیھَا فوج سألھم خزنتھا الم یأتکم نذیر۔ قالوا بلٰی قد جاءنا نذیرٌ فکذّبنا وقلنا ما نزّل اللّٰہ من شیءٍ[۱]۔ (الجزو ۲۹ سورۃ الملک)

(ترجمہ) اور جب دوزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑیگی تو جو فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں وہ دوزخیوں کو کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہاں آیا تو تھا مگر ہم نے اُس کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں اُتارا۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں اِس لئے پڑیں گے کہ وہ وقت کے نبیوں کو قبول نہیں کرینگے۔

(۱۲) قولہ تعالیٰ۔ انّما المؤمنون الذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ ثم لم یرتابوا[۲] (الجزو ۲۶ سُورۃ حجرات) (ترجمہ) سوا اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اسکے ایمان پر قائم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے دیکھو ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونوں پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر بغیر ایمان بالرسول کے نجات کیونکر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانے کے صرف توحید کس کام آسکتی ہے۔

(۱۳) قولہ تعالیٰ۔ وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الا انھم کفروا باللّٰہ وبرسولہ[۳] (الجزو ۱۰ سُورۃ توبہ) ترجمہ۔ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور اُس کے رسول سے منکر ہیں۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں خدا اُن کو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر جب اعمال ضائع ہوئے تو نجات کیونکر ہو گی۔ ٭

٭ یہ تمام آیات اُن لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت انکو پہنچ گئی۔ اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر رہے اور نہ انکو دعوت پہنچی اُنکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اُنکے حالات کا علم خدا کو ہے اُن سے وہ وہ معاملہ کریگا جو اُسکے رحم اور انصاف کا مقتضاء ہے۔ منہ

[۱] الملک: ۹ [۲] الحجرات: ۱۶ [۳] التوبۃ: ۵۴

(۱۴) قولہ تعالیٰ - والّذین اٰمنوا وعملوا الصالحٰت واٰمنوا بما نزّل علیٰ محمّد وھو الحق من رّبھم کفّر عنھم سیّاٰتھم واصلح بالھم[۱] الجزو ۲۶ سورۃ محمد)

ترجمہ - جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وُہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا صفحہ ۱۳۰
اسپر ایمان لائے اور وُہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دیگا اور اُنکے دِلوں کی اصلاح کریگا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ اُن کے گناہ بخشتا ہے اور اُن کے تزکیہ نفس کا خود متکفل ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدبخت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبّر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے :-

محال ست سعدی کہ راہِ صفا	تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ
بردمہر آں شاہ سُوئے بہشت	حرام است بر غیر بُوئے بہشت

(۱۵) قولہ تعالیٰ - الم یعلموا انّہ من یحادد اللّٰہ ورسولہ فانّ لہ نار جھنّم خالدًا فیھا ذالک الخزی العظیم[۲] (الجزو ۱۰ سورۃ توبہ)

(ترجمہ) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اُسکو جہنّم میں ڈالیگا اور وُہ اُس میں ہمیشہ رہیگا یہ ایک بڑی رُسوائی ہے۔ اب بتلاویں میاں عبدالحکیم خان کہ انکی کیا رائے ہے۔ کیا خدا کے اِس حکم کو قبول کرینگے یا بہادری سے اِن آیتوں کے وعید کو اپنے سر پر لے لینگے؟

(۱۶) قولہ تعالیٰ - وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ[۳] (الجزو ۳)

(ترجمہ) اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب مَیں تمہیں کتاب اور حکمت دُوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُسپر ایمان لانا ہوگا اور اُسکی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اِس عہد پر استوار

لہ محمد: ۳ کہ التوبۃ: ۶۳ کہ آل عمران: ۸۲

ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو ۱۳۱
اور مَیں بھی تمہارے ساتھ اِس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمّت کے لئے ہے کہ جب وُہ رسول ظاہر ہو تو اسپر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلاویں میاں عبدالحکیم خان نیم مُلّا خطرہ ایمان! کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مؤاخذہ کریگا جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قائل ہیں۔

علاوہ اس کے توریت استثناء باب ۱۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اُس آخر الزمان نبی کو نہیں مانے گا مَیں اُس سے مطالبہ کرونگا۔ پس اگر صرف توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟ کیا خدا اپنی بات کو بھول جائیگا؟ اور مَیں نے بقدر کفایت قرآن شریف میں سے یہ آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن شریف اِس قسم کی آیات سے بھرا ہُوا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف انہی آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وُہ فرماتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الّذین انعمت علیھم[1] یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہُوا ہے۔

حاشیہ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان سچے دین پر ہو تو اعمال صالحہ بجالانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پاتا ہے۔ اِسی طرح سنّتِ الٰہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس حد تک ٹھہرایا نہیں جاتا جس حد تک وُہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اس کی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا ہے تب عنایت الٰہی اُسکے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الٰہی اس مرتبہ تک اس کو علم اور عمل اور معرفت میں ترقی بخشتی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دُوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والّذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سُبلنا[2] یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور اُن کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بجالاتے ہیں۔ تب عنایت حضرت احدیت اُن کا ہاتھ پکڑتی ہے اور جو کام اُن سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتی ہے۔ منہ

[1] الفاتحہ: ۶-۷ [2] العنکبوت: ۷۰

اب اِس آیت سے کہ جو پنج وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا رُوحانی انعام جو معرفت اور محبت الٰہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ میاں عبد الحکیم خان نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں اگر پڑھتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ ان آیات کے معنوں سے بے خبر رہتے مگر جب اُن کے نزدیک صرف توحید ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے، نماز تو رسول کا ایک طریق عبادت بتلایا ہوا ہے جس کو رسول کی متابعت سے کچھ غرض نہیں اُس کو نماز سے کیا غرض ہے۔ اسکے نزدیک تو موحد برہمو بھی نجات یافتہ ہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور جبکہ اُسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے مُرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پاسکتا ہے※ اور ایسا آدمی بھی نجات پاسکتا ہے جو یہود یا نصاریٰ یا آریوں میں سے موحد ہے گو اسلام کا مکذّب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے تو پھر اُسکی یہی رائے ہوگی کہ نماز لاحاصل اور روزہ بے سُود ہے مگر ایک مومن کیلئے تو صرف یہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رُسل ہیں اور ہر ایک کو اُن کی پیروی سے حصّہ ملتا ہے۔ 136

پھر سورۂ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝[1]

ترجمہ۔ یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے مُتقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہے اور مُتّقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر (جس کی ذات مخفی در مخفی ہے) ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اُس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تیرے پر نازل ہوئی

※ عبد الحکیم خان کے نزدیک جہانتک اُسکی عبارت سے سمجھا جاتا ہے ارتداد کیلئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی رائے میں اسلام کی سچائی کے کافی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مُرتد ہو کر بھی نجات پاسکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقانیت پر اُس کو تسلّی حاصل نہیں ہوئی مگر اس کو بیان کرنا چاہیئے تھا کہ کس حد تک اتمام حجت اسکے نزدیک ہے۔ منہ

[1] البقرۃ: ۳ تا ۶

اور نیز اُن کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی ہیں جو نجات پائیں گے۔

۱۳۳ اب اُٹھو اور آنکھ کھولو اے میاں عبدالحکیم مُرتد! کہ خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں فیصلہ کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اسکی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہو سکتا پس جبکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو وابستہ کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ اِن آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے **متشابہات** کیطرف دوڑیں متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور اِن آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمّٓ۔ ذالِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1] یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالےٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کیلئے ایک کامل ہدایت ہے☆۔ اور اُن کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے۔ اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

☆حاشیہ۔ جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار (۱) علّت فاعلی (۲) علّت مادی (۳) علّت صوری (۴) علّت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں۔ پس الٓمّٓ علّت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں۔ انا اللّٰہ اعلم یعنی کہ مَیں جو خدائے عالم الغیب ہوں۔ مَیں نے اس کتاب کو اُتارا ہے۔ پس چونکہ خدا اس کتاب کی علّتِ فاعلی ہے اسلئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے اور علّتِ مادی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ کہ ذالك الكتٰب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے

[1] البقرۃ: ۲-۳

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وُہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وُہی نجات پائیں گے۔ صفحہ۱۳۴
ان آیات سے معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اس کی ہدایات نماز وغیرہ کے بجا لانے کے نہیں مل سکتی۔ اور جھوٹے ہیں وُہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈھتے ہیں مگر یہ عقیدہ قابلِ حل رہا کہ جبکہ وُہ لوگ ایسے راستباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی اُنکو یہ کتاب ہدایت دیگی اس کے کیا معنی ہیں وُہ تو اِن سب باتوں کو بجا لا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امرِ عبث معلوم ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی کے محتاج ہیں جس کی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔ استقامت سے مُراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دِل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں۔ اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ اُن میں لذّت پیدا ہو اور مشقّت اور تلخی محسوس نہ ہو اور اُنکے بغیر جی ہی نہ سکیں۔ گویا وُہ اعمال رُوح کی غذا ہو جائیں اور اُسکی روٹی بن جائیں اور اُسکا آبِ شیریں بن جائیں کہ بغیر اسکے زندہ نہ رہ سکیں۔ غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کرسکتا بلکہ جیسا کہ رُوح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وُہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

بقیہ حاشیہ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علّت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لَا رَیْبَ فِیْہِ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک و شبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وُہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مُبرّا ہونے میں بے مثل ویسے مانند ہے اور لاریب ہونے میں اکمل اور اتم ہے اور علّتِ غائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کے لئے ہے اور جہانتک انسانی سرشت کے لئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہوسکے وہ اِس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ منہ

اور ترقی سے مُراد یہ ہے کہ وُہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اُس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اِس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے۔ اِسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی۔ اِس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے۔ ہاں راستبازوں کو اسی آیت ھدًی لِلْمُتَّقِین میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وُہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وُہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کرلیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک انکو پہنچادے گا اور اُن کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دے گا۔ قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وُہ جو اُسکی طرف آتے ہیں اُنکو اُس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وُہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وُہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرّف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ مَیں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانے کے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وُہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرّہ ذرّہ اِس عالم کا گواہ ہے۔ مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوار الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رویت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرلے۔

۱۳۵

اِسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اِس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و ثنا حضرتِ عزّت اور توبہ و استغفار اور دُعا اور دُرود ہیں وُہ دِلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق و شوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اُس کی نماز میں پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے۔ پس آیت یقیمون الصّلٰوۃ کے یہ معنی ہیں کہ جہانتک اُن سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں اور تکلّف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں۔ اسلئے اُس کریم و رحیم نے فرمایا ھدًی للمتّقین یعنی جہانتک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں۔ پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو میں انکو فقط انہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑونگا بلکہ میں آپ انکی دستگیری کرونگا۔ تب اُن کی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائے گی اور ایک اور کیفیت اُن میں پیدا ہو جائیگی جو اُنکے خیال و گمان میں بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اسلئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہانتک اُن سے ہو سکا۔ اُس کے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے۔ غرض نماز کے متعلق جس زائد ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کیلئے کھل جائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمالِ باری کی میسر آجائے جو لذّاتِ رُوحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دُنیوی رذایل اور انواع و اقسام کے معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دِل کو متنفر کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّ الحسنات یذھبن السیّاٰت[1]۔ ۱۳۶

ایسا ہی مالی عبادت جس قدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ میں سے کچھ خدا کیلئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں فرمایا ہے ومّما رزقنٰھم ینفقون[2] اور جیسا کہ ایک دُوسری جگہ فرمایا ہے لن تنالوا البرّ حتّی تنفقوا ممّا تحبّون[3]۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت انسان اسی قدر بجالاوے کہ اپنے

[1] ھود: ۱۱۵ [2] البقرۃ: ۴ [3] اٰل عمران: ۹۳

۱۳۷ ـــــ اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسویٰ سے بکلّی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے۔ یہاں تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنے کیلئے طیار ہو کیونکہ وہ بھی مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اُسکے قول مِمَّا رَزَقْنَا سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جس میں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے۔

غرض اس جگہ بھی ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اُس کی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اسکی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ تک اپنا اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قوتیں طاقت نہیں رکھتیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانے والے کیلئے اگر وہ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کی حد تک اپنا صدق ظاہر کریگا۔ بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اِس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اُسکو پہنچا دیگا اور کمال یہ ہے کہ اُسکو یہ قوت ایثار بخشی جائیگی* کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ لیگا کہ جو کچھ اُس کا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی کو محسوس نہیں کرائے گا کہ یہ چیزیں اُسکی تھیں جس کے ذریعہ سے اُس نے نوعِ انسان کی خدمت کی۔ مثلاً احسان کے ذریعہ سے کبھی انسان کسی کو محسوس کراتا ہے کہ اُس نے اپنا مال دوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ تبھی محسوس کریگا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا۔ پس بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر

* حاشیہ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بباعث ضعف بشریت انسان کی فطرت میں ایک بخل بھی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونے کا بھی اُس کے پاس ہو تب بھی ایک حصہ بخل کا اُسکے اندر ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے لیکن جب بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کی ایک وہبی قوت اُس کے شامل حال ہو جاتی ہے تو پھر ایسا انشراح صدر ہو جاتا ہے کہ تمام بخل اور سارا شُحِّ نفس دُور ہو جاتا ہے تب خدا کی رضا جوئی ہر ایک مال سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ زمین پر فانی خزانے جمع کرے بلکہ آسمان پر اپنا مال جمع کرتا ہے۔ منہ

ایمان لانے والے کو اس مقام سے ترقی بخشیگا تو وہ یہاں تک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لے گا کہ محسوس کرانے کی مرض بھی اُسکے دل میں سے جاتی رہیگی اور نوعِ انسان کے لئے ایک مادری ہمدردی اُس کے دل میں پیدا ہو جائے گی بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر۔ اور کوئی چیز اُسکی اپنی نہیں رہے گی بلکہ سب خدا کی ہو جائے گی اور یہ تب ہوگا کہ جب وہ سچے دل سے قرآن شریف اور نبی کریمؐ پر ایمان لائے گا بغیر اس کے نہیں۔ پس کس قدر گمراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر متابعت قرآن شریف اور رسول کریمؐ کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھہراتے ہیں ۱۳۸
بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ ایسے لوگ نہ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دُنیا کے لالچوں اور خواہشوں سے پاک ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہیں۔ اِسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اِس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرکے اُسکی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اُسکی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اسکی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائیگا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اُسکی آنکھ کھولیگا اور اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف کریگا* اور بڑے بڑے نشان اُسکو دکھائیگا۔ یہانتک کہ وہ اِسی دُنیا میں اُسکو دیکھ لیگا کہ اُس کا خدا موجود ہے اور پُوری تسلّی پائیگا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو مَیں تیرے پر بھی نازل ہونگا۔ اِسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اِس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر بھی جاری ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ لوگ اِس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالماتِ الٰہیہ کیا شئے ہیں

* درحقیقت کمال متابعت یہی ہے کہ وُہی رنگ پکڑ لے اور وُہی انوار دل پر وارد ہو جائیں۔ دخلتُ النارَ حتّٰی صِرتُ نارًا۔ منہ

اور کس حالت میں کہا جائیگا کہ خدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القاء کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں اور اُنکو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کیلئے اوّل شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اُس میں نہ رہے کیونکہ جہاں مُردار ہے ضرور ہے کہ وہاں کُتّے بھی جمع ہو جائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ھل انبئکم علیٰ من تنزّل الشیاطین۔ تنزّل علیٰ کلّ افّاکٍ اثیم[1]۔ مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دُور ہوا کہ گویا مرگیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آگیا اُسپر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ۱۲۹ فرماتا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان[2] جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں اُنھیں کیطرف شیطان دَوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذّت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اِس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اسکے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اُسکو جواب مل جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اسپر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اس کے پردہ میں جواب مل جاتا ہے۔ اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اِس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا۔ اور اگر یہ پُوچھا جاوے کہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ نہ شیطان کی طرف سے۔ اِس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اسکے شیطان گُنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گُنگے کی

[1] الشعراء: ۲۲۲، ۲۲۳ [2] الحجر: ۴۳

طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اسکو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دیگئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کرسکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے۔ اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا۔* اور اُس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پُر شوکت اور بلند آواز ۱۴۰ سے بول نہیں سکتا۔ مخنثوں کی طرح اُسکی آواز دھیمی ہے اِنھیں علامات سے شیطانی وحی کو شناخت کرلوگے۔ لیکن خدا تعالیٰ گونگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سُنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور

* یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیساکہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب تو ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے (۱) اوّل یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیساکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اُس کو ہلاک کرینگے۔ اور فلاں شخص جس نے صدق دکھلایا ہم اُسکو ایسی ایسی عزت دینگے اور ہم اپنے نبی کی تائید کیلئے فلاں فلاں نشان دکھلائیں گے اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکیگا اور ہم منکروں پر فلاں عذاب وارد کریں گے اور مومنوں کو اس طور کی فتح اور نصرت دینگے۔ یہ اقتداری غیب ہیں جو حکومت کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ایسی پیشگوئیاں شیطان نہیں کرسکتا (۲) دوسرے شیطانی خواب یا الہام بخیل کی طرح ہوتا ہے اس میں کثرت سے غیب نہیں ہوتا اور رحمانی ملہم کے مقابل پر ایسا شخص بھاگ جاتا ہے کیونکہ رحمانی ملہم کے مقابل پر اس کا غیب اس قدر قلیل المقدار ہوتا ہے جیساکہ سمندر کے مقابل پر ایک قطرہ (۳) تیسرے اکثر اس پر جھوٹ غالب ہوتا ہے۔ مگر رحمانی خواب یا الہام پر سچ غالب ہوتا ہے یعنی اگر کل الہامات کو دیکھا جائے تو رحمانی الہام میں کثرت سچ کی ہوتی ہے۔ اور شیطانی میں اس کے برخلاف۔ اور ہم نے کُل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس لئے استعمال نہیں کیا کہ ان میں بھی بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا وجود محض ابتلا کے لئے ہوتا ہے۔ اور بعض ربّانی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلّف جائز ہوتا ہے۔ اور نیز یاد رہے کہ شیطانی الہام فاسق اور ناپاک آدمی سے مناسبت رکھتا ہے۔ مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف اُن کو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ منہ

اُس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندی آواز ہوتی ہے اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مُشتبہ رنگ میں ہوتا ہے اس میں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اس میں بھی کمزوری اور بُزدلی ٹپکتی ہے۔ مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدائی جلال اور عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اُس سے بُو آتی ہے۔ اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اُسکو مرد میدان کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اُسکو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا جاوے یا اُس کو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دُکھ جو دُنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کی جائے یا آتش سوزاں میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہیگا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اُسکو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کر دیتا ہے اور جان اور عزت اور مال اُس کے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا۔ وُہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دُنیا اُس کو اپنے پیروں کے نیچے کُچل ڈالے اور توکّل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانے والے یہ قوت نہیں پاتے وُہ بُزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بُزدل ہے۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وُہ امر جو عبدالحکیم خان کی ضلالت کا باعث ہُوا ہے جس کی وجہ سے اُس کو یہ خیال گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو بباعث کمی علم اور کمی تدبّر کے اُس سے ظہور
۱۴۱ میں آئی اور وُہ آیت یہ ہے۔ انّ الّذین اٰمنوا والّذین ھادوا والنّصارٰی والصّابئین من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربّھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون[1]۔ (ترجمہ) یعنی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور

[1] البقرۃ: ۶۳

جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں جو شخص اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور اعمال صالحہ بجالائے گا خدا اُس کو ضائع نہیں کرے گا اور ایسے لوگوں کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم۔*

یہ آیت ہے جس سے بباعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفس امّارہ کے پیرو ہوکر محکمات اور بیّنات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے خارج ہونے کیلئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اُن کو یاد رہے کہ اس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اللّٰہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ اور یوم آخر قرآن شریف کی رُو سے یہ ہے جس میں مُردے جی اُٹھیں گے اور پھر ایک فریق بہشت میں داخل کیا جائیگا جو جسمانی اور رُوحانی نعمت کی جگہ ہے اور ایک فریق دوزخ میں داخل کیا جاویگا جو رُوحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر وُہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے بتصریح ایسے معنی کر دئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا۔ اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور کسی کا

* اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک وغیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعًا۔[۱] حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ منہ

[۱] الزمر: ۵۴

ص۱۴۲ اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے۔ اور ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے
کوئی ایسے معنے ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغائر اور مخالف ہوں
ہم نے اوّل سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا اور بار بار دیکھا
اور اس کے معانی میں خوب تدبّر کیا ہے ہمیں بدیہی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن شریف میں
جس قدر صفات اور افعال الٰہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھیرایا گیا
ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[۱] ایسا ہی اس
قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اُتارا۔ اللہ وہ ہے
جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی اصطلاح میں اللہ کے مفہوم
میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے
کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اُس کا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائے گا جبکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ مَنْ اٰمَنَ بِالرَّحْمٰن
یا مَنْ اٰمَنَ بِالرَّحِیْم یا مَنْ اٰمَنَ بِالْکَرِیْم بلکہ یہ فرمایا کہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ اور اللہ
سے مُراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اُسکی یہ ہے کہ
اُس نے قرآن شریف کو اُتارا۔ اس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں
کہ وہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف
پر بھی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے کیا معنی ہوئے۔ تو یاد رہے کہ
اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اُن کا ایمان معتبر نہیں ہے۔
جب تک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اُس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اِس بات
کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے۔ پس یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ صدہا آیتوں
میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے بلکہ اُسکے نبی پر ایمان لانا نجات
کے لئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بیخبر رہا ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

[۱] الفاتحۃ : ۲-۴

بر خلاف اِس کے یہ بتلاوے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے۔ قرآن شریف اور ص۱۴۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں اور طرفہ یہ کہ اس آیت میں
توحید کا ذکر بھی نہیں۔ اگر توحید مُراد ہوتی تو یوں کہنا چاہیئے تھا کہ من اٰمن بالتوحید۔ مگر آیت کا
تو یہ لفظ ہے کہ من اٰمن باللہ۔ پس اٰمن باللہ کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اِس بات
پر غور کریں کہ قرآن شریف میں اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا
چاہیئے کہ جب ہمیں خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہُوا کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ
وُہ ہے جس نے قرآن بھیجا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اُسی معنی کو قبول
کرلیں جو قرآن شریف نے بیان کئے اور خود روی اختیار نہ کریں۔

ماسوا اس کے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان
خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کیلئے بھی کمر بستہ
ہو جائے اور اسکی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے
یہ دونوں باتیں محض خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ
لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وُہ بھی نجات
پائیگا۔ اے عقل کے اندھے اور نادان! توحید بجُز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکی تو
ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص روزِ روشن سے تو نفرت کرے اور اُس سے بھاگے اور
پھر کہے کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے۔ وُہ نادان نہیں جانتا کہ کیا
آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ ہائے افسوس یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو
مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اسکو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ
وُہ خود فرماتا ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ[۱] یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اسکو
پا نہیں سکتیں اور وُہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض
عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

[۱] الانعام: ۱۰۴

۱۴۴ باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بُتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے۔ ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی رُوحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور اُن کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے۔ پس اس صُورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہوسکتی۔

اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھیراتا ہے وہ کیونکر موحد کہلا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جا بجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے۔ کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اُس کے نجات حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا کے رسول کا پَیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اسکے قرآن شریف میں بموجب قول ان نادانوں کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جا بجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعۂ رسول توحید حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر دُوسری طرف گویا وُہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہوسکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اُسکو ظاہر کرنیوالا صرف رسول ہی ہوتا ہے اُسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اُس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک نُور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ میں سرایت کر جاتا ہے پس وہ بجز خدا اور اُسکے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ مَیں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصوّر کرے اور دُعا میں لگا رہے تب توحید کا نُور خدا کی طرف سے اُس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اُسکو بخشے گا۔

اخیر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور اُن معنوں کو نظر انداز کر دیں۔ جو قرآن شریف پر نظر تدبّر ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وُہ وُہ

ذات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب بھی یہ آیت مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا نجات کیلئے کافی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پہ جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور مستجمع جمیع صفات کاملہ حضرت عزت ہے ایمان لائیگا تو خدا اُس کو ضائع نہیں کریگا اور کشاں کشاں اس کو اسلام کی طرف لے آئے گا کیونکہ ایک سچائی دُوسری سچائی میں داخل ہونے کے لئے مدد دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانے والے آخر حق کو پالیتے ہیں۔ ۱۴۴

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائیگا خدا اُسکو ضائع نہیں کریگا اور حق اُس پر کھول دیگا اور راہ راست اُسکو دکھائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا [۱]

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیوالا ضائع نہیں کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ پوری ہدایت اُسکو کر دیتا ہے چنانچہ صوفیوں نے صدہا مثالیں اسکی لکھی ہیں کہ بعض غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُن کو اُن کے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ اُن کی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دستگیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اُن پر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ [۲] خدا تعالیٰ کا اجر جبتک دُنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ پس دنیا میں خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضائع نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ وان من اهل الکتٰب الا لیؤمننّ به قبل موته [۳] یعنے وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اُسکی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخرکار اس نبی پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں خبیث آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہنا چاہیئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام میں اسکی بہت سی

[۱] العنکبوت : ۷۰ [۲] البقرۃ : ۲۷۵ [۳] النساء : ۱۶۰

۱۴۶ مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اُس کی جزا میں اسلام میں اُس کو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں نے کفر کی حالت میں محض خداتعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کیطرف کھینچ لائے۔ پس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خداتعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے تو خداتعالیٰ بموجب آیت فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ[1] آخر اُس کو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **باوا نانک** کو پیش آیا۔ جب اُس نے بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خداتعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت ممدوحہ بالا میں فرمایا ہے فلھم اجرھم عند ربھم اُس پر ظاہر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اُس کو رہبری کی تب وہ مسلمان ہوگیا اور حج بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابو الخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور راستباز آدمی تھا۔ اور خداتعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسجد سے اُس کو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

الٓمّٓ ۞ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۞[2]

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یونہی وہ نجات پا جاویں گے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی خدا کی راہ میں اُن کا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانے والوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اِس آیت نے ابو الخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُسکے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار رویا۔ رات کو حضرت سیّدنا و مولٰنا محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی خواب میں آئے اور فرمایا یا ابا الخیر اعجبنی ان مثلک مع کمال فضلک ینکر بنبوّتی۔ یعنی اے ابو الخیر مجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

[1] البقرة: ۲۷۵ [2] العنکبوت: ۲-۳

فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے۔ پس صبح ہوتے ہی ابوالخیر مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ص۱۴۷

خلاصہ یہ کہ مَیں اِس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ اور اُس کو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اُس کو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی و اضل سبیلا[1]۔ یعنی جو شخص اِس جہان میں اندھا ہے وُہ دُوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اُس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اُسکے رسول ہیں۔ ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس یہ کس قسم کی نجات ہے کہ ایک شخص دُنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب اور مُنکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اُس کو آنکھیں نہ بخشیں اور نہ دِل دیا اور وُہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مرگیا اور پھر نجات بھی پا گیا۔ یہ عجیب نجات ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اُس کو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اُسکو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہمارے سلسلہ میں ایسے ہونگے کہ وُہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اسکی طرف آتا ہے تو وُہ دو قدم آتا ہے۔ اور جو شخص اُس کی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اُس کی طرف دَوڑتا آتا ہے اور نابینائی کی آنکھیں کھولتا ہے۔ پھر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اُس کی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اُس کو واحد لاشریک سمجھا اور اُس سے محبت کی اور اُس کے اولیاء میں داخل ہوا۔ پھر خدا نے اُسکو نابینا رکھا اور ایسا اندھا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کرسکا۔ اسی کی مؤید یہ حدیث ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنی جس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وُہ جاہلیت کی موت مرگیا اور صراطِ مستقیم سے بے نصیب رہا۔

[1] بنی اسرائیل: ۷۳

ص۱۴۸ اَبْ ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں جو عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریرًا یا تقریرًا لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مُرتد ہونے پر ایسی مُہر لگادی کہ اب غالبًا اُس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ مَیں نے ان چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو اُنہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ مَیں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اُس کا جواب دیتا ہوں۔ وباللّٰہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اِس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ مَیں نے اِس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے کہ جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اوّل نمبر ۹ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وُہ کام جو میں کرسکتا ہوں وُہ ہرگز نہ کرسکتا اور وُہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔[1]

الجواب۔ یاد رہے کہ اِس بات کو اللہ تعالیٰ خُوب جانتا ہے کہ مجھے اِن باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض۔ کہ مَیں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وُہ فرماتا ہے قُلْ أُجَرِّدُ نفسی من ضروب الخطاب یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مُراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہوگیا۔ سو اِس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اُسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براھین احمدیہ

[1] یہ عبارت ریویو کے صفحہ ۴۷۸ میں ہے اس لئے ۴۷۵ کی بجائے ۴۷۸ کردیا گیا ہے۔ (مصحح)

مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح مَیں ہی ہوں۔ ص۱۴۹

اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسٰی رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسٰی آسمان پر سے نازل ہونگے اِسلئے مَیں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وُہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تُو ہی ہے۔ اور ساتھ اسکے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اِس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا مَیں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وُہی تھا جو مَیں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اور پھر مَیں نے اِسپر کفایت نہ کرکے اِس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہُوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اِسی اُمّت میں سے آئیگا۔ اور جیسا کہ جب دِن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کردیا کہ مَیں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنّا نہ تھی۔ مَیں پوشیدگی کے حُجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دُوں گا۔ پس یہ اُس خدا سے پُوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اِسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وُہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔

اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں ص۱۵۰
جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ ☙ اور جیساکہ مَیں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اِس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ مَیں خدا تعالےٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر ردّ کرسکتا ہوں۔ مَیں اُسکی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیساکہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور مَیں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اِسلئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہونگے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر مَیں اُنکی پروا نہیں کرتا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح خدا کے حکم چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنیوالا ہوں۔ جبتک مجھے اس سے علم نہ ہوا مَیں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اُسکی طرف سے علم ہوا تو مَیں نے اُسکے مخالف کہا۔ مَیں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ مَیں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں مَیں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے

☙ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سُنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مَیں نے اُس نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ اور میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوّت۔ اِسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیساکہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اُسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تُو نے کیوں کیا۔

۱۵۱ اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دُنیا کیلئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دِیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسٰی کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے ✠ کیونکہ اُسوقت اُنکی ضرورت نہ تھی اِس لئے حضرت عیسٰی کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دُنیا کیلئے ہے۔ مگر حضرت عیسٰی صرف توریت کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اِسی وجہ سے انجیل میں اُنکو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وُہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اُسی قدر رُوحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُنکے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۱؎۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

✠ حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُنکو دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی طور پر مُردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مُردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُنکو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مُردے زندہ ہوچکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ

۱؎ الحجر: ۲۲

سے زیادہ اُن کو نازل نہیں کیا کرتے۔ پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو اُمّت کی اِصلاح کیلئے وُہ علوم دئے جائیں جن علوم سے وُہ اُمّت مناسبت ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانونِ قدرت پایا جاتا ہے۔ مثلاً گھوڑے کو اِس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے
کہ قطع مسافت میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دَوڑنے سے اپنے سوار کا حامی اور مددگار ہو ۱۵۲
اِسلئے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ وُہ اِس غرض کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو پیاس بجھانے کیلئے پیدا کیا ہے اِس لئے آگ اُسکے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اُس میں رکھی ہیں۔ لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے۔ پس اِس سے حضرت عیسٰی کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اِسلئے قرآن شریف کامل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ[1] یعنی بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ پس اگر ہماری فطرت کو وُہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وُہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[2] اور چونکہ وُہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اِسلئے اُس نے ہماری پنج وقتہ نماز میں ہمیں یہ دُعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اھدنا الصّراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم[3] یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں اُن سب کے کمالات ہم میں جمع کر۔ پس اِس اُمّت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاصّہ

۱؎ البقرۃ: ۲۵۴ ۲؎ البقرۃ: ۲۸۷ ۳؎ الفاتحۃ: ۶-۷

اِسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اِس اُمّت کے باکمال صُوفی اِس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اِسی اُمّت نے پُورا کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ اپنے کمال کو پہنچکر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اسی طرح ۱۵۴
انسانی سلسلہ نشوونما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وُہ اپنے کمال تام تک پہنچ گئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ مَیں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دُنیا کی اصلاح کیلئے تھی اِس لئے مجھے وُہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دُنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وُہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کیلئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اُس فطرت کی وجہ سے وُہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ وھٰذا تحدیث نعمۃ اللّٰہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے۔ اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں۔ اس بات میں بگڑنا اور مُنہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وُہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا؟☩ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وُہ آیت پیش کرنی چاہیئے۔ سخت مردود وُہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے۔ ورنہ مَیں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں جو قریباً تیئیس برس سے مجھ کو

☩ حاشیہ۔ خدائے تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے توریت دی، اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی اُنکا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کُتّے کے ساتھ خدا نے اسکی مشابہت دی وُہی موسیٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم رُوحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور اُن غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوجدا عبدًا من عبادنا اٰتیناہ رحمۃً من عندنا و علمناہ من لدنا علمًا۔[1] منہ

[1] الکہف: ۶۶

تسلّی دے رہی ہے اور ہزار ہا خدا کی گواہیاں اور فوق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کو محض بے وجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی ۱۵۲
چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اُس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلوّ انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اُس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر مَیں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے۔ اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اسوقت وہ نشان دکھائیگا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اُتر آئیگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام[۱] یعنی اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دِکھلائیگا۔ کُفر اور شرک نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا۔ اب چونکہ شرک اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچ گیا اور اسلام اسکے پاؤں کے نیچے کچلا گیا اِس لئے خدا فرماتا ہے کہ مَیں زمین پر نازل ہونگا اور وہ قہری نشان دِکھلاؤنگا کہ جب سے نسل آدم پیدا ہوئی ہے کبھی نہیں دِکھلائے۔ اِس میں حکمت یہ ہے کہ مدافعت بقدر حملۂ دشمن ہوتی ہے پس جسقدر انسان پرستوں کو شرک پر غلوّ ہے وہ غلوّ بھی انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اِسلئے اب خدا آپ لڑیگا وہ انسانوں کو کوئی تلوار نہیں دیگا اور نہ کوئی جہاد ہوگا ہاں اپنا ہاتھ دِکھلائیگا۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہونگے اور آخری مسیح (جس سے اِس زمانہ کا مسیح مُراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔ اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وُہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہُوا آمد ثانی میں بڑی قوّت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دُنیا کے فرقوں کا فیصلہ کریگا۔ اور کہتے ہیں کہ اِس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اوّل کو اِس سے کچھ نسبت نہیں۔

۱؎ البقرۃ : ۲۱۱

۱۵۵ بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنیوالا مسیح جو آخری زمانہ میں آئیگا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دُنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دمِ سے کفّار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اُس کے ساتھ ہوگا اور اُسکی توجہ اور دُعا بجلی کا کام کریگی۔ اور وہ ایسی اتمام حُجت کریگا کہ گویا ہلاک کر دیگا۔ غرض نہ اہلِ کتاب نہ اہلِ اسلام اِس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنیوالے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دُوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اسکے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اُسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ مَیں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آنیوالا مسیح مَیں ہوں تو اِس صُورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اُسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو۔ ہاں مَیں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قُوتِ قُدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔

سوال (۲)

حضورِ عالی نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبد الحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اُس میں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ اسلام کی دعوت کیلئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں اِس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ اسلام کو جبرًا نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اِس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دیکر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اس میں دو امر

۱۵۶ ملحوظ تھے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کرکے تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا تو بجز اسکے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کیلئے تلوار اُٹھائی جاتی۔ (۲) دُوسری قرآن شریف میں ان لڑائیوں سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جو لوگ اس رسول کو نہیں مانتے خدا اُن پر عذاب نازل کریگا چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکھاوے۔ اِسی طرح اس مضمون کی اور بھی پیشگوئیاں تھیں جو اپنے وقت پر پُوری ہوئیں۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ وُہ خط جو میں نے عبدالحکیم خان کو لکھا تھا اس میں میرا یہی مطلب تھا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضروری ہے تو خدا تعالیٰ نے اِس رسول کیلئے یہ اپنی غیرت کیوں دکھلائی کہ کفار کے خُون کی نہریں چلادیں۔ یہ سچ ہے کہ اسلام کیلئے جبر نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف میں یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے مکذّب اور منکر ہیں وہ عذاب سے ہلاک کئے جائینگے۔ اِس لئے اُنکے عذاب کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود اُن کافروں نے لڑائیوں کیلئے سبقت کی تب جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی وُہ تلوار ہی سے مارے گئے۔ اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک سہل امر تھا اور باوجود انکار کے نجات ہو سکتی تھی تو پھر اس عذاب کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی جو ایسے طور سے نازل ہوا جسکی دُنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم[1] یعنی اگر یہ رسول جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کئے گئے ہیں وُہ پُورے ہونگے*۔

اب غور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہے تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیوں وعدہ دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اور امر ہے مگر اُس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلہ سے پیش آتا ہے اور اُسکو دُکھ دیتا ہے یہ اور بات ہے۔ سزا دینے کیلئے یہ امر شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے بلکہ انکار کے

* بعض کا لفظ اسلئے اختیار کیا گیا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں کہ وُہ سب کی سب پُوری ہو جائیں بلکہ بعض کا انجام معافی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ منہ

[1] المومن: ۲۹

سا تھ مقابلہ کرنیوالے واجب القتل ہو چکے تھے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو یہ رعایت دی گئی تھی کہ اگر مشرف باسلام ہو جائیں تو وُہ سزا معاف ہو جائیگی اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ الجزو ۳ سورہ آل عمران یعنے جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے اُن کیلئے سخت عذاب ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اِس آیت میں بھی منکروں کیلئے عذاب کا وعدہ ہے۔ لہذا ضرور تھا کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا پس خدا تعالیٰ نے تلوار کا عذاب اُنپر وارد کیا۔ اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ الجزو ۶ سُورۃ المائدۃ یعنی سوا اسکے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کیلئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سُولی دئے جائیں یا اُنکے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کرکے قید رکھے جائیں یہ رُسوائی اُنکی دُنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اس کا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکروں کو جو موحد تھے (جیساکہ یہودی) انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اسقدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے عذابوں سے موت کی سزا دینے کیلئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیوں حکم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت سزائیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف موحد تھے اس طرف بھی اور اس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی مشرک نہ تھا اور باوجود اسکے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور اُن موحد لوگوں کو محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے بُری طرح قتل کیا گیا یہاں تک کہ ایک[1] دفعہ دس ہزار یہودی ایک ہی دن میں قتل کئے گئے حالانکہ اُنہوں نے صرف اپنے دین کی حفاظت کے لئے انکار اور مقابلہ کیا تھا اور اپنے خیال میں پکے موحد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔

ہاں یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بے شک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اِس غرض سے

ح ۱۵۷

[1] یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے جو نوجوان ایک دن میں قتل کئے گئے تھے انکی تعداد تاریخوں میں مختلف بیان کی گئی ہے بعض نے چار سو بعض نے سات سو بعض نے آٹھ سو اور بعض نے نو سو لکھی ہے اور ممکن ہے کوئی روایت اسکے زیادہ کی بھی ہو۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ دس سو بندسوں میں لکھا تھا جسے کاتب نے دس ہزار سمجھ لیا۔ اور اس صفحہ کی آخری سطر میں جو ہزاروں کا ذکر ہے ان سے مراد وہ کثیر التعداد یہودی ہیں جو مختلف جنگوں اور متفرق اوقات میں قتل ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب (مصحح)

نہیں کہ تا وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ محض اس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا۔ اس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجب سزا ہو گئے اور پانی کی طرح اُن کا خون زمین پر بہایا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحد تھے وہ محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ سزا ٹھہرے۔ ۱۵۸

سوال (۳)

جناب عالی۔ عبد الحکیم کو جو آپ نے خط تحریر فرمایا ہے اُس میں لکھا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اِس کا مطلب بھی سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب۔ خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بنجاتے ہیں پہلے تو صحیفہ فطرت اور قانونِ قدرت پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑکر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطر وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اُس کو **اس حد** تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کیلئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل میخوں کے ہے۔ اور خدا پر اُسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو۔ اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اِسی واسطے میں نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے جس کی بنیاد صرف صحیفۂ فطرت ہے اور جس کی بناء مجرد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

ص۱۵۹ وہ ایک دیوار ریگ ہے۔ وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا انجام بد نہیں ہوتا۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اُسکو شناخت نہیں کیا اور اُسکے انوار سے مطلع نہیں ہوا اور اُس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مُرتد ہوگا جیساکہ مسیلمہ کذّاب اور عبداللہ بن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغدین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مُرتد ہوئے۔

سوال (۴)

پہلی کتابوں ازالہ اوہام وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے لیکن اب کئی تحریروں میں دیکھا گیا ہے کہ انھیں پیشگوئیوں کو جناب والا نے عظیم الشان پیشگوئیاں قرار دیا ہے ✠

الجواب۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مَیں نے اِنھیں پیشگوئیوں کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اسکی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اُسکے حالات خاصّہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس مُلک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وُہ ملک ایسا ہے کہ اکثر اس میں طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اس میں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں قحط بھی پڑتے ہیں اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یا طاعون کا۔ اِس صُورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔※

※**حاشیہ**۔ ہاں ممکن ہے کہ اصل پیشگوئیوں میں تحریف ہو گئی ہو جبکہ ایک انجیل کی بیسیوں انجیلیں بن گئی ہیں تو کسی عبارت میں تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعید از عقل ہو سکتا ہے مگر ہمارا موجودہ انجیلوں پر اعتراض ہے اور خدا نے ان انجیلوں کو محرّف مبدّل قرار دیکر ہمیں ان اعتراضوں کا موقعہ دیا ہے۔ منہ

✠ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں پائی جاتی ہیں صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں کسی شدید اور ہیبت ناک زلزلہ یا ہیبت ناک طاعون کا ان میں ذکر نہیں ہے مگر میری پیشگوئیوں میں ان دونوں واقعات کی نسبت ایسے لفظ ہیں جو انکو خارق عادت قرار دیتے ہیں۔ منہ

صـ۱۶۰ مگر جس ملک کے لئے مَیں نے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے وُہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہے گا اور سخت تباہی آئے گی اور وُہ تباہی زمانہ دراز تک رہے گی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق یہ سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائیگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وُہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مُکھی پر آئی۔ دو ہزار برس تک اسکی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہُوا چنانچہ انگریز محققوں نے بھی یہی گواہی دی ہے۔ پس اس صُورت میں میرے پر اعتراض کرنا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دُنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شوخی اور شرارت اور مُرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے۔ اب سان فرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا اُنکو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپکی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں۔

الجواب۔ مَیں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اور امر کا اس میں دخل نہیں۔ ہاں مَیں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دُنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے

اور کوئی حصہ دُنیا کا اُس کی تکذیب کرتا ہے تب اس کا مبعوث ہونا دُوسرے شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مُجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اُس کیلئے اِس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1] پس اِس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سوسان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دُوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب اُنپر عذاب نازل ہونیکا اُنکے گذشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے اُنکو ہلاک کرنیوالے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنّت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اِس وجہ سے کہ مَیں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دُنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دُوسری آفات بھی آئیں گی اور ایک دُنیا اُن سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اِس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دُنیا میں زلزلوں اور دُوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دُوسرے مُجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں۔ جیساکہ نوح کے وقت میں ہُوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دُنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔ ۱۹۱

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اُس کو ستایا جائے تو دُنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف بھی یہی فرماتا ہے جیساکہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہُوئیں۔ جوئیں برسیں

[1] بنی اسرائیل: ۱۶

صفحہ ۱۶۲ مینڈکیں برسیں خون برسا اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ ملک مصر کے دُور دُور کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی اور نہ اُن کا اس میں کچھ گناہ تھا اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریوں کے پلوٹھے بچے مارے گئے اور فرعون ایک مدّت تک ان آفات سے محفوظ تھا اور جو محض بیخبر تھے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا اُن کا تو بال بیکا بھی نہ ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گذرنے پر تھی تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکھ دینے والے تھے۔ مدّت تک عذاب سے بچے رہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سُنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اُس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ اِس آیت میں اشارہ فرماتا ہے انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا[1] یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اِس میرے بیان میں اُن بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے۔ اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔ اُن کا کیا قصور تھا۔ اُنہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مُرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصّہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔ اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔

[1] الرعد : ۴۲

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیساکہ اُن قہری نشانوں سے ص۱۶۳
جو حضرت موسٰی نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہُوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبد الحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اِس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہوجاتا ہے۔

الجواب۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مُفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنیوالا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیساکہ فرماتا ہے فمن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذّب بایاتہ[1] یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنیوالا۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اِس صورت میں نہ میں[*] کافر بلکہ بڑا کافر ہُوا۔ اور اگر میں مُفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کُفر اُس پر پڑے گا۔ جیساکہ

[*] ظالم سے مُراد اِس جگہ کافر ہے۔ اِس پر قرینہ یہ ہے کہ مُفتری کے مقابل پر مکذّب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اِس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ منہ

[1] الاعراف: ۳۸

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اِس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی
نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۱۶۷
وسلّم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ مَیں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اِس دُنیا
سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دُوسرے آسمان میں اُنکو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف
میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ
آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہُوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول
کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ردّ کرتا ہے اور مجھ کو
باوجود صدہا نشانوں کے مُفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے تو
مَیں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھیرا کیونکہ مَیں اُنکی نظر میں مُفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف
میں فرماتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا
يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ[۱] یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اُن سے کہہ دو کہ تم
ایمان نہیں لائے۔ ہاں یُوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے
دِلوں میں داخل نہیں ہُوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ
خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور
خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے
باز نہیں آتے۔ وہ خود اِس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر مَیں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو
اِس صُورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھ کو کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر
مُہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ
دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کُفر کا فتویٰ لکھا گیا اور اِنہیں کے فتوے سے یہ
بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا

[۱] الحجرات : ۱۵

ہے۔ تو اب اِس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دُوسرے لوگوں میں تخمِ دیانت اور ایمان ہے ۱۶۵
اور وہ منافق نہیں ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں اُن کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ اُن میں کوئی نفاق کا شُبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھُلے کھُلے معجزات کے مکذّب نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار[1] یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانٍ وھو مؤمن وما سرق سارق وھو مؤمن[ص] یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلا دیں میں قبول کر لوں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے۔ تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں اُن کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت اُن میں نہ پائی جائے۔[ذ]

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مُراد ہے۔

الجواب۔ دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور اُنکو اُنکی

[ص] صحیح بخاری میں اسی معنی کی روایت اِس طرح مذکور ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق حین یسرق وھو مؤمن۔

[ذ] جیساکہ میں نے بیان کیا کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اُسکے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے پس میں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ منہ

[1] النسآء: ۱۴۶

غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو۔ یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سُست ہو۔ دُوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے کہ اوّل اپنے نبیوں اور مُرسلوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کے بہت سے حصّہ میں اُنکا نام پھیل جاتا ہے اور اُنکے دعوے سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حُجت کر دیتا ہے۔ اور دُنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ ایک دم میں آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دُوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے۔ اِسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دیجاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سعید لوگوں کے دِلوں میں ڈالتے ہیں کہ جن راہوں کو تم نے اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہِ راست کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور دُوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے۔ بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنوں میں ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دُنیا میں شہرت ہو سکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہے وہ اِس دُنیا میں شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہیں اور خدا اُنکی شہرت پر قادر نہیں ہوتا۔* مَیں

(ص ۱۶۹)

* آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے۔ یہ اُس زمانہ کا الہام ہے جبکہ مَیں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھ کو جانتا بھی نہ تھا اور وہ الہام یہ ہے انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس یعنی تُو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ پس وہ وقت آگیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائے گی۔ اور دُنیا میں تُو عزّت کے ساتھ شہرت دیا جائے گا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزّت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے۔ پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وُہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دُوئی اس سے جاتا رہتا ہے تب خدا تعالیٰ اسی طرح اس کو عزّت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وُہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وُہ ایسی ہی عزّت حاصل کرے منہ

دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت کیلئے اور اپنے نبی کریمؐ کی اشاعتِ دین کیلئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اِس سے کسی نبی کو میسّر نہیں آئے تھے چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور برّی اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو تھوڑی مدّت میں تمام دُنیا کا سیر کر کے آسکتا ہے۔ ماسوا اسکے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہوگیا ہے کہ ایسی ایسی چھاپوں کی کلیں ایجاد ہوگئی ہیں کہ جس کسی ضخیم کتاب کے چند مجلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے اس کے کئی لاکھ نسخے ایک دو برس میں لکھ سکتے ہیں اور تمام مُلک میں شائع ہوسکتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کیلئے بھی اس قدر آسانیاں ہوگئی ہیں کہ ہمارے مُلک میں آج سے سَو برس پہلے اُنکا نام و نشان نہ تھا اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب بباعث کثرت مدارس کے جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں اِسقدر استعداد عِلمیّت لوگوں کو حاصل ہوگئی ہے کہ وُہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری ص۱۶۷
طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہُوئی ہے کہ مَیں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر۔ لاہور۔ جالندھر۔ سیالکوٹ اور دہلی اور لدھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے مجمعوں میں خود جا کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزارہا انسانوں کے رُوبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور ستّر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو اور انگریزی میں حقانیت اِسلام کے بارہ میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اِسلام میں شائع کی ہیں اور اِسی مقصد کیلئے کئی لاکھ اشتہار شائع کیا ہے؂ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اُسکی ہدایت سے تین لاکھ

؂ ایک دفعہ سولہ ہزار ۱۶۰۰۰ اشتہار حقانیت اسلام کے بارے میں انگریزی میں ترجمہ کرا کر ممالک یورپ اور امریکہ میں میں نے شائع کیا تھا جو کئی انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہوگیا تھا اور وُہ اشتہارات ان مقامات یورپ اور امریکہ میں پہنچائے گئے تھے جہاں لوگ اسلامی خوبیوں سے بے خبر تھے اور ایک انگریز امریکہ کا رہنے والا وِبّ نام جو ابھی اُن دِنوں میں مسلمان نہیں ہُوا تھا اسکو بھی وُہ اشتہار پہنچے تھے جن کے بعد وُہ مسلمان ہوگیا اور اب تک وُہ مسلمان ہے۔ منہ

سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آج تک توبہ کر چکے ہیں اور اس قدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بیخبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دُور دراز مُلکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہانتک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیشگوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کیلئے امریکہ کے نامی اخباروں میں شائع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں*۔

سوال (۸) ۱۶۸

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدارِ نجات نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناجی نہیں بنا سکتا۔ لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرداز ہیں کہ عبدالحکیم خان نے جو آیات لکھی ہیں انکا کیا مطلب ہے۔ مثلاً ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصارٰی والصابئین من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا

* حاشیہ۔ افسوس کہ ہماری جماعت کی ایمانداری اور اخلاص پر اعتراض کرنیوالے دیانت اور راستبازی سے کام نہیں لیتے۔ اِس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی استقامت کے وہ نمونے دکھلائے ہیں جن کی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خدا ترس اور منصف مزاج کو مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی استقامت پر نظر انصاف ڈالنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا میں استقامت کا نمونہ دکھا سکتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک جلیل الشان

فاضل علوم عربیہ میں تھے اور تمام عمر حدیث اور تفسیر کے درس میں بسر کی تھی اور انکو الہام بھی ہوتا تھا اور پچاس ہزار کے قریب اُن کے پیرو اور شاگرد تھے اور دُنیوی عزت بھی بہت رکھتے تھے یہانتک کہ ریاست کابل کے امیروں کی نظر میں ایک بزرگوار ۱۶۸
اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنمنٹ انگریزی اور ریاست میں جاگیر رکھتے تھے انہوں نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی۔ اُن کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کریں پر انہوں نے کہا کہ مَیں نادان نہیں۔ مَیں بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہوں مَیں انکو ترک نہیں کر سکتا مگر جان کو ترک کرونگا۔ امیر نے کئی دفعہ انکو سمجھایا کہ آپ بزرگوار ہیں لوگ شورش کرتے ہیں مصلحت وقت سمجھ لیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں دین کو دُنیا پر مقدم رکھتا ہوں مَیں اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ مَیں جانتا ہوں جس سے

فلھم اجرھم عند ربھم[1] اور جیسا کہ یہ آیت بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہٗ عند ربہٖ[2]۔ اور جیسا کہ یہ آیت تعالوا الیٰ کلمۃ سوآءٍ بیننا و بینکم الّا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرک بہٖ شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللّٰہ[3]۔

الجواب ۔ واضح ہو کہ قرآن شریف میں ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اسکے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ خدا ئے واحد لاشریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے نجات نہیں ہو سکتی* اور اللہ پر پورا ایمان ۱۶۹ ط
نہیں ہو سکتا ہے کہ اُسکے رسولوں پر ایمان لاوے۔ وجہ یہ کہ وُہ اسکی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اُسکی صفات کے بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہٰذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے

میں نے بیعت کی ہے وُہ حق پر ہے اور تمام دُنیا سے بہتر ہے اور آنیوالا مسیح یہی ہے اور عیسیٰ مرگیا تب لوگوں نے شور مچایا کہ کافر ہو گیا کیوں قتل نہ کیا جاوے مگر امیر نے پھر بھی قتل کرنے میں تاخیر کی۔ آخر یہ حجت پیش کی گئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں کہ اب غیر قوموں سے تلوار کے ساتھ دین کیلئے لڑنا نہیں چاہیئے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے مدد دے گا۔ اب جہاد حرام ہے اور پھر وہ نہایت بے رحمی سے سنگسار کئے گئے اور اُن کے عیال گرفتار کر کے کسی دُور دراز گوشۂ ریاست کابل میں پہنچائے گئے اور اُن کی جماعت کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اب حیا اور شرم سے سوچنا چاہیئے کہ ایک فاضل جلیل سے جو دنیا اور دین میں عزّت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان دی عبدالحکیم کو کیا نسبت ہے اگر وُہ مرتد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد سے جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مُرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا اُس نے اسلام کا کیا بگاڑا تھا۔ تا یہ خیال کریں کہ یہ بھی کچھ بگاڑیگا۔ اِسی طرح دھرمپال جو انھیں دنوں میں اسلام سے مُرتد ہو گیا اُس نے کیا بگاڑا۔ ؎

درکارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است ٭ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد منہ

* قرآن شریف میں عادت اللہ ہے کہ بعض جگہ تفصیل ہوتی ہے اور بعض جگہ اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ مجمل آیتوں کے ایسے طور سے معنی کرے کہ آیات مفصلہ سے مخالف نہ ہو جائیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے تصریح سے فرما دیا کہ شرک نہیں بخشا جائیگا مگر قرآن شریف کی یہ آیت کہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعًا[4] اس آیت سے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ شرک نہیں بخشا جائیگا پس یہ الحاد ہو گا کہ اس آیت کے وہ معنی کئے جائیں کہ جو آیات محکمات بیّنات کے مخالف ہیں: منہ

[1] البقرۃ: ۶۳ [2] البقرۃ: ۱۱۳ [3] آل عمران: ۶۵ [4] الزمر: ۵۴

کہ وہ بولتا ہے سُنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اس کے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیونکر اُن پر یقین آ سکتا ہے اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اِس صورت میں اس پر ایمان لانے کے کیا معنی ہوں گے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اُسکے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اُس کو نبیوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرے گا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیوں کر سمجھ آسکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنے والے مع اس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات اور بیّنات جیسا کہ یہ آیت ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسلہ و یریدون ان یفرّقوا بین اللّٰہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا و اعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔[1] یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاوے اور اس کے رسول پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اس کے رسولوں سے علیحدہ کر دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ بین بین راہ اختیار کر لیں یہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکّے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب مہیّا کر رکھا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جن کی ہم ایک بڑی تفصیل بھی لکھ چکے ہیں۔

دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنے باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ راسخ ص۱۷۱
فی العلم ہیں اُن لوگوں کو اُن کا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دِلوں میں نفاق کی بیماری ہے وُہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں اور خدا تعالےٰ کا

[1] النساء: ۱۵۱-۱۵۲

کلام اُن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنے کھلے کھلے ہوتے ہیں اور اُنکے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی جگہ دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اُس کو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سُنتا ہے تو بولتا بھی ہے پس اگر اس کا بولنا ثابت نہیں تو سُننا بھی ثابت نہیں۔ اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کر کے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور صفاتِ باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور ان کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانے والے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفیِ صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے۔ اِس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کیلئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے کہ بغیر اُن کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور ناتمام رہ جاتا ہے اور نیز آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اُن کی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے یعنی خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا۔ اُس کو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایسا ہی اُسکے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ اُنکے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دُوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں اِس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور مَیں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے ص۱۷۱ لفظ پر غور کرنا اِس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اسکے اپنے بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے

کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنیوالے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جسپر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھیرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنے کرنے کے وقت کیوں اِس ضروری امر کو ملحوظ نہ رکھا جاوے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے مگر ہمیں اِس بات کی پابندی کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اللہ کے لفظ کو انھیں معنوں کیساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور فلاں فلاں صفت سے متصف اور واحد لاشریک ہے۔ ہاں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں پہنچا اور بالکل بیخبر ہیں اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے۔ کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود اسکے کہ قرآن شریف کی صدہا آیتیں بلند آواز سے کہہ رہی ہیں کہ نری توحید موجب نجات نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا شرط ہے پھر بھی میاں عبد الحکیم خان اِن آیات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح ایک دو آیت جو مجمل طور پر واقع ہیں اُن کے اُلٹے معنے کرکے بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان آیات کے یہی معنے ہیں جو عبد الحکیم پیش کرتا ہے تب اسلام دُنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

۱۷۲ اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام مثلاً نماز روزہ وغیرہ کے سکھلائے ہیں وہ سب کچھ بیہودہ اور لغو اور عبث ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ اگر یہی بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنی خیالی توحید سے

---

* اگر اس مجمل آیت کے یہ معنی کئے جائیں تو کیا وجہ کہ اس دوسری مجمل آیت یعنی ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا[1] کی رو سے اعتقاد نہ رکھا جاوے کہ شرک بھی بخشا جاوے گا۔ منہ

[1] الزمر: ۵۴

نجات پاسکتا ہے تو پھر نبی کی تکذیب کچھ بھی گناہ نہیں اور نہ مُرتد ہونا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لا پروا کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں تب بھی چاہیئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظر انداز کرکے ارتداد کا جامہ پہن لیں۔ اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض بھی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالیٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بناویں۔

ماسوا اسکے خدا تعالیٰ کے کلام اور اسکے رسولوں کی قدیم سے یہ سُنّت ہے کہ ہر ایک سرکش اور سخت منکر کو اس پیرایہ سے بھی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صحیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ۔ اُس سے محبت کرو۔ اُسکو واحد لاشریک سمجھو۔ تب تمہاری نجات ہو جائیگی۔ اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا اُنکو اسلام قبول کرنے کی توفیق دیدیگا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اُسکے رسول پر ایمان لانے کیلئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنے کیلئے کھولا جاتا ہے۔ اِس لئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آریہ یا برہمو یا عیسائی یا یہودی یا سکھ یا اور منکرِ اسلام کج بحثی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا۔ تو آخر کہہ دیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پُورے اخلاص سے ایمان لاؤ۔ اِس سے وہ تمہیں نجات دیگا۔ مگر اس کلمہ سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر متابعت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پُورے صدق سے خدا پر ایمان لائیگا خدا اُس کو توفیق بخش دیگا۔ اور اپنے رسول پر ایمان لانے کیلئے اُس کا سینہ کھول دیگا۔ ایسا ہی میں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک نیکی دُوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دیدیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ۱۷۳

ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانے کے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کیلئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُسوقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سبب پُوچھا تو اُس نے جواب دیا۔ کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں مجھے اُن پر رحم آیا اسلئے میں یہ دانے اُن کیلئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو۔ مَیں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے۔ تو مُشرک ہے اور مُشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔ کیونکہ تُو آتش پرست ہے۔ یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا۔ کچھ مدّت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور مَیں مکّہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنیوالے نے میرا نام لیکر آواز دی جب مَیں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وُہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو مَیں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچکر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اس سچے بادشاہ قادرِ حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہیگا۔ ہرگز نہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یاد رہے کہ اوّل تو توحید بغیر پیروی نبی کریمؐ کے کامل طور پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اسکی ذات سے الگ نہیں ہو سکتیں بغیر آئینۂ وحی نبوت کے مشاہدہ میں نہیں آسکتیں۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے رنگ میں دکھلانیوالا محض نبی ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے اگر بفرض محال حصول اُن کا ناقص طور پر ہو جائے تو وہ شرک کی آلائش سے خالی نہیں جبتک کہ خدا اسی خشوش متاع کو قبول کرکے اسلام میں داخل نہ کرے۔ کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اُس کے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہے۔ اس میں
۱۷۴ اپنے فخر اور عُجب کو کچھ دخل نہیں لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل کرتا ہے۔ اس میں ضرور کوئی شرک کی آلائش پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھلانے کیلئے رسول بھیجے گئے اور

انسانوں کی محض عقل پر نہیں چھوڑا گیا تا توحید خالص رہے اور انسانی عُجب کا شرک اس میں مخلوط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفہ ضالّہ کو توحید خالص نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ رعونت اور تکبّر اور عُجب میں گرفتار رہے اور توحید خالص نیستی کو چاہتی ہے اور وہ نیستی جب تک انسان سچے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھ دخل نہیں یہ محض انعام الٰہی ہے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ایک شخص تمام رات جاگ کر اور اپنے نفس کو مصیبت میں ڈال کر اپنے کھیت کی آبپاشی کر رہا ہے اور دُوسرا شخص تمام رات سوتا رہا اور ایک بادل آیا اور اُس کے کھیت کو پانی سے بھر دیا۔ اب مَیں پُوچھتا ہوں کہ کیا وُہ دونوں خدا کا شکر کرنے میں برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ زیادہ شکر کریگا جس کے کھیت کو بغیر اُسکی محنت کے پانی دیا گیا۔ اِسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں بار بار آیا ہے کہ اس خدا کا شکر کرو جس نے رسول بھیجے اور تمہیں توحید سکھائی۔

سوال (۹)

جن لوگوں نے نیک نیتی کے ساتھ آنحضرت کا خلاف کیا یا کرتے ہیں۔ یعنی آنجناب کی رسالت کے منکر ہیں اور توحید الٰہی کے قائل ہیں نیک عمل بجالاتے ہیں اور بدعملوں سے پرہیز کرتے ہیں اُن کی نسبت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب۔ انسان کی نیک نیتی تسلّی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب میں تسلّی نہیں مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا۔ مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کھُلے کھُلے طور پر ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور انسان بھی وہ کہ جو تختۂ مشق مصائب ہے*

* کیا کوئی کانشنس یا نورِ قلب اِس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک عاجز انسان جو گذشتہ نبیوں سے بڑھ کر ایک ذرّہ بھر کوئی کام دکھلا نہیں سکا بلکہ ذلیل یہودیوں سے ماریں کھاتا رہا۔ وہی خدا اور وُہی زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا اور مجرموں کو سزا دینے والا ہے اور کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ خدائے قادر باوجود اپنی بے انتہا طاقتوں کے کسی دُوسرے کی مدد کا محتاج ہے۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ عیسیٰ کے ساتھ خدا تھا کہ جو اپنی مخلصی کیلئے تمام رات رو رو کر دُعا کرتا رہا تعجب کہ جبکہ تینوں خدا اسکے اندر تھے تو وہ چوتھا خدا کون تھا جس کی جناب میں اُس نے رو رو کر ساری رات دُعا کی اور پھر وہ دُعا قبول بھی نہ ہوئی۔ ایسے خدا پر کیا امید رکھی جائے جسپر ذلیل یہودی غالب آ گئے اور اُس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک سُولی پر نہ چڑھا دیا آریوں کا تو گویا خُدا ہی نہیں انادی جو ہوئے۔ کیا یہ ہدایت انسان کو کچھ تسلّی دے سکتی ہے۔ مگر اسلام وہ خُدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی فطرت اور تمام انبیاء کا اتفاق ہے جو اسلام کے کامل پرستاروں پر اپنی طاقتیں ظاہر کرتا ہے۔ منہ

اور آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لائے کیونکہ اُن کے نزدیک وُہ خالق نہیں تا مخلوق پر نظر کر کے خالق کی شناخت ہو۔ اور اُن کے مذہب کی رُو سے خدا تعالیٰ معجزات نہیں دکھلاتا۔ اور نہ وید کے زمانہ میں دکھلائے۔ تا معجزوں کے ذریعہ سے پرمیشر کا ثبوت ملے
ص۱۷۵ اور اُن کے پاس اِس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وُہ صفات جو پرمیشر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں فی الحقیقت اُس میں موجود ہیں جیسے علم غیب اور سُننا اور بولنا اور قدرت رکھنا اور دیالو ہونا۔ پس اُنکا پرمیشر صرف فرضی پرمیشر ہے۔ یہی عیسائیوں کا حال ہے۔ اُن کے خدا کے الہام پر بھی مُہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے پرمیشر یا خدا پر ایمان لانے سے تسلّی کیونکر ہو اور جو شخص اپنے خدا پر کامل یقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت کر سکے اور کیونکر شرک سے خالی ہو سکے خدا نے اپنے رسول نبی کریم کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے مُنہ پھیرتا ہے اُسکی خیر نہیں ہم اُسکو نیک نیت نہیں کہہ سکتے۔ کیا جو شخص مجذوم ہے اور جذام نے اُس کے اعضاء کھا لئے ہیں وُہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں مجذوم نہیں یا مجھے علاج کی حاجت نہیں اور اگر کہے تو کیا ہم اُسکو نیک نیت کہہ سکتے ہیں۔ ماسوا اسکے اگر فرض کے طور پر کوئی ایسا شخص دُنیا میں ہو کہ وُہ باوجود پُوری نیک نیتی اور ایسی پُوری کوشش کے کہ جیسا کہ وہ دُنیا کے حصول کیلئے کرتا ہے اسلام کی سچائی تک پہنچ نہیں سکا تو اس کا حساب خدا کے پاس ہے مگر ہم نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں* اس لئے ہم اِس بات کو قطعاً محال جانتے ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف کی رُو سے کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکے۔ نادان اور جاہل لوگ نفس امّارہ کی تعلیم سے ایک بات سیکھ لیتے ہیں کہ صرف توحید کافی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے وجود کا اس سے پتہ لگتا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ

* اسلام ایک ایسا فطرت کے موافق مذہب ہے کہ اسکی سچائی ایک جاہل اور ناخواندہ ہندو کو بھی دو منٹ میں سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ جو کچھ اسکے مقابل پر دُوسری قوموں نے قبول کیا ہوا ہے وُہ تمام عقائد قابل شرم اور ایک غمگین کے ہنسانے کا ذریعہ ہیں۔ منہ

اتمام حجت کو کون جانتا ہے اُس نے اپنے نبی کریم کی سچائی ثابت کرنے کیلئے زمین و آسمان کو نشانوں
سے بھر دیا ہے اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اس ناچیز خادم کو بھیجکر ہزارہا نشان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں تو پھر
اتمام حجت میں کونسی کسر باقی ہے۔ جس شخص کو مخالفت کرنے کی عقل ہے وہ کیوں موافقت کی
راہ کو سوچ نہیں سکتا اور جو رات کو دیکھتا ہے کیوں اُسکو روز روشن میں نظر نہیں آتا۔
حالانکہ تکذیب کی راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہاں جو شخص مسلوب العقل ص۱۷۶
کی طرح ہے اور انسانی قوتوں سے کم حصہ رکھتا ہے اس کا حساب خدا کے سپرد کرنا چاہیئے اسکے بارہ
میں ہم کلام نہیں کر سکتے۔ وہ اُن انسانوں کی طرح ہے جو خورد سالی اور بچپن میں مر جاتے ہیں مگر
ایک شریر مکذّب یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں نیک نیتی سے تکذیب کرتا ہوں۔ دیکھنا چاہیئے کہ
اسکے حواس اس لائق ہیں یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور رسالت کو سمجھ سکے۔ اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ
سکتا ہے مگر شرارت سے تکذیب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی آفتاب کی روشنی کو دیکھ کر
یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اُسکو معذور سمجھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ دانستہ کج بحثی
کرتے ہیں اور اسلام کے دلائل کو توڑ نہیں سکتے کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور
اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مُردہ میں فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو
ترک کرتا اور مُردہ مذہب کو قبول کرتا ہے*۔ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں
بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں
کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان
ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور
کس کی مدد کرتا ہے اور کس کیلئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا

* جو شخص بے دلیل ایک انسان کو خدا بناتا ہے یا بے دلیل خدا کو خالق ہونے سے جواب دیتا ہے۔ کیا وہ اسلام کی سچائی کے صاف صاف دلائل سمجھ نہیں سکتا۔ منہ

کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی غالب رہونگا۔ کیا کوئی ہے؟!! کہ اِس امتحان میں میرے مقابل پر آوے۔ ہزار ہا نشان خُدا نے محض اسلئے مجھے دِیئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دینِ اسلام سچا ہے۔ مَیں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُسکی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ فلاں فلاں پیشگوئی پُوری نہیں ہُوئی اور اپنی جہالت سے ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وُہ پُوری نہیں ہوئیں جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے
صـ۱۷۷ ہیں۔ مگر وُہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں اور اپنے جھُوٹ اور افترا سے اپنی بات کو رنگ دیکر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اُنکو خدا تعالیٰ کی سُنّت کی خبر نہیں۔ انکو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے۔ اُنکے نزدیک تو گویا یونس نبی بھی جھُوٹا تھا جس کی قطعی پیشگوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پُوری نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیشگوئیاں جن کو وُہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت وُہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہو گئی ہیں۔ کیونکہ اُن کے ساتھ شرطیں تھیں۔ ان شرطوں کے لحاظ تاخیر ہوئی۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وُہ پُوری ہو جائیں۔ اِسپر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور مَیں اِس بارہ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتھم تو بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا۔ اب اُس کے داماد کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سُنّت اللہ ہے اُس کو بھُول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہے تو دو۲ فردیں بناکر ایک فرد میں وُہ پیشگوئیاں لکھیں جو اُنکی دانست میں پُوری نہیں ہوئیں اور دُوسری فرد میں وُہ پیشگوئیاں ہم تحریر کرینگے جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تب انکو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جو نہایت مصفّا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جو اُن کے نزدیک مصفّا نہیں۔

غرض یہ امر سوچنے کے لائق ہے کہ صرف دو پیشگوئیوں پر اُن کا اتنا ماتم اور سیاپا ہے مگر اِس جگہ ہزارہا پیشگوئیاں پُوری ہوگئی ہیں اور کئی لاکھ انسان اِن کے گواہ ہیں۔ اگر انکو خدا کا خوف ہے تو کیوں اُن سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اِس طرح تو یہودی بھی اب تک لکھتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پُوری نہیں ہوئیں جیساکہ بارہ[۱۲] حواریوں کے بارہ[۱۲] تختوں کی پیشگوئی اور اُسی زمانہ میں اُن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی وغیرہ ✠۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حُجّت تمام دُنیا پر پُوری ہو چکی ہے اور آپ کے انوار سُورج سے زیادہ چمک رہے ہیں پھر انکار کے ساتھ نیک نیّتی کیونکر جمع ہو سکتی ہے اور جس شخص سے یہ بدعملی ظہور میں آئے کہ ایک کُھلی کُھلی سچائی کو ردّ کیا اُسکی نسبت ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ نیک اعمال بجالاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہو رہی ہے ص ۱۷۸
اور ہزارہا اہل کرامات و خوارق اپنے اپنے زمانہ میں حُجّت پوری کر گئے ہیں۔ پس کیا اب تک حُجّت پُوری نہیں ہُوئی۔ آخر منکر کسی حد تک معذور ہونے کے لائق ہوتا ہے۔ نہ کہ ہزارہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان دیکھ کر اور تعلیم کو عمدہ پاکر اور خالص توحید اسلام میں ※ دیکھ کر پھر کہتا جائے کہ ابھی میری تسلّی نہیں ہوئی ؁

✠ حضرت موسٰی کی توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دُودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے مگر یہ پیشگوئی پُوری نہ ہوئی حضرت موسٰی بھی راہ میں فوت ہوئے اور بنی اسرائیل بھی راہ میں مر گئے صرف اولاد اُنکی وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسٰی کی پیشگوئی کہ بارہ[۱۲] تخت اُنکے حواریوں کو ملینگے وہ پیشگوئی بھی غلط نکلی۔ اب موسٰی اور عیسٰی دونوں کی نبوت سے دستبردار ہو جاؤ۔ سیّد عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اُس کا ایفاء نہیں ہوتا۔ پھر وعید کی شرطی پیشگوئیوں پر اسقدر شور مچانا کس قدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ منہ

※ افسوس عبدالحکیم خان ایک اور کھلی کھلی ضلالت میں پھنسا ہُوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف فرماتا ہے کہ

؁ اہل یورپ کو کیونکر ہم بے خبر کہہ سکتے ہیں کہ جنہوں نے قرآن شریف کے ترجمے کر کے شائع کئے اور آپ تفسیریں لکھیں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے اور لغت عرب کی بڑی بڑی کتابیں تالیف کیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اسلام کے کتب خانے یورپ میں موجود ہیں اس قدر مسلمانوں کے ہاتھ میں وہ کتابیں موجود نہیں۔ منہ

بالآخر ہم اس خاتمہ میں چند امور ضروریہ بیان کرکے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اُسپر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جسمیں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اُس نے محض چالاکی سے جیساکہ اُسکی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کرسکتی جو شخص بکلی نام سے بھی بیخبر ہے اُسپر مؤاخذہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مؤاخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُسپر کوئی گرفت نہ ہو۔ اِس گناہ کا دادخواہ مَیں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جسکی تائید کیلئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ

بقیہ حاشیہ ہر ایک اُمت سے بذریعہ اُنکے نبی کے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاء پیدا ہوں تو اُن پر ایمان لانا اور انکی مدد کرنا اور پھر اسپر ایک اور دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خط اس وقت کے عیسائی بادشاہوں کی طرف لکھے تھے یعنی قیصر اور مقوقس اور حبش کے بادشاہ کی طرف اس میں اَسْلِمْ تَسْلَمْ کا لفظ تھا۔ یعنی اسلام لا۔ اِسی سے تو سلامت رہیگا۔ حالانکہ بعض اُن عیسائی بادشاہوں میں سے موحد تھے۔ تثلیث کے قائل نہ تھے اور یہ ثابت شدہ امر ہے اور یہودی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے پھر انکو اسلام کی دعوت کیا معنی رکھتی تھی۔ وہ تو پہلے ہی اسلام میں داخل تھے۔ منہ

جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اسپر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔ ص۱۷۹

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اِس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اِس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو لوگ اِس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُنکے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اسپر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اِس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جسپر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اِس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

صفحہ ۱۸۰ رسول کے حکم کو نہیں مانتا وُہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجّت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجّت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وُہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا[1] قابل مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اِس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُسکی نسبت نجات کا حکم دیں اِس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اِس میں دخل نہیں اور جیساکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجّت نہیں ہوا۔ ہمیں دعوے سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجّت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وُہ اپنی حجّت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اُس کا مؤیّد رہا ہے اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجّت پوری نہیں ہوئی ✱ وُہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اُسی کی گردن پر ہے اور وُہی اِس بات کا جواب دِہ ہوگا کہ باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی

✱ اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وُہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جن کے دین میں نہ خدا کی عظمت ہے نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ۔ وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجّت پوری نہیں ہوئی ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے یا ایک آریہ جس کے نزدیک نہ خدا خالق ہے نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے وُہ کس مُنہ سے کہہ سکتا ہے کہ بہ نسبت اسلام میرا دین اچھا ہے کیا وُہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلانے کیلئے نیوگ کو پیش کریگا جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اُس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ منہ

[1] البقرۃ: ۲۸۷

نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اُسپر حجّت پُوری نہیں ہوئی یہ بحث محض فضول اور نری بکواس ہے کہ جسپر حُجّت پُوری نہیں ہوئی وہ باوجود اسکے کہ اُس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائیگا بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اُسکی اِس میں کسرِشان ہی اور نیز تخلّف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اُس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پُوری کردوں گا۔ پھر بھی وُہ مکذّبین پر اپنی حجّت پوری نہیں کرسکا۔ اور اُنہوں نے اُسکے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے دین اسلام کیلئے ظاہر کئے۔ اور پھر ہم دلائل عقلیہ اور نقلیہ کو دیکھتے اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں اور دُوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وُہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو اِن بیہودہ باتوں کو دُنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اُسپر اتمام حُجّت نہ ہو وُہ نجات پائیگا۔ یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمدًا نہ ہو تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی اب اُس کا یہ کہنا بے فائدہ ہوگا کہ مَیں طبیبوں کے اس اشتہار سے بیخبر تھا مجھے کیوں آتشک ہوگئی۔ باوا نانک نے سچ کہا ہے ع مندے* کمّیں نانکا جد کد مندا ہو

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سُنّت کے موافق اپنے دین قویم کی حُجّت پُوری کردی تو اب اِس میں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حجت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے۔ اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اُسپر اتمام حجت

۱۸۱

* یعنی اسے نانک بُرے کاموں سے آخر بُرائی پیش آتی ہے۔ منہ

نہیں ہوا تو اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض بے خبر ہے۔ اگر بے خبری میں مرجاوے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وُہ معذور ہیں۔

از انجملہ یہ امر قابلِ تذکرہ ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے دُوسرے ہم جنسوں کی پیروی کر کے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ مَیں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور مَیں دجّال ہوں اور حرامخور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی
ہے چنانچہ میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبّر دجّال شیطان جاہل مجنون کذّاب سست حرامخور صہ۱۸۲
عہد شکن خائن رکھا ہے اور دُوسرے کئی عیب لگائے ہیں جو اُسکی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں اور یہی تمام عیب ہیں جو ابتک یہودی حضرت عیسٰی پر لگاتے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اِس اُمّت کے یہودیوں نے بھی وُہی عیب میرے پر لگائے مگر مَیں نہیں چاہتا کہ اِن تمام الزاموں اور گالیوں کا جواب دُوں بلکہ مَیں اِن تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اگر مَیں ایسا ہی ہوں جیسا کہ عبد الحکیم اور اُسکے ہم جنسوں نے مجھے سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا دشمن اور کون ہوگا۔ اور اگر مَیں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر مَیں یہی بہتر طریق سمجھتا ہوں کہ اِن باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دُوں۔ ہمیشہ اسی طرح پر سنت اللہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ زمین پر ہو نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اُسکے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے۔ اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور کرے تو اُن کے الزاموں سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جبکہ مَیں ایک ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس ۲۵ سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہوں اور رات کو اپنی طرف سے دو چار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزار ہا روپیہ بد دیانتی سے کھا لیا ہے۔ عہد شکنی کرتا ہوں۔ جھوٹ بولتا ہوں اور اپنی نفس پرستی کیلئے اُن کا نقصان کر رہا ہوں اور تمام دُنیا کے عیب

اپنے اندر رکھتا ہوں۔ پھر بجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ ہر ایک منصوبہ جو میرے لئے کیا جاتا ہے خدا دشمنوں کو اس میں نامراد رکھتا ہے اور اُن ہزار ہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرامخوریوں کیوجہ سے نہ میرے پر بجلی گرتی ہے اور نہ زمین میں میں دھنسایا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے مقابل پر مجھے مدد ملتی ہے۔ چنانچہ باوجود کئی اُنکے حملوں کے مَیں بچایا گیا✠۔ اور باوجود ہزاروں روکوں کے کئی لاکھ تک میری جماعت خدا نے کر دی۔ پس اگر یہ کرامت نہیں تو اَور کیا ہے۔ اگر اس کی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں ورنہ بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ کیا اُن کے پاس پچیس ۲۵ سال کے مفتری کی کوئی نظیر ہے جس کو باوجود صـ۱۸۳
اِس مدّت کے افترا کے صدہا نشان تائید اور نصرت الٰہی کے دئے گئے ہوں اور وہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فأتوا بها ان کنتم صادقین۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ مقدمہ وہ خود فیصلہ کریگا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر مَیں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میرے لئے ایک زبردست گواہی دے جس سے بدن کانپ جائیں۔ اور اگر مَیں پچیس سالہ مجرم ہوں جس نے اِس مدّت دراز تک خدا پر افترا کیا تو مَیں کیونکر بچ سکتا ہوں۔ اِس صورت میں اگر تم سب میرے دوست بھی بن جاؤ تب بھی مَیں ہلاک شدہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہے

✠ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں میرے پر خُون کا مقدمہ دائر کیا گیا مَیں اُس سے بچایا گیا بلکہ بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اور قانون ڈاک کے خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جسکی سزا چھ ماہ قید تھی اس سے بھی مَیں بچایا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اِسی طرح مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ میرے پر چلایا گیا آخر اس میں بھی خدا نے مجھے رہائی بخشی اور دشمن اپنے مقصد میں نامراد رہے اور اس رہائی کی پہلے مجھے خبر دی گئی۔ پھر ایک مقدمہ فوجداری جہلم کے ایک مجسٹریٹ سنسار چند نام کی عدالت میں کرم دین نام ایک شخص نے مجھ پر دائر کیا اس سے بھی مَیں بَری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دیدی۔ پھر ایک مقدمہ گورداسپور میں اسی کرم دین نے فوجداری میں میرے نام دائر کیا اس میں بھی مَیں بَری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھ کو دی اِسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھ میں ہی نامراد رہے اور خدا کی وہ پیشگوئی پُوری ہوئی جو آج سے پچیس ۲۵ سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی یہ کہ ینصرک اللّٰہ فی مواطن۔ کیا یہ کرامت نہیں۔ ؟ منہ

اے لوگو! تمہیں یاد رہے کہ مَیں کاذب نہیں بلکہ مظلوم ہوں اور مفتری نہیں بلکہ صادق ہوں۔ میرے مظلوم ہونے پر ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے فرمائی جو براہین احمدیہ میں شائع ہوئی یعنی خدا کا یہ الہام کہ **دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔** یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر تھا صرف پیشگوئی کے رنگ میں یہ الفاظ تھے جو مخالف مولویوں نے پُورے کئے۔ سو اُنہوں نے جو چاہا کیا۔ اب اِس پیشگوئی کے دُوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنی یہ فقرہ کہ لیکن خُدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کُھلے طور پر ظاہر ہوئے اُن سے اُنہوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے اُن کو ذریعۂ اعتراض بنا دیا۔ اِس لئے مَیں جانتا ہوں کہ اب اِس فیصلہ میں دیر نہیں آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے مامور سے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا لکھا اور یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان اپنے رسالہ ذکر الحکیم کے

پینتالیسؔ صفحہ میں میری نسبت یہ لکھتا ہے۔ "مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغزش نہیں۔ وہی
ایمان ہے کہ آپ مثیلِ مسیح ہیں۔ مسیح ہیں۔ مثیلِ انبیاء ہیں۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ ۱۸۴
میں سطر ۵ اسے لیکر سطر ۱۰ تک میری تصدیق میں اُسکی عبارت یہ ہے جو جلی قلم سے لکھی جاتی ہے۔
"ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے۔ اُنکی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہو جائیگا۔ اُس کی سکونت بھی شہر سے باہر ایک ہوادار کشادہ مکان میں تھی یہ خواب مَیں نے اُسکے حقیقی بھائی چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تھا ایک سال بعد وہ پلیگ سے ہی فوت ہوا۔" دیکھو عبد الحکیم خان کا رسالہ ذکر الحکیم صفحہ ۱۲۔

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخور اور کذّاب ٹھیراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانوں میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجّال اور کذّاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اِس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبّطُ الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی۔ اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اِس سے بڑھکر کوئی اور تناقض ہوگا۔ اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اُسکو خود سوچنا چاہیئے تھا کہ جب خواب کی رُو سے میری سچائی کی اُسکو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا[☆] تو کیا ایک دجّال کیلئے خدا نے اسکو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس[۲۰] سال کے بعد اُسکو معلوم ہو گئے[☆☆]۔ اور یہ عذر اُس کا قابلِ قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہونگی اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اُس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

☆ اب عبد الحکیم کیلئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جاکر رووے کہ اے بھائی تُو تکذیب میں سچا تھا اور مَیں جھوٹا۔ میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کرکے مجھے بتلا کہ ایک کذّاب اور دجّال کیلئے کیوں اُسنے تجھے ہلاک کر دیا۔ منہ

☆☆ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس[۲۰] سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس[۲۰] سال کے بعد کونسی نئی بات اُسکو معلوم ہوئی۔ جو عیب اُس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

بھی ہوتے ہوں گے۔✠ مگر یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کیلئے قدرت نہیں دیگئی۔ ہاں شیطانی خوابیں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو آپ میری مخالفت کی حالت میں اُسکو ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں سو اُسکو کوشش کرنی چاہیئے کہ شیطان اُس سے دُور ہو جائے۔ صفحہ ۱۸۵

اور منجملہ امور قابلِ تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے رسالہ المسیح الدجال میں دُوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیشگوئیاں غلط نکلتی رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبد اللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور اُنکے بعض رفیقوں کی نسبت تھی۔ ان سب کو بیان کرکے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وُہ پُوری نہیں ہوئیں مگر مَیں ان پیشگوئیوں کی نسبت بارہا لکھ چکا ہوں کہ وُہ سُنّت اللہ کے موافق پُوری ہو چکی ہیں۔ عبد اللہ آتھم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اُس کے داماد کی نسبت صدہا مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں۔ عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وُہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہو گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ لفظ نہیں تھے کہ بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان

✠ یہ بھی عبد الحکیم کی مخبط الحواس ہونے کی نشانی ہے کہ اس اپنی خواب کو جس میں محمد حسن بیگ کی موت بتلائی گئی تھی اور اس کے موافق حسن بیگ مر بھی گیا تھا ایک شیطانی خواب قرار دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جوشِ مخالفت نے اس شخص کی عقل مار دی ہے جس خواب کو واقعات نے سچی کرکے دکھلا دیا اور اُس نے منجانب اللہ ہونے پر مُہر لگا دی وُہ کیونکر جھوٹی ہو سکتی ہے جھوٹی اور نفسانی خوابیں تو وُہ ہیں جو اَب اس کے مخالف آتی ہیں جن پر کوئی سچائی کی مُہر نہیں۔ مگر اس خواب میں شیطان کا ایک ذرّہ دخل نہیں کیونکہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ کے ساتھ پوری ہو گئی اور مجیب مُمیت تو خدا کا نام ہے شیطان کا نام نہیں۔ ہاں اس سچی خواب سے میاں عبد الحکیم کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت یوسف کے وقت میں فرعون کو بھی سچی خواب آگئی تھی اور بڑے بڑے کافروں کو بعض وقت سچی خوابیں آجاتی ہیں اور خدا کے مقبول علم غیب کی کثرت اور ایک خاص نعمت سے شناخت کئے جاتے ہیں نہ محض ایک دو خواب سے۔ منہ

بھی ہو جائے۔ رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ؔ سو اُس نے اُسی مجلس میں جس میں ساٹھ یا ستّر یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے پیشگوئی سُننے کے بعد آثارِ رجوع ظاہر کئے یعنی جب مَیں نے پیشگوئی سُنا کر اُسکو یہ کہا کہ تم نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجّال کہا ہے اُسکی سزا میں یہ پیشگوئی ہے کہ پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ تب اُس کا رنگ زرد ہوگیا اور اُس نے اپنی زبان باہر نکالی۔ اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بلند آواز سے کہا کہ مَیں نے ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال نہیں رکھا اِس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک رئیس امرتسر کے بھی موجود تھے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان تھے بالخصوص عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک بھی تھا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ ان سب کو حلف کے ساتھ پُوچھنا چاہیئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تھا یا نہیں۔ اور اگر درحقیقت یہ الفاظ عبداللہ آتھم کے مُنہ سے نکلے تھے تو اب خود سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ شوخی اور شرارت کے الفاظ تھے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تھے مَیں نے تو اِس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی تمام عمر میں کسی عیسائی کے مُنہ سے نہیں سُنے بلکہ اکثر اُنکی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ کے وقت میں اسقدر تذلّل اور انکسار کے ساتھ دجّال کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وُہ پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وُہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اِس بات کا حق نہ رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ شرط کے موافق اُس کو فائدہ پہنچاتا۔* پھر بہت

ؔ اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وُہ بجائے پندرہ کے بیسویں مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضاء گر جائیں تو کیا وُہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیئے۔ منہ

* حاشیہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھرام کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبداللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھلا دیا اسلئے اسکی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازار وں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اسلئے قبل اسکے کہ اسکی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال باقی رہتا تھا کہ وہ مارا گیا۔ عبداللہ آتھم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھرام سے جلالی صفت کو۔ وہ قادر ہے کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی۔ منہ

مدت تک بھی اُسکی زندگی نہیں ہُوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہوگیا۔ اُس نے بعد اسکے کوئی شوخی نہیں دکھلائی اور جو کچھ اُسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وُہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے غرض نفس پیشگوئی تو اُسکی موت تھی اسکے موافق وہ میری زندگی میں ہی مرگیا۔ خدا نے میری عمر بڑھادی اور اُسکی زندگی کا خاتمہ کردیا۔ اب اِسی بات پر زور دینا کہ وُہ میعاد کے اندر نہیں مرا کسقدر ظلم اور تعصب ہے۔ اے نادان کیا تُو یونس کے قصّہ سے بھی بیخبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے یونسؑ کی پیشگوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی تب بھی توبہ و استغفار سے اُسکی قوم بچ گئی حالانکہ اسکی قوم کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وُہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہوجائیگی مگر کیا وہ اِس پیشگوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہوگئی۔ اگر چاہو تو دُرِّ منثور میں ۱۸۶
اُن کا قصہ دیکھ لو یا یونہ نبی کی کتاب بھی ملاحظہ کرو۔ حد سے زیادہ کیوں شرارت دکھلاتے ہو کیا ایک دن مرنا نہیں۔ شوخی اور بددیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی۔ اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شائع کرچکے ہیں یہ تھے ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک یہ الہامی الفاظ ہیں اور اِس میں مخاطب اس عورت کی نانی ہے جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ اور ایک مرتبہ مَیں نے یہ الہام مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہوشیارپور قبل از وقت سُنایا تھا۔ شاید اُنکا نام عبد الرحیم تھا یا عبد الواحد تھا۔ اِس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے اور اِس پیشگوئی میں احمد بیگ اور اس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا[ؐ] اور اُس عورت کی لڑکی پر بلا

[ؐ] حاشیہ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کبھی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اِس پیشگوئی کا ایک حصہ پُورا ہوچکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو دونوں بیان کرنا چاہیئے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا ہوچکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہیں آنے دیتا۔ منہ

آ گئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے اقارب پر غالب آ گیا یہاں تک کہ بعض نے اُن میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دُعا کرو پس خدا نے اُن کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور اُن کے رفقاء کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام میں لکھی گئی تھی اسکی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دُعا میں اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔ اور صرف میری طرف سے دُعا تھی کہ اتنی مدت میں ایسا ہو۔ سو ۱۸۸
خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے اسپر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہٖ اُسکو ملحوظ رکھے۔ اس لئے پیشگوئی میں جو عربی میں شائع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں رُسوا کیا جائیگا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے کہ اُنکو کسی کے عجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے۔ تمام اہلِ سنت بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اِسپر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا کسی کے لئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس بلا کو صرف اپنے علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے مرسل پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلائے مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے اور دُنیا کی تمام قومیں اس بات پر اتفاق رکھتی ہیں کہ آنے والی بلائیں خواہ وہ پیشگوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائیں اور خواہ صرف خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ استغفار سے ٹل سکتی ہیں تبھی تو لوگ مصیبت کے وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بے فائدہ کام کون کرتا ہے اور تمام نبیوں کا اسپر اتفاق ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور توبہ و استغفار سے ردّ بلا ہوتا ہے اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت

ایک آنے والی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کے لئے دُعا کی جاتی ہے تو پھر دُوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا۔ پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفعہ جھوٹا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بداندیشوں کو اس قسم کی تکذیب کا شوق ہے اگر چاہیں تو میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پھر انکی منسوخی کی انکو اطلاع دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیروں میں اور نیز بائبل میں بھی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت
۱۸۹ وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اُس کی عمر پندرہ دن رہ گئی ہے۔ مگر وُہ بادشاہ تمام رات روتا رہا۔ تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہُوا کہ ہم نے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دیا ہے۔ یہ قصہ جیسا کہ مَیں نے لکھا ہے ہماری کتابوں اور یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہو گے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وُہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اس کی طرف سے جاری ہے یہانتک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کیلئے ہے وہاں بھی یہ آیت موجود ہے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ[1] یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وُہ چاہتا ہے اُس کے کرنے پر وُہ قادر ہے لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے وعید نہیں* ہے۔

اخیر پر مَیں بڑے زور سے اور بڑے دعوے سے اور بڑی بصیرت سے یہ کہتا ہوں کہ

---

* قرآن شریف میں کفار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا[2]۔ اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ[3] بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احدٌ ونسیم الصبا تحرّک ابوابھا یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائے گی اور بعض کتب میں زبانِ پارسی میں یہ حدیث لکھی ہے۔ ایں مُشتِ خاک راگر نہ بخشم چہ کنم۔ منہ

---

[1] ھود: ۱۰۸ [2] النساء: ۱۷۰ [3] ھود: ۱۰۸

جو جو اعتراض میری پیشگوئیوں پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان اور اُسکے ہمجنس مولویوں نے کئے ہیں
مَیں دکھلا سکتا ہوں کہ اولوالعزم نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جسکی کسی پیشگوئی پر انہیں
اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض نہ ہو اور صرف یونسؑ کا قصّہ میں پیش نہیں کرونگا۔ بلکہ
حضرت موسٰی اور حضرت مسیح اور حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں یا خدا کی
کلام میں اُسکی نظیر دکھلاؤنگا مگر مَیں یہ سُننا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ تمام لوگ ان تمام
نبیوں کو چھوڑنے کیلئے طیار ہیں اور کیا وہ اس بات کیلئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اس نبوت کے پیش
کرنے کے بعد جیساکہ وہ مجھے گالیاں دیتے ہیں انکو بھی گالیاں دینگے اور جیساکہ مجھے کاذب ٹھیرایا ہے
انہیں بھی کاذب ٹھیرا دینگے۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے
ہو۔ ہائے افسوس کیوں تم جانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اسقدر ایمان اور تقوٰی سے دُور
چلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس پر وارد ہونگے ۱۹۰
اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا
یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ[1]۔
یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا کیونکہ خدا کذّاب کے کام کو انجام تک نہیں پہنچاتا۔
وجہ یہ کہ اِس سے صادق اور کاذب کا معاملہ باہم مشتبہ ہو جائیگا۔ اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی
بعض وعید کی پیشگوئیاں ضرور وقوع میں آئیں گی۔ پس اِس آیت میں جو بعض کا لفظ ہے
صریح طور پر اس میں یہ اشارہ ہے کہ سچا رسول جو وعید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں
کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آجائیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض اُن میں سے
ظہور میں آجائیں جیساکہ یہ آیت فرما رہی ہے یصبکم بعض الذی یعدکم اب آنکھ کھولکر دیکھو کہ
وہ وعید کی چند پیشگوئیاں جو میری طرف سے شائع ہوئی تھیں اُن میں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام
کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی جسکی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مریگا بلکہ خدا کا غضب
کسی حربہ سے اُس کا کام تمام کریگا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اُسکی موت کا واقعہ ہوگا۔ اور یہ بھی

[1] المومن: ۲۹

اشارہ کیا گیا تھا کہ اُس کے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑیگی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ یہ واقعہ میری بددعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اسکی زبان درازیاں انتہا تک پہنچ گئی تھیں۔ پس وُہ خدا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ اُس کا غضب لیکھرام پر نازل ہُوا اور اُس کو دردناک عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔

پھر سوچنا چاہیئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمربستہ تھا اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیارپور کے شفاخانہ میں فوت ہوگیا اور اس کے اقارب میں اس کی موت سے تہلکہ برپا ہُوا یہ وُہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت اب تک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا اور نہیں جانتے کہ دائیں ٹانگ تو اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اچانک اپنی جوانان مرگ مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اُس کے عزیزوں کی ہونگی وُہ امر بھی وقوع میں آ گیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہوگئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیت یصبکم بعض الذی یعدکم اسپر صادق آیا یا نہیں۔ پس جبکہ میری بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت خود انکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہوگئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوے کے کیوں یہ آیت ممدوحہ اُن کے مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعدکم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کے لئے طیاری تو نہیں۔ اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدّتِ تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ کوئی مولوی اس بات سے بیخبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اسکو پورا کرسکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اسکے ثبوت کیلئے کافی ہے اور پھر حضرت عمر کا ایک صحابی کو کڑے ۱۹۱

پہنانا دُوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کیلئے جان توڑ کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مؤلفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کیلئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پلید پس خوردہ عبدالحکیم کو بھی کھانا پڑا۔ اور دُوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گذرتا ہوگا جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دُوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی اس طور ص۱۹۲
سے اِس ملک میں نہیں آئے تھے۔ خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اُس کی مجھے خبر دیجاتی ہے اور مَیں بذریعہ اخبار یا رسائل یا اشتہار کے اسکو شائع کر دیتا ہوں۔ چنانچہ مَیں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اسقدر آفات آنیوالی ہیں کہ جیساکہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیساکہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دِکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دِکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ[1] خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کریگا اور دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اِس الہام کے ہیں کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے

۱؎ یونس: ۹۱

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس ۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہیں وہ سُنے۔ ✤

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبد الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خداتعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہوسکتی اسلئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس ۱۴۰ نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں
ص۱۹۳ پوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خداتعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنھیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں :۔

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کلّ مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اِس صدی کا چوبیسواں ۲۴ سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

✤ خداتعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دُنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہو اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

علماء اُمّت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے زمانہ میں خود مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدّد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجدّدین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمّت ایک بڑے حصّہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدمِ علم سے عدمِ شئے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہلِ سنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اِس اُمّت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اِس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء ص۱۹۷
اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اِس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اِس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور مَیں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دُوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جبتک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دُوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ مَیں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نو بتیں رکھی ہیں۔

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھاوے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۲۔نشان۔صحیح دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُسکی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُسکے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں [۲۸] تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ [۱۲] سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے۔ اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ۱۹۵
یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اوّل اِس ملک میں دُوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہُوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہُوا۔ دُوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ [۱۲] برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئیگا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو۔ لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سراسر تعصب سے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرہن پہلی رات میں ہوگا اور سورج گرہن بیچ کے دن میں مگر ایسا نہیں ہوا یعنی اُن کے زعم کے موافق ’’چاند گرہن شبِ ہلال کو ہونا چاہیئے تھا جو قمری مہینہ کی پہلی رات ہے اور سورج گرہن قمری مہینہ کے پندرھویں دن کو ہونا چاہیئے تھا جو مہینہ کا بیچواں دن ہے‘‘۔ مگر اس خیال میں سراسر ان لوگوں کی ناسمجھی ہے کیونکہ دُنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کیلئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنے تیرھویں چودھویں پندرھویں۔ اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرھویں رات ہے اور سورج کے گرہن کیلئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرہن میں سے قمری مہینہ کے رُو سے اٹھائیسواں دن بیچ کا دن ہے۔ سو انہی تاریخوں میں عین حدیث کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا۔ یعنے چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اُس کا
حاشیہ۱۹۶ نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن کا ہلال کہلاتا ہے۔ دُوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کرلیں کہ چاند کی پہلی رات سے مُراد تیرھویں رات ہے اور سورج کے بیچ کے دن سے مُراد اٹھائیسواں[۲۸] دن ہے تو اس میں خارق عادت کونسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مُدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔ خاصکر یہ امر کس کو

معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس[۱۳۰۰] میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُنکے وقت میں چاند گرہن اور سُورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے۔ اور جبتک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلا شبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اُسی کو کہتے ہیں کہ اسکی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر[۱] ٭

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس[۱۳۰۰] کے بعد ظہور میں آگیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت مہدی موعود ظاہر ہوگا اُسکے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں رات کو ہوگا ص۱۹۷
اور اسی مہینہ میں سُورج گرہن اٹھائیسویں[۲۸] دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کُھلی کُھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یظھر علٰی غیبہ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول[۲]۔ یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنے معنوں کے رُو سے کامل طور پر پُوری ہو چکی تو اب یہ کچے بہانے ہیں کہ

٭ خدا تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرما دیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہو کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اسوقت مکذّب کو فرار کی جگہ نہیں رہیگی جس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اسلئے مکذّبوں پر حجت پوری ہو جائے گی۔ منہ

[۱] القیامۃ: ۹-۱۰ [۲] الجن: ۲۷-۲۸

حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری ہو۔ یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو۔ دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول اُن کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھ کر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدّثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر کے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے ✤ خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اس کے وقوع کے اُمیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو رو کر اس کو یاد دلایا کرتے تھے چنانچہ سب سے آخر مولوی محمد لکھو کے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب احوال الآخرت میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جس میں مہدی موعود کا وقت بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے:۔

تیرھویں چند ستیہویں ⁂ سورج گرہن ہوسی اُس سالے ∴ اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے۔ یہ لکھتے ہیں:۔

۱۳۱۱

درسن غاشی ہجری دو قراں خواہد بود ∴ از پئے مہدی و دجّال نشاں خواہد بود

یعنی چودھویں ۱۳۱۱ صدی میں جب چاند اور سُورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجّال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اِس شعر میں ٹھیک سن کسوف خسوف درج ہُوا ہے

۳۔ تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کے طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مُدت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسی کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہُوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آگیا۔ ص۱۹۸

۴۔ چوتھا نشان۔ ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے

✤ فانہا لا تعمی الابصار ولٰکن تعمی القلوب التی فی الصدور[1] منہ

⁂ شعر میں ستائیسویں[27] کا لفظ سہو کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اُس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ منہ

[1] الحج: ۴۷

جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1] یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی اُن پر سفر نہیں کریگا۔ ایامِ حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔ اب وُہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل طیار ہو جائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئیگا کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا۔

۵۔ پانچواں نشان حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مدّت تک بند ہو جائیگا۔ سو بباعث طاعون ۱۸۹۹ء؁ و ۱۹۰۰ء؁ وغیرہ میں یہ نشان بھی ظہور میں آگیا۔

۶۔ چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا جیسا کہ آیۃ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ[2] سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

۷۔ ساتواں نشان۔ کثرت سے نہریں جاری کئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ[3] سے ظاہر ہوتا ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سے نہریں جاری ہوئی ہیں۔ جن کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھواں نشان نوع انسان کے باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہو جانا ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ[4] سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے۔

۹۔ نواں نشان زلزلوں کا متواتر آنا اور سخت ہونا ہے جیسا کہ آیت یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ
۱۹۹ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ[5] سے ظاہر ہے سو غیر معمولی زلزلے دُنیا میں آرہے ہیں۔

۱۰۔ دسواں نشان طرح طرح کی آفات سے اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے وان من قریۃ اِلّا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذّبوھا[6]۔ ترجمہ۔ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے کچھ مدت پہلے ہلاک نہیں

[1] التکویر: ۵ [2] التکویر: ۱۱ [3] الانفطار: ۴ [4] التکویر: ۸ [5] النازعات: ۷-۸
[6] بنی اسرائیل: ۵۹

کرینگے یا کسی حد تک اسپر عذاب وارد نہیں کرینگے۔ سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱- گیارھواں نشان ۔ دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھیگا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے ۱۲۹۰ دن ہونگے*۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس ۱۳۳۵ روز تک آتا ہے۔" اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہودی اپنی رسم قربانی✠ سوختنی کو چھوڑ دینگے اور

---

* دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔ منہ

✠ حاشیہ۔ یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکرے ذبح کر کے آگ میں جلاتے تھے۔ اس میں شریعت کا راز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہیئے اور نفسانی جذبات اور سرکشیوں کو جلا دینا چاہیئے۔ اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے جیسا کہ ظاہر ہے پس جب حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ میں اپنا نفس قربان کرنا اور جذباتِ نفسانیہ کو جلا دینا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی اُن کو محروم کر دیا۔ پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے۔ اسی زمانہ میں یہود کا پورا استیصال ہوا۔ اور اسلامی قربانیاں جو حج بیت اللہ میں خانہ کعبہ کے سامنے کی جاتی ہیں یہ دراصل انہیں قربانیوں کے قائم مقام ہیں جو یہود بیت المقدس کے سامنے کرتے تھے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اسلام میں سوختنی قربانی نہیں۔ یہود ایک سرکش قوم تھی۔ اُن کے لئے نفسانی جذبات کو جلا دینا ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی میں رکھا گیا تھا۔ اسلام کے لئے اس نشان کی ضرورت نہیں صرف اپنے تئیں خدا کی راہ میں قربان کر دینا کافی ہے۔ منہ

صفحہ ۲۰۷

بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایک ہزار دو سو نوے ۱۲۹۰ سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اِس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور مَیں اس کو خدا تعالےٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر ص۲۰۰
شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے:۔

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے راہ تاریخ بھی یا غفور ۱۲۹۷ نکلی واہ واہ

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں۔ اِس کتاب براہین احمدیہ میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اِس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے ۱۲۹۰ کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس ۱۳۳۵ برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنّی نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسٰی کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اُس کا اِس سے توارد ہو گیا ہے۔ اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اس میں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتیں لکھی ہیں کہ اُن دنوں میں طاعون پڑے گی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی اور چاند اور سُورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آگئی ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی جو بائیبل میں سے استنباط کی گئی ہے اس کی مؤید ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش سے چھٹے ہزار ص۲۰۱
کے آخر میں پیدا ہو گا چنانچہ قمری حساب کے رُو سے جو اصل حساب اہلِ کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادۂ الٰہی میں

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہیئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا۔ کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیساکہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ[۱]۔ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے تمام اہلِ کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اسکے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے✠۔ اور اہلِ اسلام کے اہلِ کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنے جیساکہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنّت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب **فصوص** میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ؔ بہرحال

✠ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ العصر کے حروف حساب جمل کے رُو سے ابتدائے آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گذر رہے ہیں انکی تعداد ظاہر کرتے ہیں سورۃ ممدوحہ کی رُو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رُو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

ؔ اس سے مطلب یہ ہے کہ اسکے خاندان میں تُرک کا خُون ملا ہُوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی۔ منہ

✠ دیکھو حجج الکرامہ تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب (بھوپالی) منہ

[۱] الحج : ۴۸

یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دُوسری کو قوت دیتی ہیں اور بباعث تظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔

۱۲۔نشان حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود ✠ ۲۰۲
کا اُس وقت ظاہر ہونا ضروری ہے۔

۱۳۔نشان چھ ہزار برس کے آخر پر مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی جو بیبل سے استنباط کی گئی ہے۔

۱۴۔نشان میری نسبت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی جسکے اشعار مَیں نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں نقل کئے ہیں۔

۱۵۔نشان میری نسبت گلاب شاہ جمالپوری کی پیشگوئی جس کو مَیں نے ازالہ اوہام میں مفصل لکھ دیا ہے۔

۱۶۔نشان۔میری نسبت پیر صاحب العَلَم سندھی نے جسکے ایک لاکھ مُرید تھے اور وُہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ اِس خواب کو مَیں تحفہ گولڑویہ میں شائع کرچکا ہوں اسلئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

۱۷۔نشان۔مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کا الہام کہ یہ شخص حق پر ہے مسیح موعود بھی ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی متواتر خوابیں تھیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ استقامت بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کے لئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی۔ اُن کو

✠ ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ طاعون اور زلزلوں کا آنا مسیح موعود ہونے کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے زلزلے اور ایسی طاعون ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ زلزلے اور یہ طاعون بلاشبہ پنجاب اور ہندوستان میں غیر معمولی ہیں۔ صدہا برس تک بھی اس کا پتہ نہیں لگتا۔ اور کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت یہ طاعون اور زلزلے خارق عادت ہیں۔ اگر پادری صاحب کو انکار ہے تو اسکی کوئی نظیر پیش کریں ماسوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی ہے اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں تو اُس وقت مسیح موعود ہونے کا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موجود ہوگیا۔ اور بعد اس کے یہ سب علامتیں انجیل کے موافق ظہور میں آئیں تو کیوں اس سے انکار کیا جاوے۔ ہاں آسمان کے ستارے زمین پر نہیں گرے۔ سو اس کا جواب ہیئت دانوں سے پُوچھ لو کہ کیا ستاروں کے گرنے سے انسان اور حیوان زندہ رہ سکتے ہیں۔ منہ

کئی مرتبہ امیر نے فہمائش کی کہ اُس شخص کی بیعت اگر چھوڑ دو تو پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت کی جائے گی مگر انہوں نے کہا کہ مَیں جان کو ایمان پر مقدّم نہیں رکھ سکتا۔ آخر انہوں نے اِس راہ میں جان دی اور کہا کہ اس راہ میں خدا کی رضامندی کیلئے جان دینا پسند کرتا ہوں۔ تب وہ پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھلائی کہ ایک آہ بھی اُن کے مُنہ سے نہ نکلی اور چالیس۴۰ دن تک انکی نعش پتھروں میں پڑی رہی اور پھر ایک مُرید احمد نور نام نے اُنکی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی قبر سے اب تک مُشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور ایک بال اُن کا اس جگہ پہنچایا جس سے ابتک مُشک کی خوشبو آتی ہے اور ہمارے بیت الدعا کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزاں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار محض ایک مفتری کا فریب تھا۔ تو شہید مرحوم کو اتنے دُور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خوابیں آئیں وُہ تو میرے نام سے بھی بیخبر تھے محض خدا نے انکو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہو گیا تب اُنہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع کی۔ اور جب یہ پتہ مل گیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بھاگے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے اور پھر واپسی پر شریر مخبروں کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور جب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کر لو تو کہا کہ اب مجھ کو اُن کی ملاقات کی ضرورت نہیں مَیں اُن کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور جب حکم سُنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا میں چالیس۴۰ دن سے زیادہ مُردہ نہیں رہونگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابوں میں لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس۴۰ دن تک زندہ کیا جاتا۔ اور آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ یہ وُہی جھگڑا ہے جو ابتک ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے۔ ہم موافق کتاب اللہ کے انکی رفع رُوحانی ہونے کے قائل ہیں اور وُہ کتاب اللہ کی مخالفت کر کے اور خدا کے حکم قُل سُبحان ربّی ص۲۰۳

ھل کنت الّا بشراً رسولاً⁵ کو پیروں کے نیچے رکھ کر رفع جسمانی ہونے کے قایل ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجّال ہے کیونکہ لکھا ہی کہ تیس ۳۰ دجّال آئیں گے وُہ نہیں سوچتے کہ اگر تیس ۳۰ دجّال آنیوالے تھے تو اِس حساب کی رُو سے ہر ایک دجّال کے مقابل پر تیس ۳۰ مسیح بھی تو چاہیئے تھے یہ کیا غضب ہے کہ دجّال تو تیس ۳۰ آگئے مگر مسیح ایک بھی نہ آیا۔ یہ اُمّت کیسی بدقسمت ہی کہ اسکے حصہ میں دجّال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا منہ دیکھنا اب تک نصیب نہ ہُوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ میں تو صدہا نبی آئے تھے۔

غرض جس سلسلہ میں عبداللطیف شہید جیسے صادق اور ملہم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان بھی اِس راہ میں قربان کردی اور خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقوٰی میں داخل ہے ایک پارسا طبع صالح اہلِ علم کا ایک جھوٹے انسان کے لئے اِس قدر عاشقانہ جوش کب ہوسکتا ہے۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند — عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند
عشق است کہ در آتشِ سوزاں بنشاند — عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند ۲۰۴
بے عشق دلے پاک نشود من بپذیرم — عشق است کزیں دام بیکدم برہاند

صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی الاستقامت فوق الکرامت۔ مگر آج کل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہے کہ دو دو روپیہ سے اُن کے فتوے بدل جاتے ہیں اور اُن کی باتیں خدا کے خوف سے نہیں بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہیں لیکن عبداللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی کی پروا کی نہ بچوں کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں جو حقانی علماء ہیں جن کے اقوال و اعمال پیروی کے لائق ہیں۔ جنہوں نے اخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس رہِ آں یگاں مپرس — ہر جا کہ گرد خاست سوارے دراں بجو
آں کس کہ ہست از پئے آں یار بے قرار — رو صحبتش گزیں و قرارے دراں بجو

⁵ بنی اسرائیل : ۹۴

بر آستان آنکہ ز خود رفت بہر یار چوں خاک باش و مرضیٔ یارے دراں بجو
مرداں بتلخ کامی و حرفت بدو رسند حرفت گزیں و فتح حصارے دراں بجو
بر مسند غرور نشستن طریق نیست ایں نفس دوں بسوز و نگارے دراں بجو

۱۸۔ اٹھارھواں نشان خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذ نا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین[1] یعنی اگر یہ نبی ہمارے پر افترا کرتا تو ہم اسکو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اسکی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اسکے معنوں میں عموم ہے جیساکہ تمام قرآن شریف میں بھی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لیکن اُن احکام میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یا وہ احکام دوسروں کے لئے ہی ہوتے ہیں جیساکہ یہ آیت فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا[2] یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگی کا لحاظ نہ ہو۔ اِس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمّت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تُو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُنکے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دُوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے۔ اور اسی کی طرف یہ دُوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وقضیٰ ربّک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا[3]۔ یعنی تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تُو فقط اُسی کی بندگی کر۔ اور والدین سے احسان کر۔ اِس آیت میں بُت پرستوں کو جو بُت کی پُوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بُتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفّل نہیں تھے۔ اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اسکے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم ۲۰۵

[1] الحاقۃ: ۴۵-۴۷ [2] بنی اسرائیل: ۲۴ [3] بنی اسرائیل: ۲۴

والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہانتک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُنکی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُنکی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پر کچھ افترا کرتا تو ہم اُسکو ہلاک کر دیتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہو کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے اور دوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افتراء کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں اُن کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی۔ یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے۔ ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے اور ابتک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کریگا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کریگا وہ ہلاک کیا جاویگا۔ علاوہ اسکے قدیم سے علماء اسلام آیت لو تقوّل علینا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کیلئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مہلت دیتا ہے اور اُسکی نصرت اور تائید کرتا ہے اس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کیلئے ان لوگوں کی کہانتک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملے کرنے لگے۔ چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اِس دعویٰ وحی اور الہام پر پچیس ۲۵ سال سے زیادہ گذر چکے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تئیس ۲۳ برس تھے اور تیس ۳۰ سال کے قریب۔ اور ابھی

(حاشیہ صفحہ ۲۰۶)

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اُس کی نصرت اور تائید کرسکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف وکرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اِس مدّت دراز✠ میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا۔ اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اس مدّت اور اُس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لو تقوّل علینا یہ نشان بھی ثابت ہوگیا اور تم اِس سے پُوچھے جاؤ گے۔

۱۹۔ انیسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُنکے دل میں ڈالدی اور اسی بنا پر کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جا بجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہلِ فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اسپر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھولدی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذب بنانے کیلئے آپکے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے ص۲۰۷

✠ یہ یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اوّل حصّہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس^۲۷ سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصّہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس^۲۵ سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس^۳۰ سال ہوتے ہیں۔ منہ

کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مُلّاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دئے کہ وہ ساکت ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکا خاتمہ مصدق ہونے کی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُنکے دل میں ڈالدی تھی اور کسقدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُنکو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جابجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ آتھم اُنھیں کے نفس سے مَرا ہے یعنی اُنھیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا*۔ اور کسی نے میری نسبت آپکو کہا کہ ہم اُن کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں اُن میں پائی نہیں جاتیں۔ تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سُنّت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنیوالے نبی

* میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہوگئی۔ اگر آتھم لوگوں کے رو برو جو ساٹھ یا ستر تھے دجّال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اسوقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کرلیا تھا۔ تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اسقدر رجوع کے جو اُس نے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کرکے عیسائیوں کے مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ[۱۵] مہینہ کے اندر مرجاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جن کو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ[۱۵] مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا۔ تب ایک دُوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ[۱۵] مہینے کے اندر مرگیا۔ بہرحال اسکی موت پندرہ[۱۵] مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پُوری ہوگئی اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

ص۲۰۸ کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پُرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پُوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آگئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسٰے کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُسوقت آئیگا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائیگا۔ پس کیا الیاس آگیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اِس بات پر اصرار تھا کہ آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر اُنکے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے*۔

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائیں گے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کریں گے اور اُن کے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرینگے پس کس قدر

* حدیثوں کو خوب غور کرکے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اسقدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمّت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا مھدی الّا عیسٰی یعنی عیسٰی ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔ پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حَکَم موعود نے فیصلہ کیا وُہی صحیح ہے۔ منہ

خوف کا مقام ہے کہ اکثر یہودیوں نے صرف اِس سبب سے حضرت عیسٰیؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو اُنہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جبتک ساری علامتیں اور ساری نشانیاں اُن میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک ماننا ناجائز ہے اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر اب تک اڑے رہے کہ پہلے الیاس آنا چاہیئے پھر مسیح اور خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے چاہیئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ نور باطن عطا کیا تھا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تھے خدا اُن کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین صفحہ ۲۰۹

۲۰۔ بیسواں نشان۔ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ تو ایک نسل بعید کو دیکھے گا۔ اِس الہام کے صدہا آدمی گواہ ہیں اور کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اب اس کے موافق ظہور میں آیا کہ مَیں نے وہ اولاد دیکھی جو پیشگوئی کے وقت موجود نہ تھی اور پھر اولاد کی اولاد دیکھی اور نہ معلوم ابھی کہاں تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔

۲۱۔ اکیسواں نشان یہ کہ عرصہ تخمیناً تیس ۳۰ برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا اُن کو غریق رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُنکی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ اُنکی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑیگا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پُرسی تھی۔ تب مَیں نے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے اور کئی اور لوگوں کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اُس دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو درد گردہ تھی دُور ہو چکی تھی صرف تھوڑی سی زحیر باقی تھی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی سہارے کے پاخانہ میں جاتے تھے جب سُورج غروب ہوا اور وہ پاخانہ

آکر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اور یہ اُن سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی ص۲۱۹ پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اِس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے۔ اور میں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی رُوح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُسکے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اُسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وُہ خدا ہی تھا جس نے عزا پُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اِس خبر کے سُننے سے درد پہنچا۔ اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وُہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اِس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دُوسرا الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے

اِس الہامِ الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے
ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی
دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اِس خاصیت کی وُہ یقین ہے جو وحی الٰہی
پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے
ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا
ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ان الہامات پر ص۲۱۱
اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح
مَیں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اِس کلام کو بھی جو میرے
پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نُور دیکھتا ہوں
اور اُسکے ساتھ خدا کی قُدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللّٰہ
بکافٍ عبدہٗ تو مَیں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ تب مَیں نے ایک
ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وُہ الہام لکھکر دیا اور
سارا قصّہ اُسکو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اسکو
کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اِس
غرض سے اختیار کیا کہ تا وُہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی
گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف

مبلغ پانچروپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے
یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض
ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور مَیں ایک گمنام
انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے
اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ دس ۱۰ روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اُٹھاتا اور متکبّروں کو خاک میں ملاتا ہے اُسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ابتک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے✠ اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس ۲۰ برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو۔ تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اِس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔ ص۲۱۲

۲۳۔ تیئیسواں نشان۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔ اوّل یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائیگا دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آجائے گا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت

✠ حاشیہ۔ اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اُس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ اُن کے نام کیا کیا ہیں۔ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ ☙ مہینے کے اندر نہیں مریگا۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بیبل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے‘‘۔ مگر آتھم نے اُسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھکر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اِس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمی ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب ابتک اُن میں سے زندہ ہونگے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیسی بد ذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اِس کُھلے کُھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمیوں کے رُوبرو کیا پھر کہا جائے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا۔ تمام مدار غضبِ الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی۔ ۲۱۳ اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مُسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں۔ پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔ الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جبتک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچیگا کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے

☙ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ مَیں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی۔ پطرس نے قسم کھائی لہذا اُسکی اِس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وُہ اب جلد فوت ہو جائیگا۔ تب مَیں نے اِس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا۔ پس عجیب بات ہے کہ اِس اشتہار کی تاریخ سے جو مَیں نے اس دوسرے الہام کی رُو سے اُسکی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وُہ پندرہ مہینے کے اندر مرگیا۔ سو خدا نے آتھم کیلئے جبکہ اُس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی۔ وُہی پندرہ۱۵ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہے۔ منہ

عیسائی شریک ہیں۔ خدا اسلام کیلئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدت تک مر جاویگا۔ دُنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکرِ اسلام ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکارِ اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دُنیا میں نہیں آسکتا بلکہ اس گناہ کی باز پُرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اِس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکارِ اسلام اُسکی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دُوسروں کیلئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا۔ جس قول سے اُس نے ساٹھ یا ستّر انسانوں کے رُوبرو رجوع کیا جن میں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے۔ پھر جبکہ اُس نے اِس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اسکے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا مگر صرف اِسی قدر کہ اُسکی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اسکی رُو سے وُہ بوجہ اپنی مَوت کے جھوٹا ثابت ہوا۔ تو کیا ابتک وہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی بیشک پُوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پُوری ہو گئی۔ ایسے دِلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ اگر وُہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر مَیں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اِس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں۔ گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وُہ مَر چکا ہے۔

۴۲۔ نشان۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا۔ پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت۔ ساتھ ہی اسکے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سُنایا گیا اور الحکم ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔ پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست ڈاکٹر محمد بوڑیخاں اسسٹنٹ سرجن ص۲۱۴

ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے۔ پھر یک دفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائدار دنیا سے کُوچ کیا اور انکی مَوت اور اس الہام میں صرف بیس۲ بائیس دن کا فرق تھا۔

۲۵۔ پچیسواں نشان۔ کرمدین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اُس نے جہلم میں مُجھ پر دائر کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور دُوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریّت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اِس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔

۲۶۔ چھبیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اِس مقدمہ فوجداری میں میری بریت ہے جو گورداسپور میں چندولال اور آتمارام مجسٹریٹ کی عدالت میں میرے پر دائر تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریّت ہوگی۔ چنانچہ مَیں بری ہوا۔

۲۷۔ ستائیسواں نشان کرم دین جہلمی کی سزا یابی کی نسبت پیشگوئی ہے جس کی رُو سے آخر وُہ سزا پاگیا دیکھو میری کتاب مواہب الرحمان صفحہ ۱۲۹ سطر ۸ یہ تینوں پیشگوئیاں بڑی تفصیل کے ساتھ مواہب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مواہب الرحمان اُس وقت تالیف ہوکر شائع کی گئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شائع ہوئی۔

ومن اٰیاتی ما انبأنی العلیم الحکیم فی امر رجل لئیم۔ وبھتانہ العظیم واوحی الیّ انہ یرید ان یتخطف عرضک۔ ثم یجعل نفسہ غرضک۔ وارانی فیہ رؤیا ثلٰث مرات۔ وارانی ان العدوّ اعدّ لذالک ثلٰثۃ حُماۃ لتوھین واعناتٍ ورئیت کانی احضرت محاکمۃ کالماخوذین ورئیت انّ اٰخر امری نجات بفضل ربّ العٰلمین۔ ولو بعد حین۔ وبُشّرتُ انّ البلاء یرد علٰی عدوی الکذّاب المھین۔ فاشعت کلما رئیت واُلھمتُ قبل ظھورہ فی جریدۃ یسمی
۲۱۵ الحکم وفی جریدۃ اخرٰی یسمّی البدر۔ ثم قعدت کالمنتظرین۔ وما مرّ علٰی ما رئیت الّا سنۃ فاذا ظھر قدر اللہ علٰی ید عدوّ مبین اسمہ کرم الدین . . . . .

وقد ظہر بعض انباۂ تعالٰی من اجزآء ہٰذہ القضیۃ فیظہر بقیتہا کما وعد من غیر الشک والشبہۃ۔ ترجمہ۔ اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو خدائے علیم وحکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھے خبر دی اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کیلئے حملہ کریگا اور انجام کار میرا نشانہ آپ بنجائیگا۔ اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کرنیوالے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کریگا۔ تا کہ کسی طرح اہانت کرے اور رنج پہنچاوے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتاروں کی طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہے اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہو۔ اور مجھے بشارت دیگئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا رد کی جائیگی پس ان تمام خوابوں اور الہامات کو میں نے قبل از وقت شائع کر دیا اور جن اخباروں میں شائع کیا ایک کا نام ان میں سے الحکم ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی باتیں ظہور میں آئیں گی۔ پس جب ایک برس گذرا تو یہ مقدر باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آگئیں۔ (یعنی اُس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے) پس اُسکے مقدمات دائر کرنے سے پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اُسکے مقدمات سے نجات پانا اور آخر اُسی کا سزایاب ہونا۔ یہ بھی عنقریب پورا ہو جائیگا۔ اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھے کرم دین کے مقدمات سے نجات اور رہائی ملی تھی اور نہ وہ سزایاب ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا۔✽ یہ ترجمہ ہے اس پیشگوئی کا جو عربی میں اُوپر لکھی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلانے کیلئے فوجداری میں مقدمات دائر کریگا اور کئی حمایتی اُسکو مدد دینگے آخر وہ خود سزا پائیگا اور خدا مجھے اسکے شر سے نجات دیگا

✽ جو مقدمات کرم دین کے متعلق جہلم اور گورداسپور کی عدالت سے فیصلہ ہوئے۔ ان کی تاریخ سے بھی ظاہر ہے کہ کرم دین کی سزایابی اور میری بریت کی پیشگوئی ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلے میری کتاب مواہب الرحمٰن شائع ہو چکی تھی جو شخص چاہے عدالت میں جاکر اُن فیصلوں کی تاریخیں دیکھ لے۔ اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد وغیرہ جو آتما رام کی کچہری میں حاضر ہوئے تھے گواہ ہیں۔ منہ

صفحہ ۲۱۶ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جو میری عزت اور دشمن کی ذلّت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان آتمارام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ بیس۲۰ دن میں دو لڑکے اسکے مر گئے۔ اِس پیشگوئی کے گواہ وُہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میرے ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے۔

۲۹۔ انتیسواں نشان۔ لالہ چندو لال مجسٹریٹ اکسٹرا اسسٹنٹ گورداسپور کے تنزّل کی نسبت پیشگوئی چنانچہ وہ گورداسپور سے تبدیل ہوکر ملتان منصفی پر چلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اُس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ مَیں اسلام کی بیخکنی کرونگا۔ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا۔ مَیں نے اُسکی طرف لکھا تھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اسکے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کریگا تب بھی خدا اُسکو تباہ کردے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُس کو جواب مل گیا اور بڑی ذلّت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہوگیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ نہیں چل سکتا ہے ایک جگہ اُٹھاکر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مرجائے گا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان میری بریّت کے بارہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق میں بَری ہوگیا۔

۳۲۔ بتیسواں نشان ٹیکس کے مقدمہ میں پیشگوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی انکو آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وُہ لوگ نامُراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تینتیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت بہ نیّت سزا دلانے کے فوجداری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اُس کی نسبت خدا تعالیٰ نے

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کرنیوالے نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ۔ یعنی ہم نے تلوار کے ساتھ جنگ کیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہوگیا اور اس کے اسباب بھی ہلاک ہوگئے۔ اس جگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔ ص۲۱۷

۳۴۔ چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ اُنکی عادت ہے اس لڑکے کے مَرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اُس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب مَیں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستّر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہوگیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونے کے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شائع کیا گیا چنانچہ دُوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔

۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی۔ چنانچہ وُہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگوں میں شائع کی گئی۔ بعد اس کے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔

۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایّام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا۔ تُنَشَّأُ فی الحلیۃ۔ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا اور اس کی پیدائش سے جب سات روز گذرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے عین مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت میں

ص۲۱۸ دو نشان پورے ہوئے۔

۳۸۔ اٹھتیسواں نشان یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔

۳۹۔ اُنتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے بتلایا گیا کہ ایک اور لڑکی پیدا ہوگی۔ مگر وہ فوت ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اسکے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔

۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اسکے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس۲۰ یا اکیس۲۱ برس کا گذرا ہے کہ مَیں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مَیں چار لڑکے دُونگا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃً من البنین وانجز وعدہٗ من الاحسان یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دئے اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ (جو مَیں چار لڑکے دُوں گا) چنانچہ وُہ چار لڑکے یہ ہیں:۔ محمود احمد۔ بشیر احمد۔ شریف احمد مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیساکہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:۔ وبشّرنی بخامسٍ فی حینٍ من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

ڈالا تھا اُسکی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اسکے بارہ میں ایک اور الہام ۲۱۹
بھی ہوا کہ جو اخبار البدر الحکم میں مدّت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انّا نبشّرک
بغلامٍ نافلۃً لکَ نافلۃً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے
ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا
عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد
رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان یہ ہے کہ مَیں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ خدا ہماری اور اُن سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کریگا اور بالمقابل عافیت ہمارے ساتھ رہے گی لیکن بعض ٹیکہ لگوانے والے جان کا نقصان اُٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اسقدر نقصان اٹھایا کہ اُن کی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اور اعضا میں خلل پیدا ہوگیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکوال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ انیس ۱۹ آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۴۔ چوالیسواں نشان یہ ہے کہ سردار نواب محمد علیخان صاحب* رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبد الرحیم خان ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردہ کے حکم میں تھا۔ اُسوقت مَیں نے اُسکے لئے دُعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب مَیں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی مَیں اس کیلئے شفاعت کرتا ہوں۔ اسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا من ذاالذی یشفع عندہ الّا باذنہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب مَیں خاموش ہوگیا۔ بعد اسکے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انّک انت المجاز۔ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب مَیں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دُعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا

* نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے ریاست اپنی کو چھوڑ کر ہجرت کرکے قادیان میں مقیم ہیں اور سابقین میں سے ہیں۔ منہ

اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہوگیا تھا کہ مدّت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر
ص۲۲۰ آیا اور تن درست ہوگیا اور زندہ موجود ہے۔

۴۵۔ پینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نور دین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اُس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اِس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے۔ تب مَیں نے اُن کیلئے بہت دُعا کی اور دُعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دُعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دُعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد الحیّ رکھا گیا اور اُسکے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

۴۶۔ چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائیگا اور بہت مری پڑیگی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے مَیں نے اِس مُلک میں شائع کی۔ پھر تھوڑی مدّت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔ چنانچہ تین لاکھ کے قریب اب تک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دُور نہیں ہوگی جب تک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۴۷۔ سینتالیسواں نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسمّی چراغ دین ساکن جموں میرے مُریدوں میں داخل ہوا تھا پھر مُرتد ہوگیا اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مَیں عیسیٰ کا رسول ہوں اور اُس نے میرا نام دجّال رکھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا اس دجّال کو اس عصا

کے ساتھ قتل کروں۔ اور میں نے اُس کی نسبت ٭ یہ پیشگوئی کی کہ وُہ غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اُسکو غارت کریگا۔ چنانچہ وُہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

۴۸۔ اٹھتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وُہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ وُہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہوگیا۔ ص۲۲۱

۴۹۔ انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا۔ اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے:۔ زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلّھا و مقامھا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو پُوری ہوئی۔

۵۰۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی ’’ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پُوری ہوئی‘‘۔ چنانچہ ۲۸؍ فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔

۵۱۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہونگے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں۔ خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔

۵۲۔ باونواں نشان یہ کہ پنڈت دیانند جو آریوں کیلئے بطور گرو کے تھا جب اُس کا فتنہ حد سے

٭ دیکھو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء۔ منہ

بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اُسکی زندگی کا خاتمہ ہے۔ چنانچہ اُسی سال میں وُہ فوت ہوگیا۔ مَیں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شرمپت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع بتلا دی تھی اور وُہ ابتک زندہ ہے۔

۵۳۔ ترپن واں نشان یہ ہے کہ اسی شرمپت کا ایک بھائی بشمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شاید ڈیڑھ سال کیلئے قید ہوگیا تھا تب شرمپت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ سے دُعا کی درخواست
۲۲۲ کی۔ چنانچہ مَیں نے اسکی نسبت دُعا کی تو مَیں نے بعد اسکے خواب میں دیکھا کہ مَیں اُس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور اُن رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعاد قید لکھی تھی۔ تب میں نے وہ رجسٹر کھولا جس میں بشمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے اُسکی نصف قید کاٹ دی اور جب اسکی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دِکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئیگی اور نصف قید بشمبر داس کی تخفیف کی جائے گی مگر بری نہیں ہوگا۔ اور مَیں نے وُہ تمام حالات اُس کے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دئے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو مَیں نے کہا تھا۔

۵۴۔ چوّنواں نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے قتل ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵۔ پچپنواں نشان۔ میاں عبد اللہ سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اِس پیشگوئی کے پورے ہونے کا گواہ خود میاں عبد اللہ سنوری ہے۔

۵۶۔ چھپّنواں نشان یہ کہ مَیں نے دہلی میں اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی کی تھی یہ الہام مَیں نے بہتوں کو بتایا تھا جو ابتک زندہ موجود ہیں اور اسکی نسبت براہین میں ایک یہ الہام ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ سادات میں وُہ رشتہ ہوگا۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی ✣۔

۵۷۔ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت

✣ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہے پس اس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سیّد ہوگی اور دُوسری یہ پیشگوئی تھی کہ اس کی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی۔ منہ

تکفیر کے لئے کوشش کریگا اور کافر ٹھہرانے کے لئے استفتاء لکھے گا۔

۵۸۔ اٹھاونواں نشان۔ مولوی نذیر حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وُہ فتوائے تکفیر دے گا۔

۵۹۔ انسٹھواں نشان۔ شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی۔ یعنی خواب میں مَیں نے دیکھا کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر مَیں نے اُسکو بجھایا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر میری دُعا سے رہائی ہوگی۔ یہ تمام پیشگوئی مَیں نے خط لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی۔ بعد اسکے پیشگوئی کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی۔ اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دُوسرے حصّہ کے ۲۲۳ح
مطابق اُس نے رہائی پائی۔

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایک اور سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اسکے وہ مرض فالج میں مبتلا ہوگیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکسٹھواں نشان۔ اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا اے عمّی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی۔

جب یہ الہام ہوا تو اس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اُس نے امین چند نام رکھا اور مجھے آکر اُس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا

تام میں نے امین چند رکھا ہے۔ مَیں نے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے عمی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی۔ اور ہنوز اِس الہام کے میرے پر معنی نہیں کُھلے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی نہ ہو کیونکہ تیری میرے پاس آمد و رفت بہت ہے اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے۔ وہ یہ بات سُنکر ڈر گیا اور اُس نے گھر جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھ دیا۔ وہ لڑکا اب تک زندہ

ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کے بند و بست میں ملازم ہے اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اُس لڑکے کو اُسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس پیچ میں اگر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا۔ اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسی وقت کیوں معنے نہ کھولے گئے تو مَیں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنے نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰهٰ کیا چیز ہے اور یٰسٓ کیا چیز ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ کیا چیز ہے۔ اور آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ[1]
۲۲۴ کی نسبت حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک مجھے اسکے معنی معلوم نہیں اور نیز آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابو جہل کیلئے ہے اور مَیں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اُس کا بیٹا مسلمان ہوا۔ اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور مَیں نہ سمجھ نہ سکا کہ وہ مدینہ ہے۔ غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنّت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

۶۲۔ باسٹھواں نشان قیصل رومی کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳۔ تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔ چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴۔ چونسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس قدر میرے پر مقدمات کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے فتح ہوتی رہی۔

۶۵۔ پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ مَیں انکی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶۔ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے

[1] القمر: ۴۶

اوّل اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب ہیں۔

۶۷۔ ستسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائے گی* جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔

۶۸۔ اڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں شاہد نزاغ کی پیشگوئی جس کا پورا ہونا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے۔

۶۹۔ انہترواں نشان۔ حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کیلئے دُعا کی ہے سو وہ دُعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

۷۰۔ سترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں بباعث تکذیب طاعون پیدا ہونے کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی۔ سو پچیس برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

۷۱۔ اکہترواں نشان جو کتاب سرالخلافہ کے صفحہ ۶۲ میں مَیں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کیلئے مَیں نے دُعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں سو اس دُعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گذر گئے اور وہ دُعا یہ تھی:۔

وخذ رب من عادی الصلاح ومفسدًا ۞ ونزّل علیه الرجز حقًّا ودمّر[۱]

وفرّج کروبی یاکریمی ونجّنی ۞ ومزّق خصیمی یاالٰھی وعفّر

* اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔ کلام افصحت من لدن رب کریم۔ اور جو مَیں نے اب تک عربی میں کتابیں بنائی ہیں جن میں سے بعض نثر میں ہیں اور بعض نظم میں جسکی نظیر علماء مخالف پیش نہیں کر سکے انکی تفصیل یہ ہے:۔ (۱) رسالہ ملحقہ انجام آتھم صفحہ ۷۳ سے صفحہ ۲۸۲ تک۔ (۲) التبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام۔ (۳) کرامات الصادقین۔ (۴) حمامۃ البشریٰ۔ (۵) سیرت الابدال۔ (۶) نور الحق حصہ اوّل۔ (۷) نور الحق حصہ دوم۔ (۸) تحفہ بغداد۔ (۹) اعجاز المسیح۔ (۱۰) اتمام الحجۃ۔ (۱۱) حجۃ اللہ۔ (۱۲) سر الخلافہ۔ (۱۳) مواہب الرحمٰن۔ (۱۴) اعجاز احمدی۔ (۱۵) خطبہ الہامیہ۔ الہدیٰ۔ علامات المقربین ملحقہ تذکرۃ الشہادتین اور وہ کتابیں جو عربی میں تالیف ہو چکی ہیں مگر ابھی شائع نہیں ہوئیں یہ ہیں۔ ترغیب المومنین۔ لجۃ النور۔ نجم الہدیٰ۔ منہ

ترجمہ [۱] اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اُسکو پکڑ اور اُس پر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے۔ [۲] اور میری بیقراریاں دُور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔ یہ پیشگوئی اُس وقت کی گئی تھی کہ جبکہ اس ملک کے کسی حصہ میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ دیکھو میری کتاب سرالخلافہ۔ منہ

۲۲۵ اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب اللہ صائلًا ٭ علیٰ معتدٍ یؤذی و بالسّوء یجھرٗ

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اُس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

ویأتی زمان کاسرٌ کلّ ظالم ٭ وھل یھلکنّ الیوم الا المدمّرٗ

اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہونگے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں

وانّی لشرّ النّاس ان لم یکن لھم ٭ جزاء اھانتھم صغارٌ یصغّرٗ

اور مَیں سب لوگوں سے بدتر ہوں گا۔ اگر اُن کے لئے اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللّٰہ انّ الطعن بالطعن بیننا ٭ فذالك طاعون اتاھم لیبصروا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وُہی طاعون ہے جو اُن کو پکڑے گی۔

ولمّا طغی الفسق المبید بسیلہ ٭ تمنّیت لو کان الوباء المتبّرٗ*

اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو مَیں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہیئے

اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ع اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی ٭ اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا اور پھر مذکورہ بالا دُعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذاء کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب اُن پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مولوی **رسل بابا** باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے ردّ میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی اور چند روزہ زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص **محمد بخش** نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص **چراغدین** نام ساکن جمّوں اُٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے

* یہ پیشگوئی حمامۃ البشریٰ میں ہے۔ منہ

میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے
عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں ص۲۲۶
رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُسکی زندگی میں ہی شائع کیگئی تھی ۴؍اپریل ۱۹۰۶ء کو
مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟
اور کہاں گیا اُس کا الہام انی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو
ہی الہام قرار دیتے ہیں اسلئے آخرکار ذلّت اور رسوائی سے انکی موت ہوتی ہے اور انکے سوا اور بھی کئی لوگ
ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات
ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا اُنکا کام تھا آخرکار طاعون کا شکار ہوگئے جیسا کہ منشی محبوب عالم
صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام **نور احمد** تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل
حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی
نشان نہیں دکھلاتے۔ مَیں نے کہا کہ اُنکے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد
آئی جو دُنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون
مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کیلئے آئی ہے* اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا
اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔ جب مَیں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد
طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی **زین العابدین** جو مولوی فاضل اور
منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا
اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک معزز مدرس تھا۔ اُس نے
حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے
ہوکر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مر گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُسکی بیوی بھی

* یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی نظر میں بطور مباہلہ کے تھے۔ منہ

طاعون سے مرگئی اور اُس کا داماد بھی جو محکمہ اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مرگیا۔ اِسی طرح اُسکے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

۲۲۷ یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اِس بھید کو سمجھ سکتا ہو کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو مَیں ٹھہرا۔ مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہو؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہو۔ جو موت بھی ہوتی ہو اور پھر ذلّت اور رسوائی بھی! اور میاں معراجدین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ مَیں نے کئی دفعہ اُس کو سمجھایا مگر وُہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکارِ موت ہُوا۔

سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وُہ سخت طاعون سے اِسی ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہُوا اور اُسکے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہو کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کرکے مُرتد ہوگیا تھا جس نے مدرستہ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا۔ یہ بدقسمت اپنی اغراضِ نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلّہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُن کا شریک ہوگیا۔ آخر وُہ بھی طاعون کا شکار ہُوا اور اُس کی بیوی اور اُس کی والدہ اور اُس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُسکے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہوگئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وُہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہُوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اسکے دو دن بعد طاعون سے مرگیا۔

۷۲۔ بہتّرواں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبد العزیز اور ۲۲۸
مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ لودہانوی جو اوّل درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہو گئے۔

۷۳۔ تہتّرواں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دُعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُسکو ہلاک کرے۔ پھر اس دُعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہتّرواں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصّل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے۔

۷۵۔ پچھتّرواں نشان۔ مَیں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنیوالے عذاب کا ایک مقدمہ ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ ابتک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔

۷۶۔ چھہتّرواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیک محبّۃً منّی ولتصنع علٰی عینی۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں مَیں ڈالوں گا۔ اور مَیں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کرونگا۔ یہ اُسوقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدّت کے بعد یہ الہام پُورا ہوا اور ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُسنے میری محبت بھر دی۔ بعض نے میرے لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دئے گئے اور ستائے گئے۔ اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے

نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں*۔ اور میں دیکھتا ہوں
کہ اُن کے دِل محبت سے پُر ہیں۔ اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے ۲۲۹
بکلّی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں۔ جب میں اِس
درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ
اے میرے قادر خدا درحقیقت ذرّہ ذرّہ پر تیرا تصرّف ہے تُو نے اِن دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں
میری طرف کھینچا اور اُنکو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔

۷۷۔ ستترھواں نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدتِ مرض انتہاء تک پہنچ گئی تب میں نے دُعا کی تو الہام ہوا بَرّق طفلی بشیر۔ یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اُسی دن یا دُوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا۔

۷۸۔ اٹھترواں نشان۔ جب چھوٹی مسجد میں نے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوچہ پر ہے تب مجھے خیال آیا کہ اسکی کوئی تاریخ چاہیئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا مبارک و مبارک و کل امرٍ مبارک یجعل فیہ یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے مادّہ تاریخ بنائے مسجد نکلتا ہے۔

* حاشیہ۔ میں اپنی تحریر میں اسجگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اُسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اسکے مناسب حال تھا اس لئے ذیل میں اسکو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین۔ حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والاصفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہو اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں۔ خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین۔
می پرید م سوئے کوئے تو مدام من اگر میداشتم بال و پرے خاکسار سید ناصر شاہ اور سیر از مقام بارہ مولا کشمیر ۱۸ اگست ۱۹۰۶ء

درحقیقت یہ نوجوان مخلص نہایت درجہ اخلاص رکھتا ہے اور قریب دو ہزار روپیہ کے یا زیادہ اس سے اپنی محبت کے جوش سے دے چکا ہے۔ اِس خط کے ساتھ بھی ۵۰ روپیہ پہنچے۔ منہ

۷۹۔ اُناسی واں نشان۔ براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کزرع اخرج شطأہٗ فازرہٗ فاستغلظ فاستوٰی علٰی سُوقہٖ۔ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا۔ کہ جو اپنا سبزہ نکالیگا۔ پھر موٹا ہوگا۔ پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُسکے نشو و نما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی۔ ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اَب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر مَیں ایک مُدت تک مخفی رہا۔ پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پُوری ہوئی۔ صفحہ ۲۴۳

۸۰۔ اسّی واں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم و اللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون۔ یعنی مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ نُورِ خدا کو اپنے مُونہہ کی پھونکوں سے بُجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پُورا کریگا اگرچہ مُنکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُسوقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اسکے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا۔ تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکّہ معظمہ سے اہلِ مکّہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دئے گئے۔ حُکّام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کیلئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور اُنکے ہمجنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پُوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اِس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر

یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے اُن کو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

۱۸۱۔ اکاسی واں نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے یعصمک اللہ من عندہ ولو لم یعصمک الناس۔ یعنی خدا تجھے تمام آفات سے بچائیگا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تُو آفات سے بچ جائے۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مَیں ایک زاویۂ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت۔ بعد اس کے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مَیں نے کیا تو سب مولوی اور اُنکے ہمجنس آگ کی طرح ہو گئے۔ اُن دنوں میں میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا۔ اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بنکر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔ مَیں نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اسکو فتح دے مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سُنی۔ نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کے لئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کیلئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمنِ خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے پھر کس نے مجھے اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا۔ حالانکہ آٹھ تو گواہ میرے مجرم بنانے کے لئے گذر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس ۲۵ برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تُو ہلاک ہو جائے مگر مَیں تجھے بچاؤں گا۔ جیسا کہ اُس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں

آج سے پچیس۲۵ برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا یعنی خدا نے اُس الزام سے اُسکو بری کیا جو اُسپر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲- بیاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے جو بارہا میرے رسالوں میں درج ہو چکی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ یعنی خدا اس طاعون کو اس قوم سے دُور نہیں کریگا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائیگا جبتک لوگ اپنے دلوں کی حالت نہ بدلالیں اور خدا انجام کار اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ اور فرمایا کہ لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ۔ یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اِس تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا اور اُن میں سے ایک بھی نہ چھوڑتا۔ اور فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ ان سب کو عذاب سے ہلاک کر دیتا۔ حالانکہ تُو اِنہیں میں رہتا ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ ۲۳۲ؐ
کہ اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ اسکے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ ہرگز اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اٰوٰی کا لفظ عربی زبان میں اُس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہو کر پھر امن میں آجاتا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى[1]۔ یعنی خدا نے تجھے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب میں تجھے مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیساکہ فرماتا ہے اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[2] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اُس کی ماں کو بعد اس کے جو یہودیوں نے اُن پر ظلم کیا اور حضرت عیسیٰ کو سُولی دینا چاہا ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو سب پہاڑوں سے اُونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جس میں خوشگوار پانی تھا اور بڑی آسائش اور آرام کی جگہ تھی اور جیساکہ سُورہ کہف میں یہ آیت ہے۔ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ[3]۔ الجزو نمبر ۱۵ سورہ کہف یعنی غار کی پناہ میں آجاؤ اِس طرح پر خدا اپنی رحمت تم پر پھیلائے گا یعنی تم ظالم بادشاہ کی ایذا سے نجات پاؤ گے۔ غرض اٰوٰی کا لفظ ہمیشہ اُس موقعہ پر آتا ہے جب ایک شخص کسی

[1] الضحیٰ: ۷ [2] المومنون: ۵۱ [3] الکہف: ۱۷

حد تک کوئی مصیبت اُٹھاکر پھر امن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے۔ چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدّت سے طاعون قادیان میں ہوئی بعد اس کے کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب کے سال میں ایک شخص بھی قادیان میں طاعون سے نہیں مرا۔ حالانکہ اردگرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳۔ تراسی واں نشان۔ ایک دفعہ مَیں اپنے اُس چوبارہ میں بیٹھا ہُوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمت گار حامد علی نام پَیر دبا رہا تھا اتنے میں مجھے الہام ہُوا تری فخذاً الیمًا یعنی تُو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ میں نے حامد علی کو کہا کہ اسوقت مجھے یہ الہام ہُوا ہے۔ اُس نے مجھے یہ جواب دیا کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اسی کی طرف اشارہ ہو۔ مَیں نے اُسکو کہا کہ کُجا ہاتھ اور کُجا ران۔ یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی اور نیز الہام کے یہ معنی ہیں کہ تُو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے۔ تا بڑی مسجد میں جاکر نماز پڑھیں۔ اور نیچے اُتر کر میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف آرہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس۲۰ برس سے کم تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اِسلئے ہم آئے ہیں کہ آپ اِن کیلئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب مَیں نے حامد علی کو کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہُوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے شیخ حامد علی اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور اِن دنوں میرے پاس ہے۔ ۲۴۳ کوئی شخص دُوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرسکتا۔ بلکہ اگر درمیان تعلّق مُریدی کا ہو اور کوئی شخص اپنے مُرید کو یہ کہے کہ مَیں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو میرے لئے گواہی دے۔ تب وُہ اپنے دل میں ضرور کہیگا کہ یہ تو ایک مکّار اور بد آدمی ہے مَیں نے ناحق

اِس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ اسی طرح جس قدر مَیں نے اِس رسالہ میں پیشگوئیاں لکھی ہیں ہزار ہا مُرید میرے اُنکی سچائی کے گواہ ہیں۔ ایک جاہل کہے گا کہ مُرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے میں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اور کوئی گواہی ہی نہیں کیونکہ یہ تعلق محض دین کیلئے ہوتا ہے اور انسان اُسی کا مُرید بنتا ہے جس کو اپنی دانست میں تمام دنیا سے زیادہ پارسا طبع اور متقی اور راستگو خیال کرتا ہے۔ پھر جب مُرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مُریدوں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹ بولو اور کسی طرح جھوٹ بول کر مجھے ولی بنادو اُسکو کیونکر اُسکے مُرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں اور کیونکر دل و جان سے اُسکی خدمت کرسکتے ہیں اُسکو تو ایک شیطان کہیں گے اور اُس سے بیزار ہو جائیں گے اور مَیں تو ایسے مُرید پر لعنت
بھیجتا ہوں جو میری طرف جھوٹی کرامتیں منسوب کرے اور ایسا مُرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی ص۲۲۴
کرامتیں بناوے۔

۸۴۔ نشان۔ ۵؍ اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ مَیں نے یُونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اسلئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب مَیں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتتِ اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کیلئے نہ کسی اور امر کیلئے۔ تب مَیں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تُو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعداء ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْن۔ یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رُسوا نہیں کیا کرتا۔ پس اُسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ مَیں اُسپر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یکدفعہ جب آنکھ کھُلی تو مَیں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور مَیں

اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ مَیں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ[16] دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مَیں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی مَیں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اُسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مرگیا۔ ۲۲۵
اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہوگئے اور مَیں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سُورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اَور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مَیں نے اِس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دُور ہوگئی اور صبح کے وقت الہام ہوا۔ و ان کنتم فی ریب ممّا نزّلنا علٰی عبدنا فأتوا بشفآءٍ من مثلہٖ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُسوقت مجھے غنودگی آگئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی

پاس بھی تھی۔ مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی۔ جب مَیں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔ اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۸۷۔ ستاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مَیں انجام دونگا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کیلئے اس بوجھ کا متحمل ہوسکونگا۔ تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎

ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم ÷ وآنچہ در کار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اُس کا میں آپ کرونگا۔ اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی۔ آپ دیتا رہونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا۔ اُن ضروری اخراجات کے لئے منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرض دیا۔ اُس وقت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ مَیں نے اُن کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا۔ اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اسکے

کئی غرباء اور درویش اس لنگرخانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریا اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سُنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقف کاروں کو اِس سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر مَیں اُمید نہیں رکھتا کہ وُہ اِس سچی شہادت کا اخفاء کریں۔ واللّٰہ اعلم

۸۸۔ اٹھاسی واں نشان۔ جب دلیپ سنگھ کی نسبت اخباروں میں بار بار بیان کیا گیا تھا کہ وہ پنجاب میں آئیگا۔ تب مجھے دکھایا گیا کہ وُہ ہرگز نہیں آئے گا بلکہ روکا جائے گا۔ اور مَیں نے قریباً پانسو آدمیوں کو اِس پیشگوئی سے مطلع کیا تھا اور ایک اشتہار میں بھی جو دو ورقہ تھا اجمالاً اِس پیشگوئی کو لکھا تھا۔ چنانچہ آخر کار ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۸۹۔ نواسی واں نشان۔ میں نے سید احمد خان کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر عمر میں اُن کو کچھ تکالیف پیش آئیں گی اور اُنکی عمر کے دن تھوڑے باقی ہیں اور یہ مضمون اشتہارات میں شائع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد ایک شریر ہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خان کو آخری عمر میں بہت غم اور صدمہ اُٹھانا پڑا۔ اور بعد اس کے تھوڑے دن تک ہی زندہ رہے اور اِسی غم اور صدمہ سے اُن کا انتقال ہو گیا۔ ص۲۲۷

۹۰۔ نوّے واں نشان۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدّمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانسو روپیہ جُرمانہ یا چھ ماہ قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ تب بعد دُعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وُہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائیگا۔ اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرت سر میں وکیل تھا۔ اور مَیں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور مَیں نے اُس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اُسکی طرف واپس بھیجدیا ہے۔ چونکہ وُہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اُس کیلئے کارآمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ وُہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔

۹۱۔ اکانواں نشان۔ براہین احمدیہ میں جو آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے تمام ممالک میں شائع ہو چکی

ہے۔ یعنی ہر حصہ پنجاب اور ہندوستان اور بلاد عرب اور شام اور کابل اور بخارا۔ غرض تمام بلاد اسلامیہ میں پہنچائی گئی ہے اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے ربّ لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین۔ یعنی خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دُعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب مَیں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے یعنی اگرچہ مَیں اسوقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والدہ بھی اور بھائی بھی لیکن رُوحانی طور پر ابھی مَیں اکیلا ہی ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں۔ یہ دُعا اس آیندہ امر کے لئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ رُوحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کردے گا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرینگے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پُوری ہوئی۔ پنجاب اور ہندوستان سے ہزار ہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں اور میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے ۲۳۸ۻ
اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت مَیں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جبتک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مُرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد اُن میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اُن کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جبتک انھوں نے بیعت نہیں کی۔ غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے مَیں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالف اِس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزار ہا لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا کی پیشگوئیاں اِس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الٰہی ہوتی ہے۔ کون اِس بات میں مجھے جھٹلا سکتا ہے کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج کر کے شائع کی گئی۔ اُسوقت جیساکہ خدا نے فرمایا مَیں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا مَیں اپنے خویشوں کی

نگاہ میں بھی حقیر تھا کیونکہ اُن کی راہیں اور تھیں اور میری راہ اور تھی۔ اور قادیان کے تمام ہندو بھی باوجود سخت مخالفت کے اس گواہی کے دینے کیلئے مجبور ہونگے کہ میں درحقیقت اُس زمانہ میں ایک گمنامی کی حالت میں بسر کرتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اسقدر ارادت اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ اب کہو کہ کیا یہ پیشگوئی کرامت نہیں ہے۔ کیا انسان اسپر قادر ہے۔ اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا سابق زمانہ میں سے اس کی کوئی نظیر پیش کرو۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدّت للکٰفرین۔

۹۲۔ بانوواں نشان۔ وہ مباہلہ ہے جو عبد الحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جسکو آج گیارہ سال گزر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبد الحق نے مباہلہ کے لئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا۔ کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا یعنی مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی۔ اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابلِ مؤاخذہ نہیں۔ کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے۔ مؤاخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتّل اور انقطاع اُسپر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا۔ میں نے اُسکی وفات کے بعد ایک دفعہ اُسکو خواب میں دیکھا اور میں نے اُسکو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور نوک آسمان میں ہے اور میں یمین و یسار میں اُس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزارہا مخالف مرتے ہیں اسکی تعبیر کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حُجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اُسکو روک نہیں سکیگا۔ اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اس سے

مُراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل۔ سو اِن دونوں طریق سے دُنیا پر حجّت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے گویا مر جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ جب مَیں دُنیا میں تھا تو مَیں اُمیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا۔ یہ الفاظ ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلے۔ ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیروی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں اُن سے میری ملاقات ہوئی مَیں نے اُنہیں کہا کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مُدعا ہے اس کیلئے آپ دُعا کرو مگر مَیں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مُدعا ہے۔ انہوں نے کہا کہ در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللّٰہ دُعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست۔ اور میرا مدعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے خدا اُس کا مددگار ہو۔ بعد اس کے مَیں قادیان چلا آیا تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جس میں یہ لکھا تھا کہ ”ایں عاجز برائے شما دُعا کردہ بود القا شد وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْن۔ فقیر را کم اتفاق مے افتد کہ بدیں جلدی القا شود ایں از اخلاص شما مے بینم۔“ صفحہ ۲۴۰

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد مَیں نے اُسکی طرف لکھا کہ مَیں کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ۔ غرض اسکے سخت اصرار کے بعد مَیں مباہلہ کیلئے امرتسر میں آیا۔ اور چونکہ مجھے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی اور مَیں اُن کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحییٰ عیسےٰ کے پہلے ظاہر ہوا۔ اسلئے میرے دل نے عبد الحق کیلئے کسی بددُعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر میں وہ قابلِ رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو بُرا کہتا ہے۔ وہ اپنے خیال میں اسلام کیلئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہر حال مباہلہ میں جو اُس نے چاہا کہا مگر میری دُعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور مَیں جنابِ الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر مَیں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر مَیں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے۔ اِس بات کو گیارہ برس گذر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا۔ بعد اسکے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی مَیں اِس مختصر رسالہ میں اُسکو بیان نہیں کر سکتا۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اسقدر تھیں کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا۔ اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے۔ اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا۔ جیسا کہ ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی۔ ایسے ہی ہزارہا
صفحہ ۲۴۲ نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُسکے لئے یہ نشان میری تصدیق کیلئے کافی ہیں۔

اور یہ حجّت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیاں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہیئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کرتے۔ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھ نہیں چکے اور ہنسی ٹھٹھے کو انتہاء تک نہیں پہنچا دیا۔ تو کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو گئی یا آپ کی اِس سے کچھ رسوائی ہوئی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ[1]۔ یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے۔ یا محض شیطنت اور شرارت تھی۔ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز

[1] یٰسٓ : ۳۱

زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے مطابق پندرہ مہینے کے اندر مرگیا اور اسکی موت کی تاخیر بوجہ اُسکے رجوع کے تھی۔ اِس بات کو دُنیا جانتی ہے کہ آتھم نے قریباً ستّر آدمی کے رُوبرو دجّال کہنے سے رجوع کیا۔ لہٰذا خدا نے چند ماہ تک اُسکی موت میں تاخیر ڈالدی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اُسکو اِس دُنیا سے اُٹھا بھی لیا کیونکہ دُوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گو تاخیر کی گئی مگر پھر بھی آتھم پندرہ مہینے کے اندر فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ گیارہ[۱۱] سال گذر گئے کہ وُہ مرگیا اور مَیں اب تک زندہ ہوں۔ کیا آتھم نے قریباً ستّر آدمیوں کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع نہیں کیا پھر ضرور نہ تھا کہ اُسکو کسی قدر تاخیر دیجاتی؟ مَیں اِس خیال سے حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہوں کہ اِس صاف اور صریح پیشگوئی کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دِلوں پر پردے ہیں وُہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور مسلمان کہلاکر پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید لعنت اللّٰہ علی الکاذبین سے نہیں ڈرتے۔ کوئی انسان دروغ اور افتراء سے فتحیاب نہیں ہوسکتا۔ دروغگو کا انجام ذلّت اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔ ۲۴۲

عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت الٰہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پُورے ہوئے وہ تمام حال میری اُن تمام کتابوں میں بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں جو چاہے دیکھ لے مجھے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں مَیں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ بمجرد اس کے کہ مَیں مباہلہ کرکے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت الٰہی کے الہام شروع ہوگئے[۱]۔ اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھے دیں اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں دُنیا میں تجھے ایک بڑی عزّت دُونگا۔ تجھے ایک بڑی جماعت بناؤنگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلاؤنگا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولونگا چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہوا جو اس راہ میں اپنی جان قربان کرنے ہیں اور اُس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک

[۱] اگر کسی کو شک ہو تو مباہلہ کے بعد جو الہام مَیں نے شائع کئے اُنکو میری کتابوں اور اخباروں میں دیکھ لے۔ منہ

طرف سے مخالف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے مُنہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزّت اور اُنکی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزّت کے ساتھ اسی دُنیا میں شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزّت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اِس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزّت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی۔ پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی۔ اُس کو گو کیسا ہی دشمن ہو۔ ماننا پڑیگا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دینے سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبد الحق سے پُوچھنا چاہیئے کہ اُسکو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک کُھلا کُھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اُسکو دیکھ لے مگر افسوس اُن لوگوں پر کہ جو رات کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آجتک مجھپر فضل کی بارشیں ہو رہی ہیں اور جیساکہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ دیکھ مَیں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور ۲۴۳
زمین سے نکالوں گا۔ سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیں اور وہ نشان دکھلائے جو مَیں شمار نہیں کرسکتا۔ اور وُہ عزّت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں۔

۹۳۔ ترانواں نشان۔ اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے دخلیابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا۔ تب مَیں نے دُعا کی کہ وُہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں۔ اِس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اجیب کُلّ دُعاءک الّا فی شرکاءک یعنی مَیں تیری ساری دُعائیں قبول کرونگا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں۔* تب مجھے معلوم ہوا کہ اسی عدالت میں یا انجام کار

* اُردو میں بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے۔ اس الہام میں جس قدر خدا نے اپنے اس عاجز بندہ کو عزّت دی ہے وُہ ظاہر ہے ایسا فقرہ مقام محبّت میں استعمال ہوتا ہے اور خاص شخص کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ منہ

کسی اور عدالت میں مدعی فتح پا جائیں گے۔ یہ الہام اِس قدر زور سے ہوا تھا کہ مَیں نے سمجھا کہ شاید قریب محلہ کے لوگوں تک آواز پہنچی ہوگی اور مَیں جناب الٰہی کے اس منشاء سے مطلع ہوکر گھر میں گیا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم اُس وقت زندہ تھے مَیں نے رُوبرو تمام گھر کے لوگوں کے سب حال اُن کو کہہ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ میں بہت کچھ خرچ کر چکے ہیں اگر پہلے سے کہتے تو ہم مقدمہ نہ کرتے۔ مگر یہ عذر اُن کا محض سرسری تھا اور اُن کو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا۔ چنانچہ پہلی عدالت میں تو اُن کی فتح ہوگئی۔ مگر چیف کورٹ میں مدعی کامیاب ہوگئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اسکے وہ روپیہ جو پیروی مقدمہ کیلئے آپ قرضہ اُٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا۔ اِس طرح پر کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اِس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ مَیں نے اُنکو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء نے اپنا حصّہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپکا حق شفعہ ہے روپیہ دیکر لے لو۔ مگر انہوں نے اِس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا اسلئے اِس بات پر پچھتاتے رہے کہ کیوں ہم نے الہام الٰہی پر عمل نہ کیا۔ یہ واقعہ اسقدر مشہور ہے کہ پچاس آدمی کے قریب اِس واقعہ کو جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ الہام بہتیرے لوگوں کو سُنایا گیا تھا جن میں سے بعض ہندو بھی ہیں۔

۹۴۔ چورانواں نشان۔ ایک دفعہ مَیں لُدھیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اور آدمی بھی تھے۔ جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہوکر مجھے الہام ہوا **نصف ترا نصف عمالیق را** ۲۴۴
اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصّہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں ملے گا اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مُراد میرے چچا زاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے۔ گویا خدا نے مجھ کو مُوسٰی ٹھہرایا اور اُن کو مخالفِ موسٰی۔ جب مَیں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شرکاء میں سے ایک عورت امام بی بی نام مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے۔ چنانچہ وہ چند دن کے بعد مرگئی اور ہم دونوں گروہ کے سوا اُس کا کوئی

وارث نہیں تھا اس لئے اُس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچازاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵- پچانواں نشان۔ ایک دفعہ مجھے لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی۔ میں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہوکر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہونگے پیشوائی کے لئے موجود دیکھے۔ اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا۔ تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کیلئے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور اُن کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اس لئے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی۔ اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک ص۲۴۵

حصہ پیشگوئی کا پُورا ہوگیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کرکے ریل پر سوار ہوگئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پُوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خودغرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہوگئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پُورا ہوگیا۔ اِس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اِس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپکو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو مَیں اُس میں بٹھا دونگا۔ تب اُس نے اِس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہوکر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔ صـــ ۲۴۶

۹۶۔ چھیانواں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہوگئے ہیں آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب مَیں نے دُعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ مَیں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے اور اُنکو بشدّت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ اُنہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی اُنہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنے والا ہے۔ تب مَیں نے بلاتوقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے

دوسرے دن وہ خط آگیا اور جب میرا خط اُنکو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اِس راز کی خبر کسی کو نہ تھی۔ اور اُن کا اعتقاد اِس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یاد داشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دئے اور ہمیشہ اُنکو پاس رکھتے تھے۔ جب مَیں پٹیالہ میں گیا۔ اور جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے۔ جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہؤا۔ تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میرے ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں اور جب کچھ مدت کے بعد اُن کی موت سے ایک دن پہلے مَیں اُن کی عیادت کے لئے لودہیانہ میں اُن کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے اور بہت خون آرہا تھا اس حالت میں وہ اُٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وُہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ مَیں نے بطور حرزِ جان رکھی ہے اور اسکے دیکھنے سے مَیں تسلّی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب نصف کے یا زیادہ رات گذری تو وہ فوت ہو گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک اُن کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی۔ ۲۴۷

۹۷۔ ستانواں نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور۔ اِس کے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کرینگے۔ سو بعد اسکے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دُنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے

اور انہوں نے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگادی تھی اور لوگ اِس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اِس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکّہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے۔ افسوس کہ مکّہ والوں کو اُنکی اس موت کی خبر نہیں ہوئی تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر لودھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا۔ وہ بھی اس الہام کے بعد گذر گئے۔ پھر امرت سر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے۔ اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے۔ اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جائے تو وہ بھی ایک رسالہ بنے گا۔ اور اس قدر جو لکھا گیا۔ وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور اگر کوئی اس قدر پر سیر نہ ہو۔ تو ایک لمبی فہرست ہم دے سکتے ہیں۔ ۲۴۸

۹۸۔ اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اوّل درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور اُن کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی۔ اُنہوں نے دُعا کیلئے درخواست کی۔ تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے۔ **قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے**۔ اِس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دیگا۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دیگا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سُنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی۔ اور

ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وُہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹۔ ننانواں نشان۔ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہُوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔ چنانچہ مَیں نے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنے کے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلادی مگر اِن دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اِس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانینگے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹماسٹر بھی ہندو ہی تھا۔ تب مَیں نے اُن کی درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنے کا وقت ہُوا تو اُن دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کیلئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ لـــہ بھیجے ہیں۔ اب یہ نیا جھگڑا پیش آیا کہ سرور خان کون ہے کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں۔ اور آریوں کا حق تھا کہ اِس کا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو۔ تب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ مصنّف عصائے موسٰے کی طرف جو اُس وقت ہوتی مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اِس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں۔ چند روز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے۔ تب دونوں آریہ لاجواب رہ گئے۔ اب دیکھو یہ اس قسم کا علمِ غیب ہے کہ عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اِس پیشگوئی میں دونوں طرف مخالفوں کی گواہی ہے۔ یعنی ایک طرف تو دو۲ آریہ ہیں جن کی نسبت میرا بیان ہے کہ انکو یہ پیشگوئی مَیں نے سُنائی تھی اور ان میں سے ایک خط لانے کے لئے ڈاک خانہ میں گیا تھا اور دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو ان دنوں لاہور میں ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اپنی کتاب عصائے موسٰی شائع کی اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا۔ ہاں مَیں اس قدر کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے اِن دوطرفہ گواہوں سے حلفاً پُوچھنا چاہیئے نہ محض معمولی بیان سے۔ کیونکہ ملاوامل ۲۴۹

اور شریر وہ متعصب آریہ ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اشتہار دیئے اور منشی الٰہی بخش صاحب وُہی منشی صاحب ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں عصائے موسیٰ تالیف کرکے بہتوں کو دھوکا دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے دُوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی خدمت میں خط بھیجا گیا تھا اور اُنکا مذکورہ بالا جواب آیا تھا۔ اِس لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وُہ ہر دو آریہ اِس پیشگوئی سے انکار کریں یا منشی الٰہی بخش صاحب خط کے بھیجنے سے انکار کریں۔ اور اگر انکار بھی کریں تو یہ امر تو اب بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ سرور خان کا ارباب لشکر خان سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ سوواں نشان۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اُس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اَلَآ اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبع سفیر ہند پریس امرتسر۔ (ترجمہ) خدا کے فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اِس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وُہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کریگا۔ تیری مدد وُہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کرینگے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو اُن کی کثرت دیکھکر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اِس پیشگوئی کو آج پچیس ۲۵ برس گذر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مَیں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور مَیں اُن لوگوں میں سے

ص ۲۵۰

نہیں تھا جن کا کسی وجاہت کی وجہ سے دُنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذ و نادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے۔ اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا۔ اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہاں تک کہ مکّہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دوسو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جابجا تخم ریزی ہوگئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اسقدر فوج در فوج قادیان میں لوگ آئے کہ یکّوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی۔ اس پیشگوئی کو خوب ۲۵۱ سوچنا چاہیئے اور خوب غور سے سوچنا چاہیئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ طوفان مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پَیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے۔ لیکن وہ سب کے سب نامُراد رہے اور مَیں جانتا ہوں کہ اُن کا اِس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کے لئے اس قدر کوشش اور یہ پُرزور طوفان جو میری مخالفت میں پَیدا ہُوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں

ہوسکتا۔ اُن لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلاوے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بو یا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پَیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اِس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا۔ پھر بھی مَیں ان صدمات سے بچ جاؤنگا۔ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہُوا بلکہ بڑھا اور پھُولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے۔ یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ وہ کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔ اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اسکی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کرسکتے ہو؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کرکے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائیگا مگر عجیب قدرتِ حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہوگئے اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تیری حفاظت کرونگا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئے گی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ میں لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اِس تیرے گھر کی حفاظت کرونگا اور ہر ایک جو اِس چار دیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اِس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہوگئے اور ہمارے اِرد گرد قیامت کا نمونہ رہا۔ مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔ ۲۵۲

۱۰۱۔ ایک سو ایک نشان۔ جب مَیں ۱۹۰۳ء میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کیوجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہُوا اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِّنْ کُلِّ طَرَفٍ یعنی ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دِکھلاؤں گا۔ اور یہ الہام اُسی وقت تمام جماعت کو سُنا دیا گیا۔ بلکہ

اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اِس طرح پر پوری ہوئی ٭ کہ جب مَیں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وُہ میری ملاقات کیلئے آیا۔ اور تمام سڑک پر آدمی تھے۔ اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے۔ اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اِس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سَو۱۱۰۰ آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دو سَو۲۰۰ کے عورت بیعت کر کے اِس سلسلہ میں داخل ہوئی۔ اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اِس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالا مال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲۔ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے سبحان اللّٰہ تبارک و تعالٰے زاد مجدکَ ینقطع اٰباءک و یبدء منک۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ (ترجمہ) خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے۔ وُہ تیری بزرگی زیادہ کریگا۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا۔ ٭ اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالے گا۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور مَیں ایسے گمنام کی طرح تھا

٭ راستہ میں لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیرآباد اور گجرات وغیرہ اسٹیشنوں پر اس قدر لوگ ملاقات کیلئے آئے کہ اسٹیشنوں پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا۔ ٹکٹ پلیٹ فارم ختم ہونے کیوجہ سے لوگ بلاٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کیوجہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرایا گیا اور نہایت نرمی سے زائروں کو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا۔ بعض جگہ کچھ دُور تک لوگ گاڑی کو پکڑے ہوئے ساتھ چلے گئے خوف تھا کہ کوئی آدمی نہ مر جائے۔ ان واقعات کو مخالف اخباروں نے بھی مثل پنجۂ فولاد کے شائع کیا تھا۔ منہ

٭ اس الہام میں یہ بھی اشارہ تھا کہ آبائی وجوہ معاش سب بند ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ نئی برکتیں عطا کرے گا چنانچہ ہمارے والد صاحب کی وجوہ معاش کچھ تو گورنمنٹ میں ضبط ہو گئے اور کچھ شرکاء کو مل گئے اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے۔ پھر خدا نے اپنی طرف سے سب کچھ مہیا کیا۔ منہ

جو گویا دُنیا میں نہیں تھا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس پر اب قریباً تیس برس گذر گئے ۲۵۳
اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اسوقت ہزارہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اسقدر میری عظمت دُنیا میں پھیلے گی۔ پس افسوس اُن پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔ پھر اس پیشگوئی میں جس کثرتِ نسل کا وعدہ تھا اُسکی بنیاد بھی ڈالی گئی کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتا اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُسوقت موجود نہ تھیں۔

۱۰۳۔ ایک سوتین نشان۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دِنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور اُنکو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصّہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ تب مَیں اُنکی عیادت کیلئے گیا اور اُنکو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر مَیں نے اُنکو کہا کہ اگر آپکو طاعون ہو گئی ہے تو پھر مَیں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر مَیں نے اُنکی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۴۔ ایکسو چار نشان۔ ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا۔ غشی پر غشی پڑتی تھی اور مَیں اُسکے قریب مکان میں دُعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اُسکے پاس بیٹھی تھیں کہ یکدفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو۔ کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا۔ تب مَیں اُسکے پاس آیا۔ اور اُسکے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسٰے علیہ السلام کا احیاءِ موتے بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اسپر حاشیے چڑھا دئے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان۔ ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

۲۵۷ نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یک دفعہ سخت بیمار ہوگئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں۔ اور اس قدر دُبلے ہوگئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اُس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب اُوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اُسوقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ مَیں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت اُسکی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں بجز اُن امور کے جو اُسکے وعدہ کے برخلاف یا اُس کی پاک شان کے منافی اور اُس کی توحید کی ضد ہیں۔ اسلئے مَیں نے اس حالت میں بھی اُن کیلئے دُعا کرنی شروع کی اور مَیں نے دل میں یہ مقرر کرلیا کہ اس دُعا میں مَیں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک[۱] یہ کہ مَیں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دُعا قبول ہو جائے

دوسری[۲] یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں اُن کی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

تیسری[۳] یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں دُعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض مَیں نے اِس بناء پر دُعا کرنی شروع کی پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دُعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہوگیا اور اس اثناء میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دُوسرا شخص کروٹ بدلاتا تھا جب دُعا کرتے کرتے پندرہ دن گذر گئے تو اُن میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہوگئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں۔ چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اُٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا۔ چند روز تک پورے تندرست ہوگئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہوگئے جس سے

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ[۱۵] دن پندرہ سال سے بدل دیئے ہیں یہ ہی ہمارا خدا ۲۵۵
جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶۔ ایک دفعہ تمثّلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب مَیں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سُرخی کے قلم سے اُس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اُسوقت نہایت رقت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ مَیں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دیئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھُل گئی اور اُسوقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پَیر دبا رہا تھا کہ اُسکے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اِس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کریگا کیونکہ اسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو رُوحانی امور کا علم ہو وہ اسمیں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض مَیں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سُنایا اور اُسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک رؤیت کا گواہ ہے اُس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کُرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُسکے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہانتک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس **وہ زلزلے** جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

۲۵۶ دس لاکھ آدمی ابتک بے خانمان ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے۔ یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اُس نے تمام دُنیا کیلئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کے کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صُورت میں پیدا ہونگی یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1]۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم

[1] بنی اسرائیل: ۱۶

اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ صفحہ ۲۵۸
یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو
دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں
اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری
مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ
ایک مُدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا
مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دِکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ
وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ
تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی
جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود
دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ
ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۱۰۸۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے یہ ہے اردت ان استخلف فخلقتُ اٰدم
یعنی مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس مَیں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پچیس ۲۵ برس سے
براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اِس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک
پیشگوئی ہے جو اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور
اُس کو ردّ کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُس کے آگے سر جھکانا
پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور اُن کے
ہم جنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ مکر کا اٹھا نہیں رکھا۔ مگر
آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کریگا جب تک جھوٹ کو اپنے پَیروں کے نیچے نہ کُچلے۔

۱۰۹۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے یہ ہے۔ وکذالک مننّا علٰی یوسف

۲۵۸ لنصرف عنه السّوء والفحشآء ولتنذر قومًا ما انذر اٰبآءهم فهم غافلون۔

دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے اپنے نشانوں کے ساتھ اس یوسف پر احسان کیا تاکہ جو بدی اور عیب اُسکی طرف منسوب کئے جائینگے اُن سے ہم اُسکو بچالیں اور تاکہ تو اُن نشانوں کی عظمت کی وجہ سے اس لائق ہو کہ غافلوں کو ڈراوے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ دلوں پر اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت اور امتیاز بخشتا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یوسف رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسف کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسف کو بہت دُکھ دیا تھا اور اُسکے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی۔ خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں۔ ہلاک اور تباہ کرنے کیلئے بڑے بڑے فریب کرینگے مگر آخرکار وہ نامراد رہیں گے اور خدا اُن پر کھول دیگا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا میں نے اُسکو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر کُھل جائے گا کہ ہم غلطی پر تھے جیساکہ وہ ایک دُوسرے الہام میں فرماتا ہے:۔

یخرّون علی الاذقان سجّدًا ربّنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین۔ تاللہ لقد اٰثرك اللہ علینا وان کنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڈیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گرینگے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے۔ اور تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھے چُن لیا۔ اور ہم خطا پر تھے۔ تب خدا رجوع کرنے والوں کو کہے گا۔ کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دے گا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امرِ غیب کا بیان ہے (۱) اوّل یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم میں سخت مخالف پیدا ہو جائیں گے اور حسد کا شعلہ ایسا اُن میں جوش ماریگا جیساکہ یوسف کے بھائیوں میں جوش مارا تھا۔ تب وہ سخت دشمن بن جائیں گے اور تباہ اور ہلاک کرنے کیلئے طرح طرح کے

منصوبے کریں گے اور یہ امر کہ قوم میں سے مخالف پیدا ہو جائیں گے اور بڑی بڑی شرارت کریں گے ۲۵۹
یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو پچیس ۲۵ برس کا عرصہ گذر گیا ہے
اور اُس وقت قوم میں سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شائع نہ ہوئی
تھی۔ پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلا شبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ میں ایسے دشمن جانی پیدا
ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کی وجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے۔ یہ ایک امر غیب ہے
جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ میں لکھا گیا (۲) دُوسرا امر غیب اس پیشگوئی میں
یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب و خاسر رہیں گے اور
بہتیرے اُن میں سے یوسف کے بھائیوں کی طرح رجوع کرینگے اور اُس وقت خدا اس عاجز کو
یوسف کی طرح تاج عزت پہنائیگا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشے گا جس کی کسی کو توقع نہ تھی۔ چنانچہ
بہت سا حصہ اس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہیں۔
اور درحقیقت یہ لوگ اپنے بدارادے میں یوسف کے بھائیوں سے بھی بُرے ہیں۔ سو خدا نے
کئی لاکھ انسان میرے تابع کرکے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر اُنکو ذلیل کیا اور
وہ وقت آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کریگا اور بڑے بڑے مخالفوں میں سے
جو سعید ہیں اُن کو کہنا پڑے گا کہ ربّنا اغفر لنا انّا کنّا خاطئین۔ اور کہنا پڑے گا
کہ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا۔

۱۱۰۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی انّا اعطیناک الکوثر۔ ثلّۃٌ من الاوّلین
و ثلّۃٌ من الاٰخرین۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ (ترجمہ) ہم ایک کثیر جماعت تجھے عطا
کرینگے۔ اوّل ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائیں گے۔ دوم دوسرا گروہ جو
قہری نشانوں کے بعد ایمان لائیں گے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جس قدر براہین احمدیہ میں
پیشگوئیاں ہیں اُن پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے ہیں اور وہ اُس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جبکہ میرے
ساتھ ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعویٰ باطل ہے۔ پس واضح ہو

۲۶۷ کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے جو اس تنہائی اور بے کسی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزارہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دینا بجز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔ علم غیب خاصّہ خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھئے کہاں تک ترقی کریں گے۔

۱۱۱۔ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر پچیس[۲۵] برس گذر گئے۔ یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے لیکن خدا اپنے چمک دار نشانوں سے دُنیا کو اس طرف کھینچ لیگا اور میری تصدیق کیلئے زور آور حملے دکھلائے گا۔ چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جس کی ایک مدت پہلے خبر دیگئی تھی۔ اور اُنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دُنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اَور کیا کیا حملے ہوں گے اور اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے ورنہ باوجود اس قدر قومی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں۔ اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۱۲۔ نشان۔ ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا۔ مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی۔ میں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ اُن کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اُس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اُس کے پاس بھی مَیں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

ص ۲۶۱ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سُنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ[۱۵] یا سولہ[۱۶] آدمی تھے حاضر ہوئے۔ عصر کے وقت اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا۔ تب وُہی شخص مسجد میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپ کا مقدمہ خارج ہوگیا۔ مَیں نے کہا کہ کس نے بیان کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سُنتے ہی مَیں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اُس کو مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ ہندو تو یہ بات کہکر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنے کا ایک موقعہ اُس کو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے۔ عصر کا وقت تھا مَیں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کیلئے یہ کہتا رہیگا کہ کس قدر دعوے سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور وُہ جھوٹی نکلی۔ اِتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اِس قدر بلند تھی کہ مَیں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے! یعنی کیا تُو باور نہیں کرتا۔ تب مَیں نے اُٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہوگیا کہ فرشتہ کی آواز ہے۔ مَیں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اُسکو اطلاع دی مگر اُسکو باور نہ آیا۔ صبح مَیں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا۔ وہ اُسوقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اُس کا مثلخواں متھراداس نام ایک ہندو موجود تھا۔ مَیں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا؟ اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوگئی۔ مَیں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جاکر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک طور سے انہوں نے بھی سچ کہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو مَیں ایک ضروری حاجت کیلئے اُس کی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نیا تھا اُس کو مقدمہ کی

۲۶۲ پیشی ،پیش کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اُس کے روبرو پیش کیا جس میں موروثی آسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور اُن کو رخصت کر دیا۔ جب مَیں آیا۔ تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کرو۔ جب مَیں نے اُسکو پڑھا تو مَیں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی۔ کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہو چکا ہے۔ مدعا علیہم نے شرارت سے آپکو دھوکا دیا ہے اور مَیں نے اسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا اُنکو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کر دی۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اسکے گواہ ہیں اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لیکر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ خارج ہو گیا فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔ خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا۔ اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سُنا دیا۔ دراصل یہ سب کچھ خدا نے کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

۱۱۳۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے۔ شاتان تُذبحان۔ وکُلّ من علیھا فانٍ۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مریگا۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں درج ہے جو آج سے پچیس۲۵ برس پہلے شائع ہو چکی ہے۔ مجھے مُدّت تک اسکے معنے معلوم نہ ہوئے بلکہ اَور اَور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھہرایا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد الرحمن اُن کے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کیے گئے تب روز روشن کیطرح کُھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شَاۃ کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دیانت

سے محروم ہیں اُن پر شاۃ کا لفظ اطلاق نہیں پاسکتا۔ اور پھر اسپر اَور قرینہ یہ ہے کہ اس الہام ۲۶۳
کے ساتھ یہ دُوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہونگی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہوسکتا۔ اور جب صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اُس وقت بھی اُن کے بارہ میں یہ الہام ہُوا تھا۔ قتل خیبۃ وزید ھیبۃ یعنی مخالفوں سے نومید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائے گا اور اُس کا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۱۴۔ نشان۔ طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہُوا۔ الامراض تشاع والنفوس تُضاع۔ یعنی مرضیں پھیلائی جائیں گی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے دیکھ لے کہ مَیں نے اِس الہام کو طاعون کے پھیلنے سے پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کر دیا تھا۔ پھر بعد اس کے پنجاب میں اس قدر طاعون کا زور ہؤا کہ ہزارہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۱۵۔ نشان۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنے کی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا مسیح الخلق عَدوانا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہمارے طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اس کے سخت طاعون پڑی اور ہزارہا بندگانِ خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے۔ گویا اُن کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اِس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۱۶۔ نشان۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہُوا۔ **عبد اللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان** اور تفہیم ہوئی کہ اِس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ مَیں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور بہت کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور مَیں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو مَیں

حق پر نہیں۔ اِن میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے ح۲۶۴
بول اُٹھا کہ مَیں اِس بات کا امتحان کرونگا اور مَیں ڈاک خانہ میں جاؤنگا۔ اُن دنوں میں قادیان میں
ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہوکر
جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے
کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہوکر بار بار مجھ سے پُوچھتا تھا کہ یہ امر
آپ کو کس نے بتایا اور اُسکے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔ تب مَیں نے
اُسکو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔
چونکہ ہندو لوگ اُس زندہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرت اور اسلام پر سچائی کے
نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اِسلئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ اوّل تو خدا تعالےٰ کے
عجائب نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص اُنکو مل جائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں
اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوں۔ تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اسی طرح
لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا۔ جیسا کہ مَیں پہلے لکھ چکا ہوں اُس کا بھائی بشمبر داس اور ایک اور شخص
خوشحال نام کسی جرم میں قید ہو گئے تھے اور شرمپت نے امتحان کے رو سے نہ کسی اعتقاد سے
مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اِس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دُعا کی بھی درخواست کی تھی۔ تب مَیں
کئی دن اُس کے لئے دُعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اُس نے رات کے وقت یہ پوشیدہ امر
میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہوگا کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائے گی جیسا کہ
مَیں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اُسکی خود مَیں نے اپنی قلم سے کاٹ دی ہے۔
مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پُوری قید بھگتنی پڑے گی۔ ایک دن بھی کاٹا نہیں جائیگا۔ اور
بشمبر داس کی نصف قید رہ جانا صرف دُعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بَری
نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ مثل ضلع میں واپس آوے اور انجام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے
کہ جب یہ سب باتیں پُوری ہو گئیں تو شرمپت حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدرتوں سے نے

اُس کو سخت حیران کر دیا اور اُس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی ۲۶۵
وجہ سے پُوری ہو گئیں۔ افسوس کہ اُس نے پھر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور
آجکل وُہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھے تو ان لوگوں پر اتنی بھی اُمید نہیں کہ وہ سچی گواہی
دے سکیں۔ اگرچہ بظاہر یہی لاف وگزاف ہے کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہیئے مگر اسپر عمل نہیں۔
ہاں مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شرمپت کو حلف دی جائے اور حلف میں جھوٹ
کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دیگا۔ میری کئی پیشگوئیوں
کی گواہیاں اُس کے پاس ہیں۔ ممکن ہے کہ پیچھا چھڑانے کیلئے یہ کہدے کہ مجھے یاد نہیں۔ مگر حلف
ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس سے یاد آجائیگا۔ اور اگر جھوٹ بولے گا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا
اُسے سزا دے گا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نو نشانوں کا گواہ ہے۔

مَیں خدائے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دنیا میں
جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں۔ فالحمد للہ علٰی ذالك۔

۱۱۷۔ ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے
جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اُسکو کاٹ گیا وُہ ایک دن اپنی
زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آکر رویا۔ مَیں نے اُسکے حق میں دُعا کی تو جواب آیا قلنا
یا نار کونی بردًا و سلامًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد
اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا اور اب تک وہ زندہ موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷
مگر یقین ہے کہ اُس کی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑے گی۔

۱۱۸۔ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین
جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا یسئلونك عن شانك ط
قل اللّٰہ ط ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے
کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وُہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے پھر انکو اپنی لہو و لعب

ص ۲۶۶ میں چھوڑ دے۔ سو مَیں نے یہ الہام اپنی اُس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہونگے سُنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر بھی تھے۔ پھر بعد اسکے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تریاق القلوب* کتاب میں لکھا ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اُسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہؤا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا۔ اور ہماری تمام جماعت کے زیادتِ ایمان کا موجب ہؤا۔

۱۱۹ النشان۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ایسا اتفاق ہؤا کہ میرے چچازاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا۔ اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آگئے۔ ناچار دیوانی میں منشی خدابخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کیگئی۔ جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہؤا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اسمیں یہ مشکلات ہیں کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اُسکی نسبت کسی پہلے وقت کی مثل کے رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہے اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جس کا نام غلام جیلانی تھا اور اُس کے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اُس نے

---

* یہ سہوًا لکھا گیا ہے مُراد تحفہ گولڑویہ ہے کیونکہ حضرت اقدس سے سوال تحفہ گولڑویہ کے متعلق کیا گیا تھا۔ ہمارے پاس مسل مقدمہ حکیم فضل دین بنام مولوی ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر ولد نا معلوم سکنہ موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم کی مصدّقہ نقل موجود ہے اس میں یہ الفاظ درج ہیں:- "تحفہ گولڑویہ میری تصنیف ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہؤا۔ پیر مہر علی کے مقابلہ پر لکھی ہے۔ یہ کتاب سیف چشتیائی کے جواب میں نہیں لکھی گئی۔ سوال۔ جن لوگوں کا ذکر صفحہ ۴۸ لغایت ۵۰ اس کتاب میں لکھا ہے آپ ہی اس کا مصداق ہیں۔ جواب خدا کے فضل اور رحمت سے مَیں اس کا مصداق ہوں" (مصحح)

امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغۂ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اب اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے۔ غرض نالش کے بعد ایک پرانی مثل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدۂ لاینحل ہمارے لئے پیش آگیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعویٰ خارج کیا جائیگا کیونکہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ایک پُرانی مثل سے یہی ثابت ہوتا تھا۔ کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے۔ اُس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ص۲۶۷ ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدّمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود کچھ روپیہ دیکر راضی کر لیا جائے لہٰذا مَیں نے مجبوراً اِس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اُس کو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بُغض تھا اور اُس کو پتہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا اِن پر قطعاً دروازہ بند ہے لہٰذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا۔ آخر ہم نے اِس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ مگر جہاں تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی بھی صورت کامیابی کی نہیں تھی۔ کیونکہ پورانی مثل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور امام الدین کی یہانتک بدنیّت تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آکر ہماری جماعت کے لوگ ٹھہرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیاں نکالتا تھا اور نہ صرف اِسی قدر بلکہ اُس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدّمہ خارج ہونے کے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازوں کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آجائیں اور گھر سے باہر نکل نہ سکیں اور نہ باہر جا سکیں۔ یہ دن بڑی تشویش کے دن تھے یہانتک کہ ہم ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ[1] کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی اِس لئے جناب الٰہی میں دُعا کی گئی اور اُس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دُعا مندرجہ ذیل الہام ہُوا اور یہ الہام علیحدہ علیحدہ وقت کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہُوا۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت سیّد فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سیّد ناصر شاہ صاحب اوورسیر متعیّن بارہ مولہ کشمیر میرے پَیر دبا رہا تھا۔ اور

[1] التوبۃ : ۱۱۸

دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے سید صاحب کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں چنانچہ انہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا۔ پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہوکر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سُنّت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا٭۔ اور جب ایک فقرہ ختم ہوجاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دُوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر
جاری ہوتا تھا یہاں تک کہ کُل وحی الٰہی نازل ہوکر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی ۲۶۸
گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے جس کا مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہوگی۔ چنانچہ میں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو وحی الٰہی سُنادی اور اس کے معنے اور شانِ نزول سے اطلاع دیدی اور اخبار الحکم میں چھپوا دیا اور سب کو کہہ دیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صُورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا جس میں ہماری فتح ہوگی کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا۔ اب ہم اس وحی الٰہی کو معہ ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

الرحٰی تدور و ینزل القضاء۔ انّ فضل اللّٰہ لاٰتٍ ولیس لاحدٍ ان یردّ ما اتٰی٭۔ قل ای و ربّی انہ لحق لا یتبدّل ولا یخفٰی۔ و ینزل ما تعجب منہ۔

٭ عجب بات ہے۔ کہ الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ سے بروقت نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی اس کا نام بھی فضل ہے۔ منہ

٭ حاشیہ۔ وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے یہ جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک ضرورتوں کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دُعا کے وقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہوجاتی ہے۔ مادی اسباب کا کچھ بھی اس میں دخل نہیں ہوتا پس اس سے آریہ سماج والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادی اسباب تک ہی محدود رکھتے ہیں تبھی تو وہ نیستی سے ہستی ہونے کے قائل نہیں اور اُن کے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کیلئے مادی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ منہ

وحی من ربّ السمٰوات العلٰے۔ ان ربّی لا یضل ولا ینسٰی۔ ظفر مبین۔ وانما یؤخرھم الیٰ اجل مسمّٰی۔ انت معی و انا معك۔ قل اللّٰہ ثم ذرہ فی غیّہٖ یتمطّٰی۔ انہ معك وانہ یعلم السرّ وما اخفٰی۔ لا الٰہ الّا ھو یعلم کل شیءٍ ویرٰی۔ انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنٰی۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہٖ فاعرضوا وقالوا کذّابٌ اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماءٍ منھمر۔ ان حبّی قریب۔ انہ قریب مستتر۔

ص ۲۶۹ (ترجمہ) چکّی پھرے گی اور قضاو قدر نازل ہوگی یعنی مقدّمہ کی صُورت بدل جائے گی جیساکہ چکّی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکّی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے۔ اور وہ حصّہ جو پردہ میں ہوتا ہے وُہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدّمہ کی موجودہ حالت میں جو صورتِ مقدّمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان ہے۔ یہ صورت قائم نہیں رہے گی اور ایک دُوسری صُورت پیدا ہو جائے گی جو ہمارے لئے مفید ہے اور جیساکہ چکّی کو گردش دینے سے جو مُنہ کے سامنے حصّہ چکّی کا ہوتا ہے وُہ پیچھے کو چلا جاتا ہے۔ اور جو پیچھے کا حصّہ ہوتا ہے وہ مُنہ کے سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح جو مخفی اور درپردہ باتیں ہیں وہ مُنہ کے سامنے آجائیں گی اور ظاہر ہو جائیں گی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابلِ التفات اور مخفی ہو جائیں گی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئیگا اور کسی کی مجال نہیں جو اُسکو ردّ کر سکے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ مقدّمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے یک دفعہ اُٹھادی جائیگی اور ایک اور صُورت ظاہر ہو جائیگی جو ہماری کامیابی کیلئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کہہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اِس امر میں نہ کچھ فرق آئیگا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے۔ میرا ربّ اس صراطِ مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں سے

عادت رکھتا ہے اور وُہ اپنے اُن بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اِس مقدّمہ میں کھُلی کھُلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اُس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔ تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ تُو کہہ ہر ایک امر میرے خدا کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اسکی گمراہی اور ناز اور تکبّر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی الٰہی کا ایک تسلّی دینے کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالش کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائے گا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رُو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اِس وجہ سے اُس کا تکبّر ص۲۷
بہت بڑھ گیا تھا اور وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وُہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائیگا بلکہ یہی سمجھو کہ خارج ہوگیا۔ اور بشر بر لوگوں نے اُس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریبًا تمام گاؤں میں مشہور ہوگئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا مقدمہ اُن کے حق میں فیصلہ ہوگیا ہے۔ سو اِس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اِس قدر ناز اور رعونت دِکھلائی ہے ہو۔ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وُہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وُہ قادر تیرے ساتھ ہے اُسکو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وُہ بھی اُس کو معلوم ہیں۔ ماحصل اس فقرۂ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی ایک پوشیدہ امر ہے کہ جو اَب تک نہ تجھے معلوم ہے اور نہ تمہارے وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جسکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وُہی خدا حقیقی معبود ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ انسان کو نہیں چاہیئے کہ کسی دُوسرے پر توکّل کرے کہ گویا وُہ اُس کا معبود ہے۔ ایک خدا ہی ہے جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وُہی ہے جس کو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں۔ اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں۔ سطحی

طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر۔ بلکہ اُس کی عمیق در عمیق شاخوں کو بجا لاتے ہیں اور کمال خوبی سے اُس کو انجام دیتے ہیں۔ سو انھیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی پسندیدہ راہوں کے خادم ہوتے ہیں اور اُن پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے احمد کو یعنی اِس عاجز کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس قوم اُس سے رُوگردان ہوگئی اور انہوں نے کہا کہ یہ تو کذّاب ہے دُنیا کے لالچ میں پڑا ہُوا ہے یعنی ایسے ایسے حیلوں سے دُنیا کمانا چاہتا ہے اور انہوں نے عدالتوں میں اُسپر گواہیاں دیں تا اُس کو گرفتار کرادیں۔ اور وہ
ایک تند سیلاب کی طرح جو اُوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اُسپر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہے ص ۲۷۱
ہیں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے۔ وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جو اُسوقت کی گئی تھی جبکہ مخالف دعوے سے کہتے تھے۔ کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائیگا۔ اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم اُن کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچکر وہ دُکھ دینگے کہ گویا وُہ قید میں پڑجائیں گے۔ اور جیسا کہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اِس پیشگوئی میں خبر دی کہ مَیں ایک ایسا امر ظاہر کرونگا جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائیگا اور یہ پیشگوئی اس قدر شائع کی گئی تھی کہ بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے اِس کو حفظ کر لیا تھا اور صدہا آدمی اِس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اِس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دُور دراز ملک کے لوگوں تک اس کی خبر پہنچ چکی تھی۔ پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سُنایا جائے گا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذاء کا موقع ہاتھ آجائے گا وُہی دن تھا جس میں پیشگوئی کے اس بیان کے معنے کُھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا۔ سو ایسا اتفاق ہُوا کہ اُس دن ہمارے وکیل خواجہ

کمال الدین کو خیال آیا کہ پُرانی مثل کا انڈیکس دیکھنا چاہیئے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھا گیا تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا غلام مرتضیٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا۔ اُس نے فی الفور وہ انڈیکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اُس پر حقیقت کھل گئی اِس لئے اُس نے بلاتوقف امام الدین پر ڈگری زمین کی بمعہ خرچہ کر دی۔ اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوز بجز اس کے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ ۲۷۲ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ ایک تو اس میں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرا ایک امر مخفی کے ظاہر کرنے کا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوز مقدمہ بھی خدا کی قضاء و قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے تئیں علیحدہ نہیں کر سکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ خدابخش ڈسٹرکٹ جج۔ کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اِس قوی حجت کو پیش نہیں کیا۔ صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عُقدہ کُھلا۔ چنانچہ ہر ایک شخص جو شیخ خدابخش کے فیصلہ کو دیکھے گا۔ اُس پر فی الفور ظاہر ہو جائیگا کہ مدّت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں۔ کیونکہ امام الدین مدعا علیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ ثابت کرنے کیلئے پیش کیا تھا اُس میں تو صرف امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا۔ اس میں بھید یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین پر ہی نالش کی تھی اور اسکی عرضی پر مدعا علیہ صرف امام الدین ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانے کے بعد میرے والد صاحب نے

بذریعہ اپنے مختار کے مدعا علیہم میں اپنا نام بھی لکھوا دیا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں قابض ہیں۔ اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہو گئے تھے اور صرف امام الدین کا نام مدعی کے عرضی دعوے پر باقی رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو انڈیکس کی مدد سے وہ مخفی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے ایک دم میں چکّی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکّی کی روش سے جو حصہ چکّی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے سامنے آجاتا ہے اور جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اِس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات ۲۷۳ قبل اِس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے انڈکس پیدا ہونے سے یک دفعہ یہ وجوہات ناپید ہو گئے اور چکّی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آگئے اور جس پوشیدہ امر کے لئے اِس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر کر دوں گا۔ وہ ظاہر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی نالش کا مقدمہ ایک پُرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس۴۰ برس کے گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور تیس۳۰ برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد اُن کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اِس لئے اِن پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

اب سوچنا چاہیئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرتِ الٰہی سے خبر کی گئی ہے۔ اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کریگا تو ہمیں اُس کے اسلام کی کچھ خیر نظر نہیں آتی۔ افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہیں کرتے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں۔

اور علماء اسلام جواب تو دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اُسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتوں سے یہ تنازع فیصلہ پاتا نہیں۔ پس جبکہ پادریوں کی تکذیب انتہاء تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ مَیں بے وقت نہیں آیا۔ میں اُسوقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اے آنکھوں کے اندھو! تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا! دین تباہ ہوگیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام اعضاء دین کے زخمی کر دئے اور صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ برس گذر گئے اور کئی لاکھ مسلمان ۲۷۴
مُرتد ہوکر خدا اور رسول کے دشمن ہوگئے مگر تم کہتے ہو کہ اسوقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں آیا مگر دجّال آیا۔ بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یادرکھو وُہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وُہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول **محمّد عربی** جس کو گالیاں دی گئیں جِس کے نام کی بے عزّتی کی گئی۔ جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اِس زمانہ میں لکھ کر شائع کردیں۔ **وُہی سچّا اور سچّوں کا سردار ہے**۔ اُس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اُسی رسول کو تاج عزّت پہنایا گیا۔ اُس کے غلاموں ✣ اور خادموں میں سے ایک مَیں ہوں۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جسپر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ اے نادانو! تم کفر کہو یا کچھ کہو۔ تمہاری تکفیر کی اُس شخص کو کیا پروا ہے جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو بارش کی طرح دیکھتا ہے۔ وُہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اُترا تھا۔ وُہی میرے دل پر بھی اُترا ہے مگر اپنی تجلّی میں اُس سے زیادہ۔ وُہ بھی بشر تھا اور مَیں بھی بشر ہوں۔ اور جس طرح دُھوپ

✣ اس کے متعلق ایک الہامی شعر بھی ہے جو یہ ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے ⁂ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ منہ

دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ مَیں سُورج ہوں۔ اس لئے ہم دونوں اِن تجلّیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزت نہیں نکال سکتے کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے الگ ہو کر پھر دیکھ کہ تجھ میں کونسی عزت ہے۔ اِسی طرح عیسٰی نے ایک وقت میں تو یہ کہا کہ مَیں خدا کا بیٹا ہوں اور دوسرے وقت بقول عیسائیوں کے شیطان کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ اگر اُس میں حقیقی روشنی ہوتی تو یہ ابتلا اُسکو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش کر سکتا ہے۔ پس چونکہ عیسٰے انسان تھا اِس لئے انسانی آزمائشیں اُسکو پیش آئیں۔ اور عیسٰے کی دُعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الٰہی میں عجز و نیاز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ باغ والی دُعا میں اِس قدر وُہ رویا کہ اُسکے کپڑے آنسوؤں سے بھر گئے مگر باوجود اسکے
عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دُعا قبول نہ ہوئی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہوگئی اور خدا نے ۲۷۵
اُسکو صلیب سے بچالیا اور صرف یونس کی طرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا۔ اُس کا رونا اور اُسکی رُوح کا گداز ہونا موت کے قائم مقام تھا۔ ایسی دُعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی۔ ✠

اس درگاہ بلند میں آساں نہیں دُعا ٭ جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

۱۲۰ نشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق خدا نے میرے لئے ایک نشان ظاہر کیا تھا۔ چونکہ اس نشان کے اوّل گواہ مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار بدر ہیں اِس لئے انہیں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

✠ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی نے اپنے سُولی دئے جانے کی نسبت کوئی خواب دیکھی ہوگی اس لئے اُن کے دل میں یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر مَیں سُولی دیا گیا تو شریر یہودی لعنتی ہونے کی تہمت میرے پر لگائیں گے پس اِسی وجہ سے انہوں نے جان توڑ کر دُعا کی اور وہ دُعا قبول ہوگئی اور خدا نے اس تقدیر کو اِس طرح بدل دیا کہ گفتن سُولی پر چڑھائے گئے۔ قبر میں بھی داخل کئے گئے مگر یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ نبی بہادر ہوتے ہیں ذلیل یہودیوں کا اُن کو خوف نہ تھا۔ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت اقدس مرشدنا وہدینا مسیح موعود و مہدی معہود الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب کتاب اُمّہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بند کی جائے اور اُس کے مصنّف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پُرس ہو۔ اُن ایّام میں یہ عاجز لاہور میں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی رخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا۔ جبکہ حضور کی خدمت میں اُن کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی تھے باغ کی طرف سیر کو جارہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اِس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخدمت گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ۴؍ مئی ۱۸۹۸ء کو شائع بھی کر دیا تھا جس پر انجمن والوں نے بہت شور مچایا اور اخباروں میں حضور کے برخلاف مضمون شائع کئے۔ اُنہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کرنے کو گئے تو حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی کے متعلق الہام ہوا ہے کہ ستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللّٰہ۔ اور اسکے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کریں گے کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہے۔ اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور اُن کا جواب دینا۔ اس امر کو خدا تعالیٰ کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہوگا۔ مگر وُہ ارادہ جو انجمن والوں نے کیا ہے کہ اُمہات المومنین کے مؤلف کو سزا دلائیں اس میں اُنکو کامیابی ہرگز نہ ہوگی اور بعد میں اُن کو

صفحہ ۲۷۹

یاد آئے گا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا۔ اس الہام کے سُننے کے ایک دو دن کے بعد جب مَیں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گمٹی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا اور اُس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سُنا تا تھا۔ چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اُسکی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سُنائی گئی اور ہنوز مَیں سُنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو لفٹنٹ گورنر کی طرف سے جواب آگیا ہے اور اُنکا میموریل نامنظور ہوا ہے اور مؤلف رسالہ امہات المومنین کسی قانون کے مواخذہ کے نیچے نہیں آسکتا۔ تب اس خبر کا سننا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں پر اُس کی حمد کی۔ (راقم) حضور کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۱۲۱ نشان۔ جن دنوں میں ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا۔ اُس وقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اِس لئے مَیں مصلحتاً باغ میں معہ عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے اُنہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نور دین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا۔ یہانتک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہو گئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لے جاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا۔ آخر مَیں نے توجہ سے دُعا کی تب الہام ہوا اِنّ معی ربّی سیھدین یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے۔ اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نسخہ اس کے لئے مفید ہوگا۔ سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے۔ جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے

صفحہ ۲۷۷

وقت مَیں نے خواب مَیں دیکھا کہ عبد الرحمٰن نام ایک شخص ہمارے مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب مَیں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر یہ الہام ہوا۔ نو در منزل ما چو بار بار آئی۔ خدا ابرِ رحمت بباریدیا نے۔ اس پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کرلے۔

۱۲۲ نشان۔ عرصہ تیس۳۰ برس کے قریب گذرا ہے کہ ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شاید اُس پر چھت بھی ہے اس میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں گذرا کہ یہ فرشتہ ہے اُس نے مجھے بُلایا یا مَیں خود گیا یہ یاد نہیں۔ لیکن جب مَیں اُسکے چبوترہ کے پاس جاکر کھڑا ہُوا تو اس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کے مقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نان لو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے۔ سو دس۱۰ برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہوگیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اُسے معلوم ہوگا کہ وُہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے۔ کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر خانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اِس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہمانداری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ۱۵۰۰ سو روپیہ ماہواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں۔ اور یہ خدا کا معجزہ بیس۲۰ برس سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجاتی ہے حضرت عیسٰی کے حواریوں کی تو یہ دُعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدائے کریم ۲۷۸

ہمیں بغیر دُعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیساکہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی دعوت اُس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳ نشان۔ ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا+۔ اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ✱ کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ مَیں نے عذر کیا پر اُس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ مَیں بغیر خدا کے بُلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھلانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ وُہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ مَیں نے دُعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ مَیں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اسوقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے مَیں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنیوالے کیلئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی اُسکی نقل لکھے۔ جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا**۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا۔ اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی۔ یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون✱✱ تمام مضامین سے بالا رہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو

ص ۲۷۹

+ یاد آیا اس کا نام سوامی شوگن چندر تھا۔ منہ ✱ اس جلسہ کا نام دھرم مہوتسو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ

✱✱ مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اس لئے اس کے پڑھنے کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہٰذا تمام حاضرین کے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اُس کے پڑھنے کے لئے ایک دن اور بڑھایا گیا یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ منہ

لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اُس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شاید بیس۲۰ کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہونگے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصّب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اُس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سُنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بنکر سب کو نگل گیا اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے مُنہ سے نکلی تھی۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

۱۴۲ النشان۔ تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھ رجوع نہ تھا اور نہ دُنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی۔ اس کے لئے مَیں نے دُعا کی تب
صفحہ ۲۸۰ یہ الہام ہوا **دس دن کے بعد مَیں موج دکھاتا ہوں الا انّ نصر اللّٰہ قریبٌ فی شائل مقیاس۔ دن وِل یو گو ٹو اَمرت سر۔** یعنی دس۱۰ دِن کے بعد روپیہ ضرور آئے گا پہلے اِس سے کچھ نہیں آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اُونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے۔ اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا۔ تب تم امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی مَیں نے تین ہندوؤں یعنی شرمپت۔ ملاوامل۔ بشنداس کو

جو آریہ ہیں سُنا دی اور اُنکو کہدیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئیگا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئیگا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے اور بہت سے مسلمانوں کو یہ پیشگوئی قبل از وقت سُنا دی اور خوب مشہور کر دی۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس دن تک کچھ نہیں آئیگا اور گیارھویں دن بلاتوقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئیگا۔ دُوسرا پہلو یہ عجیب تھا کہ روپیہ آنے کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائیگا کہ تمہیں امرتسر جانا پڑیگا۔ پس یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریان ہرروز ڈاکخانہ میں جاکر تفتیش کرتے رہے اور اُن دنوں میں ڈاکخانہ کا سب پوسٹماسٹر بھی ہندو تھا۔ جب گیارھواں دن چڑھا تو ان آریوں کیلئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور وہ بہت خوشی سے اِس بات کے اُمیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ تب بعض ان میں سے ڈاکخانہ میں گئے اور غمگین صُورت سے واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سَو دس روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک شخص نے ۲۰ روپیہ بھیجے۔ غرض اُس دن ایکسو تیس روپے آئے جن سے وہ کام پورا ہوگیا۔ جس کے لئے ضرورت تھی اور اُسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کیلئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پُورے ہونیکی ایک جماعت گواہ ہے اور اسکی اس طرح پر بھی تصدیق ہوسکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سَو تیس روپے آئے ہیں اُس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں رجسٹر میں ایک پیسے کا منی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے اور پھر اگر اُسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اس میں ایک شخص پادری رجب علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ ۱۸۸۴ء کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ کا رجسٹر ملاحظہ ہوسکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا ہے اور اگر ہندو گواہ

ص ۲۸۱

انکار کریں تو حلف دینے سے وُہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ و صفحہ ۴۷۰ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وُہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے۔ تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اِس مدّت تک اُن کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ وہ اُس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۲ء تھا اِس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود علم اِس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں اُن کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے ہیں کیوں خاموش رہے۔ اُن کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں انکی نسبت درج ہیں۔ یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں۔ سب سے اوّل لالہ شرمپت کھتری دُوسرا لالہ ملاوامل کھتری تیسرا بشنداس برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مُراد یہی لوگ ہیں۔ بعض جگہ اور بھی ہیں اور اس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وُہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ مَیں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اردو اور عربی اور انگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اسکے منشاء کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر اُن کے لئے جن کی آنکھوں پر تعصّب کی پٹّی نہیں۔

۱۲۵ نشان۔ واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے جس کی بنیادی پیشگوئی کا سرچشمہ میری کتابیں برکات الدعا اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالاتِ اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی۔ کہ ۲۸۲

لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اِس دُنیا سے کُوچ کر جائے گا۔ اور اس کے قتل کئے جانے کا دن عید سے دُوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن۔ اور یہ اس لئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا اِس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو عیدیں ہوں گی اس سے دُوسرے دن آریوں

کے گھر میں دو ماتم ہونگے۔ ٭ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دے دی تھی۔ اور اس پیشگوئی کے مقابل پر اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی یہ خاکسار) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائیگا کیونکہ کذاب ہے۔ ✠ لیکھرام کا یہ الہام ۳ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبد الحکیم خان نے ۳ سالہ الہام شائع کیا ہے۔ غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے تھی۔ اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جن میں لیکھرام نے اپنے پرمیشر کی طرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی بھی جس میں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ سال قرار دئیے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت پا چکی تھی چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی۔ اور وہ عربی کتاب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دُعا قبول کر کے مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اُس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شائع ہو گئی تھی اور پھر اشتہار ۲۲ رفروری ۱۸۹۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے

٭ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید الفطر تھی اور جمعہ خود اسلام میں عید کا دن ہے۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے دن مسلمانوں کی دو عیدیں ہوں گی۔ اور اُن دو عیدوں کے دُوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہوں گے۔ ایک یہ کہ اُن کا لیڈر مارا گیا۔ دُوسرے یہ کہ ہماری پیشگوئی پُوری ہو کر اُن کے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

✠ دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۷ و ۳۱۱۔ اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ تین سال کے اندر آپکا خاتمہ ہوگا اور آپ کی ذرّیت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ منہ

۲۸۳ صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھرام کا حال ہوگا اور یہ اُسکے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا۔ اور اُن دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی۔ ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا کیونکہ اوّل قاتل نے اُسکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اُسکے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اُسکی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اِسلئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا۔ جن کی کَل دبانے سے آواز نکلتی ہے۔ اِسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا اور اُس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی۔ اور اسکی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اُسکو نصیب نہیں تھی۔ یہ آریوں کا قصور تھا کہ اُس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مُردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جسپر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ اِس لئے اُس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہُوا۔

اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کئے چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵؍ مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے ایڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لیکھرام کو تھوڑی سی درد سر یا تپ آیا تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مَیں نے اس کے جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو مَیں سزا کے لائق ٹھہرونگا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہُوا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ جواب برکات الدعا

کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا۔ چاہو تو دیکھ لو۔ ۲۸۴

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا۔ پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اُس کے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے عجل جسد لہٗ خوار لہ نصب و عذاب۔ یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بے جان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں رُوحانیت نہیں اس لئے اُسکو وُہ عذاب دیا جائے گا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اُس کے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲ راپریل ۱۸۹۳ء کو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وُہ انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے وُہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اُسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور مَیں اُس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اُس نے مجھ سے پُوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دُوسرے کی سزا کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائٹل پیج برکات الدعا

؎ حاشیہ۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ وُہ اور شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اُس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ کاش اگر مجھے یاد ہوتا تو اُسے مَیں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو مَیں اُسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا رُوپ یا یُوں کہو کہ اُس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے۔ واللّٰہ اعلم۔ منہ

مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اس کے بعد ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہوگیا۔ اور
۲۸۵ اُسکی موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔
اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی صرف پیشگوئی نہیں تھی بلکہ مَیں نے اُس کے ہلاک ہونے کیلئے دُعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا۔ اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ برس پورے کر کے مرتا۔ مگر اسکی زبان درازیوں نے وہ مُدت بھی پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل میں گرفتار ہوگیا۔ اس کے برخلاف ڈپٹی عبداللہ آتھم نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہاں تک کہ جب مَیں اس مباحثہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جاتا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا اور رکیک طبع عیسائی اُس کو منع کرتے تھے مگر وہ اس تعظیم سے باز نہیں آتا تھا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس نے دجّال کہنے سے جلسۂ عام میں رجوع بھی کیا اور عیسائیوں کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اس لئے خدا نے میعاد مقررہ سے اس کو مہلت دے دی۔ لیکھرام وُہ تھا جو اپنی شوخیوں کی وجہ سے اصلی میعاد بھی پُوری نہ کرسکا اور عبداللہ آتھم وہ تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اصل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور بہرحال پندرہ مہینہ کے اندر مرگیا خدا نے اس کو مہلت بھی دے دی اور پھر اپنی بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی بہرحال اس کی موت کے لئے پندرہ مہینے قائم رہے۔

اور مَیں نے سید احمد خان کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعا میں لکھا تھا۔ کہ لیکھرام کی موت کے لئے مَیں نے دُعا کی ہے اور وُہ دُعا قبول ہوگئی ہے۔ سو آپ کے لئے جو قبولیت دُعا کے منکر ہیں یہ نمونہ دُعائے مستجاب کافی ہے۔ مگر میری اس تحریر پر ہنسی کی گئی۔ کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت سرگرم تھا۔ اور مَیں نے اِس مُراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کرلیں اشعار میں سید احمد خان کو مخاطب کیا

اور وہ اشعار یہ ہیں جو میری کتاب برکات الدعا میں درج ہیں اور اُس وقت شائع کئے
گئے جب لیکھرام زندہ موجود تھا۔ ۲۸۶

سیّد احمد خان صاحب سی ایس آئی کیطرف نظم میں ایک خط جو دُعا کی قبولیّت کا مُنکر تھا

رُوئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب | می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آں رُوئے حسیں از غافلاں ماند نہاں | عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامنِ پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست | ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم | جاں سلامت بایدت از خود رویہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہمِ ناسزایاں کم رسد | ہر کہ از خود گُم شود او یابد آں راہِ صواب
مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود | ذوقِ آں میداند آں مستے کہ نوشد آں شراب
اینکہ آگاہی ندادندت ز انوارِ دروں | در حقِ ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم | تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخمِ خراب
از دُعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دُعا | چوں علاجِ مَے ز مَے وقتِ خمار و التہاب
اینکہ گوئی گر دُعاہا را اثر بودے کجاست | سُوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق
قصّہ کوتہ کُن ببیں از ما دُعائے مستجاب ✤ (یعنی دعائے موت لیکھرام)

یہ کل نقل مطابق اصل ہے اور اس میں بہ تشریح درج ہے کہ یہ دُعا لیکھرام کی موت کے لئے کی گئی تھی۔ اور کتاب کرامات الصادقین میں ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہوگی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا | سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

✤ دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ سرورق برکات الدعاء ۔ منہ

۲۸۷ یعنے مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں پہچان لیگا اور عید اُس سے قریب ہوگی۔ یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب واقع ہوگی بعض آریہ سماج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماچار میں۔

واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہیئے کہ اوّل میری کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام و الاشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعا کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں مَیں نے سید احمد خان کیطرف لکھا تھا کہ آپ سُن رکھیں کہ میں نے لیکھرام کی موت کے لئے دُعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائیگا پھر طالب حق کو چاہیئے کہ اس کے بعد وہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جس میں مَیں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میری دُعا قبول ہو چکی ہے۔ اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دُعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے۔ اور ایسا ہی طالبِ حق کو چاہیئے کہ برکات الدعا کے اخیر میں میرے اُس کشف کو پڑھے جس میں مَیں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا جسکی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا۔ اور اُس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے؟* اور ایک اَور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہیئے کہ طالبِ حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جس میں لکھا ہے کہ لیکھرام عید کے دن کے قریب ہلاک ہوگا۔ اور پھر چاہیئے کہ طالبِ حق آئینہ کمالاتِ اسلام کا الہام پڑھے جس میں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے عجل جسد لہ خوار۔ لہٗ نصب وعذاب یعنی لہ کمثلہ نصب وعذاب۔ ترجمہ۔ یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔ یاد رہے کہ عبارت لہ نصب وعذاب کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ لہ کمثلہ نصب وعذاب

* خونی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائے گا۔ منہ

سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اُس نے پُوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی عجل جسد لہٗ خوار۔ لہٗ نصبٌ وعذاب یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔ تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھرام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے:۔ ص۲۸۸

الا اے دشمنِ نادان و بیراہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

یعنی اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تُو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کل اشعار اس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھرام پشاوری کی نعش کی وہ تصویر لکھ دینگے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور ہمیں اُس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کرکے آخر اُس نے جوانا مرگ جان دی۔ اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اسکی ایسی طبیعت نہیں تھی۔ مگر شریر لوگوں نے اسکی طبیعت کو خراب کر دیا۔ اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کھلتے ہیں تو مَیں اسلام قبول کر لونگا۔ مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی اُن نالائق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُس کو سُنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے۔ پس ان بد صحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں اس کی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا۔

۲۸۹ اور مَیں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کرکے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اُس وقت نماز کی وجہ سے مَیں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُس کو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اُس کو جوش دلایا اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُن کی گردن پر ہے۔ وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا۔ کیونکہ بشر یہ لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحّص کے متأثر ہو جاتا تھا اِسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی۔ بہر حال ہم اُس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کئے نہیں رہ سکتے۔ مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مُقدّر تھا وہ پُورا ہونا ضروری تھا۔ ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنڈت لیکھرام کی اُس نعش کی تصویر دکھائیں گے جو آریہ صاحبوں نے شائع کی ہے۔ یہ اُس وقت کی تصویر ہے جبکہ وہ مقتول ہونے کے بعد ارتھی پر رکھا گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اُس کے ساتھ تھی۔ یہ تصویر ہم نے اِس رسالہ میں اِس لئے شائع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اِس حالت سے عبرت پکڑے۔ اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اِس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے۔ اگرچہ مَیں لیکھرام کے معاملہ میں اِس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پُوری ہوئی مگر دُوسرے پہلو سے مَیں غمگین ہوں کہ وُہ عین جوانی کی حالت میں مرا۔ اگر وُہ میری طرف رجوع کرتا تو مَیں اُسکے لئے دُعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی۔ اُس کیلئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے ردّ کرانے کیلئے مُسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اِس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندزبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا اور اسکی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دُوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا۔ اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلادِ یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اُس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بُت پرستی میں ڈوبا ہُوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خُدا کی

توحید قائم نہیں رہی تھی اور اسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے قائم کیا اور زمین پر خدا ۲۹۰
کے جلال اور عظمت کا سکّہ جمایا اور ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور
اب تک اُس کے معجزات ظہور میں آرہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ
ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بُت پرستی کو نابود کرنیوالا
اور نئے سرے توحید کو قائم کرنے والا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے ؟ اور کبھی بھی
بس نہ کیا جاوے ؟ بازاروں میں گالیاں دیں ؟ عام مجمعوں میں گالیاں دیں ؟ ہر ایک
کُوچہ و گلی میں گالیاں دیں ؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم و رحیم ہے مگر
آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔ معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور
خدا کی طرف سے کہنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو۔ انسان ہر ایک
عمدہ تعلیم کی نقل اُتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اُتار سکتا۔ پس اس معیار کی
رُو سے آج رُوئے زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اسکے ہم نہیں کہہ
سکتے کہ ہندوؤں کے پیشوا اور اوتار کاذب اور مکّار تھے اور نہ (نعوذ باللہ) ہم اُنکو گالیاں
دیتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی آباد بستی اور ملک نہیں جس میں
اُس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا
نَذِيْرٌ[1]۔ یعنے کوئی ایسی اُمّت نہیں جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ
نہیں سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بلاد اور اقالیم کے جو سب اُسکی ہدایت کے محتاج ہیں اور
سب اُس کے بندے ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی تعلق رہا اور دوسری
قومیں اُسکی براہ راست ہدایت سے محروم رہی ہیں۔ خدا کا موجودہ قانون بھی ہم اُسکے برخلاف
پاتے ہیں وہ . . . . دوسرے ممالک میں اب بھی اپنی وحی اور الہام سے اپنے وجود کا
پتہ دیتا ہے۔ اپنے بندوں کی نسبت خدا کی طرف سے یہ یکطرفہ بات اور طرفداری
اُس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی جو شخص اُسکی طرف دل و جان سے رجوع

[1] فاطر : ۲۵

ص۲۹۱ کرے وہ بھی اُس کی طرف رجوع برحمت کرتا ہے خواہ ہندی ہو خواہ عربی وہ کسی کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اُس کی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہیں اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسمانی طور پر بھی خدا تعالےٰ کی نعمتیں ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں ہر ایک ملک میں پانی موجود ہے۔ جیساکہ آریہ ورت میں موجود ہے۔ ہر ایک ملک میں اناج موجود ہے جیساکہ آریہ ورت میں موجود ہے۔ ہر ایک ملک میں وہ نعمتیں موجود ہیں جیساکہ آریہ ورت میں موجود ہیں تو پھر جبکہ خدا نے جسمانی طور پر اپنے فیضان میں کسی قوم اور ملک سے فرق نہیں کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ رُوحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے۔ اُس کے سب بندے ہیں کیا کالے اور کیا گورے اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگ دائرہ میں محدود نہیں ہو سکتا اور اُس کو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وُہ اشعار ذیل میں لکھتے ہیں جن میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیساکہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ اشعار اُس کے مارے جانے سے پانچ برس پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں اور وہ یہ ہیں اور اُن کے آخر میں لیکھرام کی نعش کی تصویر چسپاں کی گئی ہے۔

اشعار

عجب نُورےاست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

زظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آں ناکساں را
کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ۔۔۔ کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ ۲۹۲

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ۔۔۔ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ۔۔۔ بشو از دل ثناخوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ۔۔۔ محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ۔۔۔ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم ۔۔۔ نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کُشندم ور بسوزند ۔۔۔ نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بریدن ۔۔۔ بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من ۔۔۔ کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر اُستاد را نامے ندانم ۔۔۔ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم ۔۔۔ کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ

مرا آں گوشۂ چشمے بباید ۔۔۔ نخواہم جز گلستانِ محمدؐ

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید ۔۔۔ کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

من آں خوش مُرغ از مرغانِ قدسم ۔۔۔ کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ

تو جانِ ما منوّر کردی از عشق ۔۔۔ فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ ۔۔۔ نباشد نیز شایانِ محمدؐ

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را ۔۔۔ کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ ۲۹۳

رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم ۔۔۔ بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ	بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ	ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

لیکھرام ہے بار بار مجھے لکھتا تھا کہ کوئی [illegible] کرامت دکھلاؤ [illegible]

[illegible]

ہزارہا دل اس نے زخمی کر دئے تھے اس لئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اُسکی بد زبانی ایک چھری مجسم ہوکر اُسکے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہی خدا کا قہری نشان ہے جو سُن سکتا ہے وہ سُنے۔ اور جب وہ زندہ تھا یہ بھی کہتا تھا کہ میں قبول نہیں کرونگا جب تک کوئی ستارہ آسمان سے نہ گرے۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں آریہ قوم کا ستارہ جانتا تھا اور قوم بھی اس کو ستارہ بیان کرتی تھی اسلئے وہ ستارہ گرا اور آریوں کیلئے اس کا گرنا بہت سخت ہوا جس سے ہر ایک گھر میں ماتم برپا ہوگیا۔ منہ

۱۲۶ **النشان**۔ لودہانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے۔ چند سال تک انہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی۔ کہ اُن کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہُوا اصلھا ثابتٌ وفرعُھا فی السمآء۔ اِس الہام سے صرف اس قدر مطلب تھا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تھے اور ایسے ہی انہوں نے اُس زمانہ میں آثار ظاہر کئے کہ اُن کیلئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی ورد نہ تھا اور ہر ایک میرے خط کو نہایت درجہ متبرّک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے اُسکی نقل کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بھی دستر خوان کا ہو تو متبرّک سمجھ کر کھا جاتے تھے اور سب سے پہلے لدھیانہ ہی قادیان میں آئے تھے۔ ایک مرتبہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دِکھایا گیا کہ عباس علی ٹھوکر کھائیگا اور برگشتہ ہو جائیگا وہ میرا خط بھی اُنہوں نے میرے ملفوظات میں درج کر لیا۔ بعد اسکے جب اُن کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ مجھ کو اس کشف سے جو میری نسبت ہُوا بڑا تعجب ہُوا کیونکہ مَیں تو آپ کے لئے مَرنے کو تیار ہوں۔ مَیں نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ کے لئے مقدّر ہے وُہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ اُن کو ناگوار گذرا۔ اوّل دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہے۔ بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت کہ جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے لدھیانہ میں میری طرف سے ہُوا تھا اور اس تقریب سے چند دن اُنکو مخالفوں کی صحبت بھی میسّر آگئی تو نوشتۂ تقدیر ظاہر ہو گیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے۔ اور پھر ایسے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وُہ نُورانیت مُنہ کی جو تھی وہ سب جاتی رہی اور ارتداد کی تاریکی ظاہر ہو گئی اور مُرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں پھر جو جھوٹا ہو گا مر جائے گا۔ مَیں نے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمائش کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمائش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا ۲۹۴

۲۹۵ دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کردے۔ اور خدا کے نشان تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اگر آپ طالب صادق ہیں تو قادیان میں میرے ساتھ چلیں۔ جواب دیا کہ میری بیوی بیمار ہے مَیں جا نہیں سکتا اور شاید یہ جواب دیا کہ کسی جگہ گئی ہوئی ہے یاد نہیں رہا۔ مَیں نے کہا کہ اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو۔ پھر اُسی سال میں وہ فوت ہوگئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ پس یہ خوف کا مقام ہے کہ آخر عباس علی کا کیا انجام ہوا۔ اور اس قدر ترقی کے بعد ایک ہی دم میں تنزّل کے گڑھے میں پڑ گیا۔ اور اُس کے حالات سے یہ تجربہ ہوا کہ اگر کسی شخص کی نسبت خوشنودی کا بھی الہام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت تک ہوتی ہے۔* یعنے جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں پر جا بجا غضب ظاہر فرماتا ہے اور جب اُن میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو معًا وہ غضب رحمت کے ساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت غضب کے ساتھ بدل جاتی ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بہشتیوں کے اعمال بجالاتا ہے یہانتک کہ اس میں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور دراصل قضاء و قدر میں وہ جہنمی ہوتا ہے تو آخر کار کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اُس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص بہشتی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے عمل کرتا ہے یہانتک کہ اُس میں اور جہنم میں صرف ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور آخر کار اُس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ نیک عمل بجالانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اُس کی موت ہوتی ہے اور بہشت میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور اس پیشگوئی کی سچائی کا یہ ثبوت ہے جس سے کوئی مخالف انکار نہیں کرسکتا کہ وہ کتاب میر

---

* اسی لئے ہر وقت نماز میں یہ دعا خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے (اور فرض کر دی ہے کہ اس کے بدوں نماز نہیں ہو سکتی) کہ غیر المغضوب علیھم یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم منعم علیہ ہونے کے بعد مغضوب علیہ ہو جاویں۔ پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ منہ

عباس علی کی جس میں اُس نے اپنے ہاتھ سے میری یہ پیشگوئی لکھی ہے (جو پوری ہوگئی) وہ اب تک موجود ہے۔ اور مَیں نے اُس کی وفات کے بعد اُس کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے جو سر سے پَیر تک سیاہ ہیں اور مجھ سے قریباً سو قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا۔ اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تُو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔ صفحہ ۲۹۶

۲۷ نشان۔ ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا۔ اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث کیا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے۔ ایک دن مَیں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ جب مَیں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور مَیں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرادو۔ مَیں نے اسکو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہوگیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی۔ بعد اس کے مَیں نیچے اُترا۔ اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور انکی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے۔ مَیں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے۔ ان سب نے میری بات سُن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو۔ دوسرے یا تیسرے دن خبر آگئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اِس دُنیا سے گذر گیا۔

۲۸ نشان۔ ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے

یہ الفاظ تھے "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی"۔ اُس کی
تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا
اور یہ حکم بنگالیوں کی دلشکنی کا باعث اسقدر ہوا تھا کہ گویا اُنکے گھروں میں ماتم پڑ گیا تھا اور انہوں
نے تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اس کے ص۲۹۷
یہ نتیجہ ہوا کہ اُن کا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا اور اُن کی نسبت ان افسروں
کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوئیں ہمیں اس جگہ اُس کی تفصیل کی بھی ضرورت نہیں۔
خاص کر فلر لفٹنٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا۔ اور ایسا اتفاق ہوا۔ کہ
اُن ایام میں کہ بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھا رہے تھے اور مسٹر فلر
کے انتظام سے جاں بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت
جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اِس پیشگوئی کو انہیں دنوں
میں شائع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اِس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب
جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر شاکی تھے کہ انکی آہیں آسمان تک
پہنچ گئی تھیں یک دفعہ مستعفی ہو گیا۔ وُہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جن کی وجہ سے استعفا
دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی
اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھ کر گواہ اِس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی
علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اُن کی خوشی کے جلسے
اور عام طور پر خوشی کے نعرے اِس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ درحقیقت فلر کی
علیحدگی سے اُنکی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پُورے طور پر دلجوئی ہو گئی ہے اور یہ کہ انہوں نے
فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے۔ پس فلر کے استعفا میں جس غرض کو
کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے وُہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں
سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پُورا ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں

نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے۔ اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی اخبار وں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔ ص۲۹۸

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے یہ ہے۔ کہ **امرت بازار پتر کا** کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار **سول اینڈ ملٹری** گزٹ لاہور نے ۲۲ر اگست ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے "یہ اغلب ہے کہ اس کا یعنی فلر کا جانشین (نیا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے بھی ظاہر ہے کہ اُس نے اس بارہ میں اپنی اطمینان ظاہر کی ہے کہ ضرور ہی لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہوگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرتا رہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک اور زبردست دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاس سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۶ء میں ایک لمبی چٹھی کے اثناء میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سر فلر کا استعفاء عین بنگالی بابوؤں کے منشاء کے مطابق ہے لکھتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اُسکے یعنی فلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالاسے) ملا ہے اور اُس نے اُسکو قبول کیا ہے کہ شرانگیز بابوؤں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ خدا تازہ بتازہ اپنے نشان دکھاتا جاتا ہے۔ آہ! کیسے غافل دل ہیں کہ پھر قبول نہیں کرتے۔ ہم ان متواتر نشانوں سے ایسے

یقین سے بھر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اِس آبِ زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اِس بدقسمتی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

۲۹۹ کوئی قوم نہیں جس میں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ اور کوئی فرقہ نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ دس کروڑ بھی کہیں تو کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اگر یہ نشان جو اُنکو دِکھلائے گئے حضرت عیسیٰ بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے جاتے تو وُہ ضربت علیھم الذلۃ کے مصداق نہ ہوتے اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی مگر افسوس اُن دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ اُنکے دل کی تاریکی بڑھ گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں ترقی کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی معمولی عذاب اُن پر نازل نہ ہو بلکہ وُہ عذاب نازل ہو جو ابتدائے دُنیا سے آج تک کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے قبول نہیں کیا اور اندھے رہے وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہو گئی۔

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ✧ بِوَحْیٍ مُشْرِقٍ حَتّٰی رَوِیْنَا

ہم نے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا — جو روشن وحی کا پانی ہے یہانتک کہ ہم سیراب ہو گئے

رَأَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ شَمْسًا ✧ فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا

ہم نے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا — پس ہم ایمان لائے اور یقین کے ساتھ تصدیق کی

تَجَلَّتْ مِنْہُ اٰیٌ فِیْ قَطِیْعِیْ ✧ وَاُخْرٰی فِیْ عَشَائِرِ کَافِرِیْنَا

اسکے ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے اور دُوسری قسم کے نشان کافروں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے

۱۲۹ نشان۔ مولوی رُسل بابا امرتسری جسنے میرے مقابل پر محض بیہودہ اور لغو طور پر

رسالہ حیات المسیح لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے تو کیوں مجھ کو طاعون نہیں ہوتی۔ آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اُس کے عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھ کو الہام ہوا یموت قبل یومی ھٰذا یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مر جائیگا چنانچہ وہ آئندہ جمعہ سے پہلے ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۴/۱ ۵ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اس کی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا سلام علیک یا ابراھیمؑ سلام علیٰ امرکؑ صرت فائزا۔ یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتحیاب ہوگیا۔ صفحہ ۳۰۰

۲۰۰ **النشان**۔ میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں بہت سے مخالف مولویوں کا نام لیکر مباہلہ کی طرف اُن کو بُلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی اِن میں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دُعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ ان میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے۔ آخر نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو باون ۵۲ تھے آجتک صرف بیس ۲۰ زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار۔ باقی سب فوت ہوگئے۔ مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دُعا میں تھا۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا۔ اور جو زندہ ہیں اُن میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ ابھی انہوں نے مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔

۱۳۱ النشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ میں پڑھیں گے کہ ایک دفعہ مَیں نے بشمبر داس برادر شرمپت کھتری کے بارہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اُس پر بنا تھا بَری تو نہیں ہوگا مگر نصف قید رہ جائیگی۔ بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ جب
۳۱۰ بشمبر داس نصف قید بھگت کر رہا ہوگیا جیساکہ پہلے سے پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اُسکے وارثوں نے خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بشمبر داس بَری ہوگیا۔ رات کا وقت تھا اور مَیں اپنی بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے گیا تھا جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد میں آکر یہ بیان کیا کہ بشمبر داس بَری ہوگیا ہے اور بازار میں اُسکو مبارکبادیاں مل رہی ہیں تو مجھے یہ خبر سُنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات پر حملہ کرینگے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ بشمبر داس بَری نہیں ہوگا اب دیکھو وہ تو بَری ہوگیا۔ مجھے اِس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہوگئی اور جب مَیں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اُسوقت میرا اضطرار نہایت تک پہنچ گیا تھا۔ تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا لا تخف۔ اِنَّكَ انت الاعلٰی۔ یعنی کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔ پھر مَیں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مَیں بار بار اسی شرمپت سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ بشمبر داس بری ہوگیا؟ تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بَری ہوگیا ہے مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور گاؤں میں جس سے مَیں دریافت کرتا وہ یہی کہتا تھا کہ ہم نے بھی سُنا ہے کہ وہ بَری ہوگیا ہے۔ اِسی طرح قریبًا چھ ماہ گذر گئے یا کچھ کم و بیش۔ اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے جیساکہ اُن کی قدیم سے عادت ہے۔ مگر شرمپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اُس نے شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی مَیں اُس کے رُوبرو نادم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید سے مَیں نے اُس کو اُس کے بھائی کے بَری نہ ہونے کی خبر دی تھی اور اب یہ صورت پیش آئی۔

لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارۂ قدرت دکھلائیگا اور ممکن ہے کہ بَری ہونے کے بعد پھر ماخوذ ہو جائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود یہ خبر بریت ہی ایک بناوٹ ہے۔ بعد اسکے ایسا اتفاق ہؤا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آگیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اُترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ انکی رسم ہے اُسکو سلام کرنے کیلئے آگے آئے اور اُن میں بشمبر داس بھی تھا۔ تب تحصیلدار نے بشمبر داس کو دیکھکر کہا کہ بسمبر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی مگر افسوس کہ تم بَری نہ ہوئے۔ مَیں نے تو اِس بات کو سُنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی القور شرمپت کو بُلایا کہ تُو کس لئے اتنی مدّت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبر داس بَری ہو گیا اور مجھے ناحق دُکھ دیا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھُوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں سو اِسی معذوری سے مَیں خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔ ۳۰۲

۱۳۲ نشان۔ مَیں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل و عیال کے باغ میں چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچہزار آدمی کی گنجایش ہو سکتی تھی ہم نے سونے کیلئے پسند کیا اور اس میں دو[۲] خیمے لگائے اور ارد گرد قناتوں سے پردہ کرا دیا مگر پھر بھی چوروں کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اسکے قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں پہرہ کیلئے پھرتا ہوں جب مَیں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں

تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اسکے الہام ہوا **امن است در مقامِ محبت سرائے ما**۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات
۳۰۳ میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اُسکو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُسکو پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پَیر اُس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اُٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے۔ اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے۔ بعد اسکے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کیوقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلہ سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔*

۱۳۲ نشان۔ مَیں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیساکہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۴ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جسپر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:۔

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

* اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں جو باغ میں میرے ساتھ تھے۔ منہ

آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِد یُو۔ یس آئی ایم ہیپی۔ لائف آف پین۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ آئی کین واٹ آئی وِل ڈو۔ وی کین واٹ وی وِل ڈو۔ گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہی اِز وِد یُو ٹُو کِل اینمی۔ دی ڈیز شیل کم وین گوڈ شیل ہیلپ یُو۔ گلوری بی ٹُو دِی لارڈ۔ گوڈ میکر آف اَرتھ اینڈ ہیوَن۔ ٭ ص۳۰۴

(ترجمہ) مَیں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں مَیں خوش ہوں۔ زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ مَیں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے تمہارے ساتھ ہے وُہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کریگا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی۔ حالانکہ مَیں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے مَیں اس کو دُور کرونگا اور مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا۔ اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصّہ پورا ہوچکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت میں داخل

٭ حاشیہ۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِن ھٰذٰن لسٰحرٰنِ[1]۔ انسانی نحو کی رُو سے ان ھٰذین چاہیئے۔ منہ

[1] طٰہٰ: ۶۴

ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر نصرت آئے گی۔ ۲۰۵
سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آئندہ کی خبر ہے۔

۴۳ النشان ۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۵ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی انہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اُس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس[۲۰] روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئینگے۔ چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔ اِس خبر کے سُننے سے بہت حیرانی ہوئی۔ کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس[۲۱] روپے آئیں گے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے۔ اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی اس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔ دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقعہ مل گیا اور مَیں نہایت اضطراب میں تھا کہ یک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست و یک آئے ہیں اِس میں شک نہیں۔ مَیں نے آریوں کو یہ الہام سُنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ اُن آریوں میں سے ڈاک خانہ میں گیا اور اُس کو ڈاک منشی نے اُس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس[۲۰] روپے آئے ہیں اور پہلے یُونہی میرے مُنہ سے

نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا۔ اور یہ روپیہ ۶؍ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہوا۔ پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کیلئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔ ۳۰۶

۱۳۵ نشان۔ ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس۲۰ سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلّی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے **نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاُخریین** یعنے تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو۲ اَور عضو اور اُن کی تصریح نہیں کی۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ یا بیس۲۰ برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستّر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے۔ سو یہ وُہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۱۳۶ نشان۔ مجھے دماغی کمزوری اور دورانِ سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہو گئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں رُوح نہیں تھی۔ اِس حالت میں مجھے الہام ہوا **تُرَدُّ الیک انوار الشباب**۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے جائیں گے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ مَیں ہر روز دو۲ دو۲ جزو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

ص۳۰۷ کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسّر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اُوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اُوپر کے حصہ میں دورانِ سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرتِ پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے مَیں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ مَیں نے ان کے لئے دُعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دِل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا۔ سو یہ وُہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مُراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پُورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا (۳) اور نیز یہ کہ کافر اُسکے دم سے مریں گے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دیگا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اُس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کریگا (۶) اور نیز یہ کہ وُہ صلیب کو توڑیگا (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کریگا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کریگا اور اُسکی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وُہی ہے جو دجّال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ وتلك عشرۃ کاملۃ۔

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو اُن کا روزِ ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا۔ تا اُسکی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔ ۲۰۸

اور دو فرشتوں سے مُراد اس کے لئے دو قسم کے غیبی سہارے ہیں جن پر انکی اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک وہبی علم متعلق عقل اور نقل کے ساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اُسکو عطا کیا جائیگا (۲) دوسری اتمام حُجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہونگے۔ اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس کا اُترنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ترقی کے لئے غیب سے سامان میسّر ہونگے اور اُنکے سہارے سے کام چلے گا۔ اور مَیں اِس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہوں کہ مَیں نے دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے جس کا قبضہ تو میرے ہاتھ میں ہے اور نوک اُسکی آسمان میں ہے اور مَیں دونوں طرف اُسکو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صدہا انسان قتل ہوتے جاتے ہیں جس کی تعبیر خواب ہی میں ایک بندہ صالح نے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے اور دہنی طرف سے مُراد وہ اتمام حجت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائیں طرف سے وہ اتمام حجت مُراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور میں آئے گا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اِس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنے اُسکی توجہ سے کافر ہلاک ہونگے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اس کشف کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اُس کو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہے گا گویا وُہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا

۳۰۹ لوگوں نے اِس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑ ہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اُسکے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنے جو مَیں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تو کیا اِس سے کڑے ہی مُراد تھے؟ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو اِس سے گائیاں ہی مُراد تھیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے۔ پس اِسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کر کے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اسکے سر پر سے ٹپکتے ہیں اسکے یہی معنے ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنیوالا اور رجوع کرنیوالا ہوگا اور ہمیشہ اُس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اُسکے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دُوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دُعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اُس کے نفس پر بھی گناہوں کی مَیل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے۔ اِس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک رُوحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور یہود کی طرح

ص ۳۱۰ اسرار اور حقائق سے نا آشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کریگا یعنی دجّال بھی خانہ کعبہ کا طواف کریگا اور مسیح موعود بھی۔ اسکے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائیگا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہرحال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجّال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کیلئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اسکے گرد طواف کریگا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکزِ اسلام کا طواف کریگا جسکی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اُس چور کو پکڑے جس کا نام دجّال ہے اور اسکی دست درازیوں سے مرکزِ اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُسکو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اسکی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کیطرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جسکو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائیگا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کردے* اور مسیح موعود

* خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجّال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسےٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اسمیں سورۃ ممدوحہ میں یہی دُعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ایسے یہودی نہ بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اس کو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹوں سے بڑھ کر ہے اور اسکی تائید میں حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے۔ اس لئے آسمان پر اُن کا نام دجّال رکھا گیا۔ اگر کوئی اور دجّال ہوتا تو اس آیت میں اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورۃ فاتحہ میں بجائے ولا الضالین کے ولا الدجّال ہونا چاہیئے تھا اور یہی معنے واقعات نے ظاہر کئے ہیں کیونکہ جس آخری فتنہ سے ڈرایا گیا تھا زمانہ نے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائیگا اور تمام فرشتے اُسکے ساتھ ہو جائیں گے ص۲۱۱
تا اِس آخری جنگ میں اُسکی فتح ہو۔ وُہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سُست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائیگا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُسکی تضرعات انتہاء تک پہنچ جائینگی تب خدا اُسکے دل کو دیکھے گا کہ کہانتک وہ اسلام کیلئے پگھل گیا تب وُہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کریگا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائیگی۔

اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہونگی اور سخت زلزلے آئینگے اور تمام دُنیا سے امن جاتا رہیگا۔ یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دُعا سے نازل ہونگی تب اِن نشانوں کے بعد اُسکی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود اُنکے کاندھوں پر نزول کریگا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجّالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کریگا۔ وہ بجلی کی طرح گریگا اور طوفان کی طرح آئیگا اور ایک سخت آندھی کی طرح دُنیا کو ہلا دیگا کیونکہ اس کے غضب کا وقت آگیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسرِ صلیب نہیں ہوگا ایسی قربانی کو جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اُسکی فتح نہیں ہوئی اور اُسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے واستفتحوا وخاب کلّ جبّارٍ عنیدٍ[۱] یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈال کر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہوگیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رُسوا نکرد

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں

[۱] ابراھیم: ۱۶

ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا اور بعد اسکے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا۔ ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اسکو نہیں توڑینگے بلکہ وُہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ جس طرح اُس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اسکو نابود کریگا۔ اُسکی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صادق اور کاذب اُسکی نظر کے سامنے ہے وہ غیر کو یہ عزت نہیں دیگا مگر اُس کے ہاتھ کا بنایا ہوا مسیح یہ شرف پائیگا جس کو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اسکو ذلیل کر سکے وہ مسیح ایک بڑے کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اسکے ہاتھ پر فتح ہوگا اُس کا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا۔ اور صلیبی عقیدہ کی عمر اسکے ظہور سے پُوری ہو جائیگی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہوتے چلے جائیں گے جیسا کہ آجکل یورپ میں ہورہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونے والے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دنیا ظلمت سے روشنی کی طرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجّالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہو گئی ہے۔ ۳۱۲

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کریگا یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دُعا سے ہلاک کیا جائیگا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کریگا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجّالی فتنہ رو بزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائیگا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ دجّال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ دجّال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے۔ پس قتل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔ ۳۱۳

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رُتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو ملے گا اور اُسکی رُوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے جاملے گی۔ گویا ایک قبر میں ہیں اصل معنے یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنے کرے۔ اس بات کو رُوحانی لوگ جانتے ہیں کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُوحانی قرب رکھتا ہے اُس کی رُوح آپ کی رُوح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔[1]

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء کا قتل ہونا موجب ہتکِ اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے۔

۷۳ النشان ۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے۔ واضح ہو کہ مَیں نے سرمہ چشم آریہ

[1] الفجر: ۳۰-۳۱

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف ۲۱۴
منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں۔ اگر اُنکو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کیلئے لالہ مُرلی دھر صاحب ہیں جن سے بمقام ہوشیارپور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اِس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیساکہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا چنانچہ وہ مباہلہ کیلئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:-

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنابراں اپنے اوستاد اور اُن کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کرکے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنے مباہلہ کو)

* ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ پس کیا ماسٹر مرلی دھر اور منشی جیون داس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بدقسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا آدمی تھا اُس نے اپنی فطرتی شوخی سے اُن کی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کرگیا۔ منہ

منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور ۳۱۵

مضمون مُباہلہ

مَیں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنّف تکذیب براہین احمدیہ ورسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے اوّل سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بطلان کو بروئے ست دھرم رسالہ ہذا میں شائع کیا۔ میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔ مَیں اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا کہ مہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اس پر مَیں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری رُوح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہُوا اور نہ ہوگا۔ میری رُوح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا (یعنی میری رُوح کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا۔☆ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود

☆حاشیہ۔ یہ کیسا فضول فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہیگا ظاہر ہے کہ جبکہ ارواح بقول آریہ سماج کے اپنی تمام طاقتوں اور قدرتوں کے ساتھ قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر انکو پرمیشر کی قدرت کے ساتھ تعلق ہی کیا ہے ان قوتوں کو نہ پرمیشر بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور نہ اُن میں کسی طرح کا تصرّف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریوں کے اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشر ہیں اور ایک ذرّہ پرمیشر کا اُن پر احسان نہیں۔ پس یاد رہے کہ یہ مقولہ لیکھرام اور اُسکے دوسرے ہم مذہبوں کا کہ ارواح پرماتما کی انادی قدرت میں رہتے ہیں اور رہیں گے یہ صرف اپنے غلط مذہب کی پردہ پوشی کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کانشنس اسکو ہر وقت ایسے بیہودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خدا رُوحوں

صـ۳۱۷ نہیں ہونگے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دُوسرا کوئی نہیں مَیں پرمیشر کی طرح تمام دُنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیاپک ہوں اور نہ انتریامی بلکہ اس مہاشکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہوں مگر اُس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں۔ ایسا ہی وید کی

بقیہ حاشیہ اور انکی قوتوں اور ذرّات عالم اور انکی قوتوں کا پیدا کرنے والا نہیں تو پھر وہ اُن کا خدا بھی نہیں ہو سکتا اور یہ کہنا کہ اگرچہ ہم ارواح کو اُنکے تجرّد کی حالت میں خدا کے بندے اور مخلوق نہیں کہہ سکتے کیونکہ اُس نے اُن کو نہیں بنایا لیکن جب پرمیشر ارواح کو اجسام میں ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کارروائی سے اُنکا پرمیشر بن جاتا ہے یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جس پرمیشر نے ارواح اور پرمانو کو مع انکی تمام قوتوں کے پیدا نہیں کیا کوئی دلیل اِس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ وُہ اُنکے جوڑنے پر قادر ہے اور محض بعض کا بعض سے جوڑنا اسکو پرمیشر بننے کا حق نہیں بخش دیگا بلکہ اس صورت میں تو وہ اُس نان بائی کی طرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور آگ ہمسایہ سے۔ اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت میں پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی ثبوت نہیں کیونکہ اگر ارواح مع اپنی تمام قوتوں کے قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح اور پرمانوؤں کا اتصال اور انفصال بھی قدیم سے خود بخود نہیں جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے۔ اس لئے آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور نہ اُن کے پاس کوئی دلیل ہے۔ یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر فخر کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دو قسم کے دلائل قائم ہو سکتے ہیں۔ اوّل اس حالت میں دلیل قائم ہوتی ہے کہ جب اس کی ذات کو سرچشمہ تمام فیوض کا مان لیا جائے اور اُسی کو ہر ایک ہستی کا پیدا کنندہ تسلیم کر لیا جائے تو اِس صورت میں خواہ ذرّات عالم پر نظر کریں یا ارواح پر یا اجسام پر ضروری طور پر ماننا پڑے گا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔

دوسرا طریق خدا تعالےٰ کی شناخت کا اُسکے تازہ بتازہ نشان ہیں جو انبیاء اور اولیاء کی معرفت ظاہر ہوتے ہیں۔
صـ۳۱۸ سو آریہ سماج والے اُن سے بھی منکر ہیں اس لئے اُن کے پاس اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یُوں تو بات بات میں اپنے پرمیشر کو پتا پتا کر کے پکارتے ہیں جیسا کہ

ص۳۱۷ اِس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مُکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق جہاں کلپ تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مدت تک ہے) بعد اسکے پرماتما کی نیاء کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں (کرم تو محدود ہیں۔ مگر وفادار پرستار کی نیت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اسکی مرضی سے نہیں)

بقیہ حاشیہ: ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون مباہلہ میں لکھا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کس طور کا پتا ہے کیا اس طور کا پتا جیسا کہ ایک متبنیٰ ایک اجنبی شخص کو اپنا باپ کہہ دیتا ہے یا ایسا پتا جو نیوگ کے ذریعہ سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ عورت اپنی پاک دامنی کو خاک میں ملا کر دُوسرے سے اپنا مُنہ کالا کراتی ہے اور اس طرح پر اُس عورت کا خاوند اس بچہ کا پتا بن جاتا ہے جو نیوگ کے ذریعے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پس اگر پرمیشر آریوں کا ایسا ہی پتا ہے تب تو ہمیں کلام کرنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن اگر اس طرح کا پتا ہے کہ ارواح اور ذرّاتِ عالم معہ اپنی تمام قوتوں کے اُس کے ہاتھ سے نکلے ہیں اور اُسی سے وجود پذیر ہیں تو یہ بات آریوں کے اصول کے برخلاف ہے۔ اگر پُوچھو کہ کیوں اُنکے اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریوں کے اصول کے مطابق تمام ارواح پرمیشر کے قدیمی شریک ہیں جو اُس سے وجود پذیر نہیں ہوئیں تو پھر ہم پرمیشر کو اُنکا پتا کیونکر کہہ سکتے ہیں وہ تو خود بخود ہیں جیسے کہ پرمیشر خود بخود۔ مگر یہ اصول غلط ہے۔ معرفت کی آنکھ سے دیکھنے والے معلوم کرسکتے ہیں جیسا کہ باپ میں قوتیں اور خاصیتیں اور خصلتیں ہوتی ہیں ویسے ہی بیٹے میں بھی پائی جاتی ہیں پس اسی طرح چونکہ ارواح خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اُن میں ظلّی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات میں موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بندے اسکی محبت اور پرستش کے ذریعے سے صفوت اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں وہ رنگ تیز ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ ظلّی طور پر ایسے انسانوں میں خدا کے انوار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صاف طور پر ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت میں خدا کے پاک اخلاق مخفی ہیں جو تزکیہ نفس سے ظاہر ہو جاتے ہیں مثلاً خدا رحیم ہے۔ ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت سے حصہ لیتا ہے۔ ص۳۱۸
خدا جوّاد ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد جُود کی صفت سے حصہ لیتا ہے۔ ایسا ہی خدا ستّار ہے خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے حصہ لیتا ہے۔ پس کس نے یہ صفاتِ فاضلہ انسان کی رُوح میں رکھ دیئے ہیں۔ اگر خدا نے رکھے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ وہ ارواح کا خالق ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود ہیں تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ منہ

مَیں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں ..... اور مَیں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشر گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا [عجیب پرمیشر ہے] میرا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں (یعنی کسی کی دُعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی) مَیں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا [لفظ مرتشی ہے جس کے معنے ہیں رشوت لینے والا۔ راشی لفظ نہیں ہے۔ لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھا ہے] اور مَیں وید کی رُو سے اِس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضروری ایشر کا گیان ہے ان میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کے لئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی۔ پرماتمانے ویدوں کو شری اگنی۱۔ شری وائیو۲۔ شری آدت۳۔ شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا۔ مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی* کیونکہ وہ

*حاشیہ: جسمانی نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہوا کے ذریعے سے سُنتا ہے اور سُورج کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پھر جسمانی نظام میں یہ دو چٹھی رساں کیوں مقرر کئے گئے حالانکہ خدا کا جسمانی روحانی قانون باہم مطابق ہونا چاہیئے۔ افسوس وید کا گیان ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف پڑا ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہیں بلکہ وہ ہر جگہ بھی ہے اور ذوالعرش بھی ہے۔ نادان اس معرفت کے نکتہ کو نہیں سمجھتا۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اگرچہ اس عالم میں سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے مگر پھر بھی اس نے اپنی قضاء و قدر کے نافذ کرنے کے وسائط رکھے ہیں مثلاً ایک زہر جو انسان کو ہلاک کرتی ہے اور ایک تریاق جو فائدہ بخشتا ہے کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں خود بخود انسان کے بدن میں تاثیر کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خدا کے حکم سے تاثیر مخالف یا موافق کرتے ہیں۔ پس وہ بھی ایک قسم کے فرشتے ہیں بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم کا جس سے انواع و اقسام کے تغیّرات ہوتے رہتے ہیں یہ سب خدا کے فرشتے ہیں اور توحید پوری نہیں ہوتی جب تک ہم ذرّہ ذرّہ کو خدا تعالیٰ کے فرشتے نہ مان لیں۔ کیونکہ اگر ہم تمام مؤثرات کو جو دنیا میں پائے جاتے ہیں خدا کے فرشتے تسلیم نہ کریں تو پھر ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ تمام تغیّرات انسانی جسم اور تمام عالم میں بغیر خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ اور مرضی کے خود بخود ہو رہے ہیں اور اس صورت میں خدا کو محض معطل اور بے خبر ماننا پڑیگا۔ پس فرشتوں پر ایمان لانے کا یہ راز ہے کہ بغیر اسکے توحید قائم نہیں رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ماننا پڑتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزیں ہیں جو خُدا کے حکم سے کام کر رہی ہیں۔ پس جبکہ یہ قانون ضروری اور مسلّم ہے تو پھر جبرائیل اور میکائیل سے کیوں انکار کیا جائے۔ منہ

۲۱۹ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ مَیں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدّس گیان کے پُستک ہیں. آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ ہی سب کے اُستاد اوّل ہیں۔ آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ۵ ۶ ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں میں دلی یقین سے اُن پستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے ..... اُن کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں ..... اُن کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُنکے پاس کوئی نہیں ..... اور جس طرح مَیں اور راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اُسکے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں [لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین] لیکن میرا دُوسرا فریق مرزا غلام احمد ہی وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اُسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے۔ اور جس طرح مَیں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے*

اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزّت نہیں پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور
حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب۔

---

*حاشیہ۔ اگر مَیں نے وید نہیں پڑھے بھلا یہ تو غنیمت ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کنٹھ کر لئے تھے اسجگہ بھی بجز لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کیا کہہ سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنے ہاتھ سے وید کے اصول شائع کر دیئے تو اُن پر بحث کرنا ہر ایک عقلمند کا حق ہے اور یہ سراسر غلط ہے کہ مَیں نے وید نہیں پڑھا۔ میں نے وید کے وہ ترجمے جو ملک میں شائع ہوئے اوّل سے آخر تک دیکھے ہیں۔ پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریباً پچیس ۲۵ سال سے برابر آریوں سے میرے مباحثات ہوتے رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وید کی مجھے کچھ بھی خبر نہیں کس قدر جھوٹ ہے۔ اور اگر آریہ صاحبوں کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہیں تو مَیں وہ سرٹیفکیٹ دیکھنے کا مشتاق ہوں بلکہ لیکھرام کا رتبہ ذرا بھی اُس سے بڑھ کر نہیں جو خدا نے اُسکے لئے فرمایا عجل جسد لہ خوار۔ منہ

آب مباہلہ کی دُعا کے بعد جو پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ منہ ۳۲۰
تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلّت ظاہر کی اور صادق
کی عزّت وہ یہ ہے جو ۶ رمارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔

دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھرام نے اپنے پرمیشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے

۳۲۱ یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے مارے جانے کی بذاتِ خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اُسکے مارے جانے کا دن بتلایا گیا۔ موت کی قسم بتلائی گئی۔ مدّت بتلائی گئی۔ وقت بتلایا گیا (۲) دُوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا۔ اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اُس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا۔ مگر قاتل ایسا گم ہُوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸ نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دُعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابتِ دُعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابتِ دُعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جنابِ الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دُعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزّوجلّ اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزّت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دُوسروں کے کثرت سے اُنکی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابتِ دُعا کے مرتبہ میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دُعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اگر مَیں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دُعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں چنانچہ منجملہ اُن کے استجابتِ دُعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سیّد ناصر شاہ نام جو اَب کشمیر بارہ مولہ میں اُورسیر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور اُنکی ترقی کے حارج تھے بلکہ اُن کی ملازمت خطرہ میں تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ مَیں استعفاء دیتا ہوں تا اِس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں۔ مَیں نے اُن کو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آگئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجائے

کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ ۳۲۲
کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے تب
مَیں نے اُن کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو مَیں تمہارے لئے دُعا کرونگا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش
آئیں تو پھر اختیار ہے۔ بعد اس کے مَیں نے جناب الٰہی میں اُنکے لئے دعا کی اور حضرت عزت
سے اُنکی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی
غیر مترقب طور پر ترقی ہوگئی۔ چنانچہ ہم ذیل میں سیّد ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے
ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دُعا نے اُن کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے:۔

بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد دام ظلکم

خاکسار نابکار سیّد ناصر شاہ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ عرض رسان ہے کہ حضور والا
کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دُعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہوگئی حضور والا
کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب
ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہیئے
ہم دُعا کرینگے خدا قادر ہے کہ اُنھیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دے گا۔ سو جناب والا!
الحمد للہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آگیا اور وہی دشمن بعد
میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنیوالے بن گئے۔ خدا نے حضور کی دُعا سے اُن کا دِل
میری طرف پھیر دیا۔ ایک اَور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا
کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی
سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اِدھر یہ اعتراض تھا اور اِس
طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہانتک ممکن تھا بہت دُعا کی ہے سو جناب عالی
وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میرے لئے
بہت زور دیکر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنیوالے تھے اور دِلی دوستی

۳۲۳ اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کے لئے ریزولیوشن پاس ہو گیا فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ جناب من مبلغ پچاس روپیہ پوسوں کی ڈاک میں حضور والا میں اِس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرماویں اور دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرمائے۔ آمین

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اُورسیر مقام بارہ مولہ کشمیر

۱۲۹ نشان۔ ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی۔ سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ مَیں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور مَیں نے اِسوقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور مَیں نے اپنے دِل میں نذر کی ہے کہ اگر مَیں اِس مقدمہ سے نجات پاجاؤں تو مبلغ پچاس؎ روپے خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپکی خدمت میں ارسال کروں گا۔

تب وہ خط اُس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دُعا کی گئی اور اُس کو اطلاع دی گئی۔ چند دن گذرنے کے بعد اُس کا پھر خط مع پچاس؎ روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اُس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اُٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈوکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیا ہے۔ اِس لئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دِہ ہے اور مَیں نے اِس حالت بیقراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ مَیں اِس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس؎ روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کرونگا۔ میرے لئے بہت دُعا کی جائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دُعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسیحنا و مہدینا حضرت حجۃ اللہ علی الارض۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کر دی فالحمد للّٰہ والمنۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدمبوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لیکر حاضر ہوگا۔

حضور کا ناکارہ غلام

خاکسار نظام الدین مستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاک خانہ

۱۴۰ النشان۔ سردار خان برادر حکیم شاہ نواز خان جو ساکن راولپنڈی ہیں۔ میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں اُن کے بھائی شاہ نواز خان کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دُعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا۔ چنانچہ دُعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہو گیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہو گئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بری کیا گیا۔

۱۴۱ النشان۔ میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ ڈاک خانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ اُن کے عزیز دوست مسمی قاسم و رستم و لعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمی پٹھانہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہو گیا ہے دُعا کی جائے۔ پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دُعا کیلئے اُن کا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہو گئی کیونکہ میں نے واقعی طور پر اُنکی حالت کو قابلِ رحم

۲۲۵ پایا اس لئے بہت دُعا کی گئی آخر دُعا منظور ہوئی چنانچہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اُسی میاں نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتحیابی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

حضرت مرشدنا و مولانا جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ بعد ادائے آداب غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمی قاسم ورستم و لعل وغیرہ پر دائر کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دُعاؤں کی برکت سے ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللّٰہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دُعاؤں کو قبول فرمایا اور سرفراز کیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی۔ ہم اس احکم الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ
ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

۲۴۴ **نشان**۔ میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اُن کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں۔ چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ اس لئے انکی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا۔ قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّوجلّ کی طرف سے وحی ہوئی کہ آثارِ زندگی۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبد الرحمٰن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اوّل درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودیٔ خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کیلئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور اُن کا حق تھا کہ اُن کے لئے بہت دُعا کی جائے۔ آخر دل نے اُن کیلئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دُعا میں لگا رہا۔ تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب کو نجات بخشی۔ گویا اُن کو نئے سرے سے زندہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دُعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ اپریشن کے بعد زخم مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اسکے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں۔ آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہو گئی۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مُردہ کا زندہ ہونا ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی۔ اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اسکی صفات میں سے ایک احیاء کی صفت بھی ہے۔ سال گذشتہ میں یعنی ۱۱؍ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اِسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے اُن کیلئے بھی مَیں نے بہت دُعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کیلئے تسلّی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ **کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس کی عمر**۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون - انّ المنایا لا تطیش سھا مھا یعنے موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اِس پر بھی دُعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایّھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ تؤثرون

۳۲۶ الحیٰوۃ الدنیا۔ یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اُسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اُسی پر توکّل رکھو۔ کیا تم دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اِس میں یہ اشارہ تھا کہ اُسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اُسکے مرنے سے نہایت درجہ حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اسکی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے۔ اسکے بعد مَیں خاموش ہوگیا اور سمجھ لیا کہ اسکی موت قطعی ہے۔ چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اِس فانی دنیا سے گذر گئے۔ وہ درد جو اُن کیلئے دُعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اُسکو فراموش نہ کیا۔ اور چاہا کہ اِس ناکامی کا ایک اَور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے۔ اِس لئے اِس نشان کے لئے سیٹھ عبدالرحمٰن کو منتخب کرلیا۔ اگرچہ خدا نے عبدالرحیم کو ہم سے لے لیا تو عبدالرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔ وُہی مرض اُنکے دامنگیر ہوگئی آخر وُہ اسی بندہ کی دُعاؤں سے شفایاب ہوگئے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دُعا کو منظور نہیں کرتا تو اسکے عوض میں کوئی اور دُعا منظور کرلیتا ہے جو اُس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ۔[1]

۱۴۳ نشان۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وُہ یہ ہے کہ مَیں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دُعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے دکھلاوے تب جیسا کہ ۳۰ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہوچکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونیوالا ہے۔ چنانچہ وہ نشان اِس طرح پر ظہور میں آیا کہ مَیں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خُسر ہیں اُن کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنیوالی ہے چنانچہ ایک دفعہ مَیں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی

[1] البقرۃ : ۱۰۷

طرف چوکھٹ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں مَیں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ ۳۲۵
عبدالحکیم خان کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بُلایا ہے (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب
کی بیوی ہیں اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہمارے گھر میں ہی رہتے ہیں تب میں نے
یہ بات سُنکر جواب دیا کہ میں عبدالحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دُونگا اس میں ہماری
بے عزّتی ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہوگیا اندر داخل نہیں ہُوا۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبّرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آجکل عبدالحکیم خان سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا رات دن منتظر ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے اُسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اور والدۂ اسحاق یعنی میر ناصر صاحب کی بیوی اُس کو بُلاتی ہیں اور بُلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بُلاتا ہے یعنی اُسکی موجودہ حالت اِس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو۔ اِس میں تمام دُنیا شریک ہے۔ پس اِس خواب کے یہی معنی تھے کہ اُن کی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بُلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا۔ مَیں نے خواب میں عبدالحکیم خان کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے۔ اُس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا۔ غرض جب اس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کُھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مَیں دُعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے۔ مَیں نے اُن کو یہ خوابیں سُنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ جب دُوسرے دن کی صبح

۳۲۹ ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بُنِ ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور مَیں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ مَیں تو دُعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ مَیں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شورِ قیامت برپا ہو جائیگا۔ اور پھر گو مَیں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اُنکا اثر نہیں ہوگا کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اُس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ مَیں فی الفور دُعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دُعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وُہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھیلنا۔ دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتیٰ۔ مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسٰی کے احیائے موتیٰ میں اِس سے ایک ذرّہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ اب لوگ جو چاہیں اُن کے معجزات پر حاشیے چڑھائیں مگر حقیقت یہی تھی۔ جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اُسکی رُوح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فیمسك التی قضٰی علیہا الموت[1]۔

۱۴۴ النشان۔ مولوی اسمٰعیل باشندہ خاص علیگڈھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمربستہ ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اُس نے لوگوں

[1] الزمر: ۴۳

میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اس کے پاس آلات نجوم کے موجود ہیں۔ مَیں نے اس کی نسبت لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالیٰ کا عذاب اُس کیلئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام کے لکھنے کے وقت اسکی زندگی میں ہی مَیں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالوا ندع ابنآءنا و ابنآءکم و نسآءنا و نسآءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہوکر فوت ہوگیا اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جآء الحقّ و زھق الباطل۔ پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کونسا ہے جو قائم رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سولہ ۱۶ برس ہو گئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔※ ص۳۳۳

۵ ✠ نشان۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے پر ایک بددُعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں اُنکی یہ بددُعا تھی:۔

اَللّٰھُمَّ یاذا الجلال والاکرام یا مالک الملک جیسا کہ تُو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دُعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہُوا تھا) ویسا ہی دُعا اور التجاء اِس فقیر قصوری کان اللّٰہ لہ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما۔ اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اِس آیت فرقانی کا بنا۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للّٰہ

※ مولوی اسمٰعیل نے اپنے ایک رسالہ میں میری موت کے لئے بددعا کی تھی پھر بعد اس بددعا کے جلد مرگیا اور اس کی بددعا اُسی پر پڑ گئی۔ منہ

✠ مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

ربّ العالمین۔ انّک علٰی کلّ شیءٍ قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ آمین یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے تُو ہر چیز پر قادر ہے اور دُعا قبول کرنے والا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت
۳۳۱ لکھا ہے تبًّا لہٗ ولا تباعہٖ یعنی وہ اور اُس کے پیرو ہلاک ہو جائیں پس خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصّہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا پر چھوڑا تھا جس کے اِس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اُس کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ اور یہ امر کسی اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُسکے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اِس لئے اس قدر بھی اُسکو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مرگیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اِس دُعا سے چند روز بعد ہی فوت ہوگیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بد دُعا کی تھی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ اُس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ٭ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بد دعا اُسپر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دُعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دُنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بد دُعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک

٭ غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اُسکی بد دُعا سے مَیں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ مَیں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو۔ اور اِس طرف میرے خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انّی مھین من اراد اھانتک یعنے جو شخص تیری اہانت چاہتا ہے مَیں اُس کو ذلیل کروں گا۔ آخر خدا کے فیصلہ سے غلام دستگیر ہلاک ہوگیا اور مَیں بفضلہٖ تعالیٰ اب تک زندہ ہوں اور یہ ایک بزرگ نشان ہے۔ منہ

ہوگیا تھا میری بد دُعا سے یہ شخص ہلاک ہوگیا تو اس دُعا کا اُلٹا اثر کیوں ہوا۔ یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بد دُعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہوگیا تھا اور اُسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میرے پر بد دُعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ محمد طاہر کی بد دُعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دُعا کا کیا اثر ہوا۔ اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مرگیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مرگیا تھا محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

اِس وقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اُس کو ہلاک کیا اور اُس کا گھر ویران کر دیا۔ اب انصافاً کہو کہ کس کی جڑھ کاٹی گئی۔ اور کس پر یہ دُعا پڑی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ[1] یعنی اے نبی تیرے پر یہ بد نہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔ انہیں پر گردشیں پڑینگی۔ پس اِس آیت کریمہ کی رُو سے یہ سُنّت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بد دعا کرتا ہے وہی بد دعا اُس پر پڑتی ہے۔ یہ سُنّت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بد دعا کے بعد مرگیا ہے یا نہیں۔ لہذا بتلاؤ کہ اسمیں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بد دُعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مرگیا اور میرے پر بد دعا کرنیوالا خود مرگیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے مَیں ابتک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی۔

صفحہ ۲۳۲

۴۶ نشان۔ نواب محمد حیات خان جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں معطل ہوگیا تھا اور کوئی صُورت اس کی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اُس نے مجھ سے دُعا کی درخواست کی۔ اور مَیں نے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وُہ بَری ہو جائے گا۔ اور یہ خبر اُس کو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سُنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے۔ آخر وُہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بَری ہوگیا۔

۴۷ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلّت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دِقّت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اسکے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم

[1] التوبۃ : ۹۸

اس لئے دُعا کی گئی۔ ۵؍ مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ مَیں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کُھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵؍ مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ۳۳۳

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۴۸ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہُوا کہ مَیں نعمت اللہ ولی کا وُہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے آخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:۔

مہدئ وقت و عیسئ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وُہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسٰی بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اثناء میں کہ مَیں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کیوقت مجھے یہ الہام ہُوا:۔

از پئے آں محمد احسن را تارکِ روزگار می بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی سیّد محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمربستہ ہو کر میرے دعوے کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا اُن کے کام میں برکت دے اور اِس خدمت کا اُن کو اجر بخشے۔ آمین۔

۱۴۹ نشان۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے۔ **بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منارِ بلند تر محکم اُفتاد۔** اُس زمانہ کو پچیس[25] برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّوجلّ کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنے والے ہیں جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائیں گے اور اس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں مَیں ایک زاویۂ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا۔ بلکہ مَیں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بے خبر تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مَیں کچھ بھی نہ تھا۔ بعد میں خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چُن لیا۔ مَیں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دُوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے۔ اور مَیں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور مَیں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں۔ اور مَیں اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسانوں کو میرے تابع کر دیا اور زمین و آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے مَیں نہیں جانتا کہ اُس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ مَیں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور مَیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اِس شعر کو حضرت عزت میں پڑھنا اپنے مناسب حال پاتا ہوں۔

پسندید گانے بجائے رسند　　ز ما کہتر انت چہ آمد پسند

میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی۔ ہر ایک جو دشمنی کے لئے اُٹھا اُس کو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانے کے لئے عدالتوں میں مجھے کھینچا۔ اُن سب مقدموں میں میرے مولیٰ نے مجھے فتح دی۔ ہر ایک نے جو میرے پر بد دُعا کی میرے آقا نے وُہ بد دُعا اُسی پر ڈال دی جیسا کہ

لیکھرام بدقسمت نے اپنی جھوٹی خوشیوں پر بھروسہ کرکے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائیگا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا اور کوئی نسل اُس کی دُنیا میں نہ رہی۔ ایسا ہی عبد الحق غزنوی اُٹھا اور اُس نے مباہلہ کرکے اپنی بددُعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی۔ اُس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے۔ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ قریباً تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے ۲۳۵
اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبد الحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے*۔ اور ایک ذرہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی۔ اور انّ شانئک ھو الابتر کا پُورا مصداق ہو گیا۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اُس کو شوق ہُوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بددعا کرکے قوم میں نام حاصل کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بددُعا کی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ اسی طرح اپنی بددُعا سے مجھے ہلاک کرے۔ مگر اس بددُعا کے بعد وہ آپ ہی ایسی جلدی ہلاک ہوا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہیں دیتا کہ یہ کیا راز ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جُھوٹے مسیح پر بددُعا کرکے اس کو ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بددُعا کرکے آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ تو اندرونی نصرت الٰہی ہے بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وُہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وُہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہُوا۔ اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا اُن پر رعب ڈالا کہ اس طرف

* عبد الحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد مَیں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کرکے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دُعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ ہو جو مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دُعائیں کی ہونگی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔ منہ

مُنہ نہیں کرتے گویا وُہ سب اِس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف مُنہ کرے تو خدا اُس کو سخت ذلیل کریگا اور اُس عذاب میں مبتلا کریگا جس کی نظیر نہیں ہوگی اور اُس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ مَیں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوّت سے دکھلا سکے۔ اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی نشان برسائے گا اور زمین سے بھی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی۔ پس کیا رُوئے زمین میں مشرق سے لیکر مغرب کی انتہاء تک کوئی پادری ہے۔ جو خدائی نشان میرے مقابل پر دِکھلا سکے۔ ہم نے میدان فتح کرلیا ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے۔ پس یہ وُہی بات ہے جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس۲۵ برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اوفتاد۔ بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہمارے پَیروں کے نیچے ہے۔ ص۳۳۶

۵۰ النشان۔ میری کتاب نور الحق حصہ دوم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شائع کی گئی تھی طاعون کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے۔ اعلم انّ اللّٰہ نفث فی روعی ان ھٰذا الخسوف والکسوف فی رمضان اٰیتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان ولئن ابوا فان العذاب قد حان۔ دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دِل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے۔ اب برائے خدا وُہ میری کتاب یعنی نور الحق حصہ دوم غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کس قدر مُدّت دراز طاعون سے پہلے اُس میں طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول[1]۔ یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وُہ غیب پر غالب اور غیب اُس کے قبضہ میں ہے۔ یہ تصرّف علم غیب میں بجُز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو

[1] الجن : ۲۷-۲۸

نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیّت غیب کے دروازے اُس پر کھولے جائیں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہوسکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے اُن پر نہیں کھلتے۔ یہ موہبت محض خدا کے برگزیدہ رسولوں کے لئے ہوتی ہے۔

۵۱ الشان۔ جب مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے، تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اُس کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور مَیں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب مَیں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دُعا کی تو یہ الہام ہوا ھُزّ الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیًّا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۶☆ (ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ مَیں نے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے سب سے اوّل خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا اُن کو میری طرف مائل کر دیا اور اُنہوں نے بلاتوقف اڑھائی سو روپیہ بھیجدیا اور پھر دُوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی ان کے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔ اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ وحی الٰہی کہ ھُزّ الیک بجذع النخلۃ یہ حضرت مریمؑ کو قرآن شریف میں خطاب ہے جب

☆**حاشیہ** متن کتاب ہذا میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام مریم رکھا اور پھر فرمایا کہ مَیں نے اِس مریم میں صدق کی رُوح پھونکنے کے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھ دیا گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اس طرح مَیں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اسی بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس اُمت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اِس اُمت میں بجُز میرے کسی نے اِس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر

لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا۔ اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ ان کو نتائج طبع کہتے ہیں۔ یعنی
۲۴۸ ص طبعزاد بچے۔ اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھیرا جو پیدا ہوا۔ تو اُس کے پیدا ہونے کے وقت مَیں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کیلئے یعنی اسکے طبع کیلئے غذا حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ھُزّی الیک بجذع النخلۃ[ط] پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہوگیا اور پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

بقیہ حاشیہ

اِس مریم میں عیسیٰ کی رُوح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس اُمت میں کوئی اس کا
۲۴۸ ص مصداق ہو۔ اور خوب غور کرکے دیکھ لو اور دُنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اِس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا[1] دیکھو سورۃ تحریم الجزو ۲۸۔ (ترجمہ) اور دوسری مثال اس اُمت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہم نے اُس کے پیٹ میں اپنی قدرت سے رُوح پھونک دی یعنی عیسےٰ کی رُوح۔ اب ظاہر ہے کہ بموجب اس آیت کے اس اُمت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ تب مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ اس میں بھی عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے جیسا کہ خدا نے خود روح پھونکنے کا ذکر بھی اس آیت میں فرما دیا ہے اور ضرور ہے کہ خدا کا کلام پُورا ہو۔ پس اس تمام اُمت میں وہ مَیں ہی ہوں میرا ہی نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلے مریم رکھا اور بعد اسکے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اِس مریم میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا۔ پس اِس آیت کا مَیں ہی مصداق ہوں۔ میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے مَیں عیسےٰ بن گیا۔ خدا سے ڈرو۔ اِس میں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اُسوقت تو مَیں اِس دقیقہ معرفت سے خود بیخبر تھا جیسا کہ مَیں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کردیا کہ عیسےٰ آسمان سے آنیوالا ہے۔ یہ میرا عقیدہ اِس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افترا نہیں اور مَیں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں سمجھ سکا۔ منہ

[1] التحریم : ۱۳

۲۲۹ میں مجھے عیسیٰ کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم میں نے تجھ میں سچائی کی رُوح پھونک دی گویا یہ مریم سچائی کی رُوح سے حاملہ ہُوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ گویا وہ سچائی کی رُوح جو مریم میں پھونکی گئی تھی ظہور میں آ کر عیسیٰ کے نام سے موسوم ہو گئی۔ پس اِس طرح پر مَیں خُدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اِس وحی الٰہی کے ہیں کہ الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی — ہست او غافل ز رازِ ایزدی
آں خدائے قادر و ربّ العباد — در براہیں نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگِ مریمی — دست نادادہ بہ پیرانِ زمی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما — از رفیق راہ حق۔ ناآشنا
بعد ازاں آں قادر و ربّ مجید — رُوحِ عیسیٰ اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں — زاد زاں مریم مسیح ایں زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من — زانکہ مریم بود اوّل گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسیٰ شدم — شد ز جائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفت است ربّ العالمین — گر نمی دانی براہین را ببیں
حکمتِ حق رازہا دارد بسے — نکتۂ مستور کم فہمد کسے
فہم را فیضانِ حق باید نخست — کار بے فیضان نمی آید درست
گر نداری فیضِ رحماں را پناہ — ظلمتے در ہر قدم داری براہ
فیضِ حق را با تضرّع کن تلاش — ہاں مَرو چوں توسنے آہستہ باش
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر — خانہ ات ویراں تُو در فکرِ دگر
صد ہزاراں کفر در جانت نہاں — رو چہ نالی بہرِ کفرِ دیگراں

ص۳۴۰

خیزو اوّل خویشتن راکُن درست	نکتہ چیں راچشم می باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند	او نہ برما خویش را رُسوا کند
لعنتِ اہل جفا آساں بود	لعنت آں باشد کہ از رحماں بود

۱۵۲ نشان۔ خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ **انّی مھینٌ من اراد اھانتک** یعنی میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا۔ صدہا دشمن اِس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں اِس رسالہ میں مفصّل لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہوگا۔ خدا کی قدرت کہ وُہ خود طاعون سے ہلاک ہوگئے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مر جائیگا۔ خدا کی شان کہ وُہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے۔ اور بعض نے میرے پر بد دُعائیں کی تھیں کہ وُہ جلد ہلاک ہو جائے وُہ خود جلد ہلاک ہوگئے۔ مولوی محی الدین لکھو کے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہوگا جنہوں نے مجھے کافر ٹھیرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونے کی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے اور کئی سال ہوگئے کہ وُہ اِس دُنیا سے گذر گئے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا جس نے مکّہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وُہ بھی بیٹھتے اُٹھتے میرے پر بد دُعا کرتا تھا اور لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اُس کا وِرد تھا اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ جیسا کہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں اُس کو بھی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بد دعا کرے تا اُسکی بھی کرامت ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وُہ ناراستی پر تھے اِس لئے خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دُعا منظور کرکے اُن کو محمد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا۔ پس اِس قصّہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ مَیں بھی اِس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

۱۴۴۔ مہدی پر دُعا کروں تا اُسکی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہو مگر اُسکو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد نہ رہا۔ ؎ ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است + شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دُعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درد دل سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا۔ اور میاں غلام دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اسلئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انّی مھینٌ من اراد اھانتک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلّت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اُسی پر پڑ گئی۔

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنے والا ہو تو اِس ایک ہی مقام سے اُس کا پردہ غفلت کا دُور ہو سکتا ہے۔ ہر ایک طالبِ حق پر لازم ہے کہ اِس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دُعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اُسکی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنے کیلئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اس کا ذکر بھی کر کے میرے پر بد دُعا کی اور بد دُعا کرنے کے وقت اپنی اُسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تبًّا لہٗ ولا تباعہٖ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اور میرے پَیرو سب ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس ذلّت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا تھا وہ داغ ذلّت ہمیشہ کیلئے اُسی کو نصیب ہو گیا۔ کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا۔ مَیں اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام دستگیر کے مرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گذر گئے۔ اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی بُرا معلوم ہوتا تھا اور اُس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُس کو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اُس کو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اُسکے سامنے ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر کی بد دعا کو اُسی کے مُنہ پر مار کر اُسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغِ ذلّت اُسپر رکھا۔ اگر مَیں غلام دستگیر کی بد دُعا سے مر جاتا اور غلام دستگیر اب تک

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دُنیا میں ہزاروں اشتہار جاری ۲۴۲
کرکے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟
تو پھر اب کیوں بزرگان قوم خاموش ہیں کیا ان لوگوں کی یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ مباہلہ
نہیں۔ فرض کیا کہ یہ مباہلہ نہیں مگر محمد طاہر کی ریس کرکے بد دعا تو ہے جس کے مقابل
میرا الہام ہے کہ انّی مھینٌ من اراد اھانتک پس یہ کیا ہوا کہ اس بد دُعا
سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام انّی مھینٌ من اراد اھانتک نے کھلا
کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بد دُعا کو بموجب آیت علیھم دآئرۃ السوء غلام دستگیر پر نازل
کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اُسکو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا۔ اور
اُسکے مرنے کے بعد میرے پر برکت پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مُرید ہوگئے اور اُسکی
وفات کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دُنیا میں عزت کے
ساتھ خدا نے مجھے مشہور کر دیا۔ شاید ہمارے مخالف اب یہ کہیں گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا
مہدی جو محمد طاہر کی بد دعا سے مرگیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر
نہ تھا۔ پس ایسی باتوں کا ہم کہانتک جواب دے سکتے ہیں چاہیں تو وہ دہریہ بن جائیں اور یہ
کہہ دیں کہ غلام دستگیر کی موت بھی اتفاقی ہے۔ ظاہرا علامات تو یہی معلوم ہوتی ہیں۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	دل میں اُٹھتا ہے میرے سو سو اُبال
اِس قدر کین و تعصب بڑھ گیا	جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا
کیا یہی تقوے یہی اسلام تھا	جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ انّی مھین من اراد اھانتک صدہا جگہ پر بڑے
زور سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہو رہا ہے۔ اِس میں کیا بھید ہے کہ وہ قادر اس قدر میری
حمایت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اُس کا محب ضائع ہو۔

چہ شیریں منظری اے دِلستانم	چہ شیریں خصلتی اے جانِ جانم

۳۴۳
چو دیدم رُوئے تو دل در تو بستم	نماندہ غیر تو اندر جہانم
تواں بر داشتن دست از دو عالم	مگر ہجرت بسوز د استخوانم
در آتش تن بآسانی تواں داد	ز ہجرت جاں رود باصد فغانم

۵۳ النشان۔ مولوی محمد حسن بھیں والے نے میری کتاب اعجاز المسیح* کے حاشیہ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ کے پیچ میں ڈال دیا۔ چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بڑے دُکھ کے ساتھ اِس جہان سے گذر گیا اور جواناں مرگ موت ہُوئی۔ اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہُوا مباہلہ ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

۵۴ النشان۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چور کہا تھا۔ یعنی اُس کے خیال میں مَیں نے دُوسروں کی کتابوں کا مضمون چُرا کر لکھا ہے۔ اِس افتراء کی خدا نے اُس کو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم الدین کے مقدمہ میں وُہ خود محمد حسن بھیں کے نوٹوں کا چور ثابت ہُوا۔ چنانچہ عدالت میں اِس بارہ میں حلفی شہادتیں گذر گئیں تب اِسپر بھی الہام اِنّی مھینٌ من اراد اھانتک پُورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہُوا۔

۵۵ النشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے ۱۸۸۲ء کے بعد باقی حصّہ براہین احمدیہ کا تیئیس ۲۳ برس کی مُدّت تک چھپنے سے روک دیا تا اُس کا یہ کلام پُورا ہو کہ مَیں براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤں گا۔ کیونکہ اس میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں تھیں جو ابھی اُن کا پُورا ہونا معرض انتظار میں تھا اور اس میں میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے اور ضرور تھا کہ اُن تمام نشانوں اور وعدوں کا اُسی کتاب میں پُورا ہونا دِکھلایا جاتا۔ تا کتاب براہین احمدیہ اسم بامسمّٰی ہو جاتی۔ اگر اُن پیشگوئیوں کے پُورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وُہ ایک ناقص کتاب ہوتی۔ اِس لئے خدا نے جس کے تمام کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں یہ چاہا کہ اس وقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصّہ کا چھپنا اور شائع ہونا

* اعجاز احمدی کی بجائے اعجاز المسیح کر دیا گیا ہے کیونکہ مولوی محمد حسن نے اعجاز المسیح کے حاشیہ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھا تھا۔ (مصحح)

۳۴۴ روک دیا جائے جب تک کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ وہ کتاب جیساکہ اس کا نام براہین احمدیہ ہے اِس لئے تالیف کی گئی ہے کہ تا جو اسلام کی براہین ہیں وہ ظاہر کرے اور براہین میں سے سب سے بڑھ کر آسمانی نشان ہیں جن میں انسانی طاقت کا کچھ بھی دخل نہیں۔ سو ضرور تھا کہ اس میں اس قدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن پر اتمام حجت کرنے کیلئے کافی ہوتے جیساکہ براہین احمدیہ میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اس میں تین سو نشان لکھے جائیں گے۔ سو خدا نے چاہا کہ وہ باتیں پوری ہوں اگرچہ مخالف لوگ اپنی جہالت سے شور ڈالتے رہے اور میرے پر یہ افترا کیا کہ گویا مَیں نے بدنیتی سے لوگوں کا روپیہ قیمت ہضم کرنے کے لئے براہین احمدیہ کا چھپنا آئندہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ لیکن براہین احمدیہ کی تاخیر طبع میں یہی حکمت تھی جو مَیں نے بیان کی۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کریگا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سروکار نہیں۔ وَسیعلم الذین ظلموا اَیَّ مُنقلب ینقلبون[1] اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وقال الذین کفروا لولا نُزّل علیہ القراٰن جملۃً واحدۃً کذالک لنثبت بہ فؤادک[2] یعنی کافر کہتے ہیں کہ کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہیئے تھا۔ تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلّی دیتے رہیں اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سو اس مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تیئیس برس تک نازل کیا تا اُس مدّت تک موعود نشان بھی ظاہر ہو جائیں۔ سو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ کی تاخیر پر ابھی تیئیسواں برس ختم نہیں ہوگا کہ اس کا پانچواں حصّہ ملک میں شائع ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں تیئیس برس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے۔

یا احمد بارک اللہ فیک ۔ الرحمٰن علم القراٰن ۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انّی اُمرت وانا اوّل المؤمنین ۔

اے احمد (یہ ظلّی طور پر اِس عاجز کا نام ہے) خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی وہ خدائے رحمان جس نے

[1] الشعراء: ۲۲۸ [2] الفرقان: ۳۳

تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کا تیرے پر بار منت نہیں۔ خدا تیرا ۳۴۵
معلّم ہے اور خدا نے تجھے اِس لئے قرآن سکھلایا کہ تا تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے
نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجت پُوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھُل جائے۔ اِن کو
کہہ دے کہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اِس بات پر ایمان لانے والا ہوں
اور چونکہ پہلے اِس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تیئیس برس تک
ختم ہوئی۔ اِس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اُس مشابہت کو دکھلانے کے لئے تیئیس برس
ہی تعلیمِ قرآن کی مُدّت مقرر کی جاتی۔ تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا
رومی صاحب نے بھی اِسی بارہ میں فرمایا ہے۔

مُدّتے ایں مثنوی تاخیر شد   سالہا بائیست تا خوں شیر شد

۱۵۶ نشان۔ یہ نشان پہلے اِس سے مَیں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں
لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور
شیخ عبد الرحمٰن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک رسالہ
لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہو گیا۔ اور میرا
ارادہ تھا کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں۔ کیونکہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک فوجداری
مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا
تب مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ یا الٰہی مَیں شہید مرحوم عبد اللطیف کے لئے رسالہ لکھنا
چاہتا ہوں اور درد گُردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش۔ اور اِس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس
دن برابر درد گُردہ رہی تھی اور مَیں اس سے قریب موت ہو گیا تھا۔ اب کی دفعہ بھی وُہی
خوف دامنگیر ہو گیا۔ مَیں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ مَیں دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ تب
مَیں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دُعا کی اور انہوں نے آمین کہی۔
پس مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کے لائق ہو کہ ابھی مَیں نے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا ۲۴۶
سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیْمٍ مَیں نے اُسی وقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگوں اور اُن سب کو جو حاضر تھے سُنا دیا۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ بجے سے پہلے مَیں بکلّی صحت یاب ہو گیا اور اُسی دن مَیں نے آدھی کتاب تصنیف کرلی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا حصہ اخیر۔

۱۵۷ نشان۔ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ کیونکہ جب سے خدا نے دُنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ دانستہ ایک جھوٹے مکّار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے۔ یُوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر مَیں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وُہ اِس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وُہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی۔ ان کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزّت ہو گی ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے اُنہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ مَیں اہلِ علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں مَیں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے مَیں اس کو تمام دُنیا سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارا زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا۔ اور بار بار سمجھایا اور ترکِ بیعت پر عزّت افزائی کا وعدہ کیا۔ کیونکہ ان کو ریاست کابل سے پُرانے تعلّقات تھے اور ریاست میں اُن کے حقوق خدمات تھے مگر انہوں نے بار بار

ص۳۶۰ کہا کہ میں دیوانہ نہیں میں نے حق پالیا ہے میں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنیوالا یہی ہے جس کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے تب نومید ہوکر ناک میں اُن کے رسّی ڈال کر بپایہ زنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے۔ اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کر دیں۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اب میرا وقت قریب ہے۔ میں دُنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اُن کی اِس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ اور اُن کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے۔ ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبداللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی۔ اور چالیس دن اُن کی لاش پتھروں میں پڑی رہی۔ اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ میں چھ دن سے زیادہ مُردہ نہیں رہوں گا۔ تب امیر نے اُنکی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے اُنکی مُراد یہ تھی کہ چھ دن تک میری رُوح ایک نئے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائی جائے گی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو۔ کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کریں۔ اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اس راہ کو نہ چھوڑیں۔ اِسی طرح شیخ عبدالرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا۔ اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں۔ اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اُسکی پُوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے۔ ہاں جو سطحی ایمان رکھتے

ہیں اور اُن کے رگ و ریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ وہ یہودا اسکریوطی کی طرح تھوڑے ۳۴۸
سے لالچ سے مُرتد ہوسکتے ہیں۔ ایسے ناپاک مُرتدوں کے بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بہت
نمونے ہیں۔ سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ ہے اور ہر ایک
اُن میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ میرے خدا کا فضل ہے۔ ربّ انّك جنّتی و
رحمتك جُنّتی وایاتك غذائی وفضلك ردائی۔

قَصِیْدَۃٌ مِنَ المؤلّف

اِنّی مِنَ الرّحمٰن عبد مُکرَم — سمٌّ معادانی وسلمی اَسْلم

مَیں رحمٰن کی طرف سے ایک بندہ عزّت دیا گیا ہوں — میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے

انّی انا البُستان بُستان الھُدیٰ — انّی صدوق مصلح متردم

مَیں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے — مَیں راستگو اور مصلح ہوں اور اصلاح کرنیوالا ہوں

من فرّمنی فرّمن ربّ الوریٰ — انّی انا النھج السلیم الاقوم

جو شخص مجھ سے بھاگے گا وہ خدا سے بھاگے گا۔ — مَیں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں

روحی لتقدیس العلیّ حمامۃ — او عندلیب غارد مترنّم

میری رُوح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتری ہے — یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز سے بول رہی ہے

ما جئتکم فی غیر وقت عابثا — قد جئتکم والوقت لیل مظلم

مَیں تمہارے پاس بے وقت بطور لہو ولعب کے نہیں آیا — مَیں اُس وقت آیا جب کہ زمانہ رات کی طرح تھا

یا ایّھا الناس اترکوا اھواءکم — توبوا وانّ اللّٰہ ربّ ارحم

اے لوگو اپنی حرص و ہوا کو چھوڑ دو — توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے

ربٌّ کریم غافر لمن اتقیٰ — طوبیٰ لمن بعد المعاصی یندم

رب کریم ہے وہ ڈرنے والے کو بخش دیتا ہے — کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتاتا ہے

ص۴۴۹

یا ایّھا النّاس اذکروا اٰجالکم
اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو
ان المنایا لا تُردّ وتھجم
جب موتیں آتی ہیں تو واپس نہیں ہوتیں اور ناگاہ پکڑ لیتی ہیں

یا لائمی ان المکارم کلّھا
اے میرے ملامت کرنے والے تمام بزرگیاں
فی الصدق فاسلک نھج صدقٍ ترحم
صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر۔ سلامت رہیگا۔

السعی للتوھین امرٌ باطل
توہین کے لئے کوشش کرنا باطل ہے۔
اِنّ المقرب لا یھان ویکرم
جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہی خدا اُس کو ذلیل نہیں کرتا

جاءتک اٰیاتی فانت تُکذِّبُ
میرے نشان تیرے پاس آئے سو تُو تکذیب کرتا ہے
شاھدتَ سلطانی فانت تحکّم
اور میرے برہان تُو نے مشاہدہ کئے اور پھر تُو تحکّم کرتا ہے

ھل جاءک الابراء من ربّ الوریٰ
کیا بری ہونے کی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی۔
ام ھل رئیت العیش لا یتصرم
یا تُو نے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کبھی منقطع نہیں ہوگی

ان کنت ازمعت النّضال فاننا
اور اگر تُو جنگ کا ارادہ کرتا ہے۔
نأتی کما یأتی لصیدٍ ضیغم
تو ہم اس طرح آئیں گے جس طرح شکار کیلئے شیر آتا ہے

لا نتقی حرب العدا ونضالھم
ہم دشمنوں کی جنگ اور اُن کی تیراندازی سے نہیں ڈرتے
والقلب عند الحرب لا یتجمجم
اور دل لڑائی کے وقت متردّد نہیں ہوتا۔

انظر الیٰ عبد الحکیم وغیّہ
ڈاکٹر عبد الحکیم خان اور اُس کی گمراہی کی طرف دیکھ
یعوی کسرحانٍ ولا یتکلّم
بھیڑئے کی طرح چلّا رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

کبرٌ یُسعّر نفسہ بضرامہ
تکبّر اپنی ایندھن کے ساتھ اُن کو مشتعل کرتا ہے۔
ما مدّ ھٰذا الکبر الا الدرھم
اور یہ تکبّر بباعث مال کے پیدا ہوا ہے۔

الفخر بالمال الکثیر جہالۃ
مال کثیر کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے
غیم قلیل الماء لا یتلوّم
یہ وُہ بادل ہے جس میں کم پانی ہے جو ٹھہر نہیں سکتا

جھد المخالف باطل فی امرنا
مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں
سیف من الرحمٰن لا یتثلّم
یہ وُہ تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی۔

فی وجھنا نور المھیمن لائحٌ
ہمارے مُنہ پر خدا کا نور روشن ہے۔
ان کان فیکم ناظر متوسّم ۲۵۰
اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو۔

ما قُلتَ یا عبد الحکیم بجنبنا
اے عبد الحکیم تُو نے ہمارے مقابل پر جو باتیں کی ہیں
الّا کخذف عند سیف یصرم
تو وُہ ایک روڑہ کی طرح ہو جو چلایا جاتا ہو بمقابل اُس تلوار کے جو کاٹتی ہو

وَاللّٰہِ لَا یخزی عزیز جنابہ
بخدا کہ خدا تعالےٰ کا عزیز رُسوا نہیں ہوگا
وَاللّٰہ لا تُعطی العلاء وتُرجم
اور بخدا کہ تُو غالب نہیں ہوگا اور ردّ کیا جائے گا

ھٰذا من الرحمٰن نَبَأٌ محکم
یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے محکم ہے
فاسمع ویأتی وقتہ المتحتّم
پس سُن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آرہا ہے

واللّٰہ یُنقض کلّ خیط مکائد
اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا
لَئِن سحیل او شدید مبرم
خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ سخت مکر ہے

کفّر وما التکفیر منك ببدعة
مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیرا کوئی نئی بات نہیں
رسم تقادم عھدہ المتقدّم
ایک پرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔

قد کُفّرت من قبل صحب نبیّنا
اس سے پہلے ہمارے نبی صلعم کے صحابہ کو لوگوں نے کافر ٹھیرایا
قالوا اللئام کفرۃٌ وھُم ھُمُ
اور کہا کہ یہ لئیم اور کافر ہیں اور انکی شان جو ہے سو ہے

تب من کلام قلت واحفد تائبًا
جو کچھ تُو نے کہا ہے اُس سے توبہ کر اور میری طرف دوڑ
والعفو خلقی ایّھا المتوھم
اور بخشنا میرا خلق ہے اے وہموں میں گرفتار

ان کنت تتمنی الوغا فنُحارِبُ
اگر تُو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے
بارز فانّی حاضر متخیّم
باہر میدان میں آ کہ مَیں حاضر ہوں خیمہ لگائے ہُوئے

نطقی کسیف قاطع یردی العدا
میرا نطق تلوار کاٹنے والی کے مانند ہو جو دشمنوں کو ہلاک کرتی ہے
قولی کعالیة القنا او لھذم
بات میری نیزہ کی نوک کی طرح ہو یا لہذم کی طرح ہے

کم من قلوب قد شققت غلافھا
بہت دل ہیں جن کے غلاف مَیں نے پھاڑ دئے
کم من صدور قد کلمتُ واکلم
بہت سینے ہیں جو مَیں نے مجروح کئے اور کرتا ہوں

۳۵۱ حَارَبْتُ كُلَّ مُكَذِّبٍ وَبِاٰخِرٍ مَیں نے ہر ایک مکذّب سے لڑائی کی ہے۔	لِلْحَرْبِ دَائِرَةٌ عَلَيْكَ فَتَعْلَمُ اب آخری نوبت میں لڑائی کے چکر میں تُو آ گیا پس عنقریب جان لیگا
لِيْ فِيْكَ مِنْ رَبِّيْ قَدِيْرٍ اٰيَةٌ تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے	اِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَاِنَّا نَعْلَمُ اگر تُو نہیں جانتا تو ہم تجھے جانتے ہیں۔
قَدْ قُلْتَ دَجَّالٌ وَقُلْتَ قَدِ افْتَرٰى تُو نے کہا کہ یہ شخص دجّال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے	تَهْذِيْ وَفِيْ صَفِّ الْوَغٰى تَتَجَشَّمُ تُو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے
وَالْحُكْمُ حُكْمُ اللّٰهِ يَا عَبْدَ الْهَوٰى اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے	يُبْدِيْكَ يَوْمًا مَا تُسِرُّ وَنَكْتُمُ ایک دن وہ تجھے جتلا دیگا جو کچھ تُو پوشیدہ کرتا ہے
اَلْحَقُّ دِرْعٌ عَاصِمٌ فَيَصُوْنُنِيْ حق ایک سچائی والی درع ہے جو مجھے بچائے گی	فَاحْذَرْ فَاِنِّيْ فَارِسٌ مُسْتَلْحِمٌ پس خوف کر کہ مَیں ایک سوار پیچھا کرنے والا ہوں

۱۵۸۔ نشان۔ واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔ کیوں کہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اِس مظلوم شہید کے قتل کئے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورۂ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہوگئے اور خود امیر کابل کے گھروں میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہوگیا اور کئی ہزار انسان جو اِس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہ کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ اِس جگہ بھی پورا ہُوا۔

بنگر کہ خُونِ ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کنند

۱۵۹۔ نشان۔ میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون ۵۸ میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

مولوی عبد الحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جس کی عبارت یہ ہے کہ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد ۳۵۲
ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی۔ ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا۔ ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہو گئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا۔ اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک اس الہام کو پورا ہوتا نہ سُن لے۔ اب اُسکو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اِس پیشگوئی کو ٹال دے۔ دیکھو میری کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۸ پر یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی۔ پھر اس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبد الحق کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جو ابتک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبد الحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سُنا تو اب ہم سُنائے دیتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا۔ عبد الحق بھی لڑکے کے تولّد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہو گیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبد الحق کی کوئی بد دُعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بد دُعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اور دُوسری طرف عبد الحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبد الحق کے گھر میں آجتک باوجود بارہ[۱۲] برس گذرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہو جانا اور باوجود بارہ[۱۲] برس گذرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا۔ یہ بھی قہرِ الٰہی ہی اور موت کے برابر ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ یاد رہے کہ اسی بد گوئی کے ساتھ ہی عبد الحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بے نصیب رہا اور بھائی مرگیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا پیدا ہونے کے عزیز بھائی بھی دار الفنا میں پہنچ گیا۔✤

✤ مَیں نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی عبد الحق پر ظاہر کیا تھا کہ وُہ اولاد سے بے نصیب رہے گا اُس کو چاہیئے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کرکے ہماری اس پیشگوئی کو رد کردے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے۔ چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء ہے باوجود تیرہ برس گذرنے کے روزِ مباہلہ سے اب تک اولاد سے محروم ہے۔ منہ

اِس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ کیا یہ علم غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کر کے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلاں شخص اُسوقت تک جیتا رہیگا اور پھر ایسا ہی ظہور میں آوے۔ کیا دُنیا میں اسکی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مُفتری کی ایسی تائید کی کہ دونوں پہلوؤں سے اُس کو سچا کر کے دکھلا دیا یعنی چوتھا لڑکا بھی دیدیا۔ اور اُسوقت تک اُسکے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ مباہلہ کی صدہا برکات میں سے ایک یہ برکت ہے جو مجھے دیگئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف احمد[۱]۔ مبارک احمد[۲]۔ نصیر احمد[۳]۔ ۳۵۲

اب ہم اگر عبد الحق کے ابتر ہونے کی بابت غلطی کرتے ہیں تو وُہ بتلا وے کہ مباہلہ کے بعد اُسکے گھر میں کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وُہ کہاں ہیں۔ ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمیں دکھلا دے*۔ اگر یہ لعنت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔ اور مَیں بار بار لکھ چکا ہوں کہ جیسا کہ عبد الحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اسی طرح اُسکے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دُنیا اور دین کی برکت نہیں جو مجھے نہیں ملی۔ اولاد میں برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہو گئے۔ مال میں برکت ہُوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزّت میں برکت ہُوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی۔ خدا کی تائید میں برکت ہُوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔

۱۶۰۔ **نشان**۔ اس وقت مولوی عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے والے کا اپنی قلم سے لکھا ہُوا ایک خط میرے ہاتھ میں ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل جلیل مولوی حکیم نور دین صاحب نے مجھ کو دیا ہے اور مَیں اس کو اپنے خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں۔ اِس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب مذکور کی نقل ذیل میں لکھتا ہوں

* اِس پیشگوئی کے مطابق جو انوار الاسلام میں چھپ چکی ہے عبد الحق کے گھر میں آج تک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہُوا کیونکہ انوار الاسلام میں مَیں نے صاف طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ عبد الحق گو ہزار کوشش کرے دُعا کرے اولاد نرینہ سے محروم رہے گا۔ سو وُہی بات ہو گئی۔ منہ

اور بعد میں ظاہر کروں گا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان ہے اور وہ خط یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

اما بعد از عبدالرحمٰن محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دُعا کی کہ یا خبیر اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہ الہام ہوا ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ وان شانئك ھو الابتر۔ مرزا صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور* دعویٰ کیا میرے نام سے الہام نہ بخشا جائے گا۔ ہر دو الہام مذکورہ ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آگیا بعد

حاشیہ بہت لوگ اپنی خوابوں کے نا سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبدالرحمٰن محی الدین صاحب کی یہ دُعا اس بنا پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین دہلوی اور اُن کے شاگرد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور اُن کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے۔ کیا وہ حقیقت میں کافر ہے۔ خدا کے نزدیک اس کا کیا حال ہے تب اسکے جواب میں (اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھ لیں) خدا نے فرمایا ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ پس ہم اس الہام کے یہ معنے کریں گے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور اُن کے متبعین تکفیر میں خطا پر تھے اور استعارہ کے رنگ میں سب سے اوّل کفر کا فتویٰ دینے والے کو فرعون قرار دیا۔ اور جس نے استفتاء لکھا تھا اُسکو ہامان ٹھیرا دیا اور باقی ہزار ہا مولوی وغیرہ جو پنجاب اور ہندوستان میں انکی اس تکفیر میں پَیرو ہوئے اُن کو ان کا لشکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بدقسمت نہ ہوتا تو یہ معنے بہت صاف تھے کیونکہ فرعون اور ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھے نابود کرنے کے درپے ہو گئے۔ اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج سے چھبیس۲۶ برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت

* زور کے لفظ کے آگے لفظ سے چاہیئے تھا جو کہ راقم کی تحریر میں نہیں اس لئے نہیں لکھا گیا۔ منہ

ازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا 'مرزا صاحب فرعون' الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اب
مرزا کا دعویٰ بھی غلط ہوگیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام
ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نور دین۔ ۲۵۵
مجھے اہلِ اسلام کی خیر خواہی کیلئے اطلاع دینی ضرور تھی ؎

ہُن نُوں بھی حق کہن دے اُتے لک بنھیں بھراوا ٭ اہلِ نفاق بلائیں بُریاں لوکاں دیں بُھلاوا

العبد

عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے بقلمہٖ بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

یہ ہے خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین کا اور بعد نقل کے بخدمت مکرمی مولوی حکیم نور دین صاحب واپس کیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف اسکو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے

بقیہ حاشیہ ہے۔ واذ یمکر بك الذی کفر* اوقدلی یا ھامان لعلی اطلع علٰی الٰہِ موسٰی
و انی لاظنہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب و تب۔ ما کان لہٗ ان ید خل ۲۵۵
فیھا الا خائفا۔ وما اصابك فمن اللہ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم الا انھا فتنۃ من اللہ۔ لیحب حبا جمّا۔ حبًّا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ وصفحہ ۵۱۱ ترجمہ یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھیرائیگا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تُو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتویٰ لکھ کہ لوگ اُس فتوے کو دیکھ کر اُس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تاکہ میں دیکھوں کہ اس موسیٰ کا خدا اسکی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اُسکو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے جن سے اُس نے فتویٰ لکھا تھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا اُس کو نہیں چاہیئے تھا کہ

*حاشیہ۔ یاد رہے کہ اس وحی الٰہی میں دونوں قرائتیں ہیں کَفَرَ بھی اور کُفِّرَ بھی۔ اور اگر کفر کی قرأت کی رُو سے معنے کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ پہلے شخص مستفتی میرے پر اعتقاد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا۔ اور پھر بعد میں برگشتہ اور منکر ہو جائے گا۔ اور یہ معنی مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنے ماں باپ بھی میرے پر فدا کر دئے۔ منہ

اِس الہام میں انہوں نے اپنے خیال میں مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود انہوں نے اس خط میں ۳۵۶
اس کی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے۔ چاہیئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں۔ اور پھر دُوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے

بقیہ حاشیہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس فتوے سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائے گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے۔ یہ اُس کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائے گی۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھیرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھیرایا اور مولوی
محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس ۳۵۶
بموجب مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے۔ پھر اسکی تائید میں میری کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۸۵۵ میں ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے۔ نرید ان ننزل علیك اسرارًا من السماء و نمزّق الاعداء کل ممزّق ونری فرعون و ھامان و جنودھما ما کانوا یحذرون۔ یعنی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کریں گے اور اُن سے دشمنوں کو ہم پیس ڈالیں گے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائیں گے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے۔ اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے اوّل المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں چھپی ہے۔ پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہی کیونکہ اُن کے خط میں جس میں یہ الہام ہے ۱۳۱۲ ہجری لکھا ہے اور یہ ۱۸۹۱ء میں۔ پس جو مقدم ہے اسکی رعایت مقدم ہے اور مولوی محی الدین صاحب کے خط میں تصریح موجود ہے کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور اخویم حکیم نوردین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے آپ موسیٰ صفات بنے ہیں مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو ابتک زندہ ہیں اور موسیٰ اس جہان سے گذر گیا۔ چاہیئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پُورا کرنے کے لئے ہمیں ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہُوا کہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا کوئی اس کا جواب دے سکتا ہے۔ منہ

سے اُس کو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے۔ کیا دُنیا میں اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ مَیں تو الہام کی رُو سے فرعون ٹھیرا اور محی الدین صاحب قائم مقام موسیٰ ہوئے۔ پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی میں مَیں مرجاتا نہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہو جاتا۔ محی الدین صاحب کی بددعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کیلئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام اُنہیں پر پڑ گئے اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیب نہیں کہ جس کو انہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو ابتک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے۔ مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئیں سمجھتا تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اس دُنیا سے گذر گیا اور اب اُس کا زمین پر نام و نشان نہیں۔ یہ کیسا موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اس جہان کو چھوڑ گیا۔ پھر دُوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ انّ شانئك هو الابتر یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائیگا اور لاولد رہیگا اور لاولد مریگا۔ اِس الہام میں اُن کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لاولد مَرنے کی طرف اشارہ تھا٭ سو الحمد للہ کہ مَیں اب تک زندہ ہوں۔ میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور اُن کے اِس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے۔ اور اگر اِس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہے تو مَیں عہد کرتا ہوں کہ مَیں اُن کی بیوی کو ایک سو روپیہ نقد دُوں گا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام اُن کا اُنہیں پر صادق آیا۔ مَیں نے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک

٭ مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دُعا کے بعد کہ انّ شانئك هو الابتر۔ خود مر گئے اور ایک لڑکا اٹھارہ برس کا مر گیا بلکہ مَیں نے بعض عورتوں کو اُن کے گھر میں بھیجکر دریافت کیا ہے کہ اُنکی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اس بددُعا کے بعد اُن کے گھر کا تختہ اُلٹ گیا۔ مولوی محی الدین بہت جلد مکہ اور مدینہ کی راہ میں فوت ہو گئے اور اس قدر تنگی اور تکلیف دامنگیر ہوئی کہ اب صرف گداگری پر گذارہ ہے چند دیہات سے بطور گداگری آٹا لاتے ہیں تو اُس سے پیٹ بھرتے ہیں اور جس دن آٹا نہ آوے اُس روز فاقہ۔ اُن کی بیوی کہتی تھی کہ اب ہمارے پر رات پڑ گئی ہے۔ منہ

زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام اُن کا بھی جو مباہلہ کے رنگ میں تھا اُنہیں پر پڑا اور جو معنے اس کے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہونے والا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قائم مقام ہے اُسکی نسبت دُوسرا الہام ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ جس کے یہ معنی ہیں دشمن اُن کی زندگی میں ہی لاولد مریگا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہے گا۔ اور اسکی بکلّی بیخکنی کی جائے گی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی عبدالرحمٰن محی الدین صاحب شائع نہ کرتے اور جیساکہ اُن کے خط کی ابتداء میں ہی اُن کا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہلِ اسلام کی نظر میں ذلیل کیا جاؤں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں۔ اور میرے مرنے کے بعد مجھے مفتری اور کذّاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتیں بھیجتے رہیں تو خدا تعالیٰ اُنکو اس قدر جلد ہلاک نہ کرتا لیکن انہوں نے تو الہام سُناکر تمام دنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لیں اور مَیں انکی زندگی میں مع اپنے تمام فرزندوں کے مرجاؤں اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی ثابت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کے حق میں ایسی ذلت روا نہیں رکھتا۔ اور نہیں چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جائے کیونکہ اِس صورت میں وُہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خود اُنہیں کو ہلاک اور تباہ کردیا اور اس دعا کے بعد کوئی لڑکا اُن کے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزارہا لوگوں کو خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مَیں نے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انّی مھین من اراد اھانتک پس اِس میں کیا شک ہے کہ عبدالرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مجھے فرعون بنایا۔ میری بیخکنی کے لئے پیشگوئی کی۔ میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ سب مرجائینگی پس اگر مَیں پہلے اس سے مرجاتا تو اِس میں کیا شک تھا کہ اس کے تمام دوست میری موت کو اُسکی کرامت بناتے۔ اور اگر میری اولاد بھی مرجاتی تو دو کرامتیں اُن کی مشہور ہو جاتیں مگر خدا تعالیٰ نے اُنکے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دئے اور بموجب اپنے وعدے

ص ۲۵۸

انّی مھین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کے اُسکی ذلّت ظاہر کر دی اور نہ صرف اِس قدر بلکہ اُسکے الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد نہ صرف تین بیٹے اور مجھ کو دیئے بلکہ یہ بھی کیا کہ اُسکی بیوی کو لاولد رکھا اور اِس طرح پر میری عزّت کا ثبوت دُنیا پر ظاہر کیا۔ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندوں کے لئے کون غیرتمند ہو سکتا ہے۔ اُس نے میرے لئے غیرت دکھلائی۔ افسوس کہ عبد الرحمٰن محی الدین نے باوجود مولوی اور مُلہم کہلانے کے خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید لا تقف ما لیس لک بہٖ علم سے کچھ نہ ڈرا۔ تب خدا تعالیٰ کے وعدہ انّی مھین من اراد اھانتک نے اُسکو پکڑ لیا پس میرے
۲۵۹ لئے یہ ایک بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنے کیلئے ایک الہام پیش کرتا تھا۔ وہ خود ہی تباہ اور ہلاک ہوگیا۔ چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اُس کا اثر تھا اور علاوہ اسکے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اُس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں۔ پس یہی بھید ہے کہ اُسکے الہام کے بعد جس کی رُو سے وُہ میری ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا۔ خدا نے اُسی کو ہلاک کیا اور میرے پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد اُسی پر دروازہ نسل بند کر دیا۔ اور مجھے اُس کے الہام کے بعد تین بیٹے اور دئے۔ کہاں گیا اُن کا الہام انّ شانئک ھو الابتر۔ کون اس میں شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اُس کا پورا ہو جاتا اور وُہ زندہ رہتا اور مَیں ہلاک ہو جاتا اور اُس کے اولاد ہوتی اور مَیں ابتر رہ جاتا۔ تو وُہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا۔ آگے اُن کا پیرزادگی کا خاندان تھا ہی۔ پس اس کرامت سے تو لکھو کے والا اسم بامسمّٰی ہو جاتا اور لاکھوں انسان لکھو کے والہ کی طرف رجوع کرتے۔ سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں لکھ توں ککھ کر دیا اور حج کرنا بھی اُس کو مفید نہ ہُوا اور مکّہ اور مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہو گیا کیونکہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنے کے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا

ہے آخر وہ اُس کو پکڑتا ہے یا اُس کے مقابل پر کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشانِ قدرت دِکھلاتا ہے۔ سو چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کیلئے تمام مسلمانانِ پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا یہ مفتری ہے کذّاب ہے۔ منافق ہے۔ کافر ہے۔ فرعون ہے۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جڑ دیا کہ خدا اسکو تباہ کریگا۔ ہلاک کریگا۔ اس کی اولاد بھی مرجائے گی اور کوئی ان میں سے نہیں رہیگا۔ اِس لئے وُہ اپنے غلوّ سے اِس لائق ہوگیا
۲۶۰ کہ خدا کا الہام انّی مھین من اراد اھانتک اس کی ذلّت ظاہر کرے۔ سو اِس سے زیادہ کیا ذلّت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اگر مَیں اس کے الہام کے مطابق فرعون تھا تو چاہیئے تھا کہ مَیں اس کے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وُہ۔ اور نیز اس کے الہام میں یہ تھا کہ مَیں بے اولاد رہوں گا۔ خدا نے اُس کی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دئے۔ پس اِس میں بھی اُس کی ذِلّت ہے کہ اُس کے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔

اور یہ جو مَیں نے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہی تو کبھی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہی کہ جب آتھم شرطی میعاد کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وُہ میعاد کے اندر نہیں مرا حالانکہ اُس نے شرطِ الہام پُوری کر دی تھی کیونکہ اُس نے ساٹھ یا ستّر لوگوں کے رُوبرو دجّال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور شرط کو پُورا کر دیا تھا مگر پھر بھی جن کی طینت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے لیکھرام کے مارے جانے کا نشان دِکھلایا۔

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہوگیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُسکے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہی کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وُہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دُوسرے

لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دُوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دُوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دُوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہُوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔

۱۶۱۔ نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہو گیا کہ اُن کے کسی مُرید نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پُوچھنا چاہیئے اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہُوا سلامت بر تو اے مردِ سلامت اور وُہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور اُن کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔ میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔ ۳۶۱

۱۶۲۔ نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خُون کا مقدمہ دائر ہُوا اس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے۔ اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریّت ہے اور جب اِس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہو گئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خُون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صُورت خطرناک ہو گئی تو مجھے الہام ہُوا مخالفوں میں پھُوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذِلّت اور اہانت۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہُوا کہ مخالفوں میں

پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کرنے کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دئے جس سے میں بری کیا گیا۔ اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳۔ **نشان**۔ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب نمرود کا حاشیہ لکھتے ہوئے میرے حق میں ان الفاظ سے بد دعا کی مرزا غلام احمد و حزبہ کسرھم اللہ تعالیٰ یعنی خدا اس شخص مرزا غلام احمد اور اُسکے گروہ کو توڑ دے۔ سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ مولوی نور احمد مع اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی خدا یار تھے مر گیا۔ مجھے خدا نے تین بیٹے اور دئے۔

۱۶۴۔ **نشان**۔ ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔ میں نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اس کو یہ وعدہ دیا کہ چالیس۴۰ روز تک خدا تعالیٰ میرا کوئی نشان دکھائے گا۔ سو ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظاہر ہوگیا۔ تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اس کا نشان نہ ملا کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۱۶۵۔ **نشان**۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کلام افصحت من لدن رب کریم یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اُسی وقت اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے

اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب مَیں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور مَیں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا
لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہوگی سُبحان اللہ ۳۶۳
اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھُل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دِکھلایا اور کوئی اِس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶۔ **نشان**۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے مَیں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس ۲۵ برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ اِن عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اِسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا مَیں دُعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اِن امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چار پائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اُس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے۔ تب مَیں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اُسکے سینہ پر مارا اور کہا کہ دُور ہو تیرا مجھ میں حصّہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اسکے وُہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وُہ دردِ شدید بالکل جاتی رہی صرف دورانِ سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دُوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔ ۳۶۴
ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رُو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے۔ سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین۔ یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا۔ تو الہام ہوا۔ السَّلام علیکم۔ سو ایک عمر گذری کہ مَیں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمد للّٰہ۔

۱۶۷۔ **نشان**۔ تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نو مسلم لدھیانوی کی نسبت الہام ہوا تھا۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔ دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اُس وقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر سولہ ۱۶ یا پندرہ ۱۵ برس کا موجود تھا بعد اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ ۱۳ برس کے ایک بچہ بھی اُس کے گھر میں نہیں ہوا۔ اور پہلا لڑکا اُس کا بموجب الہام موصوف کے اِس قابل نہیں کہ اس سے نسل جاری ہو سکے۔ پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت

ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود۔ ٭

۱۶۸۔نشان۔ میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہونگی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وُہ وحی الٰہی اخبار بدر الحکم میں شائع کر دی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی مگر دوسرا حصہ اُس کا یعنی سخت زلزلے ابھی اُن کی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہیئے۔

۱۶۹۔نشان۔ جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اِس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سیّد مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ وُہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مُنہ اور دونوں پَیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اُسکی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے اور مَیں اُس کیلئے دُعا کرتا رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اِس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب ۳۶۵

٭ اگر سعد اللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں ہے جو الہام اِنّ شانئک ھو الابتر سے پہلے پیدا ہو چکا تھا جسکی عمر تخمیناً تیئس برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اس قدر عمر گذرنے اور استطاعت کے اب تک اُس کی شادی نہیں ہوئی اور نہ اُس کی شادی کا کچھ فکر ہے اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ سعد اللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر میں اولاد پیدا کر کے دکھلا دے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اور اولاد حاصل کرا کر اُس کی مردمی ثابت کرے اور یاد رکھے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو۔ یقیناً وُہ ابتر ہی مرے گا جیسا کہ آثار نے بھی ظاہر کر دیا ہے۔ منہ

مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وُہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دُعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تُو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دُعا کا سبب ہے کہ اب تُو اچھی ہو جائے گی۔

۱۰۷ **نشان**۔ مندرجہ البدر نمبر ۲۴ جلد ۲ میں یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے قبل از وقوع اخبار البدر میں درج ہو چکی ہو اور بعد میں ویسی ہی ظہور میں آئی اور وُہ یہ ہے کہ رات کے وقت جو ۲۸ رجون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد کی رات تھی یعنی وُہ رات جس کے بعد پیر کا دِن تھا اور ۲۹ رجون ۱۹۰۳ء تھی میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا۔ سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا جو مع اُن معنوں کے جو اخبار البدر میں ساتھ ہی قبل از وقت شائع کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الذین اتَّقَوْا وَ الَّذِیْنَ ھُمْ محسنون۔ فیہ اٰیات للسَّآئِلین۔ اسکے یہ معنی سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اُس کے ساتھ ہوگا اور اُس کو فتح اور نصرت نصیب کریگا کہ جو پرہیز گار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کے وہ سچے خیر خواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کیلئے طیار ہیں۔ سو انجام یہ ہے کہ اُن کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ تب وُہ لوگ جو پُوچھا کرتے ہیں جو اِن دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے۔ ۳۶۶

ان کے لئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔
دیکھو پرچہ اخبار البدر نمبر ۲۴ جلد ۲

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہوکر وہ سزایاب ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات جو فتح پانے والے کیلئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہمارے نصیب ہوئیں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۱۷۱ نشان ۔ آج کی ڈاک میں ۲۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو بروز چارشنبہ موضع دوالمیال ضلع جہلم سے مجھے ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک بڑے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب حکیم کرم داد صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دوالمیال ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادن خان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا ایک اقرار نامہ بطور مباہلہ کے بھیجا ہے جس اقرار نامہ میں اُن کی ایک پیشگوئی میرے مرنے کی نسبت ہے جس پر گاؤں کے نمبرداروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں درج ہیں۔ سو پہلے حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائے گا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی۔ اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دوالمیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اس لئے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اُسکو پوری تسلّی نہ ہو تو موضع دوالمیال میں جاکر ہر ایک شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو چھپا سکے۔ اب ہم ذیل میں حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرارنامہ اور آخری نتیجہ اس پیشگوئی کا درج کرینگے اور ہم خدائے قدیر وکریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے۔ ۳۶۷

حکیم کرم داد صاحب کا خط

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان ہمارے گاؤں میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اس گاؤں کے بچے بھی جانتے ہیں ان میں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اس جگہ مرزا نام ایک شخص اپنے آپکو صاحب الہام اور کشف سمجھتا تھا وہ ، رمضان ۲۱ھ میں ایک دن صبح کیوقت پندرہ بیس آدمی اپنی مسجد کے ہمراہ لیکر حافظ شہباز صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ مَیں تمہارے مقابلہ کیلئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ راقم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اِس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ راقم۔ اُن کو جھوٹا سمجھنے میں آپکے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ مَیں صاحب الہام ہوں اور بارہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ تُو مہدی آخر الزمان کے پہلے درجے کے مخلصین میں سے ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گزر چکا ہے اور مَیں اب تک مخالف ہوں اس لئے مَیں اپنے الہام کی بناء پر اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے خروج مہدی کے زمانہ کا ایک نشان بھی دکھلایا گیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جاکر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی مَیں نے ابتک مشاہدہ نہیں کی جو مَیں مرزا صاحب کو مان لوں۔ راقم۔ فقیر صاحب آپ کا یہ الہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا مصدّق اور مؤیّد ہے پھر آپ اُنکو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپکے الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور پنجاب میں ہوگا ورنہ آپ پہلے درجہ کے مخلصین میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر مہدی کا ظہور عرب میں مانا جائے تو اس صورت میں آپکا نمبر بہت پیچھے رہ جاتا ہے یا آپ مہدی کا چرچا سُنکر مغرب میں جاوینگے یا آپ کی الہامی کشش مہدی کو پنجاب میں لائے گی۔ دونوں صورتوں میں آپ پہلے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور جو آپنے روشنی دیکھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کی طرف ہے اور جناب مرزا صاحب کی تعلیم سے ممالک مغربیہ میں توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپکو مرزا صاحب کے مخلصین میں شامل ہونا چاہیئے۔ فقیر صاحب۔ مَیں شامل نہیں ہوتا کیونکہ آج رات مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں عرش کے ۳۶۸

پاس کھڑا ہوں اور مجھے کہا گیا کہ اِس رمضان کی ۲۷؍تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک سخت آفت نازل ہوگی میں نہیں سمجھتا اس آفت سے مراد موت یا کوئی ذلّت ہے جس سے اسکا کام درہم برہم ہو کر اس کا نام و نشان مٹ جائیگا اور تمام دُنیا اِس حالت کو دیکھے گی۔ اگر میری یہ پیشگوئی غلط نکلی تو مَیں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو طیار ہوں تم میری اِس پیشگوئی کو اخبار بدر یا الحکم میں شائع کرادو۔ اور مجھ سے اقرار نامہ لکھا لو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو حاضرین مجلس سُنتے ہیں کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کر رہے ہو۔ راقم نے اس ملہم صاحب سے دیگر حاضرین مجلس کے کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وُہ اقرار نامہ یہ ہے :۔

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس میں پیشگوئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

منکہ مرزا✝ ولد فیض بخش قوم اوان سکنہ دوالمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا ہوں۔ مَیں اِس اقرار کو رُوبرو اشخاص ذیل لکھ دیتا ہوں کہ مَیں نے بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور خود عرش معلّٰی تک میرا گذر ہُوا اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور الہام کے ذریعہ مجھے جتایا گیا کہ میرزا غلام صاحب کا سلسلہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاویگا اور بڑے سخت درجہ کی ذلّت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھیگی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی یعنے اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ تک قائم رہا یا ترقی کی تو مَیں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگساری سے قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے وارثان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں ۳۶۹
کسی قسم کی حُجت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہذا مَیں یہ چند سطور بطور

✝ یہ اصل اقرار نامہ دستخطی فقیر مرزا جس میں معتبر اور معزز اشخاص کی گواہیاں اور مُہریں اور انگوٹھے لگے ہوئے ہیں۔ حکیم کرم داد صاحب نے میرے پاس بھیج دیا ہے جو اسجگہ بحفاظت رکھا گیا ہے تا ہر ایک شک کرنیوالے کو دکھلایا جائے۔ منہ

اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کل مجھے انکار کی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اِس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے۔ خصوصاً میرے اہلِ شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرت ناک نظارہ ہے۔ پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاویگا۔ المرقوم ۷ ر رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ ہجری۔

العبد فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکنہ دوالمیال نشان انگوٹھا	ملک شیر ولد قطب سکنہ دوالمیال بقلم خود کریم بخش	ملک فتح محمد بقلم خود 〃
حافظ شہباز بقلم خود سکنہ ایضاً	حوالدار محمد خان سکنہ ایضاً	ملک محمد بخش ولد ہلال سکنہ ایضاً
ملک سمند خان ولد محمد خان سکنہ 〃	ملک دوست محمد ولد شکور سکنہ 〃	ملک اعظم سکنہ ایضاً
ملک سخی دتہ ولد ملک لال سکنہ 〃	ملک خدا بخش ولد امام سکنہ ایضاً	ملک محمد علی ولد بہادر بخش سکنہ ایضاً
ملک گھیبا ولد بختاور سکنہ 〃	ملک اللہ دتہ ولد عمر سکنہ ایضاً	ملک عبد اللہ ولد شاہولی سکنہ 〃
ملک غلام محمد ولد دولہ سکنہ 〃	ملک نور محمد ولد دراب سکنہ 〃	ملک مدو ولد معز اللہ سکنہ 〃
ملک غلام محمد ولد صوبہ دار احمد جان	ملک بہادر ولد کرم سکنہ ایضاً	راجہ نمبردار دوالمیال

بہادر نمبردار دوالمیال وغیرہ باشندگان دوالمیال (مہر) — کرم داد احمدی دوالمیال عفی عنہ

حق و باطل میں فیصلہ ہوگیا تمام گواہوں کے رُوبرو

جھوٹے ملہم کو اللہ تعالیٰ دُنیا سے بہت جلد اُٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا الٰہی قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا اس اقرار نامہ کا مقر مسمّی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرکے انکے نابود اور فنا ہونے کی پیشگوئی کر چکا تھا پورے ایک سال کے بعد اسی رمضان کی، تاریخ ۱۳۲۲ھ میں جس میں اقرار نامہ لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے اسکی عورت بھی مر گئی اور خود اُسکے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا لہٰذا ہمارے اہلِ دیہہ کو اِس واقعہ سے عبرت چاہیئے اور حضرت اقدس کی صداقت پر ایمان لاویں۔

المرقوم ۷ ر رمضان ۱۳۲۲ھ

ص۲۷ راقم عاجز نے اِس اقرار نامہ کو بغرض اشاعت دار الامان میں بخدمت بابو محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر البدر کے روانہ کیا۔ انہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے واپس کر دیا۔ گرد نواح کے علاقہ میں بھی اِس پیشگوئی کی شہرت ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہیئے اب کون جیتتا ہے۔ مرزا قادیانی یا مرزا دوالمیالی۔ بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی کیلئے دُعائیں مانگنے لگے۔ ایک دن ایک ہندو سارجنٹ فقیر صاحب کو سراج الاخبار پڑھ کر سُنا رہا تھا کہ حکیم فضل دین سخت بیمار ہے چارپائی اُٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں۔ اِس خبر کے سُننے سے مُلہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور اسکے آثار ظاہر ہو پڑے ہیں مگر بیچارے کو کیا معلوم کہ ادھر میری ہی تباہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ علاقہ میں طاعونی لشکر نے ڈیرے لگا دیئے۔ مُلہم صاحب کو اپنے الہامات پر اسقدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلہ طاعون سے محفوظ رہیگا۔ جب دُوسرا رمضان آیا تو اُس کے محلہ میں طاعون شروع ہوگئی۔ اُس وقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے۔ ایک ملہم دُوسری ملہم کی بیوی تیسری لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ۔ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہوگیا پھر خود فقیر صاحب ۵ یا ۶ رمضان ۱۳۲۲ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہوگئے ساتھ ہی زبان بند ہوگئی شدّتِ دم اور حبسِ دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ آخر پُورے ایک سال کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنے ۷ رمضان ۱۳۲۲ھ کو ہلاک ہوگیا۔ دو لڑکیاں جو پیچھے رہ گئی تھیں وُہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہوگئیں۔ راقم کو علاج کے واسطے بُلا کر لے گئے۔ مَیں اُن کی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔ علاج کرانے والوں کو کہا کہ اِس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے تم اپنی ہمشیرہ کو گھر لے جاؤ۔ وُہ گھر میں لے گئے اور مریضہ کچھ دن بعد اچھی ہوگئی۔ جو مُلہم کی لڑکی تھی وہ اُسی گھر میں دُوسرے روز باپ سے جا ملی اور بجائے ۲۷ رمضان کے ۷ رمضان کو حضرت مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دوالمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہوگیا۔

دُوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کُتّے نے

کاٹا اور یہ لڑکا اُس کُتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا۔ اُسی دیوانے کُتے نے راقم کے لڑکے عبد المجید کو بھی کاٹا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سیّد صاحب کو لے آئے کہ یہ کڑا ڈال کر طاعون کو روکے گا۔ خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہوا۔ دوسرے روز صبح کے وقت خاکسار کا لڑکا عبد المجید بیمار ہو گیا۔ ذراسی آواز اور آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ الامان۔ عضلات تنفس کے تشنج سے دمکشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب دم ختم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اس لئے ہر ایک یہی کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے۔ راقم عاجز بھی طب کی رُو سے عبد المجید کو مُردہ تصوّر کر چکا۔ اُدھر مخالفوں کے طعنے کہ دیکھا بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے۔ الغرض اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا۔ تب سجدہ میں گر کر دُعا کرنے لگا کہ اے بیکسوں اور عاجزوں کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تُو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مُرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں۔ سوائے میرے خدا تُو اس لڑکے کو صحت بخش تاکہ یہ مُردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو۔ اس دُعا کے بعد اُن علاماتِ منذرہ میں تخفیف ہونے لگی۔ یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی۔ الحمد للہ۔ ص ۳۷۱

اس نشان کو ہمارے گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے۔ مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبد المجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کُتے کا لڑنا* اور پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کُتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا۔ یہ سب کچھ ہمارے گاؤں کے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس ہو۔ پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اے خدا کے پیارے رسول۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مُردہ کے زندہ ہونے کا معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا۔ دُعا فرمائیے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دُوسرے بھائیوں کو آپکی فرمانبرداری میں موت دے اور حشر نشر میں ہم آپکے ساتھ ہوں۔ آمین۔ راقم آپکا خادم کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

* یعنی کاٹنا۔ من المؤلف۔

ص۳۷۲ **۱۷۲۔ نشان**۔ ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کیلئے بُلایا ہے اور مَیں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے۔ تب اس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اس کے کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اُسی وقت سُنا دیا۔ چنانچہ اُن میں سے خواجہ کمال الدین بی اے پلیڈر اور اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اُسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کیلئے میرے نام آگیا۔ جب مَیں گواہی کیلئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور حلف دینا بھول گئے۔ جب کُل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا۔ اس دُوسرے حصّہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیویٹ سکرٹری نواب صاحب بھوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۱۷۳۔ نشان۔ چراغ دین ساکن جموں جب میری بیعت سے مُرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا۔ تو اُس نے صرف گالیوں پر بس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعویٰ کیا اور عام طور پر لوگوں میں شائع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھے الہام ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز دجّال ہے۔ تب مَیں نے اپنی کتاب دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء کے صفحہ ۲۳ کے حاشیہ پر وہ الہام شائع کیا جو چراغ دین کی نسبت مجھ کو ہوا اور وُہ یہ ہے اِنّی اذیب من یریب اور اُردو میں اسکی نسبت یہ الہام ہوا مَیں فنا کر دُونگا مَیں غارت کر دُونگا مَیں غضب نازل کرونگا اگر اُس نے یعنی چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور مامور من اللہ ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی۔ یہ پیشگوئی چراغ دین کی موت سے تین برس پہلے کی گئی تھی جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے۔ اور مجھے اِس وقت یاد نہیں کہ مَیں پہلے بھی اِس پیشگوئی کو لکھ آیا ہوں یا نہیں
ص۳۷۳ اگر پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اِس کتاب میں گذر چکا ہے اور اِس جگہ اِس نشان کا مکرّر لکھنا

دُوسری پیشگوئی کی تصریح کے لئے ضرور تھا بہرحال اِس پیشگوئی سے تین برس بعد چراغ دین مرگیا۔ اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اُس کی مَوت ہُوئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے رسالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں یہ پیشگوئی لکھّی ہے اور اِس پیشگوئی کا ہم پہلو نشان چراغ دین کا خود اپنا مباہلہ ہے اس لئے ہم وہ نشان الگ طور پر اِس پیشگوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

۱۷۴۔ **نشان۔** یہ نشان چراغ دین کے مباہلہ کا نشان ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جبکہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص دجّال ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہُوا کہ وہ اِس دجّال کو نابود کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اُسکو اپنا عصا دیا ہے تا اُس عصا سے اس دجّال کو قتل کرے تو اُس کا تکبّر بہت بڑھ گیا۔ اور اُس نے ایک کتاب بنائی اور اُس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجّال ہوں اور پھر جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گذر گیا تو اُس نے مجھے دجّال ثابت کرنے کیلئے ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وُہی دجّال ہے جس کے آنے کی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضبِ الٰہی کا وقت اُس کیلئے قریب آگیا تھا اِس لئے اُس نے اس دُوسری کتاب میں مباہلہ کی دُعا لکھی اور جناب الٰہی میں دُعا کرکے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دے کر خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ تُو اِس فتنہ کو دُنیا سے اُٹھا دے۔ یہ عجیب قدرتِ حق اور عبرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مباہلہ اُس نے کاتب کے حوالہ کیا تو وہ کا پیاں ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ دونوں لڑکے اُسکے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہوکر مرگئے اور آخر ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو لڑکوں کی موت سے دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہوکر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون۔ جو لوگ اُسوقت حاضر تھے اُن کی زبانی سُنا گیا ہے کہ وہ اپنی مَوت کے قریب کہتا تھا کہ "اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا ہے۔" چونکہ اسکی وہ کتاب چھپ گئی ہے جس میں وہ مباہلہ ہے اس لئے ہم اُن لوگوں کیلئے جو خدا تعالیٰ سے ص۳۷۴

ڈرتے ہیں وہ مباہلہ کی دُعا ذیل میں لکھتے ہیں اور یہ محض اِس غرض سے ہے کہ اگر اِس نشان سے ایک شخص بھی ہدایت پائے تب بھی انشاء اللہ القدیر ہمیں ثواب ہوگا۔ اور چونکہ چراغدین کے اصل مسوّدہ مباہلہ پر جو اُسکی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کی گئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دُعا جلی قلم سے لکھی جاوے اِس لئے اگرچہ ہم اس کی دُوسری باتوں کے مخالف ہیں تاہم اُس کی اِس درخواست کو منظور کرکے مباہلہ کی دُعا جلی قلم سے لکھوا دیتے ہیں کیونکہ وُہ وصیّت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضائقہ ہے کہ ہم اُسکی وصیّت کو مان لیں اور وُہ مباہلہ کی دُعا یہ ہے:۔

الدُّعَاء

اَے میرے خُدا اے میرے خدا مَیں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان و زمین اور ماسوا اُنہما کا تُو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے اور آسمان و زمین ماسوا اُنہما کے ہر ایک ذرّہ پر تیرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تُو سب کا ابتداء اور انتہاء ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سُنتا اور اُنکی حاجتیں برلاتا اور آسمان و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرّہ بھی ٹل نہیں سکتا اور انبیاء اولیاء شاہ اور گدا۔ ملائک اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے اُمیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں ہیں اور تُو ہی اکیلا اِس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی رُوحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین و ماسواء اُنہما کے درمیان عبادت اور توکّل یا محبّت کے لائق اور کوئی معبود نہیں اور جس قدر معبود لوگوں نے ٹھیرائے ہوئے ہیں خواہ وُہ بُت ہیں یا رُوح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی اجسام وُہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں اِن میں سے ایک بھی پرستش اور توکّل اور محبّت کے لائق نہیں بلکہ آسمان اور زمین اور ماسواء اُنہما کے درمیان عبادت اور توکّل اور محبّت کے لائق تُو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خُدا ہے تیرا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے ص۲۷۵

نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزّہ ہے اسلئے تمام محامد تقدیس اور ستائش اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ جسمانی اور رُوحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیّین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقا وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد جی اُٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جائینگے۔

اب اے میرے خدا مَیں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ تُو جانتا ہے کہ مَیں وُہی شخص ہوں جس کو تُو نے بلا کسی استحقاق محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیّت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدّس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کیلئے اہلِ دُنیا میں سے چُن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور تُو نے ہی میرے ہاتھ سے وُہ رُوحانی منارہ جسپر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے اور تُو نے ہی مجھ سے نزول عیسٰی کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنے کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تُو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وُہ علم بخشا ہے جس سے نصاریٰ و اہلِ اسلام یا قرآن و انجیل کا باہمی اختلاف دُور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے ہاں وُہ نزول ابن مریم کا ایک رُوحانی راز تھا جو مُدّت ہائے دراز سے اہلِ دُنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کیلئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تُو اب اپنی مخلوق پر حجّت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو کُل دینوں پر غالب کر دیگا پس اے میرے خدا تُو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ مَیں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہلِ دُنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجّت کر رہا ہوں لیکن اے ۳۷۶

میرے خدا تُو خود جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دُنیا میں ایک شخص نبوّت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیاء مَیں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزولِ ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ طاعون اور زلزلے بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں تاکہ میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں ⊕۔ اور کہتا ہے کہ مَیں خدا کی مجسّم قُدرت ہوں اور نجات میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وُہ کافر اور مردُود اور اُسکے اعمالِ حسنہ نامقبول اور وُہ دُنیا میں معذّب اور آخرت مَیں ملعون ہوگا۔ اور کہتا ہے کہ اب کے موسم بہار یا کسی اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جسے زمین کو انقلاب پیدا ہوگا۔ اور اہلِ دُنیا مہدی کے سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ اِس لئے اے میرے خدا دنیا کے دِل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہے اور تیرے دین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوّت اور رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر ٹھیرایا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وُہ کیسا ہی مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور دین کے لئے اس کی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور[*] ایسا ہی اے میرے خدا تیرے مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السّلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اس کی شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وُہ کلمۃ اللہ اور رُوح القدس گنہگار تھا اور مَیں اُس سے بہتر ہوں۔ پس اے میرے خدا اب تُو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدس نبیوں کی عزّت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو

⊕ یہ عجیب کلمہ چراغدین کے منہ سے میری نسبت نکلا ہے کہ خدا میرے مخالفوں کو طاعون اور زلزلہ سے ہلاک کریگا۔ سو چراغ دین اپنے اس کلمہ کے مطابق طاعون سے ہلاک ہوگیا اور کیا تعجب کہ آئندہ کوئی مخالف زلزلہ سے بھی ہلاک ہو۔ منہ المؤلف۔

* نقل مطابق اصل۔

دنیا پر سے اُٹھا* اور اہلِ دُنیا کو حق کی طرف توجہ دلا اور اُن کو اتباع کی توفیق عنایت کر اور
مدعی نبوت کی دقیق عمیق پالسی دریافت کرنے کیلئے ان کی بصیرتوں کو تیز فرما اور اہلِ دنیا کو ص۲۷۷
تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور ان کو ہر طرح سے
امن اور چین عطا فرما کیونکہ تُو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا
تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہیں بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت
خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے امید وار۔ اِس کے بعد اے میرے خدا میں یہ بھی
التماس کرتا ہوں اور میری رُوح تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں
تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تُو اِس سلسلہ کی صداقت کو جو تیرے ہی حکم
اور منشاء کے مطابق تیرے مقدس دین و اسلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں
کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے اہلِ دُنیا پر ظاہر کر دے اور اُن کی بصیرتوں کو
روشن کر اور اُن کو اتباع حق کی توفیق بخش تاکہ تیرا جلال ظاہر ہو۔ اور تیری مرضی جیسی کہ
آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو۔ کیونکہ اے میرے خدا تُو جانتا اور دیکھتا ہے کہ میں
ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کہہ نہیں سکتا اور دِلوں پر اثر
ڈالنا اور حق کی پہچان میں ان کی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اِس لئے اگر تیری امداد
میرے شامل حال نہ ہوگی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں۔
پس اے میرے خدا تُو اِس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض
کے لئے یہ جاری کیا گیا ہے اس کو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً
اور اہلِ اسلام پر خصوصاً کھول دے اور اُن کو اِسکے اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تُو قادر ہے۔
اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرّہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک ذرّہ
حرکت کر سکے لہٰذا تُو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات اَنہونی اور محال نہیں اور

---

* یعنی اس شخص کو جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ہلاک کر۔ منہ

تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر مبدل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے۔ تیرے ہی حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے تو ہی دنیا میں ص۳۰۸
انقلاب ڈالتا۔ کسی کو شاہی تخت پر اور کسی کو تودہ راکھ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے۔ تو ہی اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کر۔ آمین ثم آمین*

یہ ہے عبارت چراغدین کے مباہلہ کی جس میں وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھیرا کر اور مجھے دجّال قرار دے کر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر میرے اُٹھائے جانے کی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما سو الحمد للہ کہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھا دیا۔ اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جمائی گئی تھی کہ ۴ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اس کے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہیں خدا کے کام۔ یہ ہیں خدا کے معجزات۔ یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار*

۱۷۵۔ نشان۔ ایک دفعہ پنڈت شو نارائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر ہند کا ایک خط لاہور سے آنیوالا تھا جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ میں براہین احمدیہ کے تیسرے حصّہ کا ردّ لکھونگا جس میں الہام ہیں اور ایسا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُس خط کے پہنچنے سے پہلے اُسی دن بلکہ اُسی ساعت جبکہ وہ لاہور میں اپنا خط لکھ رہے تھے مجھکو اُس خط سے بذریعہ کشف اطلاع دیدی اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آگیا اور میں نے اُس کو پڑھا اُسوقت اُن آریوں کو جن کا کئی دفعہ ذکر آچکا ہے اس خط کے مضمون سے اُسی دن خط آنے سے پہلے مطلع کر دیا۔ اور دوسرے دن اُن میں سے ایک آریہ ڈاک خانہ میں خط لینے کو گیا اور اُسکے رُوبرو ڈاک کے تھیلہ سے وہ خط نکلا اور جب پڑھا گیا تو بلا کم و بیش وہی مضمون تھا

جو مَیں نے بیان کیا تھا تب وُہ آریہ لوگ نہایت حیرت میں اور تعجّب میں رہ گئے وُہ اب تک زندہ موجود ہیں اور حلف دینے سے راست راست بیان کرسکتے ہیں۔

۱۷۶۔ نشان۔ رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں مَیں نے لکھا تو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مَیں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کرسکے گا۔ تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ۔نے یہ لاف و گزاف مشہور کی کہ گویا وُہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائے گا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ منعہ مانع من السماء یعنی ایک مانع نے آسمان سے اُسکو نظیر پیش کرنے سے منع کردیا تب وُہ ایسا ساکت اور لاجواب ہوگیا کہ اگرچہ عوام الناس کی طرح اُردو میں بکواس کرتا رہا۔ مگر عربی رسالہ کی نظیر آج تک لکھ نہ سکا۔ ص۳۷۹

۱۷۷۔ نشان۔ میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے۔ اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی۔ ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دِکھلایا گیا۔ جو اِس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے اور مجھے دکھایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کیلئے دُعا کی ہے اور مغربی حصّہ کی زمین اُفتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سُنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہُوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصّہ میں آگئے اور اُنکے بعض حصّوں میں مکانات مہمانوں کیلئے بنائے گئے حالانکہ اُن سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کرسکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئیگا۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴۶ و ۴۷ جلد ۶٭ والحکم نمبر ۳ جلد ۸

۱۷۸۔ نشان۔ ایک دفعہ خلیفہ سیّد محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کے وقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دُعا کریں چونکہ انہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اس لئے اُن کے لئے دُعا کی گئی۔ تب

٭ اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں تھا اب درج کردیا گیا ہے۔ ناشر

منجانب اللہ الہام ہوا :۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

اس دُعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وُہ مشکلات اُن کے دُور کر دیئے اور انہوں نے ۳۸۰
شکر گذاری کا خط لکھا۔ اس واقعہ کا وُہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہوگا
اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اُس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب
علی محمد خان مرحوم رئیس جھجر نے بھی اس کو اپنی یاد داشت میں لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔ نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور کذّاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ اُن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ **معنی دیگر نہ پسندیم ما۔** جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو ردّ کر دیا اور یہ لکھا کہ کذّاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وُہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وُہ پُر تکلّف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۷ جلد ۹[۱] ۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰۔ نشان۔ ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے الہام ہوا یریدون ان یطفؤا نورک ویتخطّفوا عرضک وانّی معک ومع اھلک یعنی دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نُور کو بجھا دیں۔ اور تیری آبرو ریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور اُنہی دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے۔ مَیں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اُسکی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سانڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی

[۱] اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں تھا اب درج کر دیا گیا ہے۔ ناشر

راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اُس کو مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دُوسرا حملہ آور ہوُا اور اُسکو بھی مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اِس شدّت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھکر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور مَیں اُسکے ساتھ رگڑ کر اُسکے پاس سے گذر گیا۔ اِسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو مَیں پڑھتا جاتا اور دَوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اِس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اُسکے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم سنہ ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر ۲۴ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اُسکے تھے۔ آخر کار بموجب وعدہ الٰہی وُہ مقدمہ اُس کا خارج ہوُا۔ دیکھو پرچہ اخبار الحکم سنہ ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶ ✠ ۳۸۱

۱۸۱۔ نشان۔ ✱ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پَیدا ہوگی اور مر جائیگی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی۔ اور یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت

✠ مولوی کرم دین کے متعلق ایک پیشگوئی مفصّل طور پر اخبار الحکم میں قبل از وقت شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک فوجداری مقدمہ میں عدالت ماتحت میرے برخلاف فیصلہ کریگی اور پھر عدالت عالیہ سے میری بریّت ہو جائیگی چنانچہ کرم دین نے جب گورداسپور میں میرے پر فوجداری مقدمہ کیا تو عدالت ماتحت یعنی آتما رام کے محکمہ سے پانسو روپیہ جرمانہ میرے پر ہوُا۔ پھر عدالت عالیہ یعنی صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے وُہ حکم منسوخ ہو کر عزت کے ساتھ میری بریّت ہوئی اور حاکم مجوّز نے لکھا کہ لفظ کذّاب اور لئیم جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وُہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وُہ ان الفاظ کا مستحق تھا ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئی وقت سے بہت پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

✱ یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اس جگہ مزید تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ

میں ہی مرجائے گی۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مرگئی۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۵ء کو مقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضلداد خان نمبردار چنگا جو میرا ہمقوم اور رشتہ میں سے تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آکر مجھے معہ دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا۔ اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے۔ پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا میں نے اُس کو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا۔ اور ۳۸۲ اُس کے بھڑکانے سے عوام کو میں نے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اِس امر کا کیا علاج ہو۔ اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونے والا ہے۔ تب میں نے اس کو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر مَیں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تُو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اُسی وقت مسجد سے باہر آگیا اور لوگ منتشر ہوگئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضلداد خان) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہوگیا اور دس ماہ کے اندر ۴ ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رُعب پھیل گیا تھا۔ اور میں نے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سُنا کہ اس شخص کی

موت بطور نشان ہوئی ہے۔ العبد

خاکسار محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ ۱۳؍ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ مباہلہ و موت فضلداد خان نظام الدین درزی نشان انگوٹھا	گواہ شد فضل خان بقلم خود بیان مذکور بالا صحیح ہے۔	گواہ شد شاہولی خان بقلم خود بیان مذکورہ بالا صحیح ہے۔

۱۸۳۔ نشان۔ وہی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کریم اللہ نام جو ڈاک خانہ جات حلقہ گوجر خان کے انسپکٹر تھے ماہ جون ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا میاں غلام نبی سب پوسٹماسٹر چنگا کے مکان پر اُترے اور مَیں اُن کو معزّز اور خواندہ سمجھ کر اُن کے پاس گیا تب انہوں نے مجھے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سُبک الفاظ کہنے شروع کئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے الفاظ کے استعمال کئے اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گاؤں کے بہت لوگ جمع ہو گئے۔ ۳۸۳ مَیں نے اُس کی باتوں کا مہذبانہ جواب دیا۔ اور اُس نے حضور کی نسبت ٹھٹھا اور استہزاء کرنا شروع کیا اور مجھے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے۔ مَیں نے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی بیہودہ ہے۔ میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اُس کو سزا دیگا۔ مَیں یہ کہہ کر اس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد سُنا گیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سا مال عزیز اُس کا چوری گیا۔ بعد اسکے گوجر خان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اُس کی شکائتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اس کے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

العبد

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

گواہ شد نظام الدین خیاط	گواہ شد شاہولی خان بقلم خود	گواہ شد فضل خان بقلم خود

۱۸۴۔ **نشان**۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سیّد محمد اسمٰعیل کا جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن ہے پٹیالہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہوگیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر اُن کو اِس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائے گی تو اندیشہ جان ہے۔ تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور مَیں نے اِس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ ۳۸۴ کے کسی کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی۔ اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو ردّ کر دیا۔

۱۸۵۔ **نشان**۔ بعض نشان اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی۔ کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسّر آتا ہے اِسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پَیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ مَیں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا۔ تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا۔ اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا۔ اور

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔ اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔ دشمنوں کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معًا پورے ہوجاتے ہیں۔ دشمن کا تو دل بھی دُور ہوتا ہے اور جسم بھی دُور۔

۱۸۶۔ نشان۔ ایسا ہی عرصہ قریبًا تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہوکر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو! یہ کشف میں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریبًا دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریبًا ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریبًا چار برس کی تھی اُسوقت مَیں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہورہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُسکے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی۔ بعد اسکے نیم بیہوش کی طرح ہوگیا اور وہاں سے کنوآں قریبًا پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا مَیں نے اُسکو گود میں اُٹھالیا اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا مَیں تیز قدم اُٹھا کر اور دَوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُسکے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو مَیں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے مَیں نے بہت پِسا ہوا

نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا۔ پس اس طرح پر خدا نے اُس کو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۱۸۷۔ **نشان**۔ میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مدّت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُن کی وفات مقدّر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اِس پیشگوئی کی خبر دے دی جو اَب تک زندہ ہیں۔ پھر شام کے قریب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ص۳۸۶

اِن تمام پیشین گوئیوں میں جو اِس جگہ لکھی گئی ہیں۔ مَیں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں جن کے رُوبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اِس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اِس قدر اِسمیں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پُورا ہو جائے مگر تین روز سے مَیں بیمار ہو گیا ہوں اور آج اُنتیس ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اِس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ مَیں لکھنے سے مجبور رہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصّہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو ۳۰۰ نشان یا زیادہ اِس سے لکھے جاوینگے۔ بالآخر اِس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلّی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعوےٰ کرتے ہیں تو اُس کے لئے یہ دُوسری راہ کُھلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے۔ اور دُوسری طرف مَیں وہ تمام

امورِ غیبیہ جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے دو اخباروں میں شائع کروں۔ اور دونوں فریقوں کے لئے شرط یہ ہے کہ جو الہام اخباروں میں درج کرائے جائیں وہ ایسے ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور ایسے امورِ غیب ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور پھر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے گا کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے اور کس فریق کی پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب ٹھیروں گا۔ ورنہ قوم پر لازم ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ جن اعتراضوں کو وہ پیش کرتے ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور اُن کی آنکھوں پر بغض اور حسد کے پردے آگئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمانداری کا اعتراض ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ آتھم مر گیا اور اب زمین پر اُس کا نام و نشان نہیں اور اُس کا رجوع کرنا قریباً ستر آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جبکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مباحثہ میں دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک روتا رہا۔ اور یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جبکہ اس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے رُوبرو رجوع کیا جن میں سے ابتک بہت سے زندہ ہیں تو پھر ابتک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔ صفحہ ۳۸۷

ایسا ہی محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اُس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک

ٹانگ مخفی رکھ کر دُوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اِس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دُوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ سو احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور اس کے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں (جو وارد ہونیوالی ہو) گرفتار ہوں اور ایک اُن میں سے اس بلا کے نزول سے مرجائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وُہ اور اُس کے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑجاتے ہیں۔ چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی ؀ جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اِس لئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑگئے اور دُعائیں کیں اور صدقہ و خیرات بھی کیا اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے میرے پاس آئے جو اب تک موجود ہیں تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے ۳۸۸ پورا کرنے کیلئے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈالدی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جا بجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راستگوئی کے لحاظ سے پُورے طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں۔ ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پُوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقع اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اُسکو نہیں روتے۔ یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آگئی ہے۔

؀ اس پیشگوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اُسی زمانہ میں چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونے والی ہے پس اس کی لڑکی پر تو بلا نازل ہوئی کہ اُس کا خاوند مرزا احمد بیگ مر گیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اس وقت تک بچائی گئی جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ منہ

ایسا ہی ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی نسبت ذلت کی خبر دی گئی تھی اس کی کوئی ذلت نہیں ہوئی۔ افسوس! ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر ایک طبقہ کی ذلت علیحدہ رنگ میں ہوتی ہے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "میں نے ہی اس شخص کو اُونچا کیا اور پھر میں ہی گراؤں گا" تو کیا انہوں نے گرادیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا؟ تو جب بیس۲۰ کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں مَیں نے لکھیں اور اُن کو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جنکو میں نے اِس بات کیلئے بلایا؟ کہ وہ میرے مقابل زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ ایسا ہی بہت سی انکی خانہ داری کی اندرونی تلخیاں اور ذلتیں ایسی ہیں جن کی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو باوجود ان سب باتوں کے ان کی کوئی ذلت نہ ہوئی۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدر ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی میعاد کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا بلکہ توبہ و استغفار سے ٹل بھی سکتی ہے۔

ماسوا اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن کے لئے ہمارے مخالف مولوی شور مچاتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں✽ کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ اور خیرات اور دُعا اور ۳۸۹

✽ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وان یك کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یك صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم[۱] یعنی اگر یہ نبی کاذب ہے تو خود تباہ ہو جائیگا اور اگر صادق ہے تو بعض پیشگوئیاں وعید کی اسکی تم پر پوری ہو جائیں گی۔ اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کل پوری ہو جائیں گی۔ پس اس جگہ صاف طور پر خدا نے فرما دیا ہے کہ وعید کی تمام پیشگوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض ٹل بھی سکتی ہیں اور اگر ایسا ارادہ نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ فرماتا وان یك صادقًا یصبکم کل الذی یعدکم مگر ایسا نہیں فرمایا۔ منہ

[۱] المومن: ۲۹

تضرّع و زاری سے ردّ ہو سکتی ہے۔ یہ بات ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنے کا ارادہ خدا نے فرمایا ہے خدا کے علم تک ہی محدود رہے اور کسی نبی کو اس سے اطلاع نہ دی جائے تو وہ صرف بلا کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دی جائے تو پھر وہی بلا وعید کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ پس اگر بہرحال وعید کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہرحال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے*۔ حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ و خیرات اور دعا وغیرہ سے ردّ ہو سکتی ہے اور اس پر کل انبیاء کا اجماع ہے۔ پس یہ کمینہ حملے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب ہے اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کبھی قرآن شریف بھی نہیں پڑھتے اور کیا کبھی حدیثوں کو نہیں دیکھتے۔ کیا ان کو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصل قصہ کتاب دُرِّ منثور میں بھی مذکور ہے جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن پھر بھی توبہ کرنے سے وہ سب لوگ عذاب سے بچائے گئے اور یونس باوجودیکہ خدا کا نبی تھا جب اُس کے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیوں نہیں پوری ہوئی اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کے طور پر اُس پر عذاب نازل کیا گیا۔ اور اُس نے اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے اور پھر جبکہ اس پاک دل نبی نے اس اعتراض کی وجہ سے اتنے دُکھ اُٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرطی پیشگوئیوں کی نسبت بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اگر ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر کچھ

* جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ ردّ ہونے کے لائق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دی جاتی کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا ردّ کی جائے۔ اور اگر وعید کی پیشگوئی ردّ نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا ردّ نہیں ہو سکتی اور یہ خلاف معتقدات دین ہے اور نیز اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ بروقت نزول بلا صدقہ و خیرات اور توبہ و دعا سب لاحاصل ہے۔ منہ

تقوی کا تخم ان کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ تو صرف دو تین ہیں اور انکے مقابل پر وہ پیشگوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر ان کے منہ پر طمانچے مار رہی ہیں تو وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی ہیں۔ یہ تو سوچنے کا مقام تھا کہ کثرت کس طرف ہے۔* کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض انہوں نے ان پیشگوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں میں اُن کی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا۔ کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی۔ کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ۳۹۰

* ہم نے اس کتاب میں ۱۸۷ نشان خدا تعالیٰ کے لکھے ہیں یہ وہ نشان ہیں جو کوئی ظنّی امر نہیں بلکہ اکثر یہ پیشگوئیاں قبل از وقوع اخباروں اور کتابوں میں شائع کی گئی ہیں اور ہزاروں ان کے گواہ اب تک زندہ موجود ہیں اور یہ تمام وہ امور ہیں جو انسانی طاقت سے برتر ہیں۔ اگر یہ تمام ذخیرہ خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا کسی پہلے اسرائیلی نبی کی کتابوں میں تلاش کیا جائے تو مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی اسرائیلی نبی کی سوانح میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور اگر فرض بھی کرلیں تو ان نشانوں کی رویت کے گواہ کہاں سے میسّر آئیں گے اور صرف خبر محاسنہ کے مساوی نہیں ہوسکتی۔ عیسائی بار بار حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنے کے معجزات پیش کرتے ہیں مگر ثبوت ایک کا بھی نہیں نہ کسی مُردے نے آکر عالم آخرت کی سرگذشت سنائی یا بہشت دوزخ کی حقیقت ظاہر کی یا دُوسرے جہان کے چشم دید عجائبات کے بارے میں کوئی کتاب شائع کی یا اپنی شہادت سے فرشتوں کے وجود کا ثبوت دیا۔ بلکہ مُردوں سے مُراد وہ لوگ ہیں جو رُوحانی یا جسمانی طور پر مُردوں کی مانند تھے۔ پھر گویا دُعا کے ذریعہ سے نئی زندگی پائی۔ یہی حال حضرت عیسیٰ کے پرندے بنانے کا ہے۔ اگر وہ سچ مچ پرندے بناتے تو ایک دُنیا اُن کی طرف اُلٹ پڑتی اور پھر کیوں صلیب تک نوبت پہنچتی اور کیا ممکن تھا کہ عیسائی لوگ جو حضرت عیسیٰ کے خدا بنانے پر حریص ہیں وہ ایسے بڑے خدائی نشان کو چھوڑ دیتے بلکہ وہ تو ایک تنکہ کا پہاڑ بنا دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں بلکہ اس سے کوئی خفیف امر مُراد ہے جو بہت وقعت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ منہ

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُنکا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوّت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے مَیں اُمّتی ہوں اور ایک پہلو سے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوّت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیساکہ مجدّد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمّت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پُوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اُس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ۳۹۱ ص
ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو (۱۳۰۰) برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے

[1] الجن: ۲۷-۲۸

مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امور غیبیہ اِس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اِس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پُورے طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پُوری ہو جائے اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اِس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس ۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا۔ اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اِس میں برکت ڈالے۔ اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین ۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ۔

تمّت

٭ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمّت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی اُمّت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لوکان الایمان معلّقًا بالثریا لنالہ رجلٌ من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رُو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا۔ فالحمد للّٰہ منہ

نظم ۳۹۲

چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند ‌ ‌ ‌ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ‌ ‌ ‌ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت ‌ ‌ ‌ در من از جہل و تعصب قوم من اُفتادہ اند

سُوئے من اے بدگماں از بدگمانیہا مبیں ‌ ‌ ‌ فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند

چُوں زمیں بکشود یاراں صد درِ فسق فساد ‌ ‌ ‌ پس درے از بہر آں از آسماں بکشادہ اند

صـ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خُدا سچّے کا حامی ہو

اُمِّین

اِس امر سے اکثر لوگ واقف ہونگے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مُریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں۔ اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذّاب مکّار شیطان دجّال شریر حرامخور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مُفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنیوالا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمّہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا نمونہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا۔ اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کرکے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں۔ اور میرے وجود کو دُنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کرکے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا۔ غرض ہم نے اُسکے ہاتھ سے وہ دُکھ اُٹھایا جسکے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ ”مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اسکی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ کذّاب اور مفتری ہے۔“ مَیں نے اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴؍ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدّین صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ

اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائیگا جب اِس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اَب مَیں بھی اِس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے مَیں بھی شائع کروں اور درحقیقت اِس میں قوم کی بھلائی ہے۔ کیونکہ اگر درحقیقت مَیں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذّاب ہوں اور پچیس ۲۵ برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اسکی عظمت اور جلال سے بیخوف ہو کر اُسپر جھوٹ باندھتا ہوں اور اُس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ مَیں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اِس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر مَیں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خاں نے سمجھا ہے تو مَیں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلّت کی موت نہیں دیگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ مَیں ص۲ خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وُہی اس لئے مَیں اِس وقت **دونوں پیشگوئیاں** یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیشگوئی اور اُس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں:۔

میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو انہوں نے مولوی نور دین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

مرزا کے خلاف ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مُسرف کذّاب اور عیّار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اُس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ ✠

اسکے مقابل پر وُہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں

✠ اِس میں میاں عبدالحکیم خاں نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کیے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جسکے الفاظ یہ ہیں:-

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ؎۱۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ؎۲ پر تُو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ؎۳ ربّ فرّق بین صادق وکاذب۔ انت تریٰ کلّ مصلح وصادق ؎۴

؎۱ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبد الحکیم خاں کے اس فقرہ کا ردّ ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا مَیں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور مَیں شریر۔ اور خدا تعالیٰ اسکے ردّ میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلّت کی موت اور ذلّت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔ منہ

؎۲ اِس فقرہ میں عبد الحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مُراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

؎۳ یعنی تُو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اِس زمانہ میں اور اِس نازک وقت میں اُمّت محمدیہ کے لئے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدّد کی۔

؎۴ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دِکھلا۔ تُو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اِس فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خاں کے اس قول کا ردّ ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وُہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ تُو صادق نہیں ہے مَیں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دِکھلاؤں گا۔ منہ

المشتہر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان

۳۹

(۱)

الدعا

یہ عکس ہے اُس مباہلہ کی عبارت کا جو چراغ دین
ساکن جموں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔ اور
یہ اُسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا۔

خداوندی میری خدا ای میری خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
و زمین اور ما بینہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے
اور آسمان اور زمین و ما بینہما کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور
نافذ ہے اور ہمیشہ تو سب کا ابتداء اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز سنتا اور انکی حاجتیں برلاتا اور آسمان
و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا اور انبیاء
اولیاء اور گدا و بادشاہ ملائکہ اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق
ہیں اور محتاج ہیں جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیری غضب سے لرزاں
ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی
اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیری سوا آسمان اور زمین
و ما بینہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور
معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگوں نے ٹھہرائے ہیں خواہ وہ
بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اور یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق در محتاج ہیں
ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ما بینہما کے درمیان عبادت اور توکل اور

اور محبت کے لائق تو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی
باپ ہے اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون
بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع
اور جمیع عیوب سے منزہ ہے اسلئے تمام محامد و تقدیس اور ستائش
اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تمام جسمانی اور روحانی یا ظاہری
اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم سب تیرے ہی لئے ہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب انبیاء اور جملہ کتب سماویہ بالعموم
اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک
کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور دین اسلام میں
محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا و سزا حساب اور میزان
دوزخ اور بہشت لقاء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد
جی اٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دی جائیگی

پھر اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں نہایت
عجز اور انکسار و تضرع و ابتہال کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتا ہوں
کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا کسی استحقاق
محض اپنی ہی قدرت و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل
سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

نصرت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور
تونے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقرر تھا تیار کر دیا
اور تونے ہی مجھے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور دوبارہ پھر حجت اسلام ثابت کرتا
[illegible] مقرر فرمایا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور تونے ہی مجھے اپنی محبت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے
نصاریٰ واہل اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد
اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے یعنی وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدت
دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کے لئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی
کو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو دوسرے دینوں پر غالب کردیگا
[illegible] اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیری اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے
مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری قدرت کے موافق نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو
اہل دنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجت کر رہا ہوں [illegible]
[illegible]

لیکن اے میرے خدا تو خوب جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص
نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا
ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول

ابن مریم کا مصداق ہی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میری لئے آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوا ہے
تاکہ میری مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کردیں اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت
قدرت ہوں اور نجات مجھ ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں مانتا
وہ کافر اور مردود ہے اور جہنمی ہے انکے اعمال نامقبول اور وہ
دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کی عظیم
بہار کے اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جو زمین کو
تہ و بالا کردیگا اور قیامت کا نمونہ دکھا جائیگا اس وقت دنیا میں ایک عام
انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میری سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے
تیار ہوجائینگے اسلئے ای میری خدا [illegible] کے دل تذبذب میں ہیں اور
حق ظاہر نہیں ہوسکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہو رہی ہے
اور تیری دین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیری حبیب رسول اللہ
صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت
چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر ٹھہرایا گیا اور ایک نئے
دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یعنی مرزا قادیانی ہم مسلمانوں کی نبوت
اور رسالت پر [illegible] اور اسکے پیغمبر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی
مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا اور دین کے لئے
کی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور ایسا ہی ای میری خدا تیری

مقدس نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا یہ منصب چھین لیا گیا ہے
اور اسکے شان کی تحقیر کی جارہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ
وروح اللہ گنہگار تھا اور میں اُس سے بہتر ہوں پس ای میری خدا
اب تو آسمان پر سے نظر کر اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدسین
کی عزت بچا اور انکی نصرت کے لیئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس
فتنہ کو دنیا پر سے اٹھا اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا
اور انکو اتباع حق کی توفیق عطا کر اور مدعی نبوت کی
دقیق عمیق پالیسی دریافت کرنے کے لیئے انکی بصیرت کو تیز فرما،
اور اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون زلزلہ وغیرہ سے محفوظ
رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے
اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان
ہیں بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے
امیدوار اسکے بعد ای میری خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح
تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت
کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو میری ہم
بحالتکم اور منشاء کی مطابق تھا تیری مقدس حکم دین اسلام کی توہین
سنا اور تیری مقدس نبیوں کی معجزات کی ظاہر کرنے کے لیئے جاری کیا گیا ہے
اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور انکی بصیرتوں کو روشن کر اور انکو اتباع حق کی

توفیق بخشش کر تاکہ تیرا ارادہ ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میری خدا تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں سکتا اور دعوت ہر اشتہار اور حق کی پہچان میں اسی بغیر تو کر لوتا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میری شامل حال نہوگی تو میں نا کامیاب رہ جاؤنگا جیسا کہ چھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میری خدا تو اس سلسلہ کی مدت میں اپنی قدرت نمایاں ظاہر فرما اور جس غرض کے لئے یہ جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور اسکی صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور انکو اسکی اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری ہے کیا ممکن کہ تیری حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت کر سکے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیری آگے کوئی بات انہونی اور محال نہیں اور تیری تیری وعدہ کا سچا ہے اور تیرا ارادہ بے تبدیل ہے اور تیری سلطنت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیری حکم سے آسمان اور زمین قایم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے اور تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسیکو شاہی تخت سے اور کسیکو تودہ خاک پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی ہے کہ امر میں ہماری نبوت دنیا کو اور حق ظاہر کرا دے مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور انکو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین

※

اعلان حق نمبر ۱

طاعون کا علاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آسمانی نشان
فی تائید مسیح الزمان

(ان اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم)

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اسکے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہار چراغدین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تا ہر ایک منصف مزاج معلوم کرلے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفس امارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجّال وغیرہ ناموں سے پکارا اور میرے مخالف کتاب منارۃ المسیح اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہی چراغدین ہے جسنے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدّت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ سے اسکو محفوظ رکھا پھر جب اسنے جامۂ ارتداد پہن کر تحقیر اور توہین پر کمر باندھ لی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مباہلہ کی رو سے ہلاک ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

※ حاشیہ نمبر ۱۔ میں اِسجگہ اِس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف میری ہی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

رہا ہے۔ دُنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا حقیقی اور قطعی اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اِسلئے میرا دل و ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اُس اصل علاج کو جو اِس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہے اور جسکے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تاکہ جنکی قسمت میں اِس سعادت سے حصّہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایک سال سے اِس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ رُوحانی قیامت یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہلِ اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جس میں شیطانی تسلّط اور دجّالی فتنت دُنیا سے اُٹھائی جائیگی اور زمین روز روشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خداپرستی ابدی راستبازی امن و صلحکاری دُنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرینگے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دُنیا سے اُٹھ جائینگی اور اہل دُنیا ایک ہی طریق دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کرینگے اور قومیں جسمانی اور رُوحانی نعمتوں سے مالامال ہو کر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کرینگی اور تمام جنگ و جدال فتن و فساد۔ بُغض و عداوت کفر و معصیت رنج و مصائب دُنیا سے اُٹھائے جائینگے۔ یہانتک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑیا اب ص۸

کی طرف سے ہے کیونکہ اُس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپکے اس متبرک زمانہ کی جگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیساکہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود وشاھدٍ ومشھود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مُراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دینگے اِسلئے مَیں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک و شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت ماموریت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُسکے قہر و غضب* کا موجب ہے۔ لہذا دنیا کے زیادہ

× (نقل مطابق اصل)

* (باوجود اس قدر علم کے پھر بھی مخالفت سے نہیں ڈرا)

ایک ہی گھاٹ سے پانی پئیں گے اس کا ثبوت قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہے۔

اب میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ وہ متبرک زمانہ جسکی تعریف کی گئی ہے عمر دنیا میں ساتواں ہزار ہے جو سبت کی طرح خدا کی بادشاہت یعنی صلح و صلاحیت کے لئے مخصوص و مقرر ہے اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صدی چھٹویں ہزار کا اختتام ہے اسلئے رُوحانی قیامت کی تیاری کیلئے جو کچھ انقلاب وقوع میں آنیوالا ہے اسی صدی میں پورا کیا جائیگا۔ پس اس کامل اور عظیم الشان رُوحانی انقلاب کی تیاری کیواسطے خداتعالیٰ نے دو طرح کا انتظام فرمایا ہے۔ ایک جمالی دُوسرا جلالی۔ جمالی تو یہ ہے کہ اُس نے اپنی سُنّتِ قدیمہ کے مطابق جیسا کہ وُہ ہر ایک زمانہ میں دُنیا کی ہدایت و صلاحیت کیلئے اپنے بندوں میں سے بعض کو مامور و مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اِس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی و اسم گرامی ص(۹)

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے منصب امامت عطا کر کے مامور و مبعوث فرمایا ہے۔ تاکہ دُنیا آپ کے زیر سایہ ہدایت و اطاعت میں رہ کر اُس پاک رُوحانی تبدیلی کا نور جس کا حصول رُوحانی قیامت کی تیاری کیلئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کرے اور خداتعالیٰ کی اُس پُر امن و بابرکت بادشاہت میں جس کا ذکر کیا گیا ہے اور جس میں کسی ناپاک اور شریر کا گذر نہیں ہو سکتا داخل و شامل ہونے کے لائق ٹھیرے۔

اور دُوسرا انتظام خداتعالیٰ کا جلالی اور قہری حربہ جس سے مُراد **طاعون** اور **قحط** ہے تاکہ جو لوگ اُس

حاشیہ: اطمینان کیلئے مَیں اپنے بعض رُؤیا اور کشوف کو بھی اختصار کے ساتھ تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔
پس واضح رہے ناظرین ہو کہ عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہوگا کہ ایک رؤیا صالحہ میں اس عاجز نے دیکھا کہ ایک نور ستون کی صورت پر آیا اور اُس نے مجھے اپنے اندر ڈھانپ لیا اور میری حالت کو بدل ڈالا۔ اور کلمۂ توحید میری زبان پر جاری کر دیا چنانچہ اس کے بعد ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک مَیں اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ میں دیکھتا رہا اور جب وہ حالت کم ہونے لگی تو ایک رات مَیں نے رؤیا کی حالت میں خداتعالیٰ کو دیکھا اور مَیں اس میں بالکل محو اور وصل ہو گیا اور تمام روز اسکی لذّت اور سرور میرے دل پر موجود رہا۔ اور پھر بعد اسکے آج سے قریباً سات سال پہلے ایک رؤیا صالحہ میں اس عاجز نے ایک کثیر التعداد جماعت کو ایک مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتظاری میں کھڑے اور آسمان کی طرف تاکتے ہوئے دیکھا کہ گویا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائینگے اور یہ بھی دیکھا کہ نزول مسیح کیلئے ایک مینار بنانے کے تردد میں لگ رہے ہیں اور اُسوقت مجھے ایک

جمالی نظام سے اصلاح پذیر نہ ہوں اس جلالی حربہ سے ہلاک یا متنبہ کئے جائیں جیسا کہ قدیم سے سُنّۃ اللہ چلی آتی ہے کہ ہر ایک رُوحانی انقلاب کے لئے پہلے مامور آتے رہے ہیں اور جب قوم اُنکی تکفیر و تکذیب میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو اُنپر عذاب آجاتا رہا جسکی نظیریں قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا کہ جب حضرت اقدس نے تبلیغ اور حجۃ اللہ کو دُنیا پر پُورا کیا اور اپنے دعویٰ ماموریت کو ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دُنیا اُنکی تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئی تو خدا تعالےٰ نے اپنی سنّت قدیم کے مطابق اِس زمانہ کے لوگوں کیلئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں کی طرح آپکے مکذّبین کیلئے بھی ایک بلا نازل فرمائی سو وُہ یہی طاعون ہے جو دنیا کو کھاجانیوالی آگ کی طرح بھسم کرتی جاتی ہے۔ دیکھو حدیث نبوی میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اِس کثرت سے طاعون پڑیگی کہ زمین مُردوں سے بھر جائیگی۔ اور انجیل مقدس کتاب مکاشفات باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ نزولِ مسیحؑ کے زمانہ میں خلقت بُرے اور زبوں پھوڑے کی آفت سے جس سے مراد طاعون ہے ہلاک ہوگی۔ علاوہ اسکے قرآن کریم بڑی شدّومد کے ساتھ آخری زمانہ میں قوموں کے ہلاک ہونے کی خبر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابًا شدیدًا کان ذٰلِکَ فی الکتٰب مسطورًا[1] (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶) اور ایسا ہی سورہ دخان میں فرمایا فارتقب یوم تاتی السّماءُ بدخانٍ مبین یغشی النّاس ھٰذا عذابٌ الیم[2] الخ ط۱۰۱

بقیہ حاشیہ: الہامی کتاب میں لکھا ہوُا دکھایا گیا کہ وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا۔ چراغدین یعنی اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی مجھ پر ظاہر ہوُا کہ گویا دُنیا میں اس مینار کے بنانے کیلئے کوئی دوسرا شخص میرا ہمنام نہیں ہے اور پھر تقریبًا عرصہ تین سال کے بعد رُویا کی حالت میں تمام دنیا کی قومیں چڑیوں کی صورت پر آپس میں شور و غل کرتی ہوئیں مجھے دکھائی گئیں۔ اور جب مَیں اُنکا نظارہ کر رہا تھا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام مجھ پر نازل ہوا (اُنکو کہو اِس طرف چلی آویں تاکہ اُنکو آرام ملے) پھر اسکے بعد مَیں نے ایک دفعہ ایک رُویا صالحہ میں دیکھا کہ صلحاء لوگوں کا ایک جلسہ منعقد ہوُا اور اس عاجز کو اسمیں شامل کیا گیا اور لوگ مجھے مبارکباد دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور اِس عاجز کو اِس خدمت پر مامور کیا گیا کہ مَیں لوگوں کو حضرت اقدس مسیح کی بیعت کیلئے بلند آواز سے پکاروں اور جو آئے اسکو حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر کروں۔ اب ایکسال کا ذکر ہے کہ مَیں نے ایک رُویا صالحہ میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے ایک روشنی آئی جس کا طول کوسوں تک اور اُدھر اِن

[1] بنی اسرائیل: ۵۹ [2] الدخان: ۱۱-۱۲

اور فرمایا یوم نبطش البطشة الکبریٰ انّا منتقمون[1] یعنی انتظاری کرو اُس دن کی کہ لاوے
آسمان دھوآں ڈھانک لیگا لوگوں کو یہ ہے عذاب درد دینے والا جس دن پکڑ دینگے ہم پکڑنا سخت تحقیق ہم
بدلہ لینے والے ہیں اور اسی طرح سورہ قیامت میں فرمایا فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع
الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ این المفر کلا لا وزر الی ربك یومئذن المستقر[2]
یعنی چاند اور سُورج کو جب ایک ہی مہینے یعنی رمضان میں گہن ہوگا تو اسکے بعد لوگ بھاگنے کی
جگہ ڈھونڈینگے اور نہ پاوینگے۔ سوائے اسکے کتب مقدسہ میں بھی اس زمانہ کے متعلق بہت سی
پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ دیکھو یسعیاہ باب ۴ ۱۱/۱۵ اور ۵۰ زبور ۳ آیت اور دانی ایل ۱۲ب حزقی ایل صـ (۱۱)
۳۷/۱۵-۲۸ وحبقوق ۲ب صفینیاہ ۳ب میکایہ ۴ب متی ۲۴ب ۳۴/۱۵-۲۱ و مکاشفات ۱۶-۱۵ب ان کتابوں
میں اس زمانہ کا پورا اور کامل فوٹو موجود ہے۔
ہاں اگر یہ سوال ہو کہ ہم کیونکر مانیں کہ یہ عذاب امام الوقت کی مخالفت کے باعث ہم پر آگیا ہے
تو اس کا جواب ہم آیات ذیل سے دیتے ہیں جیسا فرمایا وما ☒ نہلک القریٰ حتّیٰ
یبعث فیہم رسولاً[3] یعنی ہم کسی بستی کو بھی ہلاک نہیں کرتے جبتک کہ اُنکے درمیان کوئی رسول

آسمان سے ملا ہوا تھا۔ اور وُہ روشنی سیدھی میری طرف آئی اور جس قدر نزدیک آتی تھی کم ہوتی جاتی تھی یہانتک
کہ جب میرے نزدیک پہنچی تو مَیں نے بجائے روشنی کے صرف واحد شخص کو دیکھا جسکے دونوں ہاتھوں میں
نعلین کی صورت پر دو اشیاء پکڑی ہوئی تھیں اور جب اُن کو ہلاتا تھا تو وہ روشنی اُن کے اندر سے
نکلتی تھی چنانچہ اُس شخص نے میرے قریب آکر نہایت جذبہ کے ساتھ پکارا کہ بیماروں کو حاضر کرد
اُس کے کہنے پر مَیں اُس کے آگے سرنگوں ہوگیا اور اُس نے اُس چیز کے ساتھ جو اُس کے ہاتھ میں تھی
میرے سر کو مسح کیا اور مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے گلے میں قیدیوں کی طرح لوہے کی ایک ہیکل پڑی ہے
جس کو مَیں اپنے دونوں ہاتھوں سے کھول رہا ہوں۔ چنانچہ اس کے چند روز بعد پھر پہلے کی طرح
کشفی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا سرور میرے دل پر طاری ہوا کہ گویا مَیں بادشاہ ہوں۔
چنانچہ اسی سرور اور تموّج کی حالت میں ایک روز کشفی طور پر مَیں خدا کے حضور پہنچایا گیا اور اسوقت
مسیحی تعلیم یعنی انجیل کی حقیقت مجھ پر کھول گئی اور مسیحیوں کی غلط فہمی پر آگاہ کیا گیا اور اُسکے ساتھ یہ بات بھی

☒ نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے۔ وما کان ربك مہلك القریٰ حتّیٰ یبعث فی امہا رسولاً (مصحح)

[1] الدخان: ۱۷ [2] القیامۃ: ۸ تا ۱۳ [3] القصص: ۶۰

نہ بھیجیں اور دُوسری جگہ فرمایا لکلّ امۃ رسول فاذا جاء رسولہم قضی بینہم بالقسط وھم
لا یظلمون[۱] یعنی ہر ایک قرن کے لوگوں کا فیصلہ اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ اُنکے پاس رسول آتا ہے۔ پس
جب ایک طرف ایک رسول یعنی حضرت امام الزمان موجود ہیں جو دُنیا کو حق اور راستی کی طرف
بُلا رہے ہیں اور دُوسری طرف اُنکی تکذیب بھی بڑے زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہے اور
تیسری طرف ایک ہولناک عذاب بھی دروازہ پر کھڑا ہے تو کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وہی مخالفت
اور شرارت ہماری جو ایک مامور من اللہ کے حق میں کر رہے ہیں عذاب کے رنگ میں متمثل ہو کر
ہمارے سامنے آگئی ہے یا یُوں کہو کہ اس عذاب کا اصل سبب وُہی تکذیب ہے جو دُنیا کی
ہلاکت کا باعث ہوئی وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون[۲] یعنی گھیر لیا اُنکو اُس چیز نے
ط۱۲۲ جو تھے وُہ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں※ سے دیکھا اور کانوں سے سُنا کہ مخالف لوگ
حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی اُس پیشین گوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ میں آج سے چار سال پہلے
شائع کی گئی تھی کہ ملک پنجاب میں طاعون پڑیگا۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہاں ہے۔
علاوہ اسکے جب صدہا نظیریں اسکی قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہیں کہ گزشتہ زمانوں

ط۱۲۲ ظاہر کی گئی کہ گویا اب مسیح موعود علیہ السلام (یعنی اس اُمت کا مسیح) اپنے جلالی نزول میں نازل ہونے پر
ہے اور اس عاجز کو اس کے نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونے کی
خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ پھر اُسکے چند روز بعد ایک رُویا صالحہ میں مجھے دکھایا گیا کہ آسمان سے
نصف چاند کی صورت پر نورانی اجرام تیرتے ہوئے نازل ہو رہے ہیں اور مَیں اپنے ہاتھوں کو پسار کر
حضرت امام الزمان کیلئے انکو پکڑ رہا ہوں چنانچہ اسی رُؤیا کے سلسلہ میں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
مقام پر یورپینوں کیلئے بہت سے مکانات تیار ہو رہے ہیں اور انکے ایک طرف ایک بزرگ یعنی حضرت
اقدس تشریف رکھتے ہیں اور آپکے گرداگرد ایک پردہ کھڑا ہے جسکے سبب حضرت موصوف باہر کی طرف
دکھائی نہیں دیتے اور اُس پردہ کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ اُن لوگوں کو جو تعمیر کے کام میں مصروف
ہیں ڈانٹ رہے ہیں کہ جلدی کرو۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ فسخ کیا جائیگا۔ اسی اثنا
میں اتفاقاً ایک ایسی ہوا چلی جس سے وُہ پردہ جسکے اندر حضور تشریف رکھتے تھے گر گیا۔ اور آپ کا

※ خدا جانے بعد میں ان آنکھوں کو کیا ہو گیا۔ ۱؎ یونس: ۴۸ ۲؎ ھود: ۹

میں ہر ایک مامور من اللہ کے مکذّبوں کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک اُمت پر جُداگانہ
رنگ میں عذاب آجاتا رہا تو اِس صورت میں ہمیں اِس بات کے ماننے میں کہ یہ عذاب اسی مخالفت
کا نتیجہ ہے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں بلا شک و شبہ یہ خدا تعالیٰ کا وُہی جلالی اور قہری حربہ
ہے جو ہمیشہ سے اسکے سچے رسولوں کے مخالفوں کی ہلاکت کیلئے موجود ہو جاتا رہا ہے۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوُا تو علاج میں کوشش کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے حضرت امام
**الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ ماموریت کو مانکر اور انکی اطاعت
کا جُوا اخلاص دل سے اُٹھا کر اور بصدق دل آپکے زیر سایۂ ہدایات رہکر ایک پاک اور
زندہ رُوحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزہ ہے حاصل کیا جاوے۔**
سو جو شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کرینگے یقیناً بفضلہ تعالیٰ اِس بلا سے نجات پائینگے کیونکہ
(ص۱۳) ابھی قبولیت کا دروازہ کُھلا ہے اِسلئے جو شخص بصدق دل توبہ کریگا قبول ہوگی لیکن ایک وقت ایسا
بھی آنیوالا ہے کہ لوگ توبہ کرینگے مگر قبول نہ ہوگی۔ قومیں خدا کے آگے چلائیں گی پر سُنی نہ جائیگی۔ دُنیا
خدا کی طرف رجوع لاویگی لیکن انجام اس کا مایوسی ہوگی۔ جیسا فرمایا ربنا اکشف عنا العذاب
انا مومنون انّٰی لہم الذکریٰ وقد جاءھم رسول مبین[1] الخ (سورہ دخان) اور وہ وقت ایسا
ہوگا کہ یہ بلا رُوئے زمین پر عام ہوگی۔ کوئی شہر یا بستی اِلّا ماشاءاللہ اس سے خالی نہ رہیگی بلکہ دریاؤں اور

(ص۱۳) بقیہ حاشیہ: نورانی وجود آفتاب کی طرح چمکتا ہوُا نظر آنے لگا اور اس عاجز نے دیکھا کہ آپکا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور
روشن ہے گویا کہ حضور انور کے چہرہ سے نور ٹپک رہا ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی دیکھا کہ حضورؑ کی پوشاک سر سے
پاؤں تک نہایت سفید اور براق ہے تب مَیں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپ اس قدر مہربانی و محبت کے ساتھ
پیش آئے کہ مجھے کامل یقین ہو گیا کہ اب مَیں حضور کے نظر منظور ہو کر عطائے خدمت سے مشرف کیا گیا ہوں
یہانتک کہ مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ میری پوشاک بھی حضورؑ کی پوشاک کی طرح سفید اور براق ہو گئی۔ اور
ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توبہ اس عاجز کے حق میں یہ رُویا دیکھی تھی کہ ایک تالاب ہے اور اسکے درمیان
ایک پختہ عمارت ہے جسکے اندر سے ایک شعلہ روشنی کا نکل رہا ہے اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ مَیں اس تحقیق کیلئے کہ
یہ روشنی کس چیز سے ظاہر ہو رہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا تو اسکے اندر اس خاکسار کو پایا۔ حاصل کلام

[1] الدخان: ۱۳-۱۴

جنگلوں میں بھی طاعون ہوگا۔ اُسوقت لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے مگر نہ پاوینگے جیسا فرمایا یقول
الانسان یومئذٍ این المفر کلا لا وزر[1] کیونکہ یہ غضب الٰہی کی آگ ہے جبتک اپنا کام پُورا نہ کرلے
اور خدا کے مخالفوں سے انتقام نہ لے لے فرو نہ ہوگی اسلئے مَیں ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل میں
موجزن ہے خلق اللہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ قبل اسکے کہ یہ بلا عالمگیر ہوکر جنگلوں اور دریاؤں کو بھی اپنے
زہریلے اثر سے ہلاک کرے اور پہلے اسکے جو غضب الٰہی کی یہ آگ دنیا کو بھسم کرنے کیلئے پورے طور
پر مستعد ہو توبہ کرو اور اپنے بچاؤ کی تدبیر میں مصروف ہو اور وہ یہ ہے۔ اوّل خدا کو واحد مانو اور تمام
شرک و کفر و معصیت سے توبہ کرو اور اپنے دلوں کو تمام ظاہری و باطنی بتوں اور ڈھاسنوں کو توڑکر ایک ہی
خدا پر بھروسہ کرو۔ دوم اسکے تمام انبیاء صادقین اور جملہ کتب سماوی پر عموماً اور نبی عربی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم پر خصوصاً ایمان لاؤ اور اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کامل
دین اسلام کی پیروی میں مشغول ہو۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کو
(ط۱۴) بصدق دل قبول کرکے اور جناب کے پُرامن و بابرکت سلسلہ میں داخل ہوکر اپنی روحانی زندگی کے اس
کامل نور کو جو اس بلا اور عذاب الٰہی سے نجات بخش ہے حاصل کرو۔ چہارم ہر ایک شخص اپنے سچے دل سے
خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے ہر ایک گناہ اور معصیت کو جس کا وہ مرتکب ہے ترک کرے اور پنجوقتی نماز اور

(ط۱۴۱) ایسے ہی اور بھی بہت سی رؤیا اور کشوف ہیں جن کا لکھنا موجب طوالت ہے مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رؤیا و کشوف وغیرہ کی وساطت سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کردیا ہے کہ مَیں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رُوحانی ناصروں میں سے ایک ہوں۔ جیسا کہ حضور کے ابتدائے دعویٰ
مسیحیت کے وقت میں ایک رؤیا صالحہ میں دو ناصر دکھائے گئے تھے جسکی تصدیق حدیث نبوی صلعم سے
ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں یا مردوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر نازل ہونگے سو میری
رؤیا و کشوف جن کا ذکر اختصار کے طور پر پہلے کیا گیا ہے۔ اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ ان دو ناصروں
میں سے جن کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی رؤیا مبارکہ میں ہے ایک کا مصداق یہ عاجز ہے۔ اس
وجہ سے کہ اوّل تو مجھے ایک الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا اس عاجز
کے ہاتھ سے بنایا جائے گا۔ دوئم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے
اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ سوم خدا تعالیٰ نے

[1] القیامۃ: ۱۱-۱۲

دُعا و استغفار میں مشغول رہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کے ادا کرنے میں دل و جان سے مصروف رہے اور حتی الوسع غریبوں ضعیفوں و درماندگان پر رحم کرے جہانتک ہو سکے اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اسکی رضامندی حاصل کرنے اور بنی نوع کی ہمدردی کیلئے وقف کرے۔ پنجم اپنے اخلاص دل سے محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور شکر گذاری ادا کرتا رہے اور کسی طرح کی نقیض امن و امورِ بغاوت وغیرہ کا اپنے دل میں خیال تک نہ آنے دے۔ ششم ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھیں اور جماعتوں کی جماعتیں جنگلوں اور میدانوں میں نکل کر نہایت عجز اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں اس بلا کے دفعیہ کیلئے دعا کریں۔ اور اسکے تمام انبیاء و صلحاء کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصاً اسکی جناب میں شفیع لاویں۔ ہفتم ہر ایک قوم اور ہر ایک گروہ اپنے سچے دل سے توبہ کر کے خدا اور اُسکے کامل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امام الوقت پر ایمان لاکر اپنی مخلصانہ درخواستوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام سے اس آفت کے دفعیہ کیلئے دُعا کراویں۔ سو اگر دُنیا میری اِس عرضداشت کے مطابق عمل کریگی تو مَیں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ ص(۱۵)
یہ عذاب اس خاص شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے اس خاص حصے سے جس میں پاک تبدیلی کا نمونہ قائم کیا جاوے بفضلہ تعالیٰ رفع ہوگا کیونکہ اس کا **اصل سبب گناہ اور امام الوقت کی مخالفت ہے**۔ اِس لئے جبتک اصل سبب دُور نہ ہو اور غضب الٰہی کی یہ آگ جو مخالفت اور گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے فرو نہ ہو۔ یہ عذاب دُنیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر مَیں ڈرتا ہوں کہ دُنیا کہیں اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظر انداز کر کے اُسوقت کی انتظاری کرے جبکہ دامن اجابت ہاتھ سے چھوٹ جائے اور توبہ کا

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کی طرف بُلانے کیلئے حکم دیا۔ چہارم آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید میں اِس عاجز کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پنجم حضور کی طرف سے آپ کی خدمت اور مختار کاری کا منصب عطا ہوا۔ ششم حضور کی بیعت کے لئے قوموں کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔ ص(۱۵)
اب اِن تین دلائل کے بعد شک کرنے کا کونسا محل ہے کہ مَیں حضور کے ناصروں میں سے

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہاء کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دُعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلّھم یرجعونؔ[1] یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اُسوقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اِسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دُنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اُس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت دُعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے صـ(۱۶)
وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کذٰلک حقاً علینا ننج المومنین۔[2]

اب ہم اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کُل مومنوں کو اس بلا سے بچاوے اور وُہ راہِ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

اب مَیں اپنی جماعت کے رُوحانی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس غضب الٰہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دُوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

حاشیہ: جن کا ذکر حدیث شریف اور رؤیا صالحہ میں ہے ایک کا مصداق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ صـ(۱۶)
ابھی تک مَیں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے مَیں اپنے تئیں معقولی پیرایہ میں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجز ان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سر و سامان اور تہیدست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ مَیں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں

[1] السجدۃ: ۲۲ [2] یونس: ۱۰۴

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور اُنکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔ اگر ہم بچیں گے تو حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے[ڈ] اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اِس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولا کی ہدایات اور انکی امن بخش اطاعات سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے **بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اُسکے اندر رہے گا یقیناً بچ جائیگا** کیونکہ ہمارا اِس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اَب دُنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہے اِسلئے یہ بات سُنّت اللہ کے برخلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیساکہ قرآن کریم کی صدہا نظیروں سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے جیساکہ (ص۱۷)
فرمایا۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوحؑ کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کیوجہ سے بچ نہیں سکتا اسلئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دُعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امروں میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اُس کا کفّارہ ہوتا رہے اور خدا تعالیٰ اُسکے انتقام کیلئے اپنے مؤاخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہانتک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

بقیہ حاشیہ: مقرر ہے پوری نہ ہو اِس دُنیا سے اُٹھایا نہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رُک نہیں سکتا اسلئے مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ مَیں **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول ہوں** اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جمالی پیرایہ میں سمجھایا جاتا تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کریگا اور اسی امر کی منادی کیلئے مَیں مامور ہوں۔ منہ ۱۲

ڈ (یہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی) [۱] الروم : ۴۸

امام الزمان علیہ السلام کی خلاف ورزی سے بچنا چاہیئے کیونکہ یہ عذاب مخالفین کیلئے ہلاکت اور ہمارے لئے تنبیہہ اور عبرت ہے۔ سو ہر ایک بھائی کو چاہیئے کہ دوسروں کے نظارہ سے اپنے لئے عبرت حاصل کرے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اور اس عذاب سے بچنے کی کوشش میں لگا رہے۔ کیونکہ یہ بات مجھ پر کھولی گئی ہے کہ **ہماری جماعت میں کا کوئی مخلص بھائی اِس بیماری سے ہلاک نہ ہوگا مگر وُہی جو منافقانہ زندگی بسر کرتا ہے**۔ اسلئے ہماری جماعت میں سے جو شخص اِس بلا کے مؤاخذہ میں آجائے تو جان لینا چاہیئے[1] کہ اسکی ایمانی اور عملی حالت اچھی نہ تھی جسکی سزا اُسکو دی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص مومنوں کو مخالفین کے عذاب میں شامل نہیں کرتا۔ افمن کان مؤمنًا کمن کان فاسقًا لا یستوٗن[2] اسلئے ہر ایک مومن کو ڈرنا چاہیئے کہ کسی قسم کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی کے اِس بلا میں مبتلا ہو کر فاسقوں میں شامل ہونا نہ پڑے ؁ (۱۸)

علاوہ اسکے میں اپنے عالی ہمت بھائیوں کی خدمت میں اِس قدر زیادہ عرض پرداز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و مولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و بنی نوع انسان کی ہمدردی کا حق ادا کرنے کیلئے دل و جان سے اسکی اشاعت میں سعی فرماویں۔ اور اگر ہوسکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے چندہ سے اسکو مکرر طبع کراکر دیہات و قصبہ جات میں بھی ارسال کریں۔ کیونکہ ضدی اور متعصب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سادہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اِس عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگانِ خدا کو راہِ راست کی طرف تحریک کرنے اور اِس مُہلک عذاب سے بچانے کیلئے کوشش کرے تا اِس **مقدس جماعت** کا وجود دُنیا کی بہبودی اور صلاحیت کے لئے مفید ثابت ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجرِ عظیم پانے کے مستحق ٹھیریں و باللہ التوفیق

زیادہ والسّلام

المشتہر

خاکسار چراغ الدین احمدی از جموّں

۹ر فروری ۱۹۰۲ء

[1] (شھدوا علی انفسھم انھم کانوا کافرین) الانعام : ۱۳۱ [2] السجدۃ : ۱۹

(عکس خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکے والے متعلق نشان نمبر ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیا

امابعد از عبدالرحمٰن محی الدین بجمیع اہل اسلام
عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا حی
اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہ
الہام ہوا ان فرعون وهامان وجنودهما کانوا
خاطئین وان شانئک ھو الابتر مرزا کی
طرف سے جواب آیا یہ الہام محتمل المعانی ہیں ان میں میرا
نام نہیں اور بڑی زور دعوی کیا کہ میری نام سے
الہام نہ بخشا جائیگا پھر دو الہام تذکویر کم ھا صبر کر
جب مرزا کا جواب آگیا بعد ازاں ماہ ۲۲ ماہ صفر کو یہ الہام
خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمد للہ

[illegible]

(۲۰)

اور جس وقت مجھکو یہہ الہام ہوا تھا خواب میں
بیدار ہوتے ہے یہہ تعبیر دل میں آئی کہ
فرعون مرزا صاحب اور ہامان نور دین .
مجھی اہل اسلام کے خیر خواہی کیلئے
اطلاع دینی ضرور تھی کہ ہس توں بہی
حق کمن دی اتی پہنچیں تک بہر لوا :
ایہ اہل نفاق بلائیں بر مان لوکان ڈینہ بہو للوا :
العبد عبد المجید الراصی کہو کے
بقلم بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

تتمہ حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

اِس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایسی ضروری باتیں معلوم ہوئیں جن کا اِس کتاب کے ساتھ شامل کرنا کتاب کی تکمیل کیلئے واجبات سے ہے۔ سو ذیل میں وہ اُمور بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) چراغ دین جمّوں والے کا مباہلہ جو اِس کتاب میں درج ہوچکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو۔ اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے وہ صرف اِسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور حق پر ہوں۔ لیکن ایک بدظن کے دِل میں یہ شبہ گذر سکتا تھا کہ چونکہ چراغ دین طاعون سے مرچکا ہے۔ اِس لئے ممکن ہے کہ یہ مباہلہ اُس کی طرف سے نہ ہو بلکہ اُسکی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مباہلہ بنا کر لکھی گئی ہو۔ اسلئے مَیں نے اِس کتاب کا شائع کرنا اُسوقت تک ملتوی کر دیا جبتک کہ چراغ دین کے وارث یا دوست اسکی اِس کتاب کو چھاپ دیں جس میں یہ مباہلہ کی عبارت درج ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُن لوگوں کے دِل میں پڑگیا کہ وہ کتاب جس میں مضمون مباہلہ ہے چھاپ دی جائے اور پھر چند ہفتوں میں اُنہوں نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب کا نام اعجاز محمدی رکھا۔ اور کمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مباہلہ کو کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کرسکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغ دین نے اپنی زندگی میں اِس ارادہ کو عام لوگوں کے رُوبرو ظاہر کر دیا تھا کہ مَیں مباہلہ کے طور پر مضمون لکھوں گا۔ تا وہ شخص جو

جھوٹا ہی ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبر سے میرا نام اُس نے دجّال رکھا تھا۔ اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجّال معہود آنیوالا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب میں حضرت عیسٰی نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اس دجّال کو اس عصا سے قتل کردوں اور پھر جب اپنی کتاب اعجاز محمدی میں جسکی تالیف کے ساتھ ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نہ کرسکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگوں کو دکھلا چکا تھا اور نیز لکھنے کیلئے کاتب کو وہ مضمون دے چکا تھا اسلئے اُس کے دوستوں کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب میں سے نکال دیں۔ اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچتے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہونے سے چراغدین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا کیونکہ چراغدین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کیلئے دیا تو اُسی روز اُسکے دو لڑکے جو دو ہی تھے طاعون میں گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پر نہیں جمایا گیا تھا کہ چراغدین نے طاعون کا شکار ہو کر اِس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھ میں اور اُس میں تھا غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہرحال اُسکے دوستوں نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے بھی بہت سے نسخے اس کتاب کے خرید لئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں شائع کیا ہے وہ اسی چراغدین کا مضمون ہے۔ صفحہ ۱۰۰

اگرچہ اِس قدر پبلک کی تسلّی کے لئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو چراغ دین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا ملجائے اور اُس کا فوٹو لیا جائے تو یہ ثبوت نورٌ علٰی نور ہو جائے گا اور اس مطلب کے لئے بہت سی سعی کی گئی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کے کاتب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے مل گیا بلکہ تمام مسوّدہ اُس کتاب کا مل گیا۔ تب میں نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح اس مضمون کا فوٹو لیا جائے۔ چنانچہ اخویم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی

صد۳۱ معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں اُن کارخانوں کی طرف چٹھیات لکھی گئیں جہاں تحریروں کے فوٹو لئے جاتے ہیں اگرچہ اس قدر گراں نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ فوٹو لینے کے لئے مطالبہ ہوا تاہم ہم نے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہوئے چنانچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغدین کی جو مباہلہ کی عبارت ہے۔ بلکہ تمام کتاب اُسکی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغدین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اُسکے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے دیکھے۔ بلکہ وہ صرف اس کا عکس دیکھ کر مطمئن ہو جائے گا۔

(۲) دُوسرا امر جو اس تتمہ میں لکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقۃ الوحی کے تمام کرنے کے بعد پُوری ہوئیں۔ اور ایک ان میں سے وہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اُس کا لکھنا یاد نہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اِس راقم کے اُسکے گواہ ہیں۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو بھی ان نشانوں کے ساتھ اِس تتمہ میں لکھ دوں اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل منجملہ ان نشانات کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کی نسبت میرے پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ اُن کی بیوی عنقریب فوت ہو جائے گی اور موت کی خبر دے کر یہ بھی فرمایا کہ دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ۔ مَیں نے اِس خبر سے سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پھر دوسروں کو اور پھر اخبار بدر اور الحکم میں یہ پیشگوئی شائع کرا دی اور یہ اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی بہرطرح تندرست اور صحیح وسالم تھی۔ پھر تخمیناً چھ ماہ کے بعد نواب محمد علی خان صاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہوگئی اور جہاں تک ممکن تھا اُن کا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

میں وہ مرحومہ اُسی مرض سے اس ناپائیدار دُنیا سے گذر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب کو بھی قبل از وقت خبر دی گئی تھی اور ہمارے فاضل دوست حکیم مولوی نور دین صاحب اور مولوی سیّد محمد احسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا تعالیٰ اپنے صاف اور کھلا کھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ دعوے کے ساتھ کسی پیشگوئی کو بتمام تر تصریح شائع کرنا اور پھر اُس کا اُسی طرح بکمال صفائی پُورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہو سکتی ہے۔ صـ۴۲

(۲) منجملہ اُن نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اس کے اور کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دُنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائے گا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا ایک دفعہ ایک دم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا اور معلوم ہوا کہ اُسکے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط و توانا تھا ایک دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اُس کا یہ تھا کہ اُس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اسکے مر گیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دم میں اُسکی جان رخصت ہوگئی۔ یہ پیشگوئی قبل از ظہور اخبار بدر اور الحکم میں شائع کرادی گئی تھی۔

(۳) منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لودہانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لودہانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ تب مَیں نے اُس کی موت کے لئے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ وُہ میری زندگی میں ہی نامُراد رہ کر ہلاک ہو✠۔ اور ذلّت کی مَوت سے مَرے۔ اِس دُعا

✠ جیسا کہ مَیں آگے چل کر بیان کرونگا۔ اس شخص یعنے سعد اللہ نے میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور شائع کیا تھا کہ مَیں اسکی زندگی میں ہی ذلّت کے ساتھ مروں گا۔ اور مَیں نے شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں مرے گا۔ آخر کار میرے خُدا نے مجھے سچّا کیا اور وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی مر گیا اور ذلّت اور حسرت کو ساتھ لے گیا۔ منہ

ص۵ کا باعث صرف اُس کی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وُہ میری موت کا خواہاں تھا اور اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بد دُعائیں کرتا تھا اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی اور ہلاکت کو بدل چاہتا تھا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین میرے حق میں اُس کا وِرد تھا۔ اور تمنّا کرتا تھا کہ مَیں اُسکی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے اور اس وجہ سے جھوٹا ٹھیروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنّا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وُہ میری موت دیکھیں اور اُن کی زندگی میں میری موت ہو۔ لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کے لئے جب بدقسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وُہ اس منصوبہ سے پُورا حصّہ لیتا تھا اور مَیں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مُرسل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اُسکی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہونگے اُسکو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کیلئے اور نیز میری ذلّت اور نامُرادی دیکھنے کیلئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُس کا دِل گندہ ہو گیا تھا پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اسکے بارے میں یہ دُعا کی کہ میری زندگی میں اُسکو نامرادی اور ذلّت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کُوچ کر گیا۔

چنانچہ اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۴ میں سعد اللہ کی موت پُر حسرت کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اُسکے لڑکے کی نسبت حاجی عبد الرحیم کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونیوالی تھی کہ سعد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اور سعد اللہ کو یہ بھی نصیب نہ ہوُا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا جبکہ اُس کا ایک ہی لڑکا تھا اور شادی کا تمام سامان اُس نے اکٹھا کر لیا تھا اور چند روز میں ہی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طیار تھا کہ فرشتہ ملک الموت نے آپکڑا۔ اور یہ قول مولوی ثناء اللہ صاحب کا قرین قیاس ہے کیونکہ ہماری جماعت کے بعض صاحبوں نے بار بار اُسکو یہ کہہ کر ملزم کیا تھا کہ تیری نسبت قریباً تیرہ سال سے مسیح موعود کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر یعنے تیرے بدگو دشمن سعد اللہ کی قطع نسل کیجائیگی۔ پھر تُو اپنے لڑکے ص۷
کی کیوں کسی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو۔ پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو شنکر سعد اللہ نے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کردی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی کہ سعد اللہ کی دوسرے جہان کی طرف طیاری ہوگئی۔ پس سعد اللہ کا شادی کا نام لیتے ہی مرجانا یہ بھی ایک نامرادی ہے۔ پس اِس میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامراد مرا۔ اور بلا شبہ یہ ایک ذلّت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اِس مفہوم کو اپنی کوشش سے دُور نہ کرسکا کہ آیندہ اسکی نسل نہیں چلے گی اور نہ اِس پیشگوئی کو اپنی طاقت سے رفع کرسکا کہ میری زندگی میں ہی اُسکی موت ہوگی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مرے گا۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے اخبار ۸ر فروری ۱۹۰۷ء میں اَبتر کی پیشگوئی کو ردّ کرنے کے لئے یہ عُذر پیش کرنا کہ سعد اللہ ایک لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیونکر اُسکو اَبتر کہہ سکتے ہیں یہ اُس کا ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اُسنے خود دھوکہ کھایا یا عمداً لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ وہ سعد اللہ کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعد اللہ کا لڑکا بعمر پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونے کے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اس کا نام اَبتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر یعنی خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تیرا بدگو ہی ابتر ہوگا نہ کہ تُو۔ چونکہ سعد اللہ اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے جلد تباہ ہوجائیگا اور کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے اسکے اِن الفاظ کے مقابل پر جو محض شوخی اور شرارت سے بھرے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ آخر کار وُہ خود تباہ ہوجائیگا اُس کا کچھ باقی نہیں رہیگا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو مدّ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دیکر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ اس لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پس اِس جگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف

ص بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ
وہ لڑکا جو اَب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ[۱۵] یا چودہ[۱۴] برس کا تھا اور اب تیس[۳۰] یا انتیس
برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا
ہے کہ اِس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ
کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا
حق ہے جو اُسکے مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کے یہی معنی کھولے کہ یہ لڑکا کالعدم
ہے اور اسکے بعد سعد اللہ کی نسل نہیں چلے گی اور اسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر کس قدر
ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان! یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کو بالاستقصاء
دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اَبتر کے لفظ میں شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحبِ اولاد اِس حالت میں
مرے کہ جب اُسکی زندگی میں اُسکی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑھ کٹ جانا شرط ہے جیسا کہ بتر
کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر استیصال الشیٔ قطعًا یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز
کو جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اِس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کیلئے تھی یعنی یہ کہ
موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلیگی جیسا کہ ہم آئندہ تصریح سے بیان کرینگے۔ پس جس شخص کی
فطرت میں ایک ذرّہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ
فلاں شخص منقطع النسل ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اسکی زندگی میں وہ تمام نسل
مرجائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہیئے کہ ایک
انسان ایک یا دو ولد چھوڑ کر مرجائے اور بعد اسکے کسی وقت وہ لڑکے بھی مرجائیں اور کچھ نسل باقی
نہ رہے کیا عرب کے محاورات میں بجز اَبتر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اَور لفظ بھی موجود ہے اور کیا
یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ استیصال الشیٔ قطعًا اُسپر لازم نہیں آتا۔ پس
ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اِس قسم کے قطع نسل کے لئے

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ مقرر نہیں۔ اہلِ عرب اُس شخص کو بہر حال ابتر ہی کہتے ہیں جس کی اولاد اُس کی زندگی میں یا بعد اُسکے اپنی موت کیوجہ سے اُسکو لاولد کے نام سے موسوم کرے بلکہ ہر ایک مُلک میں ایسے شخص کا نام بہر حال ابتر ہی ہے جسکی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کر کے پکارا جائے اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونے کیلئے لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اُسکی زندگی میں ہی مرجائے۔ اور اگر کسی کی اولاد اُسکی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اُس کے مرنے کے بعد فوت ہو کر قطع نسل کر دے تو کیا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اِس لفظ کے اصل مادہ میں بہت وسعت ہے کیونکہ عربی میں بتر صرف جڑھ کاٹ دینے کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے **لسان العرب** میں لکھا ہے:۔ البتر استیصال الشیء قطعاً۔ البتر قطع الذنب ونحوہ۔ الابتر المقطوع الذنب۔ والابتر من الحیّات الذی یقال لہ الشیطان۔ لا تبصرہ حامل الّا اسقطت۔ وفی الحدیث کل امرٍ ذی بال لا یبدء فیہ بحمد اللّٰہ فھو ابتر۔ و الابتر الذی لا عقب لہ وبہ فسّر قولہ تعالٰی انّ شانئک ھو الابتر۔ نزلت فی العاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو جالس فقال ھذا الابتر ای ھٰذا الذی لا عقب لہ فقال اللّٰہ جلّ ثناءہٗ ان شانئک یا محمد ھو الابتر ای المنقطع العقب وجائز ان یکون ھو المنقطع عنہ کل خیر۔

وفی حدیث ابن عباس قال لما قدم ابن اشرف مکۃ۔ قالت لہ قریش انت خیر اھل المدینۃ وسیّدھم قال نعم قالوا الا ترٰی ھذا الصُّنیر الابیتر عن قومہ یزعم انہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السدانۃ واھل السقایۃ قال انتم خیر منہ۔ فانزلت انّ شانئک ھو الابتر۔

والابتر المُعدِم۔ والابتر الخاسِرُ والابتر ھو الذی لا عروۃ لہ من المزاد والدلاء

ص ۹ ترجمہ۔ بتر کہتے ہیں ایک چیز کا جڑھ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی بتر کے یہ ہیں کہ دُم وغیرہ کو کاٹ دینا۔ (۱) ابتر اُسکو کہتے ہیں جسکی دُم کاٹی گئی ہو۔ (۲) سانپوں کی اقسام میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اِس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت اُس کو دیکھے تو اُس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک امرِ شاندار جسکو حمدِ الٰہی سے شروع نہ کیا جائے وہ ابتر ہے۔ (۴) اور ابتر اُسکو بھی کہتے ہیں کہ جو عقب نہ رکھتا ہو یعنی اُس کا کوئی بیٹا نہ ہو یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ **لسان العرب** میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد الولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس اِن معنوں کی رُو سے جس کا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کئی بیٹوں میں سے کسی بیٹے کی نسل چل جائے اُس کو اَبتر نہیں کہہ سکتے۔ پس جو شخص مرجائے اور ایسا کوئی بچہ نہ چھوڑے اُس کا نام بھی ابتر ہے اور اسکے موافق خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی گئی ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ[1]۔ یہ آیت عاصی ابن وایل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس عاصی بن وایل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور نہ لڑکے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے محمدؐ جو تیرا بدگو ہے وہی اَبتر ہے یعنی مقدّر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے آخر اُسکی اولاد فنا ہو جائیگی۔ گو اُسکی زندگی میں یا بعد اُسکے۔ اور سلسلہ نسل ختم ہو جائیگا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ عاصی ابن وایل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنے بے اولاد ہوتا تو یہ غیر معقول بات تھی کہ باوجود آپ ابتر ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا پس خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اسکی نسل قطع ہو جائیگی۔ گو اُسکی زندگی میں ہو یا بعد اُسکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مرگیا تھا لیکن بعد اُسکے اُسکی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اُسکے روبرو مرتی تو ضرور اُس کا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اِس جگہ اَبتر کے یہ معنی بھی جائز ہیں کہ اَبتر اُسکو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو

[1] الکوثر: ۴

اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ جب ابن الاشرف مکہ میں آیا تو اُسکو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والوں سے بہتر اور اُنکا سردار ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں تب قریش نے کہا کہ کیا تو اس شخص کیطرف نہیں دیکھتا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف) یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گمنام شخص ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی دوستوں کی جماعت اسکے ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد اکیلی جان ہے اور قوم میں سے کاٹا ہوا ہے یعنی قوم نے بباعث مخالفت مذہب اپنی جماعت میں سے اسکو خارج کر دیا ہے اور فتویٰ دیدیا ہے کہ کوئی اسکے ساتھ میل ملاپ نہ کرے اور نہ کوئی اسکی ہمدردی کرے! اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچھ بھی عزت نہیں رکھتا اور اسکو کوئی جانتا نہیں کہ کون ہے پھر یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ لیکن ہم ایک معزز جماعت ہیں تمام حج کرنیوالے ہم میں سے ہیں اور ہم اُنکے سردار ہیں اور خانہ کعبہ کے متولّی اور خادم بھی ہم ہی ہیں اور حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہے مگر یہ شخص تو کسی شمار میں نہیں۔ جب یہ تمام باتیں ابن الاشرف نے سُنیں تو اُس بدبخت نے جواب دیا کہ درحقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالیٰ نے اُسکے حق میں اور قریش کی اُس تمام جماعت کے حق میں جو اُنکو ابتر کہتی تھی فرمایا کہ انّ شانئك ھو الابتر[1] یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اور قریش کے کفار نے بھی ابتر کہا یہ خود ابتر ہیں یعنے اِن کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم مرینگے۔ اِس بات کو تو آجتک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے اُن کی زندگی میں ہی اُن کے تمام لڑکے مر گئے تھے یا اُنکی اولاد نہیں تھی کیونکہ اگر اُنکی اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو ابتر کہے۔ پس ماننا پڑتا ہے کہ اُن کی اولاد موجود تھی۔ اور یہ دُوسرا امر کہ پیشگوئی کے مطابق اُن لوگوں کی اولاد اُنکی زندگی میں ہی مر گئی تھی یہ امر بھی قرین قیاس نہیں اور عقل اسکو ہرگز باور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا شریر النفس اور خبیث الطبع آدمی تھے جنکی اولاد کی ہزارہا تک نوبت پہنچی تھی۔ پس اگر اُنکی زندگی میں ہی اُنکی تمام

[1] الکوثر: ۴

صـــ۱۱ اولاد مرجاتی تو ملک میں ایک کہرام مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزارہا بچوں کا مرجانا اور پھر لاولد ہونے کی حالت میں اُنکے باپوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو مخفی رہ سکتا اور ضرور تھا کہ احادیث اور تاریخوں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ پس اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اُنکے اولاد چھوڑ کر مرگئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ اُن کی نسل منقطع ہوگئی پس قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی یعنے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یہ بعینہٖ اسی رنگ کی پیشگوئی ہے جو مَیں نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر سعد اللہ لودھیانوی کے حق میں کی تھی۔ پس اسی طرح اُس کا ظہور ہوگا جسکے کان سُننے کے ہوں سُنے۔

بقیہ ترجمہ لسان العرب کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں اور اس شخص کو بھی جو خسارہ میں ہو۔ اور اُن چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور بوکا وغیرہ میں سے قبضہ نہ رکھتے ہوں۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اوّل تو ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک بے نصیب اور نامراد جو ناکام اور زیان کار ہے اسکو بھی ابتر کہتے ہیں جیساکہ سعد اللہ اپنے کاموں میں نامُراد گیا اور میرے مقابل پر جو کچھ اُسکی آرزو تھی سب میں اُسکو نامرادی نصیب ہوئی جیساکہ ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔ علاوہ اسکے تحقیق متذکرہ بالا کی رُو سے ثابت ہوگیا کہ ابتر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اُس کی اولاد نہ ہو بلکہ اگر بعد میں بھی اُسکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وُہ ابتر کہلاتا ہے جیساکہ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ قریش کے صدہا خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا تھا اور وہ لوگ صاحبِ اولاد تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ اُنکی حیات میں ہی اُن کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہوگئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ اُن کا قطع نسل ہوگیا تھا سو وُہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئی اس کا بھی یہی منشاء تھا کہ آخر کار سعد اللہ کی قطع نسل ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کے علامات بھی ظاہر ہوگئے کہ باوجود اس کے کہ پیشگوئی پر بارہ[1] سال کے قریب مُدت گذر گئی تب بھی سعد اللہ کے گھر میں پیشگوئی کے بعد

[1] الکوثر : ۴

لڑکا نہ ہوا اور نہ اُس کے لڑکے کی اولاد ہوئی۔ کیا اِس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی بُو نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ[۱۲] سال تک سعد اللہ زندہ رہا اور جورُو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رُک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بند ھ لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ[۱۵] سال موجود تھا وُہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعد اللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اُسکے گھر میں پیدا ہو جاتے۔ لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اُسکے گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اُسکے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سُنا گیا ہے کہ اُسکی عمر تیس[۳۰] برس یا اِس سے زائد ہے۔ پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالیٰ نے سعد اللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادّہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہو جانا اور اُسی حالت میں سعد اللہ کا مر جانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں بدقسمت سعد اللہ کے ان کلمات کے بعد جو اُس نے میری نسبت کہے یعنے یہ کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤنگا۔ اور کچھ بھی میرا باقی نہیں رہیگا اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی۔ خدا نے اُسکی نسبت یہ الہام دیا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر یعنے تُو ابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا بدگو ہی اَبتر رہیگا۔ تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اِس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ بدقسمت سعد اللہ ابتر کے لفظ کے ہر ایک معنی کی رُو سے جو لغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مورد ہو گیا۔ اپنے ارادہ میں خائب و خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم یہ معنے بھی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی بھی اُس پر صادق آئے کہ آخر کار پادریوں کا نوکر ہو کر جو دین اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلّت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک غیر تمند اسلام کے حصّہ میں آتی ہے اس سے بے نصیب ہو گیا۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ محض شرارت اور دنیاداری سے حق کی مخالفت پر کمربستہ تھا۔ لہٰذا اسپر یہ رجعت پڑی کہ میری اطاعت کا جوا جو

ص۱۳ نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوا اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا۔ پھر جیساکہ بیان کرچکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہؤا کہ اُسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انّ شانئک ھو الابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وُہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وُہ بار بار بددُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہو گی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے* جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ انّ شانئک ھو الابتر

* حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اور اسکی بیوی سے مَیں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہؤا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہؤا اور اب تک وُہ باوجود گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلّت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر جس کو آجتک بارہ[12] برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزّت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی ص۱۴۱
کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اُسکو نامُراد رکھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزّت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اَور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پُوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے رُوبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا	غُولًا لَعِیْنًا نُطْفَۃَ السُّفَھَاءِ ✠
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُّفْسِدٌ وَّمُزَوِّرٌ	نَحِسٌ یُّسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُھَلَاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

✠ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُسوقت صحت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

یا لاعنی اِنَّ المُھیمن ینظر	خَف قہرَ ربٍّ قادرٍ مولائی
اے مجھ کو لعنت کرنے والے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے	اُس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے۔
انّی اراک تَمِیس بالخُیَلاءِ	انسیت یوم الطعنۃ النجلاءِ
مَیں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبّر کے ساتھ تُو چلتا ہے	کیا تجھ وہ دن یاد نہیں آتا کہ جب تُو طاعون زخم کرنیوالی کیساتھ ہلاک ہوگا
۱۵ لَاتتَّبِع اَھْوَاءَ نفسک شقوۃً	یُلْقِیْکَ حُبّ النّفسِ فی الخَوْقاءِ
اپنی نفسانی خواہشوں کی بدبختی کیوجہ سے پیروی مت کر	تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی۔
فرسٌ خبیثٌ خَفْ ذُرَی صَھَواتہ	خَفْ ان ترٰک عدو ذی عَدْواءِ
تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اسکی پیٹھ کی بلندی سے تُو خوف کر	اور تُو اس بات سے ڈر کہ ناہموار چلنا اس کا تجھے زمین پر گرا دے
اِنَّ السُّمُومَ لشَرُّ مَا فِی العالم	شَرُّ السُّمُومِ عداوۃُ الصُّلحاءِ
جو کچھ دُنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہیں	اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے۔
اٰذیتنی خُبثًا فلستُ بصادقٍ	اِنْ لَمْ تَمُتْ بالخِزْیِ یا ابن بغاءِ

تُونے اپنی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اللہ یُخزی حِزبکم و یُعِزّنی	حتّٰی یجیءَ النّاس تحت لِوائی

اور تیری ذلّت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کریگا اور مجھے عزّت دیگا یہانتک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائینگے

یَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا بِکَرَامَۃٍ	یا من یری قلبی و لُبّ لِحائی

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے بصادق کے رُوبرو اسکو ہلاک کر اے وہ علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے

یَا مَنْ اری ابوابہ مفتوحۃً	لِلسَّائِلِیْنَ فَلَا تَرُدّ دعائی

اے میرے خدا مَیں تیری رحمت کے دروازے دُعا کرنیوالوں کیلئے کھلے دیکھتا ہوں لیس جو مَیں نے سعد اللہ کے حق میں دُعا کی ہے اسکو قبول فرما اور ردّ نہ کر یعنی میری زندگی

[illegible]

اور جیسا کہ مَیں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے ان کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ مَیں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اُسنے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا۔ اُس کے مقابل پر مَیں نے بھی اپنے

✤ سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اسکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اسکی پیشگوئی کہ گویا مَیں اُس کی زندگی میں ہی مرجاؤں گا (۳) اس کی موت کی نسبت میری دُعا قبول ہوگئی۔ منہ

خدا سے یہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اُسکی موت ہو اور اسی بنا پر آٹھویں شعر میں مَیں نے یہ لکھا ہے کہ اے سعد اللہ تُو نے مجھے بہت دُکھ دیا ہے پس اگر تیری ذلّت کے ساتھ موت نہ ہو یعنے اگر تُو بموجب اِس مباہلہ کے میری زندگی میں ہی نامُراد رہ کر مر نہ جائے تو پھر مَیں جھوٹا ہوں۔ اور چوتھے شعر میں صریح طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا ہے کہ سعد اللہ نمونیا پلیگ سے مرے گا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نجلاء عربی زبان میں فراخ زخم کو کہتے ہیں اور نمونیا پلیگ کی بھی یہی صُورت ہوتی ہے کہ پھیپھڑہ زخمی ہو کر پھٹ جاتا ہے اور اس میں فراخ زخم ہو جاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی اُس زمانہ میں اِس مُلک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا پس یہ اس قادر علیم کے عمیق در عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اُس نے سعد اللہ کی اِس قسم کی موت کی اُس وقت خبر دی جبکہ یہ تمام مُلک طاعون سے پاک تھا۔ ص۱۶۱

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار میں خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی میں ہی سعد اللہ کی موت ذلّت اور رُسوائی کے ساتھ ہو گی۔ یہ پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں آگئی اور نمونیا پلیگ نے چند گھنٹہ میں ہی اُس کا کام تمام کر دیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں وہ اِس دُنیا سے گذر گیا۔ مگر اس جگہ طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیوں کی گئی تھی اور کیوں اُسکی گالیوں پر صبر نہ کیا گیا۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس پہلے سعد اللہ نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مُرتد اور منتشر ہونے کی نسبت پیشگوئی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں شائع کی تھی اور اس میں اُس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ یہ شخص کذّاب اور مفتری ہے اِس لئے وہ ذلّت کی موت سے مریگا اور اسکی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائے گی اور بہت گندے الفاظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تھی اِس لئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ صادقوں کے لئے رکھتا ہے اُس کی پیشگوئی کو اُسی پر اُلٹا دیا۔ بدقسمت سعد اللہ نے اپنی کتاب میں جس کا نام اُس نے رکھا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جس کے معنے ہیں کہ اس

جھوٹے مسیح پر آگ پڑیگی* اور اُس کو ہلاک کریگی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی جو فارسی زبان میں شعر ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

اخذ یمین و قطع وتین است بہر تو ― بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوّری

اکنوں باصطلاح شما نام ابتلا است ― آخر بروز حشر و بایں دار خاسری

صـ۱۷۱ ترجمہ اِن اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کرکے لکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑے گا اور تیری رگِ جان کاٹ دے گا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جھوٹا تیرا سلسلہ تباہ ہو جائیگا۔ اور اگرچہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابتلا بھی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن اور نیز اِس دُنیا میں زیاں کار اور نامُراد مریگا اور پھر بعد اسکے آیۃ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا لکھکر کہتا ہے کہ تو ہر جگہ ذلت پائے گا اور اِس جہان میں اور اُس جہان میں تیرے لئے عزت نہیں۔

اِس کے اِن کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا جس کو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں لے گیا۔ یہ مقام منصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دوطرفہ پیشگوئیاں مباہلہ کے طور پر تھیں۔ یعنے اُس نے میری موت کی خبر دی تھی جسکو وہ خیال کرتا تھا جو اسکی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی سے ہوگی اور میری موت کیلئے وہ بہت دُعائیں کرتا تھا اور اُسکو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ دُوسری طرف اُسکی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلت کی موت سے مریگا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور مَیں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کیلئے اُسکی موت کے بارے میں دُعائیں کرتا تھا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وُہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا۔ اور جن حسرتوں اور ذلتوں کے ساتھ وُہ مرگیا اُنکا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ اور یہ حسرت اور ذلت کچھ تھوڑی نہیں کہ جسکی وہ موت چاہتا تھا اور جسکے لئے وُہ اپنی پیشگوئی شائع کرچکا تھا اُسکو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا

* طاعون بھی ایک آگ ہے جس آگ سے سعداللہ ہلاک ہوا۔ منہ

بلکہ لاکھوں انسانوں کو اُسکے تابع دیکھ گیا اور وُہ جماعت جس کی بربادی اور تباہی کے لئے اُس نے پیشگوئی کی تھی اُس کی غیر معمولی اور معجزانہ ترقی کو اُس نے بچشم خود دیکھ لیا اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ وُہ یہ بھی دُعائیں کرتا تھا کہ الہام انّ شانئك ھُو الابتر کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لے گا لیکن اُس کی اولاد ہو کر مرتی گئی اور یہ ایک دلخراش دُکھ تھا جو اُس نے بار بار دیکھا اور الہام انّ شانئك ھوالابتر کے بعد کوئی لڑکا اُسکے گھر میں پیدا نہ ہُوا اور صرف وُہ بیٹا رہا جو پیشگوئی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور بڑی عمر تک پہنچ گیا اور اب تک شادی اور بیاہ کا نام تک نہیں چہ جائیکہ اولاد ہو۔ ص۱۸

اِس حسرت پر اُس کے یہ اشعار کافی ہیں جو اُس کی ایک مناجات میں ہیں۔ جن کی قاضی الحاجات سُرخی ہے۔ اور وُہ یہ ہیں :۔

جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز ولے چند زاں ہا گرفتی تو باز
دلِ من بنعم البدل شاد کن بلطف از غم و غصّہ آزاد کن
ز ازواج و اولادم اے ذوالمنن بود ہر یکے قرّۃ العینِ من
جگر پارہائے کہ رفتند پیش زہجوریٔ شاں دلم ریش ریش

اِن دردناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرجانے سے کس قدر حسرتیں اُس کے دل میں بھری ہوئی تھیں جن سے وہ نجات نہ پا سکا اور جیسا کہ اُس کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے سولہ[۱۶] برس تک اپنی کثرت اولاد کے لئے اور میری موت اور تباہی کے لئے وُہ دُعائیں کرتا رہا۔ آخر جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی اُن تمام دُعاؤں سے نامُراد رہ کر چند گھنٹہ میں لدھیانہ میں نمونیا پلیگ سے مرگیا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں اُس کی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اُس کی زندگی میں میری موت ہو۔ اس بارے میں اُس نے پیشگوئی بھی شائع کی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے اولاد ہو یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی

کوئی مدد کرے۔ مگر ان تمام آرزوؤں سے نامُراد رہ کر اِس ذلّت کے ساتھ مرگیا کہ کوئی مُراد اُس کی پُوری نہ ہوئی۔* اور مَیں نے اُس کو بار بار خبر دی تھی کہ الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر میں ابتر سے مُراد خدا تعالیٰ کی یہی ہے کہ آئندہ اولاد کا سلسلہ اُس پر بند ہوگا اور اُس کا بیٹا بھی ابتر ہی مریگا سو اُس نے دیکھ لیا کہ باوجود اسکے کہ پیشگوئی کے وقت سے بارہ۱۲ سال تک وہ زندہ رہا اور دُعائیں بھی کرتا رہا لیکن بجز اُس لڑکے کے جو پیشگوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اُسکے گھر نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لے گیا کہ بیٹے کی شادی نہ کرسکا۔ پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مجموعہ ذلتوں کا اُسکے نصیب ہُوا۔ اور اسی سعداللہ کے بارے میں اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مشتہرہ

صفحہ ۱۹ پانچ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۱ پر جو کتاب انوار الاسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مندرجہ ذیل عبارت مَیں نے لکھی تھی اور وہ یہ ہے:۔

حق سے لڑتا رہ آخر اے مُردار تو دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اِسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔ اِس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سعداللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دُوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ انّ شانئك هو الابتر زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا یعنی

---

* اب دیکھنا چاہیئے کہ اس کی نامرادی اور حسرت اور ذلت کی موت سے کیسے اِس پیشگوئی کے معنے کُھل گئے کہ خدا ذلّت اور رسوائی کی اُسکو موت دیگا جیسا کہ اس واقعہ سے بارہ برس پہلے اس کی نسبت انجام آتھم میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اٰذیتنی خُبثًا فلستُ بصادق۔ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء۔ یعنی تُو نے اے سعداللہ اپنی فطرتی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے۔ پس مَیں اِس حالت میں سچّا نہیں ہونگا کہ جب ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو پس اِس سے بڑھ کر ذلّت اور کیا ہوگی کہ وہ میری موت چاہتا تھا مگر میری زندگی میں مرگیا اور میری نامرادی چاہتا تھا مگر میرے اقبال اور ترقی کو دیکھ گیا۔ منہ

اِس فقرہ کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کہا ہو پھر اسکے مقابل پر اس کو ابتر کہا جائے پس یہ فقرہ اِس بات پر شاہد ہے کہ سعد اللہ مجھے ابتر کہتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ مَیں ہر ایک خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر اُسکے رُوبرو فوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے پس جو کچھ اُس نے خُدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اُسکے لئے کر دیا۔ مَیں نے اُسکے ابتر اور نامُراد مرنے کیلئے سبقت نہیں کی اور نہ مَیں نے یہ چاہا کہ وُہ میرے رُوبرو ہلاک ہو مگر جب اُس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کُھلے کُھلے طور پر اپنی کتاب شہاب ثاقب میں میری موت کی نسبت پیشگوئی شائع کی۔ اور میرا دِل دُکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد مَیں نے اُسکے لئے دُعا کی تو خُدا نے مجھ کو اُسکی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعد اللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وُہ خود ابتر رہیگا۔ مگر مَیں تیری نسل کو قیامت تک قائم رکھوں گا۔ اور تُو برکات سے محروم نہیں ہوگا۔ اور مَیں یہاں تک تجھے برکت دُونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اور ایک دُنیا کو تیری طرف رجوع دُونگا مگر سعد اللہ خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر تیری آنکھوں کے سامنے ذلت کی موت سے مریگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ ہیں خدا کی پیشگوئیاں جو ٹل نہیں سکتیں اگر یہ باتیں صرف زبانی ہوتیں تو کون مخالف آج میری اِس پیشگوئی کو مانتا۔ لیکن یہ تمام باتیں آج سے بارہ برس پہلے میری کتابوں اور اشتہاروں میں شائع ہو چکی ہیں جن پر کسی مخالف کو گریز کی جگہ نہیں مگر وُہی جو حیا اور شرم کو چھوڑ کر ابوجہل کی طرح روز روشن کو رات کہتا ہے اور آفتاب کو جو چمک رہا ہے بے نُور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد اللہ میری موت اور ذِلّت اور نیز میری جماعت کے تباہ ہونے کی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب میں پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اِسوقت میری بات کون مان سکتا تھا مگر خُدا کا شکر ہے کہ دونوں طرف سے مباہلہ کے رنگ میں پیشگوئیاں شائع ہو گئیں اور روزِ روشن کیطرح کُھل گیا کہ آخر کس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ صفحہ ۲۰

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اِس قدر سختی اُسکی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اُسوقت فی الفور دُور

ہو جاویگا جب اُسکی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے۔ وُہ بدقسمت اِس قدر گندہ زبانی اور دُشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر خدا کے نبی دُنیا میں آئے ہیں اُن سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا اُس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وُہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا جو اُسکو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اِس شدّت اور بیحیائی سے اُسکے مُنہ سے نکلتی تھیں کہ جبتک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پَیدا نہ ہو۔ ایسی فطرت کا انسان نہیں ہوسکتا ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچّے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ مَیں نے اُسکی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئیں روکا کیا لیکن جب وُہ حد سے گذر گیا اور اُسکے اندرونی گند کا پُل ٹوٹ گیا تب مَیں نے نیک نیتی سے اُسکے حق میں وُہ الفاظ استعمال کئے جو محل پر چسپاں تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ میں مندرج ہیں بظاہر کسی قدر سخت ہیں مگر وُہ دُشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک نبی حلیم تھا مگر اُن سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑتے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم اُنہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں ۲۱ اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وُہ مکّار ہیں فریبی ہیں مفسد ہیں سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیئے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں اُن سے پہلے بہشت میں جائیں گی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں۔ پس اِس سے ظاہر ہے کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وُہ دُشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اُس کی وحی سے وہ الفاظ اُنہوں نے استعمال کئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے

کسی مخالف کی نسبت اُسکی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجّال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذّاب۔ مفسد۔ دجّال۔ مفتری۔ مکّار۔ ٹھگ۔ فاسق۔ فاجر۔ خائن رکھا۔ تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیّت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ مَیں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو مَیں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے۔ ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دُکھ دیا اور حد سے زیادہ دُکھ دیا اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا پس مَیں بجز اسکے کیا کہوں کہ یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔[1]

یاد رہے کہ سعد اللہ میرے مقابلہ پر دو دفعہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلے تو انہیں عربی شعروں میں جو انجام آتھم میں مَیں لکھ چکا ہوں مباہلہ کے طور پر مَیں نے دُعا کی ہے کہ خدا جھوٹے کو ہلاک کرے چنانچہ اُن مباہلوں کے شعروں میں سے ایک شعر یہ ہے :۔

یَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا بِکَرَامَۃٍ	یَا مَنْ یَرٰی قَلْبِیْ وَ لُبَّ لِحَائِیْ
یعنے اے خدا تو مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر	تُو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے۔

اور پھر سعد اللہ کی نسبت دُوسرا شعر یہ ہے :۔

آذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ	اِنْ لَّمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بِغَاءِ

یعنے تُو نے اے سعد اللہ خباثت کی راہ سے مجھے دُکھ دیا ہے پس مَیں جھوٹا ہونگا اگر میرے سامنے ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

پھر دُوسری دفعہ جو مَیں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا اُس کا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوت مباہلہ میں کئی مولوی اَور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکورہ میں درج ہے اور دعوت مباہلہ میں

[1] یٰسٓ: ۳۱

تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷۔ انجام آتھم پر یہ ہے:۔

’’گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اِس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ کیلئے حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ رہے۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین‘‘۔ اور کتاب انجام آتھم جس میں سخت معاند لوگوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اس میں فہرست لکھی گئی ہے۔ اِس فہرست کے صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اِس بدقسمت سعد اللہ کا نام درج ہے چنانچہ لکھا ہے۔ سعد اللہ نو مسلم مدرس لودہانہ

اِس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ برس اور تین مہینے اور کئی دن گذر چکے ہیں پھر اسکے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کرلی اور جو بدزبانی سے باز نہ آئے اُن میں سے بہت کم ہونگے جنہوں نے مُوت کا مزہ نہ چکھا۔ یا کسی ذلت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ نذیر حسین دہلوی جوان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اوّل المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دُنیا سے گذر گیا۔ رشید احمد گنگوہی جس کا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوۃ اور بد دُعا کے بعد اندھا ہوگیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لُدھیانوی جن کا ذکر بھی اسی صفحہ ۶۹ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اِس دُنیا کو چھوڑ گئے! اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اور بد دُعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مرگیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہے اور جس نے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شائع کیا تھا۔ وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مرگیا۔ اور اسکی موت کا یہی سبب نہیں کہ مَیں نے انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں یعنے اُسکی سترھویں سطر میں اسپر اور دُوسرے مخالفوں پر جو شرارتوں سے باز نہ آویں اور نہ مباہلہ کریں بد دُعا کی تھی اور اُن پر خدا کا عذاب چاہا تھا بلکہ اِس کا اپنا مباہلہ بھی اسکی موت کا سبب ہوگیا کیونکہ اُس نے میرا اور اپنا ذکر کرکے خدا تعالیٰ سے ظالم کی بیخکنی ہونی ۲۳۳

چاہی تھی سو اُسکی چند روز ہی کے بعد اس کی بیخکنی ہوگئی۔ اور اسی صفحہ ۷ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جب تک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اُس کی نکل گئی۔ ایسا ہی اِس مباہلہ کی فہرست میں مولوی عبد المجید دہلوی کا ذِکر ہے جو فروری ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا✠۔ ایسا ہی اَور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اِس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہوگئے اور بعض اس قدر دُنیا کے مکر اور فریب اور دُنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان اُن سے چھین لی گئی ایک بھی اس بددُعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اِسلئے نہ صرف اُسکو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلّت سے اسکو حصّہ ملا اور تمام عمر نوکری کرکے پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ آخر موت کے قریب آکر عیسائیوں کے مدرسہ میں نوکری اختیار کی اور علاوہ اُن تمام ذِلّتوں کے جو اُسکو نصیب ہوئیں یہ آخری ذلّت بھی اُس کو دیکھنی پڑی کہ پادریوں کا فرقہ جو دینِ اسلام کا دشمن ہے جن کے مدارس میں خلافِ اسلام وعظ کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتویں دن حضرت عیسٰی کی خدائی کے بارے میں مدرسہ میں گمراہ کرنیوالی باتیں سُنانا اُن کا طریق ہے اُس نے گوارا کرلیا کہ اُنکی چاکری اختیار کرے اور چونکہ ۲۱۷
عربی زبان میں ابتر مُعدِم کو بھی کہتے ہیں یعنے ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے اِس قسم کے ابتر ہونے کا مصداق بھی اپنے تئیں ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اُسکو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری

✠ عبد المجید جب میں پہلے دہلی گیا تھا خود میرے مکان پر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ الہام شیطانی ہیں اور مسیلمہ کذاب سے مجھے تشبیہ دی اور کہا کہ اگر توبہ نہ کرو تو تقوّل اور افترا کا نتیجہ بھگتو گے۔ مَیں نے کہا کہ اگر مَیں مفتری ہوں تو مَیں افترا کی سزا پاؤں گا۔ ورنہ جو شخص مجھے مفتری کہتا ہے وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکتا آخر عبد المجید میری زندگی میں ہی اپنے اس بدزبانی مباہلہ کے بعد مرگیا۔ اور ان ایام میں اُس نے میرے مقابل پر میری تکذیب کے بارے میں سخت الفاظ کے ساتھ ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا اور شاید پیسہ پیسہ پر فروخت کیا تھا۔ منہ

دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلافِ اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ اُنکی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہوگیا ہے وہ بعض میری تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اُس کو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا مگر تعصّب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھ فائدہ اُٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اُس کا رسول معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اُسکو دیکھ چکا تھا۔ دُوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی اُمت میں سے آئینگے بلکہ حدیثوں میں یہ بھی آچکا ہے کہ نازل ہونیوالا عیسٰی اِسی اُمت میں سے ہے۔ پھر بھی وُہ بدقسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجّال کے ظہور کے وقت آئے گا۔ اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجّال* پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجّال کے یہی معنے ہیں جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانے والا ہو اور اسی کی طرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف کی اِس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1] ثابت ہوتا ہے کہ دجّال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہیں ہوگا کیونکہ جب کہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیوں

* دجّال کے معنی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنیوالا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنیوالا ہو اُسکو دجّال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں کیونکہ دُوسروں کا دجل اور فریب تو کمتر درجہ پر ہے مگر ان لوگوں کا دجل اسقدر ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانے کے لئے کروڑہا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور لاکھوں رسالے اور کتابیں دُنیا میں شائع کی ہیں اور اسی غرض سے زمین کے کناروں تک سفر کرتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے وہ دجّال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجّال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجّال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دُنیا میں سلطنت کرے گی اور قیامت تک انکی طاقت اور قوت رہیگی۔ پھر جبکہ یہ حال ہو تو کونسی زمین باقی رہی جس میں ہمارے مخالفوں کا فرضی دجّال ظہور کریگا۔ منہ

[1] اٰل عمران: ۵۶

کے لئے مقدر ہے یا مسلمانوں کے لئے جو حقیقی متبع ہیں تو پھر کون ایماندار یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسیٰ کا مخالف ہے اور اُن کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جما لیگا۔ ایسا خیال تو نص صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے ص۲۵ یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجّال نکلے گا اِس آیت ممدوحہ کی مؤید ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخرکار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اِس دُنیا کو ایک دن مقرر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس ۱۳۲۴ برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہیئے۔ کیا یہ وقت قریب غروب نہیں۔ اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اس کے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اِسی طرح احادیث صحیحہ میں جو بعض اُن کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اِس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قُرب کا زمانہ ہے۔ اور پھر دُوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دُنیا کی سات ہزار سال ہے۔ اور قرآن شریف کی اِس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ[1]۔ یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں۔ پس اِس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عُمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حساب جمل کی رُو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اِس حساب سے ہماری اِس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک

[1] الحج: ۴۸

ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام
ص۲۶ ہے جس میں آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا۔ پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رُو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اور جیسا کہ آدم نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی توام کی شکل پر پیدا ہوا تھا۔ ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اُسکے میں پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کرکے طالب حق کو دلائل واضحہ دیتے ہیں۔ مگر سوائے اسکے ہزارہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سُنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابو جہلی مادہ کے جوش سے انکار کیلئے کچے حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افتراء کے طور پر اپنے پرچہ اہلحدیث ۸ر فروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھدیا ہے کہ مولوی عبد الکریم کے صحتیاب ہونے کی نسبت جو انکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحتیاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افتراء کا ہم کیا جواب دیں بجز اسکے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتادیں کہ اگر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے صحتیاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون اُس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ اِنّ المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں اُن کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحتیاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی مَوت سے مُراد صحت اور کبھی صحت سے مُراد موت ہوتی ہے۔ اور کئی مرتبہ

خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اُسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے یہی حال اُن مولویوں کا جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دُنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے رِجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رِجس سے پرہیز نہیں کرتے ہم نے ص۲۷
اِس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مان لینگے؟ نہیں بلکہ کوشش کرینگے کہ کسی طرح رد کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزّوجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوئے الہام کے بعد تیس بتیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اِسکے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اُسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائینگے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھے دینگے اور دُور دُور سے ہزارہا لوگ تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ وہ راہ گہرے ہو جائینگے اور اُن میں گڑھے پڑ جائینگے جن راہوں سے وہ آئیں گے۔ تجھے چاہیئے کہ اُنکی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور اُن سے بداخلاقی نہ کرے خدا تجھے تمام دُنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلائیگا اور خدا تجھے نہیں چھوڑیگا جبتک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دکھلاوے اور دشمن زور لگائینگے اور طرح طرح کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کرینگے مگر خدا انہیں نامراد رکھے گا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دے گا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نُور کو پُورا کریگا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ مَیں اپنی چمکار دِکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤنگا مَیں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے کی کچھ پروا نہ رکھیں مگر مَیں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اُس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس ۳۰ برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام

براھین احمدیہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوچکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اور یہ وُہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔
ص۲۸ کیونکہ مَیں اُس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احدٌ من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا پھر بعد اسکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل ہوچکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کیلئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام یاد نہ ہوتا و لا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس تو مَیں انکی ملاقاتوں سے تھک جاتا۔ اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لاسکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے کہ اُس نے ان واقعات سے تیس بتیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکخانوں کے رجسٹروں سے تحقیق ہوسکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے زیادہ وُہ روپیہ ہے جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج دیتے ہیں اور تخمیناً تین ہزار۳۰۰۰ کے قریب اِس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسی قدر ہے۔ حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی اُس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس بتیس برس گذر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ مَیں اُس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جس کے شائع ہونے پر چھبیس۲۶ برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ گواہی دی ہے اور وُہ یہ الہام ہے۔ ربّ لا تذرنی فردًا وّ انت خیر الوارثین۔ یعنے دُعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ مَیں اُسوقت جبکہ یہ پیشگوئی فرمائی گئی اکیلا تھا۔ اور پھر دُوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کہ کزرعٍ اخرج شطأہٗ یعنی مَیں اُس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ

اور دُوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں درحقیقت مَیں اُس مُردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو ...... اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اسکے خدا تعالیٰ کی قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اُسکی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ ۲۹

اور پھر خدا تعالیٰ نے اِسی پر بس نہیں کی بلکہ صدہا دُعائیں میری قبول کیں جن میں سے نمونہ کے طور پر اِس کتاب میں درج ہیں۔ ہر ایک نے جو میرے پر مقدمہ کیا اس میں مَیں نے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دیگئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخر خدا نے یا تو اُسے ہلاک کیا اور یا ذِلّت اور تنگیٔ معاش کی زندگی اُسکو نصیب ہوئی یا اُسکی قطع نسل کی گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بدزبانی کی آخر وُہ آپ ہی مرگیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دِکھلائے کہ وُہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خداترس جس کے دِل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جسکو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلاوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سُنّت میں داخل ہے کہ ایک شخص جس کو وُہ جانتا ہے کہ وُہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اُس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہُوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب مَیں بوڑھا ہُوا اور ستّر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے۔ مگر میرا خدا ایک دِن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہُوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ مَیں مفلس اور نادار تھا۔ اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دُعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ مَیں شمار نہیں کرسکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اِس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وُہ جانتا ہے کہ وُہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وُہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُنکو میرے مقابل پر ہلاک

کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اِس قدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جب تک اُس کی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اُسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔* پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آجکل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دُوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اِس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو مَیں بخوشی قبول کروں گا اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں۔ لیکن امرتسر میں یہ مباہلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب مَیں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کیلئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہلحدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور کس طرح شور کر کے اور پوری طور پر سفاہت دِکھلا کر میری تقریر بند کرا دی اور جب مَیں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکّام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پس ایسی جگہ مباہلہ کیلئے موزون نہیں ہاں قادیان موزون ہے اور اِس جگہ مَیں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا . . . ذمّہ وار ہوں اور آمد و رفت کا کُل خرچ جو امرتسر سے قادیان تک ہوگا مَیں ہی دیدونگا۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے مَیں اپنی سچائی کے وجوہات اُنکو سُناؤنگا۔

اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارا نہ کریں تو اِس طرح بھی مباہلہ ہو سکتا ہے کہ اِس کتاب حقیقۃ الوحی میں جو کچھ مَیں نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے دلائل لکھے ہیں اُنکی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا

---

* یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جسقدر بجز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبد الحی لکھنوٴ وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک مَیں نے صدی کا چہارم حصّہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدّد وُہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصّہ پا لے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ منہ

امتحان مباہلہ سے پہلے کرلوں گا اور وہ صرف دس سوال ہونگے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقۃ الوحی میں سے اُن سے دریافت کئے جائینگے تا معلوم ہو کہ اُنہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے۔ پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دے دیا تو تحریری مباہلہ جانبین کی طرف سے شائع ہو جائیگا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الوحی کا میں اُنکی طرف روانہ کرونگا اور روز کا جھگڑا اِس سے فیصلہ پا جائیگا اور اُنکا اختیار ہوگا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی طیاری کیلئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مُہلت مانگ لیں۔

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور اُن کے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ صفحہ ۳۱ کیا مولوی کہلا کر اُنکو یہ بھی خبر نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تخلّف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرّع زاری کرے اور شوخی نہ دکھلا دے تو وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرّع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا اِسلئے خدا نے اُسکو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرّفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مورد عذاب ہوا اور موت کے قریب اُسکی نوبت پہنچی تو پھر اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرّفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ کیا یہی دیانت ہے، کیا یہی ایمانداری ہے۔ یونس نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرّع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور انکو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات

کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دُوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اُس کا داماد ابتک زندہ ہے✣۔
یہ ہے دیانت اُن لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آگئی اُسکو چُھپاتے ہیں اور جسکی ابھی انتظار ہے۔ اُسکو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خُوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے یہ ہیں:-
اَیَّتُهَا الْمَرْأَةُ تُوْبِیْ تُوْبِیْ فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقِبِکِ۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دُختر کی دُختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت نے جو اِس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اسکے اقارب کے دِلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور اُنکو خیال آیا کہ دُوسری شاخ بھی معرض خطرہ میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اِس پیشگوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی تب اُنکے ص۳۲ دِل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی اور جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اُس پیشگوئی کا وُہی تھا بلکہ مقدم بالذات وُہی تھا۔ پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور کمال صفائی سے اسکی نسبت پیشگوئی پُوری ہو گئی تب اُسکے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اتنے روئے کہ اُنکی چیخیں اِس قصبہ کے کناروں تک جاتی تھیں اور بار بار پیشگوئی کا ذکر کرتے تھے اور جہانتک اُن سے ممکن تھا توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اِس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی※۔

✣ یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو نجاست خوری میں داخل ہے میری پیشگوئیوں پر اور حملے بھی کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اسلئے اسکے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں۔ منہ

※ حاشیہ۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پُورے ہونے کیلئے کوشش کی گئی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تو قرآن شریف سے بیخبر ہیں اور یا اندر ہی اندر جامہ ارتداد پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وُہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رؤیا دیکھو۔ اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دو۔ منہ

پس یہ کس قدر بے حیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اس بات کے کہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل
سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں ☩ پھر بھی شور مچانا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ
ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں آخر شوخی اور انکار کی ایک حدّ ہے حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے
عذاب کی نشانی ہے مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ طاعون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزلوں کا
خدا نے وعدہ دیا ہے اور آثار قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں+۔
اسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے باز نہیں آتا تو اس کا ص۳۳
یہی علاج ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اُس کی بدقسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کرکے
خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے✠۔ اور وعید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے

☩ آج ۲۸؍ فروری ۱۹۰۶ء کو بوقت صبح روز پنجشنبہ یہ الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ منہ

+حاشیہ۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارے میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت
صاحب تجربہ ہوں کہ صبح ایک بلا نازل ہونے کی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرت دُعا کی وجہ سے
ٹل گئی اور یہ مجھے بشارت دی گئی کہ ہم نے اس بلا کو ٹال دیا۔ پس اگر میری تکذیب کے لئے یہی دلائل دشمنوں کے ہاتھ
میں ہیں تو صدہا نظیریں اسکی خود میری سوانح اور میرے عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تعجب کہ ہمارے
مخالف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی
تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تھا اور وقت کے پیغمبر نے اُس کی نسبت یہ پیشگوئی
کی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مرجائے گا۔ وہ اس پیشگوئی کو سُنکر بہت رویا اور اِس قدر رویا کہ
اُس پیغمبر پر دوبارہ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اُس کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے۔ یہ پیشگوئی
اب تک بائبل میں بھی موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

✠ یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے، بالکل جھوٹ ہے کیونکہ
حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آنیوالا اسی اُمت میں سے ہوگا۔ پس اس تکلّف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسٰی کو
آسمان سے نازل کرکے اُمت میں داخل کیا جائے اور نبوت سے معطل کیا جائے کیا خدا تعالیٰ الیاس نبی کی طرح
اسی اُمت میں سے عیسٰی پیدا نہیں کرسکتا جبکہ اس کیلئے ایک نظیر موجود ہے تو اسقدر تکلفات کی کیا حاجت ہے۔

بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیشگوئی کو ٹال دینا سُنّت اللہ میں داخل ہے۔ اِس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرّع اور دُعا سے ردِّ بلا ہوسکتا ہے۔ تمام نبیوں کا اِس پر اتفاق ہے۔ پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر ردّ بلا کے کیا معنی ہوئے؟ اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشگوئیاں ہیں قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتیں اور ان میں اجمال ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے قبل از وقوع ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور اُنکے معنی آخر پر جاکر کھلتے ہیں۔ اِسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آویں۔ اگر اس پیشگوئی میں یہ تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمدؐ ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور اس کا مولد مکّہ ہوگا اور اس کا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مُدّت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا (نہ بنی اسرائیل میں سے) تو بدقسمت یہودی انکار کرکے واصلِ جہنّم نہ ہوتے اور اگر حضرت عیسٰی کی نسبت پیشگوئی میں بتصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا اُن سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ یحیٰی ذکریا کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بدبخت یہود حضرت عیسٰی سے انکار کرکے کیوں دوزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی جس کے بارے میں تصریح نہایت

اور پھر انہیں حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسٰی کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا اور حضرت یحیٰی کے پاس بیٹھے دیکھا۔ تو اب اُنکی فوت ہونے میں کیا شک رہا۔ اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر اُن کی وفات کی گواہی دیتا ہے۔ کیا آیت فلمّا توفّیتنی اُن کی وفات پر قطعیۃ الدلالت نہیں۔ اور رفع جسمانی پر کیوں زور دیتے ہیں۔ کیا رفع رُوحانی نہیں ہوا کرتا۔ اور آیت تو خود کہتی ہے کہ رفع رُوحانی ہے۔ کیونکہ توفّی کے بعد اس کا ذکر ہے۔ اور یہ اعتراض کیوں کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہیئے تھا۔ کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مھدی الّا عیسٰی۔ منہ

مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیشگوئی کے سمجھنے میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰ ؑ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہو سکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آجتک خیال ہے الیاس نبی دوبارہ حضرت عیسیٰ سے پہلے دُنیا میں آگیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسٰے کے دوبارہ آنے کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہوگیا تو پھر چاہیئے کہ عمر بھر اس کا نام[1] لیں۔ یہود کی امیدیں الیاس کے دوبارہ آنے کے بارے میں کہاں پوری ہوگئیں کہ اب مسلمانوں کی امیدیں پوری ہوجائینگی لایلدغ المؤمن من جحرٍ واحدٍ مرتین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھولتا ہے جو اُنکے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیزگار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر اُن کی تفاصیل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اسپر ضد کرتے ہیں وُہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ ص۴۴

(۴) منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدیٔ معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کرکے اُسکے سامنے پیش کئے جائینگے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے رُوبرو پیش کیا جائے گا۔ یہ الفاظ تھے جو اُنہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جو ابتک اُن کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ اُن کی غلطی تھی کہ اُنہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں۔ بلکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدیٔ غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی

[1] نقل مطابق اصل۔ یہاں نام نہ لیں پڑھنا چاہیئے سہو کاتب سے "نہ" رہ گیا ہے۔ شمس

ان میں جرح سے خالی نہیں سب مغشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسیح موعود کے آنے کیلئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو اُنکے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں
۲۵ کریگا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کریگا اور اُسکی فتح محض آسمانی نشانوں سے ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مسیح موعود کی نسبت حدیث یضع الحرب موجود ہے یعنی جب مسیح موعود آئیگا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اُٹھا دیگا اور کوئی جنگ نہیں کریگا اور صرف آسمانی نشانوں اور خدائی تصرفات سے دینِ اسلام کو زمین پر پھیلائیگا* چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دُنیا میں موجود بھی ہو رہے ہیں اور یہی سچ ہے اور مَیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ مَیں جہاد کروں اور دین کیلئے لڑائیاں کروں بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں نرمی کروں اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کروں اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائینگے اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداؤں کا کوئی نشان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید میں صدہا نشان ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن[1] یعنے دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبر اُن لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات اُنکے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر

* یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ جب مسیح کے نفس سے یعنی اُس کی توجہ سے کافر خود بخود مرتے جائیں گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے معجزہ کے تلوار اُٹھانا بالکل غیر معقول ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائیگا تو پھر تلوار اُٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ منہ

[1] البقرۃ : ۲۵۷

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ابتک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے در اصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ مگر کہاں ہیں وہ پادری اور یہودی یا اور قومیں جو ان نشانوں کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ایک نشان بھی دکھلا نہیں سکتے۔ کیونکہ اُن کے مصنوعی خدا ہیں سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔ ص ۳۶
اِسلام معجزات کا سمندر ہے اس لئے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اسکو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنی نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اِس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کو اِن جرائم کی سزا دیجائے۔ پس جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی وُہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت اُنکو دی گئی کہ اگر وُہ اِسلام لاویں تو اُن کے جرائم بخش دیئے جائینگے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ اُنکی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُن کے اِن جرائم اور شرارتوں سے پہلے اُن پر تلوار اُٹھائی گئی تھی۔* وُہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں مُنہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے اُنکو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے۔ اِسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدّسوں میں کامل ہے اور بے مثل ہے

* تلوار ہرگز نہیں اُٹھائی گئی بلکہ تیرہ[۱۳] برس تک برابر کافروں کے انواع و اقسام کے ظلم اور خونریزیوں پر صبر کیا گیا اور بعد اسکے جب وہ لوگ حد سے بڑھ گئے تب اُنکے مقابلہ کا اذن دیا گیا پس یہ جنگ صرف دفاعی جنگ اور جرائم پیشہ کو محض سزا دینے کی غرض سے تھی تا زمین خونی مُفسدوں سے پاک کی جائے۔ منہ

بے مانند۔ اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہؤا۔ ایسا خدا دُوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اس کی زندگی سے امان اُٹھ گیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مریگا؟ جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اُسکی پُوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائے گا جب اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ مکّہ کے بُت پرستوں کا بھی یہی حال تھا اور عقل اِس بات کو کیونکر تسلیم کر سکتی
ص۲۷ ہے کہ ایک بُت اپنے ہاتھ سے بنا کر اُسکی پُوجا کی جاوے مسیحیوں کا خدا مشرکوں کے بُتوں سے زیادہ کوئی قدرت ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا اُن سب پر غالب ہے۔ ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی ہمارے خدا کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا ہے بطور معائنہ لوگوں کو یقین دلایا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے چنانچہ آجتک جو جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کر رہا ہے اور کوئی شخص اُسکے مقابل کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دِل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اِسلئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ مَیں اُن کیلئے دُعا کروں تب مَیں نے اُسکو قابل رحم سمجھ کر اُس کیلئے دُعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اُسکی عزّت بچائی گئی۔ مَیں نے یہ اطلاع بذریعہ خط اُنکو دیدی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو اُن دِنوں میں مخالف تھے یہی اِطّلاع دی چنانچہ منجملہ انکے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ آخر کچھ مدّت کے بعد اُنکی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ایک مذہبی پورانا خیال ہے جو اُنکے دِل میں تھا بغاوت کی نیّت نہیں تھی۔[۱]

[۱] نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے انہوں نے[۴] [۴] میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیجدیا تھا۔ مَیں نے دُعا کی تھی کہ ان کی عزّت چاک کر دی جائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (کتاب براہین احمدیہ) منہ

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ٹائیٹل پیج کے آخر ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اُس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے۔
اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے۔ ۳۸
"الہام ۵ مئی ۱۹۰۶ء **پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔** ثلج کا لفظ عربی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہی اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہی اُسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بناء پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اُسکے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئیگی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑیگی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائیگی) اور دوسرے معنی اسکے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہی یعنے انسان کو کسی امر میں ایسے دلائل اور شواہد میسر آجائیں جن سی اُس کا دل مطمئن ہو جائے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تحریر موجب ثلج قلب ہوگئی یعنے ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے جن سے بکلّی اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلّی اور سکینت پا لیتا ہے تو اُسکے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہی۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہی اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہی کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دور کرنا اور پوری تسلّی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ دنوں میں زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے

اور ثلج قلب یعنی کلّی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اِسلئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے ثلج قلب ہو جائیگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلّی دُور ہو جائینگے اور حُجّت پوری ہو جائیگی اِس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اِس قدر متواتر نشانوں کی وجہ سے دِلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دِل
ص۳۹ پوری تسلّی پائیں گے اور یہ بیان اِس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلّی پانا اور شکوک و شبہات سے
رہا ہو جانا سمجھے جائیں۔ لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آیات نازل کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اُسکے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کیلئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پُوری ہو گئی۔ یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اِس طرح پر پُورا کیا کہ کشمیر اور یُورپ اور امریکہ کے مُلکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جسکی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اِس مُلک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اُس حصّہ مُلک میں وُہ شدّتِ سردی اور کثرتِ بارش ہوئی کہ مُلک فریاد کر اُٹھا اور ساتھ ہی بعض حصّہ میں اس مُلک کے اِس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونیوالا ہے۔ چنانچہ آج ہی ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اِسوقت میرے پاس قادیان میں ہیں عبدالرحمٰن ان کے بیٹے کی طرف سے) کشمیر سے آیا ہے کہ اِن دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیطِ عالم ہے یہ وُہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اِس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اِسقدر برف کا گرنا خارق عادت ہے اور جس قدر اِس مُلک میں بارش ہوئی اُس کی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

اوّل اخبار عام لاہور ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے چنانچہ اخبار مذکور کے دُوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں:۔

"لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کرے گا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصّہ میں بارش اِس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مُبدّل بزحمت نہ ہو جائے۔ اسکے ساتھ بجلی بھی خُوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دِلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بنجائے اور فصلوں کی جڑوں کو اکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں دریا بُرد نہ ہو جائیں اور تمام اُمیدوں پر پانی پھر جائے سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور ہے کچھ اور، ہے کچھ آتا ہے تعجّب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرندے بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑے کی شدّت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجّب ہوتا تھا کہ انکے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اِس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہُوا ہے بادل اِس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صُورت نظر آوے قلّت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصوّر ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری

صہ ۲

دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کیجائے*۔ سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اولے پڑنے سے فصلوں کا کسی قدر نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آرہا ہے۔ اِس قدر بارش سے شہر کے مکانات کے لئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔ سڑکوں کے پرخچے اُڑ گئے ہیں۔ کیمنگ کی سڑکیں کیچڑ سے دلدل ہو رہی ہے۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہائے دھوئے مثل دُلہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاکیں پہنائی گئی ہیں اِن ایّام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے [اِس فقرہ میں اِس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے] حق یہ ہے کہ موسم گرما کے ایّام برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پروردگار پر ماتما کے عجیب و غریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔" صـــــ۴۱

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کیلئے اُسکے قلم و زبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶۔ فروری ۱۹۰۶ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے:۔

"اگرچہ اِس سال موسم سرما کچھ سُست دکھائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر"
" آخر ایّام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنا رنگ جمایا اور رنگا رنگ کے دانت دِکھلانے"
"شروع کر دیئے۔ اِس مہینہ میں موسم سرما نے ایسی تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکھائے"
"تھے۔ اخیر جنوری سے اِس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے کبھی"
" بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی۔ پھر بادلوں کا انبار ہر وقت برقع پوش"

* اِس سے ثابت ہے کہ یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اِس میں امر خارق عادت صرف یہی نہ تھا کہ بہار کے موسم میں اِس قدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا بلکہ یہ دوسرا امر خارق عادت یہی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام مُلک میں بارش ہوگئی۔ حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منہ

"نظر آتا ہے سُورج اور دُھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا"
"کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے"
"اور بعض وقت دُھواں دھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے"
"اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وُہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی کسی"
"جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو یخ ہو جاتا ہے آجکل پانی بغیر گرم کرنے کے پیا نہیں جاتا۔ اور"
"اِسوقت سواء برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات"
"برف سے برفع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے، اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس مُلک میں"
"بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہو گئی"۔ صـ۴۲

اور اخبار جاسوس آگرہ پرچہ ۱۵؍ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ :-

"۶؍ فروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کانپور میں سخت بارش ہوئی۔ طوفان برق آیا اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ریل بند ہو گئی"۔

اور اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲؍ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸؍ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اِس نواح میں بلکہ کل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگاتار رہا۔ ۱۹؍ کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی۔ کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونیوالا ہے"۔ [یہ الہام الٰہی پر ہنسی ٹھٹھا ہے وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ[1]]

بہرحال ہمارے اِس مخالف نے گواہی دی کہ اِس ہفتہ میں کُل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲؍ فروری عین بہار کا موسم ہے اور اُس نے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ بالا پُورا ہوا۔

اور رسالہ حکمت لاہور ۱۵؍ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

اخبار نیّر اعظم مُراد آباد کے پرچہ ۱۹؍ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے۔

[1] الشعراء : ۲۲۸

پرچہ اخبار آزاد انبالہ مورخہ ۱۶؍فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اولے بھی پڑے۔

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۳؍فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر بارش سے بنگال کی فصل نیشکر کو نقصان پہنچا۔ پیسہ اخبار ۲۹؍فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

پبلک میگزین امرتسر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کمال جوبن پر ہے اور سلسلہ برسنے کا شروع ہے۔

اخبار سماچار لاہور ۲۶؍فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ تنگ آگئے ہیں۔ ص۴۳

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵؍فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ آر ۰۔ چار روز سے برابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔ ہو بہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گھبرا رہی ہے اور دُھوپ کو ترس رہی ہے۔

روزانہ پیسہ اخبار ۸؍فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی۔ کل دوبارہ بڑے زور سے پانی پڑا۔ سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔

یہ اخبار ہیں جو ہم نے اِس پیشگوئی کے پُورے ہونے کیلئے جو اِس مُلک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقوف تھی ان کے گواہان لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے پیش کر سکتے تھے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور مُلک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنیوالے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں جو اِس کام کیلئے بڑی بڑی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۷؍دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس رائے کو دیکھو جو انہوں نے آئندہ موسم کے لئے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہوگئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہوگئی۔ پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خداترسی سے کام لیگا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جسکی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کے لئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہوں گی اور برف پڑے گی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔ صفحہ ۴۷۷

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اِس مُلک سے خاص نہیں رہی بلکہ دُوسرے ممالک میں بھی اسنے خارق عادت رنگ دِکھلایا ہے اور وُہ یہ ہے۔

اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۷؍ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳؍ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالات کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:۔

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنین ماضیہ میں اس کی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ درجے نیچے بیان کیا جاتا ہے۔ آسٹریا ہنگری میں بیس ۲۰ درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ برّ اعظم یورپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد و رفت میں خلل پڑ گیا ہے کیونکہ انجنوں کے نل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڈیسہ کی بندرگاہیں یخ بستہ ہو رہی ہیں۔ رُوس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت

اس قدر گر گیا ہو کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر برفباری ہوئی ہے کہ الامان۔ قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد و رفت ملتوی ہو گئی ہے۔ چینل میں آجکل جو جہاز اِدھر اُدھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں۔ پیرس کے بازاروں میں غریب غربا ٹھٹھر ٹھٹھر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلّی بخش جواب دے سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے ایک مقررہ قانون کا پابند ہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مدبّر بالارادہ ہستی اسپر متصرف نہیں تو نیچر کے حالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقاید کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ؒ ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب موجودہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابلِ اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے“ 45

پھر اخبار نور افشاں مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یکصد چینی ہلاک ہوئے۔ اور پرچہ نور افشاں ۲۳ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز ہفتہ ہذا میں اس زور و شور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے ژالہ باری بھی ہوئی۔+

ؒ ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے۔ منہ

+ ہم ایڈیٹر پرچہ نور افشاں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی انجیل کے پیرو نے بھی یہ عظیم الشان پیشگوئی کی تھی کہ جو تمام ملک بلکہ تمام دنیا پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئی۔ اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی تو پھر کس ایسے شخص کی طرف سے تھی جو قدرت نمائی میں خدا کے برابر تھا۔ پھر جبکہ آنیوالے مسیح موعود نے خدا کی گواہی اپنے لئے پیش کر دی تو پھر اب بھی اسکو نہ ماننا کیا یہ اُن یہودیوں کی صفت ہے یا نہیں جنہوں نے مسیح کے معجزات دیکھ کر بھی اُس سے دشمنی کی اور جو چاہا اُس سے کیا۔ منہ

ہم پہلے اِس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نو ماہ پہلے یعنی ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر نو ماہ کے بعد ایسی کھلے کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اسکی گواہ رویت ہوگئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو یہ عمیق در عمیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مُفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افترا کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھاوے۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدائے قادر نے دو گذشتہ بہاروں کے متعلق دو زلزلوں کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۶ء میں۔ ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بہار کے متعلق یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آیندہ میں جو ۱۹۰۷ء میں آئے گا۔ سخت بارشیں ہونگی اور سردی بہت پڑے گی اور برف پڑے گی۔ سو ایسا ہی ظہور میں آگیا اور بڑی شان و شوکت سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اِس پیشگوئی کے ساتھ ایک اَور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ اور بدر۔ الحکم میں اُنھیں دِنوں میں چھپ چکی اور شائع ہو چکی تھی اور وُہ یہ ہے:۔

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤنگا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلیں گی پر وُہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے یاتیک من کلّ فجّ عمیق۔ یاتون من کلّ فجّ عمیق وأُلقی به الرعب العظیم۔ ویل لکلّ همزة لمزة۔ ساکرمك اکرامًا عجیبًا۔ آسمان ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اِسکے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وُہ کثرتِ بارش دشمنوں کے لئے مضر ہوگی۔ شاید اِس کا یہ مطلب ہے کہ کثرتِ بارش طاعون اور طرح طرح کے امراض کو پیدا کریگی۔ اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سے وُہ آئینگے یہانتک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سے تحائف اور نقد اور جنس دُور دُور سے لوگ بھیجیں گے اور دشمنوں پر رُعب عظیم پڑیگا۔ اُسوقت چغلخوروں اور عیب گیروں پر لعنت برسے گی اور میں تجھے ۴۹

* شاید اِس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پُورے طور پر لاجواب اور ساکت ہو جائینگے۔ منہ

ایک عجیب عزت دونگا۔ اتنی بارشیں ہوں گی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔

(۵) پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتیٰ میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اس کو سگ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کیلئے کسولی بھیجدیا۔ چند روز تک اُس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گذرنے کے بعد اُس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائیگا۔ ناچار اُسکو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیجدی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اُس کیلئے دعا کرنے کیلئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابلِ رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک برے رنگ میں اُس کی موت شماتتِ اعداء کا موجب ہو گی۔ تب میرا دل اُس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خداتعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خداتعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے مُردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اُسکے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پہ کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اس نے

ص ۴۷

کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اُسکو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کرکے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلّی صحتیاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ اسلئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اُس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دُنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کُتّے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں، پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اِس سے زیادہ اِس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اِس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں اُنہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اِس جگہ اِس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب مَیں نے اِس لڑکے کیلئے دُعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہیئے چنانچہ مَیں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یُوں کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا۔ اور جو کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے معہ ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے :۔

۴۸

From Station Kasuli	To Station Batala
From Person Pasteur	To Person Sherali Kadian

Sorry nothing can be done for Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اُردو میں) ٹو سٹیشن۔ بٹالہ فرام سٹیشن کسولی

ٹو پرسن ۔ شیر علی قادیان فرام پرسن ۔ پیسٹیئور
سارِی نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبد الکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ از مقام کسولی
بنام شیر علی قادیان از جانب پیسٹیئور
افسوس ہے کہ عبد الکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ "سخت افسوس تھا کہ عبد الکریم جس کو دیوانہ کُتّے نے کاٹا تھا اُسکے اثر میں مبتلا ہو گیا مگر اِس بات کے سُننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دُعا کے ذریعہ سے صحتیاب ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونیکا کبھی نہیں سُنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دُعا کا اثر ہے۔ الحمد للّٰہ۔ راقم عاجز عبد اللّٰہ از کسولی۔"

(۵) **پانچواں نشان** ایک شخص کا مباہلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہُوا۔ تب وہ اس درخواست سے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اِس جہان سے انتقال کر گیا۔

۷۹ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک شخص عبد القادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اُسکو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اُسکی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصّہ ہم اِس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعد اللّٰہ لُدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان شعروں کے سوا باقی چند شعر اُسکے ہم اِس جگہ نقل کر دیتے ہیں مگر اُسکے بہت گندے شعروں سے اِس کتاب کو پاک رکھتے ہیں اور ہم تمام تحریر اُسکی جسکے سر پر دو شعر میرے بھی لکھے ہیں اور کچھ اُس کی اپنی تحریر

جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وُہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وُہ یہ ہے :۔

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ابن مریم مرگیا حق کی قسم	داخل جنت ہوا ہے محترم [۱]
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو	اس سے بہتر غلام احمد [۲] ہے

اِس کا جواب بموجب قرآن شریف کے مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ [۱] چھٹویں پارہ میں غور سے دیکھو جس کو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی اِس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورت ملکی بفلک محترم
ذکر وفخر آں کا ہی قرآں سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کرلو تم قرآں سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بہتان سے

[۱] چونکہ یہ شخص بے علم ہے اسلئے اُس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر میں نے نشان لگایا ہے جو میرے شعر کا مصرع ہے اُس نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اِس طرح پر ہے۔ داخلِ جنّت ہوا وُہ محترم۔ منہ

[۲] اکثر نادان اِس مصرع کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اس مباہلہ کرنیوالے نے ظاہر کیا مگر اس مصرع کا مطلب صرف اِس قدر ہے کہ اُمّت محمدیہ کا مسیح اُمّت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی موسیٰ سے افضل ہے۔ بات یہ ہے کہ حکمت اور مصلحت الٰہیہ نے تقاضا کیا تھا کہ جیسا کہ موسوی خلیفوں میں سے حضرت عیسٰے علیہ السلام خاتم الخلفاء ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفوں میں سے ایک خاتم الخلفاء آخر الزمان میں پیدا ہوگا (جو یہ عاجز ہے) تا اسرائیلی اور اسمٰعیلی سلسلے باہم مشابہت پیدا کریں۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے افضل ہیں تو اِس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی اُمّت کا خاتم الخلفاء حضرت موسیٰ کے خاتم الخلفاء سے افضل ہو۔ حق یہی ہے جسکے کان سُننے کے ہیں سُنے۔ افسوس! ہمارے مخالف بار بار یہ تو کہتے ہیں کہ آخیر زمانہ میں ایک گروہ اہل اسلام کا یہودی صفت ہو جائینگے اور جیسا کہ بد قسمت یہودی خدا کے نبیوں کو رد کرتے تھے اور پیشگوئیوں کا انکار کرتے تھے وہ بھی کرینگے مگر یہ انکے مُنہ سے نہیں نکلتا کہ جیسا کہ دونوں سلسلوں کو دو نبیوں کی مماثلت کی وجہ سے اوّل میں مشابہت ہے ایسا ہی خاتم الخلفاء کے پیدا ہونے کے بعد آخر میں بھی مشابہت پیدا ہو جائیگی یہودی بھی کہتے ہیں کہ آخر زمانہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہوگا مگر یہ لوگ نہیں کہتے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلند پایہ کا کچھ بھی قدر نہیں کرتے یہ سوچنے کے لائق ہے کہ جس شخص کے دِل میں میرے اِس مصرع کی وجہ سے مباہلہ کا جوش اُٹھا تھا خدا نے میری زندگی میں ہی اُسکو ہلاک کر دیا۔ پس اِس مصرع کے سچے ہونے پر اُسکی موت کافی گواہ ہے۔ منہ

[۱] النساء : ۱۵۸

جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے — بعد اس کے حسرت دلسوز ہے
اب بھی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو — زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی — ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول — پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
صفحہ ۵۰ بھول جائینگے یہ سب قالاو قول — ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اُسکی عقل کا طومار ہے — عیش و عشرت کیلئے یہ کار ہے
جو طریقہ اُس نے ہے جاری کیا — کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا
عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا — باغ میں لیجا کے اُس نے یہ کہا
چھوڑ دو مُنہ کھلے اپنے تم نسا — ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے چہچہا
اور کرتے کام ہیں وُہ ناروا — پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا
یا الٰہی جلد تر انصاف کر۔ — جھوٹ کا دُنیا سے مطلع صاف کر

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر مَیں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وُہ سخت گندے اور بیحیائی کے مضمون تھے مگر جیساکہ ان شعروں کے مصنّف نے جناب الٰہی میں دُعا کی تھی کہ وُہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنے عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے اُسکے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اُسکی مل گئی ہے اور نہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہُوا بلکہ اور بھی اسکے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اُسکے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رُو سے حد قذف کے لائق ٹھیرتے ہیں پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اس زمانہ کے ان لوگوں کے دِلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ

سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اُسکی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اُس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بدزبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اُس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک بیسیوں ان میں سے ایسے مباہلات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اِسی ذکر میں بھر جائیں میرے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص یکطرفہ مباہلہ کرکے چند روز میں مرگیا۔ صلا
اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباہلہ کیا تو صبح ہوتے ہی دُنیا سے کُوچ کر گیا اور بعض نے خود آکر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہمانوں نے حالات مباہلہ کے بیان کئے مگر میں نے اِسلئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں انکا لکھنا غیر ضروری سمجھا معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الٰہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں دجّالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ انکے مقابل پر مباہلہ کی حالت میں خدا مومنوں متّقیوں کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنّف کا عکس لیکر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر اتمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اُسکے شعر نہیں ہیں تو اُسکی اِس عکسی تحریر کو اُسکی دُوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وُہ اُس کا شاگرد ہے اور اُس کا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنیوالے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جبکہ ان عذابوں کا اِس مُلک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق السّفیہ الّا سیفۃ الھلاک۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا اُنکو کہدے کہ وُہ نشان بھی آنیوالا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مُراد تھا ایسا ہی دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن لتنذر قومًا ما

انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قُل اِنِّیْ اُمِرْتُ وانا اوّل المؤمنین۔
یعنی وُہ خدا ہی جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔ تا کہ تُو آنیوالے عذاب سے
اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے ص۵۲۶
یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔
اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دُوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہی اور وُہ یہ ہے۔
"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے
زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"
اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اُسی مُرسَل کیلئے خدا تعالیٰ اِستعمال کرتا ہی جسکی تائید میں یہ مقدر
ہوتا ہی کہ اُسکے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیر ڈرانیوالے کو کہتے ہیں اور وُہی نبی
ڈرانیوالا کہلاتا ہی جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہی۔ پس آج سے چھبیس[۲۶]
برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہی اُس میں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں
عذاب نازل ہوگا سو اِس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہو گیا۔ بعض
نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپ کے نام سے بھی بیخبر ہیں پھر وہ لوگ
زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ وُہ لوگ اپنی کثرت
گناہوں اور بدکاریوں کیوجہ سے اِس لائق ہو چکے تھے کہ دُنیا میں اُنپر عذاب نازل کیا جاوے
پس خدا تعالیٰ نے اپنی سُنّت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔
اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کیگئی
تب وہ وقت آ گیا کہ انکو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے اور یہ بات سراسر غلط ہی کہ یورپ اور
امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بیخبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں ہیگا کہ
عرصہ قریباً بیس برس کا گذر گیا ہی جبکہ میں نے سولہ ہزار اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر
اور اس میں اپنے دعوے اور دلائل کا ذکر کرکے یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اس کے

مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے اور یورپ کے اخباروں میں بارہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی پر+ بد دُعا کی گئی تھی اُس کا ذکر بھی یوروپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اسقدر متواتر ص۵۳
اشاعت کے جو چوبیس۲۴ برس سے زیادہ ہو رہی ہے کون قبول کریگا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔

ماسوا اسکے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ کے طوفان نے اُن لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ جن لوگوں کو حضرت نوحؑ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1]۔ خدا تعالیٰ دُنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جبتک کہ پہلے اُس سے کوئی رسول نہیں بھیجتا ہے سُنّت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا پس اُنپر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبد القادر طالب پور پنڈوری والے کی اصلی تحریر کا عکس یہ ہے۔

در تصنیف مرزا صاحب غلط جھوٹا دعوٰی

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اوس سے بہتر ہے غلام احمد کا

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے
ما قتلوہ وما صلبوہ جیسوں آیت ہیں
غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب خوب
جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی
کے اوسپر عمل نہیں کرتے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت ملکی بفلک ہے محترم
ذکر و نحو اونکا ہے قرآن سے ثبوت
جھوٹھ کہتے ہیں غلام احمدی

لوگو بات کر لو تم قرآن سے
دین کیوں کھوتے ہو تم دجال سے
جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے
بعد اوسکے حسرت و افسوس ہے

+ یہ مُلک امریکہ کے ایک جھوٹے نبی البیاس ہونے کے مدعی نبوت کا نام ہے جو آجکل علاوہ مالی نقصانات کے مرض فالج میں مبتلا ہو کر قریب المرگ ہے۔ منہ

[1] بنی اسرائیل : ۱۶

اب بھی مرزا کو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمدؐ کی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کی قہر ہوئیگی نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جاویگے یہ سب کا رد و قبول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اوسکی عقل کا ڈھونگ ہے
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے

جو طریقہ اس نے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کیا
عورتیں بیگانہ کو گھرا لیا
باغ میں لیجا کے اوسنے یہ کہا
چھوڑ دو منہ کھلے اپنے تم لباس
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے جنجہا
اور گرے کام میں وہ ناچا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کیا
یا الٰہی جلد بلا انصاف کر
جھوٹھ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(۶) چھٹا نشان حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مباہلہ وقوع میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع ننکر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کانہ اور تحصیل لاہور کے متعلق ہے اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کیلئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اُس درخواست کے بعد کہ جو اُس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اُس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادیانی رکھا ہے ایک سال اور تین ماہ بعد مر گیا۔ ؎

چنانچہ وہ صفحہ ۷۶ اور صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۸۵ میں بہ آیات بطور مباہلہ کے لکھتا ہے:۔

؎ یہ کتاب اُسکی اسلامی سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چنن دین۔

وَیلٌ لکلّ افاکٍ اثیم[1]۔ ویل یومئذ للمکذبین[2]۔ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین[3] یہ آیتیں ص ۵۵
ہیں جو اُس نے لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو جھوٹ بولتا اور افتراء
کرتا ہے۔ اور دوسری آیت میں اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو سچے کی تکذیب کرتا ہے۔ پس یہی
مباہلہ ہے۔ اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹے پر لعنت کی ہے اور جیسا کہ میں نے لکھا ہے
جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال تین ماہ کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقلمند
سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مباہلہ ایک فیصلہ کن امر قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین
نے اپنی اس کتاب میں مفتری ٹھیرایا اور میرا نام افاک اثیم رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۶۲
میں میری نسبت یہ آیت لکھی۔ ویل لکل افاک اثیم یسمع آیات اللّٰہ تتلی علیہم[*] ثم
یصرّ مستکبرًا کان لم یسمعھا فبشرہ بعذاب الیم[4]۔ یعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر
جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سنا۔ پس
اُس کو تو دردناک عذاب کی بشارت دے۔ پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا
ہے کہ گویا میں افاک اثیم ہوں اور اُسکی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا۔
لیکن خدا تعالیٰ نے اِسکی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون افاک اثیم ہے۔

(۷) **ساتواں نشان** ۔ ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ **سخت زلزلہ آیا۔**
اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع
تمام جماعت کو سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک
ناخن کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش
بھی ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد ایک دفعہ بادل آیا اور
بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اُس رات کو جسکی صبح میں ۲؍ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی
زلزلہ آیا جسکی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں۔ پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پورے ہو گئے

[*] یہ لفظ آیت قرآنی کا اس شخص نے بوجہ عدم علم قرآن کے غلط لکھا ہے صحیح اس طرح ہے یسمع اٰیات اللّٰہ تتلی علیہ۔ منہ

[1] الجاثیہ: ۸ [2] المطففین: ۱۱ [3] آل عمران: ۶۲ [4] الجاثیہ: ۸-۹

صفحہ ۵۶ اس تحریر کے بعد ۵ مارچ ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں دو خط مجھے ملے ایک خط اخویم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات میں سخت دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ آسمان ٹوٹ پڑا سارا پورا ہو گیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ اخویم میاں نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات کا مجھ کو ملا جس میں لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۶ء کی درمیانی جو رات تھی اسمیں ساڑھے نو بجے رات ایک سخت دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۶ء میں اس زلزلہ کے متعلق مندرجہ ذیل خبر ہے۔ " ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا جو چند سیکنڈ تک رہا اسکی سمت شمال مشرق تھی "۔

اور اخبار عام لاہور مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ سرینگر (کشمیر) میں سنیچر کی رات کو بوقت $9\frac{1}{2}$ بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہوا چند سیکنڈ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمیں بتاوے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے کہ آج بارش ہوگی اور اُسکے بعد زلزلہ آئیگا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آجائے۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جنکو یہ پیشگوئی اُس وقت سُنائی گئی تھی یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کے قبل از وقت سُننے کے گواہ

محمد صادق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان۔ اہلیہ محمد صادق۔ والدہ خواجہ علی محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر ماسٹر شیر علی۔ غلام احمد محرر تشحیذ الاذہان۔ غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

مولوی محمد احسن بقلم خود۔ عبید اللہ بسمل احمدی عفی عنہ۔ مَیں نے اپنے کانوں سے یہ پیشگوئی سُنی محمد سرور عفی عنہ ص۵۷
غلام قادر۔ قاضی امیر حسین۔ مَیں نے بھی سُنا ہے۔ غلام نبی بقلم خود۔ ماموں خان جمنا سٹک انسٹرکٹر۔
حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان۔ حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان۔ محمد الدین بقلم خود طالب علم
ایم۔ اے کالج علیگڈھ حال وارد قادیان۔ خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگزین۔ عبد الرحیم سیکنڈ کلرک
میگزین۔ خاکسار احمد علی نمبردار ساکن بازید چک حال وارد قادیان۔ محمد الدین۔ محمد حسن احمدی دفتری
(انا علٰی ذٰلک من الشاہدین) عبد الحی عرب مصنف لغات القرآن۔ محمد جی ایبٹ آبادی سید مہدی حسین مہاجر
سید غلام حسین کشمیری۔ سید ناصر شاہ صاحب اورسیر کشمیر۔ محمد اسحاق۔ غلام محمد۔ دولت علی طالب علم
بیٹھک ۲۸؍ فروری کو مَیں نے حضور کا الہام سُنا کہ زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خادم قطب الدین حکیم
محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ شیخ عبد الرحیم دفتری بدر۔ سید احمد نور کابلی بسلطان محمد طالب علم افغان۔
حضرت نور کابلی۔ عبد اللہ افغان۔ حاجی شہاب الدین فضل الدین حکیم۔ خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود۔
حاجی فضل حسین شاہجہان پوری۔ شیخ محبوب الرحمان بنارسی۔ لطف الرحمٰن۔ شیخ احمد میسوری۔
محمد سلیمان مونگیری۔ عبد الستار خان کابلی مہاجر۔ شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی مدرس۔ سید ناصر نواب۔ عبد الرؤف
فخر الدین طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز۔ سید تصور حسین بریلوی۔
اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔ غلام حسن نانبائی بورڈنگ۔ غلام محمد افغان مہاجر۔ زلزلہ آیا اور آج بارش بھی
ہوگی خوش آمدی نیک آمدی۔ مَیں نے سُنا۔ (حکیم حاجی مولوی) نور الدین مَیں نے ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کو یہ
الہام سُنا تھا۔ زلزلہ آیا۔ آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ حکیم محمد زمان مَیں نے
سُنا۔ اور اُسی روز خط منصوری لکھدیا۔ عبد الرحیم نورتھ ماسٹر | غلام محمد طالب علم بی اے
شیخ غلام احمد۔ خاکسار یار محمد بی۔ او۔ ایل۔ برکت علی خان۔ | ایم اے۔ او کالج علیگڈھ
قدرت اللہ خان مہاجر۔ شیخ عبد العزیز نومسلم احمد دین زرگر۔ عبد اللہ ساکن شوپین کشمیر حال وارد قادیان۔
مَیں نے یہ الہام اُسی دن صبح کے ۷ بجے سُنا اور اُسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی تیسرے دن آیا۔ محمود احمد
مَیں نے صبح ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سُنی } امیر احمد ولد مولوی سردار علی حکیم ساکن میانی | مَیں نے صبح ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کو پیشگوئی سُنی } دفتر صدر انجمن محمد اشرف محرر

ص۵۸

شیخ عبد اللہ صاحب بورڈنگ ہوس	مولوی عظیم اللہ نابھا والے	عبد الغفار خان افغان متوطن ملک خوست حال وارد قادیان۔			
عبد الغنی طالب علم	دین محمد مستری	مولوی محمد فضل چنگوی احمدی	کریم بخش نمبردار رائپور		
صاحبزادہ منظور محمد لدہیانوی	غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس	عبد الغنی۔ فیض احمد			
محمد اسمٰعیل	عبد الحق	عبد الرحمٰن	فضل الدین	منظور علی	مرزا برکت علی بیگ
مستری عبد الرحمٰن	ولی اللہ شاہ	حبیب اللہ شاہ	فخر الدین	گوہر دین	خواجہ عبد الرحمٰن
ملک عبد الرحمٰن	محمد یحییٰ	عبد الستار	عبد العزیز	بشیر احمد	عبد اللہ جٹ
عبد الرحمٰن لدہانوی	محمد اسمٰعیل	علی احمد	حیات خان	اسحاق	دین محمد
ابراہیم	برکت اللہ	عبد الرحمٰن	سید الطاف حسین	عبد الرحمٰن داتوی	ممتاز علی
عبد الکریم	عبد الجبّار	احمد دین	محمود	عبد الحق	عبید اللہ
عبد الرحمٰن	عبد اللہ	کریم بخش خانساماں	نور محمد فراش	غلام محمد کاتب کتاب ہذا	

یاد رہے کہ اِس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئے گا اور آج بارش بھی ہوگی ایک لطیفہ ہے اور وُہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اِس میں زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیئے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پُوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وُہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جس میں زمین اور آسمان دونوں شامل کر دیئے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین دُھوپ کے وقت جب کہ بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پھر بارش ہو جائے۔

اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوے کے متعلق لکھ چکے ہیں* جنکے لکھنے کے لئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدائے ذو الجلال کا شکر ہے کہ محض اُس نے اپنے فضل وکرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرّہ بھی زمین

* ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء لنڈن کی تار میں خبر آئی ہے جو سول اخبار میں شائع ہوگئی کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت مَیں نے پیشگوئی کی تھی کہ وُہ اپنے دعوے میں کاذب ہے خدا اُس کو نہیں چھوڑے گا۔ وُہ مفلوج ہو کر مر گیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلک بڑا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اُس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس کی اطاعت کا ذرّہ ذرّہ اِس عالم کا جُوا اُٹھا رہا ہے۔ میری تائید میں ایک دریا نشانوں کا بہادیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان میں بھی نہیں تھی۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے مگر خدائے عزّوجل نے محض اپنی ناپیداکنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں اُسکی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لاسکا جو میری مُراد تھی اور اُسکے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی۔ مَیں اِس درد کو ساتھ لیجاؤنگا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیئے تھا مَیں کر نہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے وہ عجائب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کیلئے دِکھلاتا ہے۔ اور مَیں خُوب جانتا ہوں کہ مَیں اِس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مَیں کیڑا ہوں نہ آدمی۔ اور مُردہ ہوں نہ زندہ۔ مگر اُسکی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا ہیچ اور ناچیز اُسکو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر مَیں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیا شانِ رحمت ہے ؟ کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ مَیں اِس رحمت کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ دُنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیّہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جبتک اُس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے خُدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کرسکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا؟ یا وسوسہ نفسانی ہے۔ خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہیں یعنے جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اُسکی تائید میں خُدا کا فعل بھی ظہور میں آتا ہے یعنی اُسکی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اِس قدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے تا ثابت ہوجائے کہ اس کا الہام خدا کا قول ہے۔ ۵۹۰

افسوس اس زمانہ میں جابجا ایسے لوگ بہت ہوگئے ہیں جنکو ملہم کہلانے کا شوق ہے اور بغیر اسکے کہ

صفحہ ۱ وُہ اپنے نفس کو جانچیں اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھ اُنکی زبان پر جاری ہو اُسکو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہو کہ وُہ زبان جسپر خدا کا کلام جاری ہو سکتا ہے اُسی پہ شیطان کا کلام بھی نازل ہو سکتا ہو اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہو پس کوئی کلام جو زبان پہ جاری ہو ہرگز اِس لائق نہیں کہ اُسکو خدا کا کلام کہا جائے جبتک دو شہادتیں اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ اوّل یہ شہادت کہ ایسا شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہو اُسکی ایسی حالت چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ وُہ اِس لائق ہو کہ اُس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو سکتا ہو کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہو اُسی کی آواز سُنتا ہو۔ پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وُہ شیطان کی آواز سُنتا ہو اور جو خدا تعالیٰ سے قریب ہے وُہ اُسکی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسی کو ملہم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وُہ درحقیقت خدا کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے اپنی رضامندی چھوڑ دیتا ہو اور اُسکے پُورے خوش کرنے کیلئے ایک تلخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہو اور اُسکو سب چیز پر مقدم کر لیتا ہو اور خدا تعالیٰ اُسکے دِل کی طرف دیکھتا ہو تو اُسکو تمام دُنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہو اور سچ مچ ہر ایک ذرّہ اُسکے وجود کا خدا تعالیٰ کے راہ میں قربان ہو جاتا ہو اور اگر امتحان کیا جائے تو کوئی چیز اُسکو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو ... بلکہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُسپر غالب آجاتی ہے کہ اگر اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا اُسکی اولاد کو ذبح کیا جائے یا اُسکو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی اُسپر وارد کی جائے تب بھی وُہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وُہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا اور صادق اور وفادار رہتا ہو اور تمام دُنیا اور دُنیا کے بادشاہوں کو ایک مُردہ کیڑے کی طرح سمجھتا ہو۔ اور اگر اُسکو یہ بھی سُنایا جائے کہ تُو جہنّم میں داخل ہو گا تب بھی وُہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبتِ الٰہی اُس کا بہشت ہو جاتا ہو اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہو کیونکہ کوئی نامرادی اور کوئی امتحان اِس تعلّق کو کم نہیں کر سکتا۔ پس اِس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وُہ خدا سے نزدیک ہے نہ شیطان سے۔ ایسے لوگ

اولیاء الرحمٰن ہیں اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے۔ اور اُنہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ اِنَّ عبادی لیس لک علیہم سلطان[۱] میں داخل ہیں۔ دُوسری شہادت۔ خدا تعالیٰ کے ملہم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کے ساتھ جو اُسپر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو۔ کیونکہ جیساکہ جب سُورج طلوع کرتا ہے تو اُسکے ساتھ سُورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اُسکے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع واقسام کے معجزات اور انواع واقسام کی تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اُسکے ساتھ وُہ کُھلے کُھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اُسکو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیئے۔ اور پھر یہ دعویٰ صرف اِس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وُہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کُھلے کُھلے نشان چاہئیں جو اُسکی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اسکے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

ص۷۱ یہ بات ہر ایک کے لئے قابلِ غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالّہ کا غلبہ ہوگا۔ اور اِسکے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہوگا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اسمیں کہیں ذکر نہیں کہ مسیح موعود دجّال کو قتل کرنے کیلئے ظاہر ہوگا بلکہ اسمیں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وُہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اِس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کے وقت ظاہر ہوگا یعنی جبکہ انکا دجل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائیگی اور وُہ محرّف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے۔ تب مسیح موعود ظہور کریگا اور اس کا اصل مقصد کسرِ صلیب ہوگا لیکن صحیح مسلم میں قتل دجّال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجّال کو قتل کریگا اور اسی مقصد کیلئے ظاہر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجّال کا گرجا سے یعنے کلیسیا سے خروج ہوگا۔ لہٰذا ہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم

[۱] الحجر: ۴۳

میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کا کسر صلیب ٹھہراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جسکے لئے وہ ظاہر ہوگا قتل دجّال بیان کرتی ہے۔ شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ زمین پر دجّال کا غلبہ ہوگا اور زمین کے دُوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہوگا جیساکہ دو بادشاہتیں جُدا جُدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ دجّال تمام زمین پر بجز مکّہ اور مدینہ کے پھر جائیگا یعنی ہر ایک جگہ اُس کا تسلّط ہو جائیگا جیساکہ احادیث صحیحہ اسکی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکّہ اور مدینہ میں ہوگا کیونکہ بہر حال مسیح موعود کے وقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہیئے۔ پس جبکہ مکّہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجّال کا غلبہ ہوگیا ہوگا تو صلیبی غلبہ کیلئے صرف مکّہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجّال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دُوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوّت ✲ اور شوکت رکھتی ہوگی اور درحقیقت حدیث یکسر الصّلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ[1] بھی یہی بآواز بلند بتلا رہی ہے۔ پس اِس صورت میں یہ توجیہ قابلِ اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہوگا اور کچھ حصہ میں غلبہ دجّال کا ہوگا مگر شاید جواب میں یہ کہا جائیگا کہ اوّل عیسائیوں کا غلبہ ہوگا اور پھر دجّال آکر کسر صلیب کریگا اور پھر مسیح آکر دجّال کو قتل کریگا۔ مگر یہ ایسا قول ہے کہ آجتک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کریگا نہ کہ دجّال۔ 62

اِس تنازع کے فیصلہ کیلئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وُہی صحیح مسلم جو دجّال کا ذکر کرتی ہے اِس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجّال معہود گرجا میں سے نکلے گا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہوگا۔ پس اِس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو دجّال ٹھیراتی ہے اور اسکی تائید میں واقعات بھی شہادت دے

✲ احادیث سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عیسائی قوم کثرت سے دُنیا میں پھیل جاوے گی۔ منہ

[1] الانبیاء: ۹۷

رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مُرتد ہو گیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام **فتنۂ صلیب** رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام **فتنۂ دجال** رکھا ہے اور کسرِ صلیب کو بطور قتلِ دجّال قرار دیا ہے۔

جب ہم زیادہ تصریح کیلئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں دجّال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کی کلام کا محرّف مبدّل ٹھہراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ **ولا الضّآلین** کے معنے تمام مفسّرین نے یہی کئے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اِس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجّال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجّال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجّال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجّال ہونے کی بنا پڑی تھی مگر بعد اسکے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑ ہا روپیہ خرچ کرکے اُن محرّف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مُرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجّال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جبتک مخالفتِ حق اور تحریف و تبدیل میں

صفحہ ۶۳

اُن سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑیگا کہ یہی فرقہ دجّال اکبر ہے جس کے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وُہ تو ایسی ذِلّت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اِسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اِس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دُنیا کو اپنے جیسا بنالیں اور بباعث شوکت اور طاقت دُنیا کے اُن کو ہر ایک سامان بھی مل گیا اور اُنہوں نے دجل اور تحریف میں وُہ کام دِکھلایا جسکی نظیر ابتدائے دُنیا سے آجتک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے مُنہ پھیر کر ابن مریم کو خدا مان لیں اور ہمارے زمانہ میں یہ کسب اُنکا کمال تک پہنچ گیا اور اُنہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اسقدر تصرفات کئے کہ گویا وُہ آپ ہی نبی ہیں اسلئے ایسے لوگوں پر دجّال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنے والے اور جُھوٹ کو سچ کر کے دکھانے والے۔ حدیثوں میں اکثر دجّال معہود کی نسبت خروج کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت نزول کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بالمقابل ہیں جس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور خدا اُس کے ساتھ ہوگا۔ مگر دجّال اپنے مکر و فریب اور دُنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کریگا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ اور اِس آیت میں کہ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ[1] اُنکے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر اُن کا غلبہ ہو جائیگا۔ اب اگر دجّال اور عیسائیت اور یاجوج ماجوج تین علیحدہ قومیں سمجھی جائیں جو مسیح کیوقت ظاہر ہونگی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر بائبل سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کیونکہ بائبل نے اُسکو یاجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔ ۶۲۷

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسٰی پرستی کا فتنہ ٹھیرایا ہے اور اُسکے لئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے پھٹ جائیں اور اُسی زمانہ کی نسبت طاعون اور

[1] الانبیاء: ۹۷

زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہونگے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1]۔ پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیرو زبر کئے جائینگے اور سخت طاعون پڑیگی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیساکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیجدیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیساکہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس **عظیم الشان عذاب** کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اِس سے تو صریح **تکذیب** کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول **مسیح موعود** ہے کیونکہ جب کہ اصل موجب اُن عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اِس فتنہ کے مناسب حال اور اسکے فرو کرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو۔ سو اُسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رُو سے عیسائیت کے فتنہ کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسیح موعود کا آنا بھی ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنہ کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پس مسیح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اِسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو اُنکے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وُہ اتباع شہوات اور بیحیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُس وقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اُمور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب ۶۵

[1] بنی اسرائیل: ۱۶

کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے۔ پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اسکے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[1] یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کے لئے چودھویں صدی میں مثیل عیسٰی ظاہر ہو جیساکہ حضرت عیسٰی حضرت موسٰی سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں سلسلوں کے اوّل و آخر میں مشابہت ہو۔ اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا[2] یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کرینگے یا اُسپر شدید عذاب نازل نہ کرینگے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔[3] پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سُورۃ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الضَّآلِّين رکھا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دُنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے۔ مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائیگی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سُنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھیرتا ہے یعنی بموجب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ ۲۲

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیساکہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو پھر بحال کریگا جیساکہ لکھا ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اُسکو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اسقدر فضیلت دیگئی ہے اور اسقدر کار نمایاں کام اس کا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے افضل ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں

[1] النور: ۵۶ [2] بنی اسرائیل: ۵۹ [3] بنی اسرائیل: ۱۶

کے صرف دجّال کو قتل کریگا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریّا سے واپس لائیگا۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائیگا۔ لوگ قرآن پڑھینگے مگر وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کریگا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائیگا تو پھر اسکے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ دجّال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدارِ نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدارِ نجات ہے اور افاضۂ خیر سے دفعِ شرّ کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اِسکے ظاہر ہے کہ جو شخص اسقدر افاضۂ خیر کریگا کہ ثریّا سے ایمان کو واپس لائیگا۔ اُسکی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کرسکتا کہ وہ دفع شرّ پر قادر نہیں ہوگا پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضۂ خیر تو رجل فارسی کریگا مگر دفعِ شرّ مسیح موعود کریگا۔ جسکو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شرّ کو دُور نہیں کرسکتا؟

غرض اِس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابلِ افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبّیس برس پہلے خداتعالیٰ نے **براھین احمدیّہ** میں اِس عقیدہ کو کھول دیا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا۔ یا عیسٰی انّی متوفّیك ورافعك الیّ ومطھّرك من الّذین کفروا۔ اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی مقرر کرکے بار بار اسی نام سے پکارا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ انّ الّذین صدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارسٍ شکر اللّٰہ سعیہ۔ یعنی عیسائی اور دوسرے اُنکے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اِس احقر نے اُن کا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اِس خدمت کا شکر گذار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے۔ پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں۔ تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اِس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اُس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اُسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونیوالے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا و اٰخرین من الامة بلکہ یہ فرمایا و اٰخرین منہم۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ منہم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے ص۶۸
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور نیز فرمایا ہے کل برکة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اُمت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق

[1] الجمعة : ۴

وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وُہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر به فلیبارز للمباھلة ولعنة الله علٰی من کذب الحق اوافترٰی علٰی حضرة العزّة۔ اور یہ دعویٰ اُمّت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اِس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوّت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مُراد نبوّت سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوّت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیّہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوّت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح۔

اور مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُسکے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو مَیں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا۔ اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

۶۹۵

فتح عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مر گیا

نشان ۱۹۶*۔ واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اسکے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سیّد النبیین و اصدق الصادقین و خیر المرسلینؐ امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بُغض دین متین کی وجہ سے اُسکے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا اور حضرت

* تتمہ ہذا میں سہواً نشانات کے نمبر ایک سے شروع کئے گئے تھے جو ۱۸۹ سے شروع ہونے واجب تھے۔ پس اِس جگہ تک آٹھ نشان سابقہ ملا کر (جس میں نمبر ۵ دو مرتبہ سہواً درج ہو گیا ہے) ۱۹۶ تک نمبر نشانات پہنچا۔ لہٰذا یہاں نمبر نشان ۱۹۶ لکھا گیا۔ منہ

عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دُنیا میں پھیلانے کے لئے اِتنا جوش رکھتا تھا کہ مَیں نے باوجود اِسکے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اُسکے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے ہیں۔

"مَیں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وُہ دِن جلد آوے کہ اسلام دُنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دے کر کہتا ہے کہ "اگر مَیں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر رُوئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔" علاوہ اس کے وُہ سخت مُشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس برس تک یسوع مسیح آسمان سے اُتر آئیگا اور حضرت عیسیٰ کو درحقیقت خُدا جانتا تھا اور ساتھ اِس کے میرے دِل کو دُکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ مَیں لِکھ چکا ہوں کہ وُہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور مَیں اُس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اُس کی بد زبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اُس کی شوخی انتہا تک پہنچی تو مَیں نے انگریزی میں ایک چِٹھی اُس کی طرف روانہ کی اور مباہلہ کے لئے اُس سے درخواست کی تا خدا تعالیٰ ہم دونوں میں سے جو جھُوٹا ہے اُس کو سچّے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں اُس کی طرف بھیجی گئی تھی اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں۔[1]

نمبر[1]	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پیریٹر اخبار ۲۸ر جون ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اِس مقابلہ میں نکلے گا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور مَیں دُعا کرنے والا ہوں کہ وہ اُسے میری زندگی میں نیست و نابود کرے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ خدا سے دُعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔

ملٹ اور اس مضمون مباہلہ میں مَیں نے جھوٹے پر بد دُعا بھی کی تھی ؏ اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے۔ اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہوگیا تھا۔ اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا اور

؏ حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳؍ اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ مَیں عمر میں ستّر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن مَیں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا . . . تب بھی یقیناً سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ اب مَیں اِس مضمون کو اِس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا۔ یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کردے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تُو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دُعا سُن لے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔

دیکھو اشتہار ۲۳؍ اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۲)	ٹیلیگراف ۵؍ جولائی ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دُعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دُعا کریں گے کہ ہم میں سے جو شخص کذّاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔
ملٹ (۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان انگریزی اور عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دُعا" مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دُعا کرے۔ اور جس کی دُعا قبول ہو۔ وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دُعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔

ص۷۲ اخباروں میں شائع کرانے کی اِس لئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا۔ آخر مَیں نے وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دُنیا میں جاتے ہیں شائع کرادیا۔ یہ خُدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم اُنہوں نے نہایت مدّ وشدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یُورپ میں اسکی دُھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اِس مباہلہ کی خبر ہو گئی! ور میرے مباہلہ کا خلاصہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰؍جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق۔ یعنی ڈوئی اور ہم دُعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں! ور اُسکے سامنے ہلاک ہو
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپرس ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دُعا کے نیچے اِسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۶)	ہیرلڈ روچسٹر ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۸)	ایڈورٹائزر بوسٹن ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پایلاٹ بوسٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۱)	انٹر اوشن شکاگو ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	" پھر ۲۸؍جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	دوسٹر سپائی ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں! ور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں۔ مرزا غلام احمد ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دُعا کے مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے۔ ص۷۳
(۱۴)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	"

صــــ۴۳ مضمون یہ تھا کہ اسلام سچّا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وُہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنیوالا تھا اور نبیوں کے

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱۷)	البنی پریس ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۱۸)	سکینول ٹائمز ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۱؍جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ایضاً	"
(۲۷)	ہیوسٹن کرانیکل ۳؍جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۸)	سوٹا نیوز ۲۹؍جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	گلاسگو ہیرلڈ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر ۲۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دُکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اُسکے صیحون پر سخت آفت آئیگی۔
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددُعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وُہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اِس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہُوا ہوگا۔ منہ

نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز مَیں نے اس میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دُکھ کے ساتھ مریگا۔ اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وُہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اسکے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے:۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اُس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اِس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دُونگا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں انکو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

اور پھر پرچہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دُوسرے شہروں میں آباد کروں یہانتک کہ وُہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دُنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا ہمیں وُہ وقت دکھلا۔"

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس مُلک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دُنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا۔ اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ مَیں نے اپنی نسبت اور اُس کی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالےٰ سچا فیصلہ کریگا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔[ل]

[ل] اِس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی مَیں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس میں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وُہ خدا کے عذاب سے نہیں بچیگا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھلا دیگا۔ منہ

ص۱۲۷ اَور مَیں ہمیشہ اِس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تُو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا اور پھر ڈوئی کے مَرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو مَیں اُس رسالہ میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اس کے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دُوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شائع کر چکا ہوں اور وُہ یہ ہے۔

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کرونگا جس میں فتح عظیم ہوگی وُہ تمام دُنیا کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اِس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا۔) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اُسکی منتظر رہے۔ کیونکہ خدا اُسکو عنقریب ظاہر کریگا۔ تا وُہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اُسکی طرف سے ہے۔ مُبارک وُہ جو اُس سے فائدہ اُٹھاوے۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود مشتہرہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

ؑ حاشیہ۔ ۹ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہُوا کہ انّک انت الاعلٰی یعنی غلبہ تجھی کو ہوگا۔ اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ الہام ہُوا العید الاٰخر تنال منہ فتحًا عظیمًا یعنے ایک اَور خوشی کا نشان تجھ کو ملیگا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی۔ جس میں یہ تفہیم ہُوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مرگیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا۔ اور دُوسرا نشان اِس سے بہت ہی بڑا ہوگا جسمیں فتح عظیم ہوگی۔ سو وُہ ڈوئی کی موت ہے جو ممالکِ مغربیہ میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء اِس خدا تعالیٰ کا وُہ الہام پُورا ہُوا کہ مَیں دو نشان دکھلاؤں گا۔ منہ

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دُنیا ایشیا اور امریکہ اور یُورپ اور ہندوستان کیلئے ایک کُھلا کُھلا نشان ہو سکتا ہے وُہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے٭ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وُہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یُورپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جاکر ایسے شخص کے حق میں پُورا ہُوا جس کو امریکہ اور یُورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اُس مُلک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے (جو الہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء میں اِس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اس طرح پر قریباً تمام دُنیا میں یہ خبر شائع کی گئی۔ اَور خود یہ شخص اپنی دُنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ چنانچہ وِب نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اس کے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی اِس مُلک میں نہایت معزّزانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور باوجود اِس عزّت اور شہرت کے جو امریکہ اور یُورپ میں اُس کو حاصل تھی۔ خدا

٭حاشیہ۔ ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اس قدر جلد مرگیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اسکی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا۔ پس ایک طالب حق کیلئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اوّل تو اِس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وُہ فتح عظیم کا نشان تمام دُنیا کیلئے ہوگا۔ اور دُوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے پس اِس سے زیادہ عنقریب اَور کیا ہوگا کہ اِس پیشگوئی کے بعد بد قسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پُورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہیئے۔ منہ

۲۶ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا۔ اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہو سکتا۔ اُسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُسکے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا۔ اور اُس کی بیوی اور اُس کا بیٹا اُسکے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے۔ پس اس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعویٰ کہ مَیں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف وگزاف اُس کی محض جھوٹ ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلت اُس کو نصیب ہوئی۔ اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعویٰ اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور مَیں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور

دُکھ کے ساتھ مَر گیا۔ ؁ ۵۳
اَب ظاہر ہے کہ اِس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا۔ چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے۔ سو اُس کے مَرنے سے ایک بڑا حصّہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وُہ تمام دُنیا سے اوّل درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مُسلمان ہلاک ہوجائینگے اور اسلام نابود ہوجائیگا اور خانہ کعبہ ویران ہوجائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ مَیں جانتا ہوں کہ اُس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پُوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھُوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھُوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیساکہ وُہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہوگئے تھے جو بڑے مالدار تھے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی کا وجود اُس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اُس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اُس کی طرح کروڑہا روپیہ کے وُہ مالک تھے۔ پس مَیں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وُہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔[1] اگر مَیں اُس کو مباہلہ کے لئے نہ بُلاتا۔ اور اگر مَیں اُس پر بددُعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا۔ تو اِس کا مَرنا اِسلام کی حقیّت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھیرتا

[1] الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پُوری ہوگئی۔ منہ۔

ص۸۷ ص

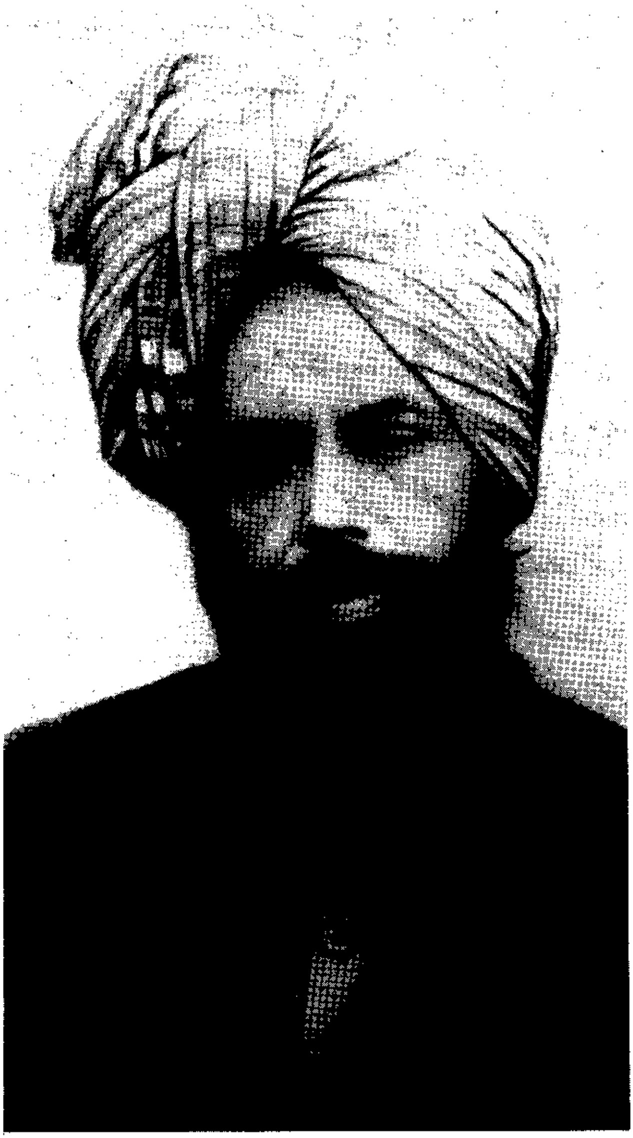

ص ۴۹

تصویر ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی

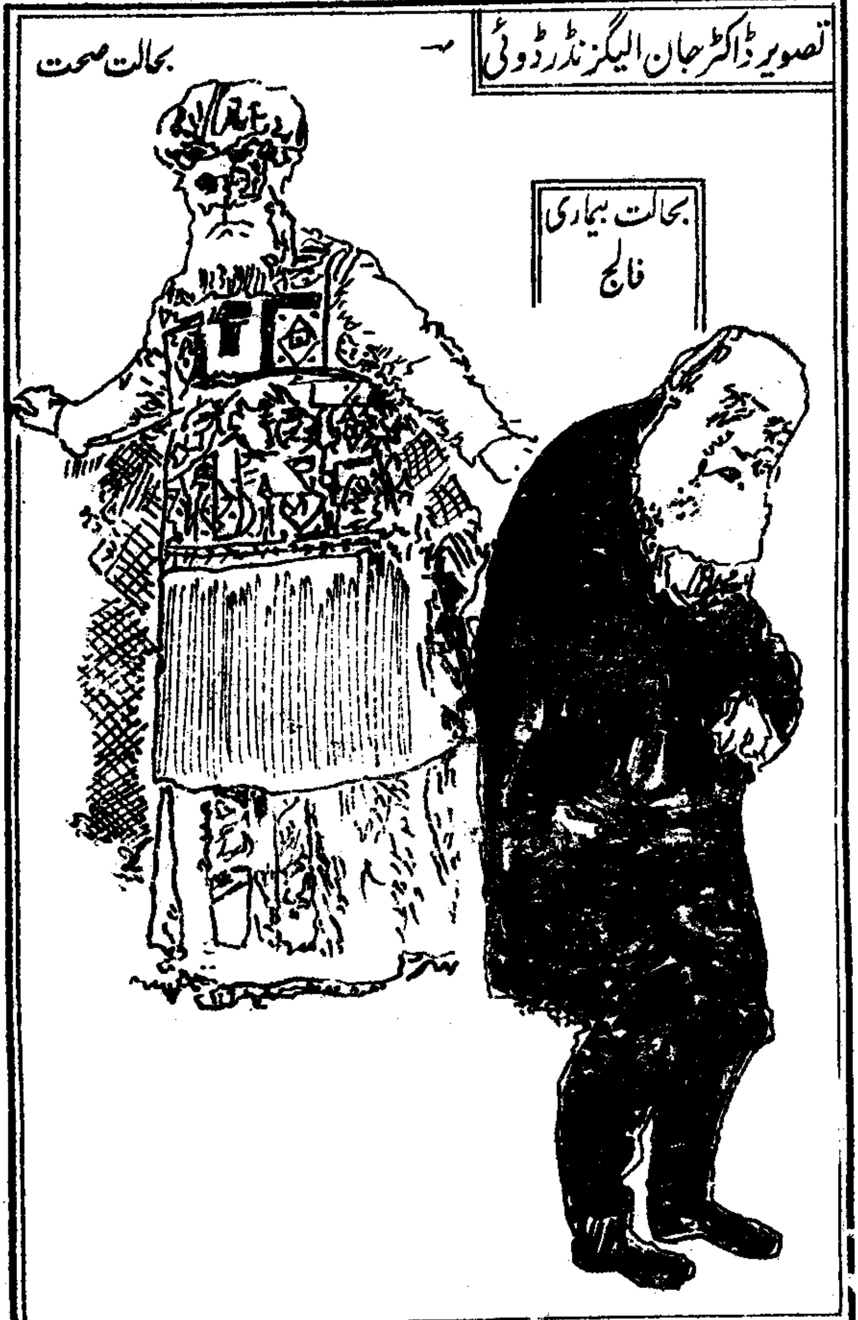

لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرادیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذّاب ہے اور بار بار لکھا کہ اِس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اِس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کو سچّا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اِس سے انکار کریگا جو سچّائی کا دشمن ہوگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ صنٰ

المشتھر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء

ؕ حاشیہ۔ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کرے گا مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ میں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اوّل درجہ پر رہے گا۔ اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منہ

ص۸۱

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

نشان نمبر ۱۹۷

روشن نشان

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شائع ہوا تھا جو ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اسکی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴؍مارچ میں درج کر دی گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ ۲ کے پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے پچیس۲۵ دن۔ یا یہ کہ پچیس۲۵ دن تک یعنی ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں۲۵ دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونیوالا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔
الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷؍مارچ سے پچیس۲۵ دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جب تک سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷؍مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے* کیونکہ الہام الٰہی کی رُو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے شمار میں داخل ہے۔ اس صورت میں پچیس۲۵ دن مارچ کے اکتیسویں۳۱ دن تک پورے ہو جاتے

* یہ مؤخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اس قدر ہے کہ ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷؍مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱؍مارچ تک ختم ہو جاتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

ہیں۔ اگر یہ سوال کہ وُہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا ہم اِسوقت کوئی جواب نہیں دے سکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دُوسرا کالم۔ ۸۲

اِسکے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وُہ یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جسپر ۱۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دِل کانپ اُٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سَو میل کے فاصلہ تک (جو ابتک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ) جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوقِ خدا اُس کے نظّارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب اُنکے مُنہ میں پانی ڈالا گیا تب اُنکو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وُہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وُہ زمین پر گرا اور پھر دُھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کی طرح اُسکے ایک حصّہ میں دُھواں تھا۔ اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وُہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کیطرف سے آئی اور شمال کو گئی۔ اور قریباً ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک طور پر دُور تک چلا گیا اور زمین کے اِسقدر قریب آجاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب اور ہولناک اُنہوں نے کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وُہ بہت سے مقام ہیں منجملہ اُن کے کشمیر۔ راولپنڈی۔ پنڈی گھیب۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ وزیر آباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروز پور۔ جالندھر۔ بسی سرہند۔ پٹیالہ۔ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب وغیرہ ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی

دیکھا گیا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شایع کیا تھا کہ **آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے** سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ صرف بعض آدمی بیہوش ۸۳
ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آئندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سننے والو ہُشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک **نشان** ان نشانوں میں سے ہے جنکی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا تھا کہ میں **ساٹھ یا ستّر** اور نشان دکھلاؤنگا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائے گا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مر جائینگے۔ کیونکہ لوگوں نے اس کے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئیں گی! اور نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ یہ سب کچھ اِس لئے ہوگا کہ زمین مر گئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر انکو قبول نہ کیا۔ سو وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہو گئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر اُن کا ایمان نہ رہا اسلئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلّی کروں گا اور خوفناک نشان دکھلاؤنگا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹا دونگا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں۔

آج سے چھبیس۲۶ برس پہلے خدائے عزّوجلّ براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے۔ **میں اپنی چمکار دِکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خُدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔** سو اُن حملوں میں سے یہ آتشی انگار بھی ہے جن کی اِس مُلک میں بارش ہوئی یہ اسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونیوالے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہونگے۔ اِسلئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ **ایک موسیٰ ہے کہ میں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزّت دُونگا پر جس نے**

ص۸۴ میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤنگا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دِن دکھاؤنگا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سو ایے عزیزو! ایک مدّت تک میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا۔ اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اس بات پر چھبیس[۲۶] برس گذرے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منّی بمنزلۃ موسٰی۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا وخرّ موسٰی صعقا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بُرد باری کو پُورے طور پر دکھلایا اسلئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا۔ کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اُسکو بہت دُکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اُسکو کھینچا گیا اور اُس کا نام کافر اور مکّار اور ملعون اور دجّال رکھا گیا اور نہ صرف اِسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اُسکو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اسلئے وہ خبیث قوم

٭ یہ الہام ۵ مارچ ۱۹۰۷ء جو ۲۲ مارچ کو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی اسکی عبارت یہ ہے۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزّت دُونگا لجت آیاتی۔ تلك آیات ظهرت بعضها خلف بعض اجر الاثیم وازیه الجحیم الی اثرتك و اخترتك (ترجمہ) میرے نشان روشن ہونگے بعض نشان بعض کے بعد ظہور میں آئیں گے تا اس موسیٰ کی عزّت ظاہر کیجائے۔ پرجس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دِکھلاؤں گا۔ میں نے تجھ کو چُن لیا اور اختیار کیا۔ تیری عاجزانہ راہیں مجھے پسند آئیں۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ انّ اللّٰہ مع الصّادقین۔ خدا سچوں کے ساتھ ہے۔ یہ پیشگوئی کھلے طور پر بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی نسبت ہے جو اپریل ۱۹۰۷ء کو طاعون سے فوت ہو گیا کیونکہ اُس نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا سو خدا فرماتا ہے کہ موسیٰ ایک ہی اس زمانہ میں ہے جس کو میں نے موسیٰ بنایا۔ پر وہ شخص جو خود بخود موسیٰ بن گیا وہ ہلاک ہوگا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے چنانچہ طاعون جو دوزخ کا ایک نمونہ ہے اس میں بابو مذکور گرفتار ہو کر اس دار فانی کو تاریخ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء میں چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس۲۶ برس پہلے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔
سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں
میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ ص۸۵
میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اُسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اُسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں۲۰ صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔ اور بادشاہت سے مُراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔ ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی رُوحانی ہوتے ہیں۔ سو مَیں اِس تصدیق کے لئے کہ وُہی کرشن آریوں کا بادشاہ مَیں ہوں دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالمکند نام ایک پنڈت نے اِن دنوں میں شائع کیا ہے معہ ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں ذ اور اِس زمانہ میں اُسکے ص۸۶
آنے کے منتظر ہیں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ

ذ حاشیہ

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار
(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پُرشوں کو ودت ہو کہ آجکل جیسے جیسے اوپدرو ہمارے دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی ہیں مثلاً استری پُرکا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہے اور گھی اور غلّہ وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں کو خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپکے پتا و دادا میں تھی وہ اب آپ میں کہاں۔ اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بُدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آیندہ ہو جانے کی امید ہے۔ بس اے سجنو! اگر آپ لوگوں کو اِس مہاکشٹ سے چھُٹنے کی خواہش ہے اور نرا کار وسا کار کی ایکتا اور پرماتما میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا ضرور سُمرن و دھیان کیجئے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتوں کے بس میں ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنے بھگتوں کو سُکھ دینے کی ہی اچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اُپدروں اور دُشٹوں کو ناش کریں گے۔ اگر کسی سجّن کو یہ خیال ہوئے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت میں لکھا ہے تو آپ غور کیجئے کہ اِس سے زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریاں اپنے پتیوں کو چھوڑ کر دوسروں پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ آجکل سب ہی چیزیں اپنے اپنے دھرموں سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر دوارا

مجھے شناخت کرلینگے کیونکہ خدا کا ہاتھ اُنہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے۔ ص۸۷
پھر میں اپنے مقصد کی طرف رجوع کرکے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اسلئے

بقیہ حاشیہ

وقت نہیں وِدت ہوتا ہی تو بھائی پیارے بھگتو! نرسی جی کا بہات بھرنا بھی پہلے کسی شاستری جی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بھات دیوینگے اور اسی طرح سینکڑوں بھگتوں کے کار کاج سُدھ کردیئے جیساکہ پہلاد بھگت کے اُبھارنے کو کہیں ساعت اور تتھی نہیں لکھی تھی جب نرسنگھ جی پرگھٹ ہوچکے اور دیت راج کو مارچکے تب ہی تو معلوم ہؤا کہ نارائن جی نے اپنے بھگت کے اُبھارنے کے واسطے اَوتار لیا ہی۔ اِس سبب سے ان کلگی بھگوان مہاراج کا پرگھٹ ہونا۔ مانو سنسار کے سُکھ کا مول ہوگا۔ جس طرح بھگوان سُورج نرائن کا اُودے ہونا سب دنیوی کاروبار و دیگر مخلوقات کے سُکھ کا مول ہوتا ہی کیونکہ آنکھوں سے دکھلائی تب ہی دیتا ہی جبکہ اندھیرا دُور ہوتا ہی۔ پیارے ستو سچی پرستی اور بھگتی کا تجربہ ایشور کے درشن ہی کرنیکا ہی جیساکہ شری شوجی مہاراج نے کہا ہی اگ جگ میں سب رہت وراگی + پریم سی پربھو پرگھٹیں جی آگی + اپنے شاستروں کے سچے تجربہ کو سچی پریت سے پرتیت کرو کہ کہاں پیدا ہوئے۔ ہے بُدھی والو غور سے سوچ کرو وِس

[illegible]

تہاں جہاں بھانو پرکاشو) سنبھل وہی ہے جہاں نشکلنک جی پرگھٹ ہوں۔ ہے سجنو! مہاتماؤ! پنڈتو! میرے اِس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے یہی پرارتھنا ہے کہ آپ جلدی پرگھٹ ہوکر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اِس مایا رُوپی جال سے نکالو۔ ورنہ سنسار سب کچھ گیا ہؤا ہی ہے۔ اگر میری اِس میں کوئی غیر مناسب بات یا بھول ہوئے اپنا بچہ سمجھ کر معاف فرماویں + ص۸۸

المشتہر بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی (مطبوعہ نظامی پریس دہلی)

ترجمہ اِس اشتہار کا یہ ہے

بے عیب (معصوم) بھگوان کا اوتار

یعنی

مَعصُوم خَلیفۃُ اللّٰہ

اہلِ دُنیا کو واضح ہو کہ آجکل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی ان بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہی اور غلّہ اور گھی وغیرہ کا اِس قدر گراں ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت (ہندوستان) پر آئی ہوئی ہیں کہ جس کا ذکر بیان سے باہر ہے۔ یہ آپ لوگوں

ص۸۸ جیساکہ تمام نبی لکھ چکے ہیں میرے وقت میں انواع اقسام کے عجائب نشان اور قہری تجلّیات
کاظہور ضروری تھا سو ضرور ہے کہ میں اُس وقت تک زندہ رہوں کہ جبتک قہری نشان اور عجائبات

بقیہ حاشیہ

پر خُوب روشن ہے کہ جو طاقت آپکے آباؤ اجداد میں تھی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو حوصلہ طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے ؟ یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید ہے! پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس درد عظیم سے نجات پانے کی خواہش ہے تو بے عیب خلیفۃ اللہ مہاراج کا ضرور خیال اور دھیان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کے حامی ہوتے ہیں انکو اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وُہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کرینگے۔ اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ (زمانہ کذب افترا) کا پہلا ہی دور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہانتک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر کے موافق وقت نہیں معلوم ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بھائی پیارے دوستو! نرسی جی (ایک برگزیدہ بندۂ خدا)
ص۸۸ کاظہور بھی پہلے کسی عالم کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا ظہور کرینگے اور اسی طرح سینکڑوں برگزیدہ بندگان خدا کی حمایت اور نصرت کی گئی جیسے کہ پہلاد بھگت کی حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ لکھی نہ گئی تھی مگر جب نرسنگھ جی ظاہر ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کی حمایت کے واسطے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پر کلنگی بھگوان مہاراج کا ظہور ہے اور وُہ کل دُنیا کے آرام کا باعث ہُوا ہے اور اسی سے کام کاج چلتا ہے کیونکہ آنکھوں سے اسی وقت دکھائی دیتا ہے جب اندھیرا دُور ہو جاوے۔ پیارے دوستو! سچّی عبادت اور محبّت الٰہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو انسان گویا دیکھ لے۔ جیساکہ شیو جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ "آگ کل دُنیا میں رہتی ہے اور جس طرح پر رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر میشر کا حال ہے۔ جب انسان اُس سے محبّت کرتا ہے تو اُس کا ظہور ہوتا ہے"۔ اپنی کتابوں کے سچّے تجربہ کو سچّے یقین سے مان لو اور جو کوئی یہ سوال کرے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے عقلمندو! غور کرو کہ اُسکے ظہور کا وہ محل ہے جہاں آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنے مشرق میں) سنبل (وُہ جگہ جہاں اس اوتار کا ظہور مانا گیا ہے) وُہی ہے جہاں وہ خلیفۃ اللہ ظاہر ہوں۔ دوستو! بزرگو! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ جلد اپنا ظہور فرما کر اپنے دوستوں کو بچائیے اور اس دُنیا کے جال سے نجات دیجئے ورنہ دُنیا بگڑ چکی ہے۔ اگر اس میں کوئی امر غیر مناسب ہو یا فرو گذاشت ہوئی ہو تو آپ معاف کریں۔

المشتہر
بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی

قدرت ظاہر ہو جائیں جب سے دُنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہیں دیکھا یہ خدا کے فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور دراصل یہ آتشی گولہ بھی جا بجا نمودار ہوا ہے اسی جنگ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگرچہ پہلے اس سے معمولی طور پر شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے تھے لیکن آج تک دُنیا میں یہ خوفناک نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر خوفناک انگارے جو برسائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ اُنکے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑے بڑے شیطانوں کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد دُنیا خود دیکھ لیگی کہ ان آتشی انگاروں کے کیسے معنے ظاہر ہونے ہیں۔

اب مَیں قبل اسکے کہ اس آتشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں ص۸۹
وُہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳ اپریل ۱۹۰۷ء میں اس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وُہ یہ ہے:-

کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اُسکے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دُھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اُسوقت دُھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اس کی چمک واقعی بے نظیر ہوتی۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۳ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وُہ یہ ہے کہ **شہاب ثاقب** ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں موضع بنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی ۱/۲ میل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے ۱/۴ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا سمسان ہے اس میں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اُوپر وُہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی۔ بعد ازاں سفید رنگ میں بدل کر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے۔ ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی

آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اُٹھا۔ اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اُس درخت پر غائب ہوگئی۔ بعد ازاں کوئی ۴½ بجے شام کا وقت تھا۔ پھر ایک ستارہ اُس گاؤں کے جانب شمال میں قریباً ۳½ میل پر جنگل میں ٹوٹا اسکی شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے۔ سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں۔ میں خود اُس وقت گاؤں سے باہر ½ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا۔ آواز کے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گانوں کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی۔ گانوں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک میں نے خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گانوں میں آکر دھوئیں کی شکل میں بدلکر کچھ تو گانوں میں غائب ہوگئی اور کچھ آگے کو چلی گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندھاوہ (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقعہ ہے) کیطرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گانوں سے آگے نکل گیا اور سُنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا جسکی ۶ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا۔ سُنا گیا ہے کہ موضع جودھالہ تحصیل پسرور میں جو کہ پنوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اس کا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔

صفحہ ۹۰

پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈدادنخاں موضع چک شادی میں قریب ۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فیٹ لمبے اور ۲ فیٹ گول برنگ سُرخ فاصلہ ½ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غائب ہوگئے۔

نقشہ خطوط جو بطور شواہد متعلق پیشگوئی پچیس ۲۵ یوم (جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے پر مشتمل تھی جو ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ظاہر ہوا) موصول ہوئے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خطوط	نام فرستندہ	نام موضع	نام تحصیل	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	سید احمد علیشاہ سفید پوش	مالدھی	پسرور	سیالکوٹ	آج بوقت ۴ بجے شام مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء نشان آسمانی دیکھا جو تمام عمر میں نہیں دیکھا تھا جنوب کیطرف سے شمال کیطرف کو چھوٹا سا ٹکڑہ آگ کا معلوم ہوتا تھا

صہ ۹۱

نمبر شمار	تاریخ تحریر	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
					قریباً دو فیٹ مربع زمین سے پاؤ میل اونچا اُسکے پیچھے تین رنگ سبز سُرخ گلابی کی دُم تھی بشکل دُھوئیں کے اور وہ دُم برنگ ابر ہوکر کم ہوجاتی تھی اور بارش کیطرح اُسکی تُندآواز سُنی جاتی تھی۔ اِس انگار کو مرد اور عورت ہندو اور عیسائی اور مسلمان وغیرہ سب نے دیکھا۔ دو میل گاؤں سے قریب شمال کیطرف گیا۔ آواز بمقدار دو توپوں کے اُس میں سے آئی یا جیسے دو گولے پھر دیکھتے دیکھتے غائب ہوگیا۔ حضور کی پیشگوئی پچیس ۲۵ دن والی جو ۷ مارچ کو کی گئی تھی پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ مارچ کو یہ تعجب انگیز نظارہ دیکھا گیا۔
(۲)		سید عبد الستار شاہ ہاسپٹل اسسٹنٹ	رعیہ	سیالکوٹ	بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک آسمانی نشان یعنے انگار جو بڑے حجم کا تھا دیکھا گیا جو جنوب کیطرف سے آتا اور شمال کیطرف جاتا تھا۔ ہمارے گھر کے متصل درختوں میں سے گذرا سوا گز کے قریب لمبا آگ کیطرح چمکتا سخت ہیبت ناک نظر آیا عورتیں دیکھ کر سخت خوفزدہ ہوگئیں۔ درختوں پر چمک سفید تھی اور ہماری طرف آگ کیطرح تھا۔ یکایک بادل کیطرح بالکل سفید ہوگیا پھر آہستہ آہستہ بہت اونچائی پر چلا گیا۔ پیر کے دن دُور دُور سے خبر آئی کہ بہت لوگوں نے دیکھا خوفناک ہیبت ناک تھا۔ یہانتک کہ ایک گاؤں میں بہت آدمی بیہوش ہوگئے اور اُنکے مُنہ میں پانی ڈالا گیا تب ہوش آئی۔ جس جس گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہی معلوم ہوا کہ اُنکے پاس ہی گرا ہے ۲۵ دن والا الہام پورا ہوا جس میں لکھا تھا کہ ۷ مارچ سے پچیس ۲۵ دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۳)	۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء	عمر الدین چودھری	میانوالی	سیالکوٹ	۷ مارچ ۱۹۰۶ء والی پیشگوئی جسکے ظہور کیلئے پچیس ۲۵ دن یا پچیس دن تک کی شرط تھی اور جس میں لکھا تھا کہ وُہ واقعہ تعجب انگیز اور ہولناک ہوگا۔ آج بفضلہ تعالیٰ وُہ پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ خاکسار معہ چند برادران یعنی جہان نمبردار۔ فضل الٰہی زمیندار۔ علی بخش زمیندار چند اور احباب مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ شروع عصر کا وقت تھا آسمان سے ایک آگ کا انگار حجم بقدر بُرج آتشبازی ہمارے موضع سے بطرف مشرق و شمال گر پڑا۔ اتنی تیز آگ تھی کہ دیکھنے والوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ایک دھار دخان کی آسمان کی طرف ایک ساعت تک قائم رہی۔ اِس ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ سے مرد و زن متعجب تھے خداوند کریم اپنے ماموروں پر جو خبر ظاہر کرتا ہے وُہ وقت پر پُوری ہوجاتی ہے۔

ص۹۲

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
(۴)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عنایت اللہ رنگریز	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الٰہی جو ۷ مارچ سے پچیس دن تک پورا ہونیوالا تھا وہ ظہور میں آگیا۔ ۳۱ مارچ کو چار بجے دن کے وقت حسب ذیل مردمان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاٹ بہت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دھواں ہوگیا۔ پھر بادل بنکر گرا۔ گنگا رام اروڑا۔ دینا ناتھ۔ لگا کھتری۔ ٹھاکرداس۔ رحیم بخش نیلاری۔ منشی ڈاکخانہ چونڈہ۔ عبداللہ ٹھیکیدار اور میں نے خود نشان دھوئیں کی حالت میں اُترتا ہوا دیکھا اور میرے جیٹھی رسان رام نے بھی دیکھا ہے۔
(۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	نبی بخش ولد بھولا شاہ فقیر	لوٹر	"	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جو آتش کا شعلہ معلوم ہوتا تھا قریبًا دو گز سے زیادہ لمبا جسکے تین رنگ سُرخ۔ سبز۔ زرد تھے مغرب کیطرف سے نکل کر مشرق کو جاکر غائب ہوا۔ غائب ہونے پر ایک بڑا دھواں ظاہر ہوا توپ جیسی آواز بھی سُنائی دی۔
(۶)	"	برکت علی سکرٹری میونسپل کمیٹی	قلعہ سوبھا سنگھ	"	کل پانچ بجے کے قریب ایک آسمانی اسرار دیکھا گیا دُور دراز تک اس کی شہرت بھی ہوگی یہ ایک آسمانی نشان ہے خداتعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱ مارچ تک ۲۵ دن پُورے ہو گئے تھے سو پیشگوئی کے مطابق یہ تعجب انگیز واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا۔ الحمد للہ۔
(۷)	"	محمد علیشاہ سید مدرس	سیدانوالی	"	۳۱ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیبت ناک اور آتشیں شعلہ جنوب سے شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ الحمد للہ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسمیں لکھا تھا کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۸)	"	محمد الدین اپیل نویس	سیالکوٹ	"	کل قریب ساڑھے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا۔ زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں لکھا تھا کہ ۳۱ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۹)	"	سید محمد رشید کلرک محکمہ نہر	"	"	کل بوقت عصر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ ضرور ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا۔
(۱۰)	"	محمد رمضان	کوٹلیکے	گجرات	آتشی انگار سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۱۱)	"	عطاالٰہی بابو	لالہ موسےٰ	"	تعجب انگیز واقعہ آسمانی انگار نے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری کردی۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	نام مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
(۱۲)	۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء	میاں حمید دین امام مسجد	نہال	گجرات	۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بوقت تخمیناً چار بجے دن آپکے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگار نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	یکم اپریل ۱۹۰۵ء	کرم دین مدرس	ڈنگہ	"	خاص ڈنگہ اور نواح ڈنگہ میں ایک شعلہ ناری زمین پر گرا۔ رفتار شعلہ آسمان پر جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ مارچ کا ہوا اِس سے حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ مارچ تک پیشگوئی کی میعاد تھی۔
(۱۴)	"	محمد فضل الرحمان	ہیلاں	"	۳۱ مارچ چار بجے شام چند گولے آگ کے جو آدمی کے سر کے برابر تھے اور دو یا اڑہائی گز اُنکی دُمیں تھیں نہایت ہی مشتعل آسمان سے زمین کی طرف اُترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا بہت سے لوگ خوف کے مارے سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہوگئے جو دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ اور اِس سے حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پُوری ہوگئی۔
(۱۵)	"	نظام الدین	ادرحمہ	شاہپور	۳۱ مارچ بوقت عصر مطلع بالکل صاف تھا ناگہاں شعلۂ آتش آسمان پر نمودار ہُوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ چونکہ پہلے سے حضور شائع کر چکے تھے کہ ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا اسلئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہے کہ کوئی اسکو رد نہیں کرسکتا۔
(۱۶)	"	غلام محمد جٹ	گولیکے	گجرات	۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہوئی۔
(۱۷)	"	نور الدین	کھاریاں	"	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی ہولناک شعلۂ آگ سے کھلے طور پر ظہور میں آگئی۔
(۱۸)	"	میراں بخش مدرس	شیخ پورہ	"	۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بوقت عصر ایک گولا آتشیں آسمان سے گرا۔ سب کو شمال مشرق کی طرف سے دکھائی دیا ۳۱ مارچ والی پیشگوئی صفائی سے پُوری ہوگئی۔
(۱۹)	"	غلام قادر	جھونجل	"	بشرح صدر
(۲۰)	"	محمد الدین مدرس	گکرالی	"	۳۱ مارچ کو بوقت نماز ظہر ہولناک تعجب انگیز شعلۂ آتش ہزارہا لوگوں نے دیکھا۔ اِس سے پچیس ۲۵ دن والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پُوری ہوگئی۔
(۲۱)	"	غلام رسول	لنگہ	"	صدر
(۲۲)	"	احمد دین جوڑ	شادیوال	"	۳۱ مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈھورا پٹوایا کہ دن کو سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر نفل پڑھیں اور اِس طرح پر ۳۱ مارچ کی پیشگوئی کے سب لوگ گواہ ہوئے ہیں۔

صفحہ ۹۴

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۲۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	سلطان علی نمبردار	کھوکھر	گجرات	۳۱ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوگئی۔
(۲۴)	"	شیخ الٰہی بخش تاجر کتب	گجرات	"	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء وقت ۳ بجے دن کے ایک ٹکڑا آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا۔ شہر میں چرچا ہوا۔ لالہ موسیٰ۔ لال داری۔ معین الدین پور۔ جلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہوگئی۔
(۲۵)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	چودھری محمد عبداللہ خان نمبردار	بہلولپور چک ۱۲۷	لائل پور	بذریعہ تار بشارت و مبارکباد دی کہ انگار آسمانی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی۔
(۲۶)	"	"	"	"	دوبارہ بذریعہ کارڈ لکھا کہ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی۔
(۲۷)	"	عبدالمجید	مادھوپور	کانگڑہ	بشرح صدر
(۲۸)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	عبدالکریم ہیڈ گارڈ	کیمنے	کانگڑہ	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگار نے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کی سچائی صاف طور پر ظاہر کردی۔
(۲۹)	۲ اپریل ۱۹۰۷ء	سید محمد شاہنواز	فیروزپور چھاؤنی	فیروزپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار نے ثابت کردی جو ۳۱ مارچ میں دیکھا گیا۔
(۳۰)	"	مولوی محمد فضل چنگوی	چنگا	راولپنڈی	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی۔ سو سو برس کے بوڑھے کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا۔
(۳۱)	"	وارث علیخان	قوم گوجر	"	جس نشان کا ۳۱ مارچ کو پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگار سے پورا ہوگیا جو وحشت خیز اور تعجب انگیز تھا جو دید شنید سے بالاتر تھا۔
(۳۲)	"	عبدالمجید خان نائب مہتمم اصطبل	کپورتھلہ	کپورتھلہ	جو ایک تعجب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوگا۔ وہ پیشگوئی ایک انگار آسمانی کے پیدا ہونے سے پوری ہوگئی جو ۳۱ مارچ کو آسمان پر نمودار ہوا بہت سے آدمی اُس کو دیکھ کر بیہوش ہوگئے بعض سجدہ میں گر گئے۔
(۳۳)	"	عنایت اللہ احمدی	پنڈ دادنخان	جہلم	مبارک ہو کہ وہ نشان جس کی ۳۱ مارچ کو ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی ایک آسمانی انگار کے ظہور سے پورا ہوگیا جس کا ایک تعجب انگیز نظارہ تھا۔
(۳۴)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	حیات محمد کنسٹبل پولیس	جہلم	جہلم	اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہوگیا۔

ص ۹۵

نمبر شمار	تاریخ	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۳۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم داد احمدی	دوالمیال	جہلم	حضور کو ہزار مبارک ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی۔ شام کے قریب ۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے ایمان زیادہ کیا۔
۳۶	۳۱ مارچ	محمد جان شیخ	وزیرآباد	گوجرانوالہ	حضور کو مبارک ہو۔ ۳۱ مارچ میں جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی وہ واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آگیا اور ایک تعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
۳۷	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	جیون خان بھٹی	”	”	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱ مارچ کو انگار آسمانی دیکھا۔
۳۸	۳ ”	فضل الٰہی اورسیر ڈاک لائن	گورداسپور	گورداسپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس ستارہ کی چمک سے ایک آدمی گورداسپور کے تالاب میں جو متصل تحصیل ہے غرق ہوا۔ بازاروں اور گانوؤں میں اِس الہام کا چرچہ ہے۔
۳۹	۲ صدر	شیخ رحیم بخش تاجر کتب	جموں	جموں	بڑی صفائی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی آسمانی انگار کو ایک دُنیا نے دیکھا۔
۴۰	۳۱ مارچ	شیخ محمد تیمور طالب علم	”	”	خدا کا شکر ہے کہ ۳۱ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جیساکہ بیان کیا گیا تھا ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آسمان پر انگارہ آگ ظاہر ہوا۔
۴۱	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	رحمت اللہ احمدی	بنگہ	ہوشیارپور	۳۱ مارچ کو نہ صرف آتشی گولہ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ بارش کی بوندیں برسیں۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مبارک ہو۔
۴۲	۲ صدر	سید میر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	جلال آباد	فیروزپور	۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جسکو ہزاروں انسانوں نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جیساکہ بیان کیا گیا تھا ویساہی پوری ہوگئی۔
۴۳	یکم ”	نظام الدین	جوڑہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ ۳۱ مارچ کو جسمیں ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دیگئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا جو نہایت ہولناک تھا۔
۴۴	۲ صدر	محمد اسمٰعیل	بیداد پور	”	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا چنانچہ وہ واقعہ یہی تھا کہ آسمان پر ایک انگار دیکھا گیا۔

۹۶

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فرستندہ خط	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
۴۵	یکم اپریل ۱۹۰۶ء	محمد علی مدرس	تلونڈی موسے خاں	سیالکوٹ	۳۱ مارچ کی نسبت جو پیشگوئی تھی صفائی سے پوری ہو گئی ہر ایک زبان اقرار کرتی ہے کہ آسمانی انگار جو ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا اس سے پیشگوئی کی سچائی ثابت ہو گئی۔
۴۶	۵ ۔ صدر	سید قاسم شاہ	معین الدین پور	گجرات	تصدیق بشرح صدر
۴۷	۳ ۔ "	عبد اللہ حکیم	راہوں	جالندھر	" آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
۴۸	" "	عبد العزیز احمدی	درگاہی والہ	گوجرانوالہ	"
۴۹		میاں محمد دین	سیالکوٹ		"
۵۰	۳ "	غلام احمد	کریام		"
۵۱	"	محمد حسین کلارک	آوداسے	گوجرانوالہ	"
۵۲		عنایت اللہ	کنجاہ	گجرات	"

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۷ء

ایک نامہ نگار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ کی طرف لکھتا ہے کہ جناب آیتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے ڈلہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا کہ آپ کے اخبار مورخہ ۳ اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا ایک خرطومی شکل کا دخانی ستون جس کا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا۔ ڈلہوزی سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ اسکی اونچائی سطح ڈلہوزی سے بلند تھی۔ اور اس کی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہو گئی تھی۔ یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لیکر اُسے زیادہ زور سے دیکھنے لگا۔ پہلے میں نے یہ خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اُس کا دھواں ہے مگر فوراً مجھے یہ خیال آگیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اسکے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ سے نہیں اٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اٹھتا ہے یہ قدرتی نگائی پنجاب میں تین جگہ ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک لمبی جھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے ساتھ بہت سے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کسی نے نہیں دیکھے (۲) بہت سے خطوط جو ہمارے پاس آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ آیتوار کا شعلۂ آتش پٹیالہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جموں میں اُسکے ساتھ ایک توپ کی آواز تھی۔ کپورتھلہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آگ کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اُس قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب کی سیڑھی کے متعلق مروی ہے۔ رعیہ میں ۳ آدمی دہشت سے بیہوش ہو گئے۔

چمکتا ہؤا نشان

نمبر ۱۹۸

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ پنشنر لاہور جھوٹا موسیٰ مر گیا

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹنٹ تھا وُہ اس زمانہ میں جبکہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اس بات کو ظاہر کیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہوکر اس بات کا مدعی ہؤا کہ مَیں موسیٰ ہوں۔ اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیاں میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہؤا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر مَیں سوتا تھا اور میرے مُنہ پر چادر تھی۔ تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ جب مَیں نے چادر اُٹھا کر دیکھا تو وُہی الٰہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اُس کا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وُہ ننگ اور عار نہیں رکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمتگاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا۔ جب تک خدا نے چاہا وُہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ کو بڑی امید تھی کہ وُہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کریگا۔ اور جب مَیں قادیان سے کسی تقریب سے لدھیانہ یا انبالہ یا کسی اور جگہ جاتا تھا تو بشرط گنجائش اور فرصت نکلنے کے اُسی جگہ پہنچتا تھا اور اکثر اوقات اُس کا رفیق منشی عبد الحق اکونٹنٹ بھی اُس کے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر اُس کو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہؤا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہی ایک زہریلہ بیج تھا کہ قضاو قدر نے اسمیں بو دیا۔ پھر اسکے بعد

صفحہ ۹۸ اندر ہی اندر اُسکی مخلصانہ حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے بیعت لینے کیلئے **مامور فرمایا** اور قریباً چالیس آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سُنایا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ بیعت میں داخل ہو۔ تب اِس بات کو سُنتے ہی الٰہی بخش کا دِل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد مع اپنے دوست منشی عبد الحق کے قادیان میں میرے پاس آیا اِس غرض سے کہ تا اپنے الہام سُناوے اور اَب کی دفعہ اُسکے مزاج میں اِس قدر سختی ہو گئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہیں تھا۔ اُس نے بیباکی سے اپنے الہام سُنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اُس کی جیب میں تھی۔ منجملہ ان کے اُس نے یہ سُنایا کہ خواب میں مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور مَیں نے جواب دیا کہ مَیں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اِس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پَیر تک تکبّر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ مَیں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ اُنکو میری بیعت کرنی چاہیئے مگر دراصل یہ شیطانی وسوسہ تھا کہ اُسکی ٹھوکر کا باعث ہوا۔ بات یہ ہے کہ جب انسان کے دِل میں تکبّر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آجاتا ہے اور ایک نادان سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اُسکو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ پس صدہا جاہل محض اِس حدیث النفس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بیباکی سے وہ خواب مجھ کو سُنائی اور مجھ کو اُس کی نادانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ مَیں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف حدیث النفس ہے مگر چونکہ مَیں نے اُسکے دِل میں تکبّر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے اور اُسکے کلمات میں تیزی پائی گئی اِسلئے مَیں نے اُسکو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بے سود سمجھا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں اُنکی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اِس طرح پر آیت کریمہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ[1] کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللّٰہ و قال الرسول سے

[1] بنی اسرائیل : ۳۷

مخالف بھی نہ ہو تب بھی وُہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جبتک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی نہ دے ص۹۹
کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی طرح اس مقصد کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈالکر اسکو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وُہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے۔

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائے گی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلّی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وُہ خدا سے قریب اور شیطان سے دُور جا پڑے ہیں۔ کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے۔ اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دُوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلایشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفاتِ الٰہیہ کی نوبت آتی ہے۔ تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ **معرفت** اور محبت کی زندگی سے **دوبارہ زندہ** کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے **عجائبات رُوحانیہ** کی اُسکو سیر کراتا ہے اور محبتِ ذاتیہ کی وراء الوراء کشش اُس کے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دُنیا سمجھ نہیں سکتی اس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اُسکو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

صفحہ ۱ پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کی فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تب اُس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے۔ مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابلِ اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اس لئے ہر ایک فضول گو ایسا دعویٰ کرسکتا ہے۔

تیسری علامت مُلہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وُہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اُسپر گواہی دیں یعنے اِس قدر اسکی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقلِ سلیم اِس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اِس قدر نشانوں کے پھر بھی وُہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے باّدعائے الہام پیش کیا ہو وُہ اپنے معنوں کی رُو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو مسلمان ہے گو مفتری ہے ضرور اِس بات کا لحاظ رکھ لیگا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعوئے الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائیگا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وُہی کلمات انکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اِس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وُہ ضرور خدا کا کلام ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رُو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وُہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو۔ کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کرسکتا ہے کہ وُہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھیر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہوسکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دُوسری شرط بھی یعنی یہ کہ جو الہام کا دعویٰ کرے وُہ صاحب تزکیۂ نفس ہو

قابلِ اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتیرے ناپاک طبع لوگ اِس بات کا دعویٰ کرسکتے ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچّی محبت رکھتے ہیں۔ پس یہ امر بھی کوئی سہل امر نہیں کہ اس میں جلد تر صادق اور کاذب میں فیصلہ کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے اُن برگزیدوں پر جو صاحب تزکیۂ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ آجکل کے پادری ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ اُن کے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی تہمتیں پاؤگے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں چنانچہ تھوڑی مدّت ہوئی ہو کہ مَیں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جس میں نہ صرف یہ ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسٰی کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپ کے چال وچلن پر بھی نہایت گندے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں بہت بُرے پیرایہ میں اُن کا ذکر کیا تھا۔ پس جبکہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا اور تزکیۂ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس سے ہر ایک شخص معلوم کرسکتا ہو کہ تزکیۂ نفس کا مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جانا کس قدر مشکل ہو۔ چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کو محض مکّار اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور اُن کا دَور مکر و فریب کا دَور ٹھیراتے ہیں۔ صلا

لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول ہو اسکے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی **کامل علامت** ہے جو کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا۔ یہی علامت ہے جس سے خدا کے سچے نبی جھُوٹوں پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الٰہی شامل حال ہو اور اُسکے دشمنوں پر خدا کے کھُلے کھُلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہو کہ ایسے شخص کو جھُوٹا کہہ سکے مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ اُنکو پیش آجاتا ہے تو اُسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی

ص۱۰۱ کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اِس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے بلکہ اِس قدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دُنیا شریک ہے۔ اور یہ کچھ بھی چیز نہیں اور یہ مادہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونے کا محض اسلئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنّی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے پھر اسکی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلّم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کیلئے مبعوث ہوتے ہیں ان کی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں اور دُنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وُہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنیوالے اِس علامت کو مدّنظر رکھتے تو وُہ اِس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر الٰہی بخش اِس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اُسکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان کس قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اُسکی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اُسکو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وُہ اس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وُہ اپنی مَوت کے بعد ایک انبار جھوٹ اور افتراء کا چھوڑ گیا۔ میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا اور اُسکی تمام جماعت منتشر ہو جائیگی۔ سو اُس نے دیکھ لیا کہ وُہ خود طاعون سے ہلاک ہوا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وُہ نہیں مریگا جبتک وہ میرا استیصال نہ کرلے مگر اُس نے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُس جھوٹے الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب ایسے الہام اُس نے شائع کرنے شروع کئے اُسوقت تو میری جماعت چالیس انسان سے زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وُہ نہیں مرا جبتک اُس نے اپنی نامرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی اور وُہ اپنے جھوٹے

الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پر دائر ہوتا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ میں سزا پا کر عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اور ایسے ہی اسکو الہام ہوتے تھے جن کو وہ اپنے دوستوں میں شائع کرتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کے ساتھ مجھے بری کرتا گیا۔ اور سخت نامرادی کے ساتھ اُسکو موت آئی۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ جب اُسکو طاعون ہو گئی اور موت کو اُس نے اپنے سامنے دیکھ لیا۔ تب اُس نے اپنے تمام الہاموں کو **شیطانی کلمات** سمجھا ہوگا اور اُس وقت اُسکو اپنی نسبت یاد آیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلاف قیاس ہے کہ وہ اس قدر ٹھوکریں کھا کر اور وہ طاعون جو میری طرف منسوب کرتا تھا اس میں اپنے تئیں مبتلا دیکھ کر اور میری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصور میں لا کر پھر بھی وہ اپنی پہلی حالت پر قائم رہا ہو جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام **عصائے موسیٰ** رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اُس شخص کو ہلاک کر دیگا جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے اور جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کی نسبت جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مریگا اور جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ میں نہیں مرونگا جبتک اپنے اس دشمن کو نابود نہ کر لوں۔ تو ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اُسکو پکڑا۔ کس قدر درد و حسرت اُسکے دامنگیر ہوتی ہو گی۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ باوجود اس قدر نامرادی کے اور کھل جانے اس بات کے کہ اُس کے سب الہام جھوٹے نکلے پھر بھی طاعون کے وقت اُسکو اپنے موسیٰ ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات اُسکے پاش پاش کر دیئے ہونگے اور متنبہ کر دیا ہوگا کہ وہ غلطی پر تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہیگا اور آخر ان خیالات سے رجوع کریگا۔ سو اسمیں شک نہیں کہ جب اُسکو ناگہانی طاعون اور بے وقت موت کا نظارہ پیش آیا جسکو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بے وقت اور میرے دعوے کے مخالف ہے تو بلاشبہ اس نظارہ نے

ص۱۰۳

ص۱۶۱ اُس کو یقین دِلایا ہوگا کہ اُس کے تمام الہامات شیطانی تھے اِس صورت میں لاعلاج حسرت کے ساتھ اُس نے سمجھ لیا ہوگا کہ مَیں غلطی پر تھا اور جو کچھ مَیں نے سمجھا وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا۔ اَور آگے چل کر ہم بیان کریں گے کہ ایسا سمجھنا اُس کے لئے ضروری تھا کیونکہ اس نظّارہ مَوت سے اُس کے الہامی اقوال یک دفعہ ایسے باطل ثابت ہُوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے یہ اُس کیلئے بعید از قیاس تھا کہ مَیں اِس طاعون سے بچ جاؤں گا۔ کیونکہ ۷ر اپریل ۱۹۰۷ء کو جس تاریخ وُہ مرا اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دِنوں دو دو سَو سے زیادہ لوگ مَرتے تھے اور اُس کا ایک عزیز اُس سے ایک دن پہلے طاعون سے مَرگیا تھا جس کے جنازہ پر جاکر وُہ طاعون خرید لایا۔ پس اِس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ مَیں بچ جاؤں گا بلکہ ہزارہا لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کے لئے وصیّت لکھا دیتے ہیں۔ غرض طاعون میں مبتلا ہونے کے ساتھ ہی اُس کی تمام مُوسویّت دریا بُرد ہوگئی۔ اَور اُس نے ہزاروں مَرتے ہُوئے اِنسانوں کو یاد کرکے اور خصوصاً یعقوب کی مَوت کو تصوّر میں لاکر سمجھ لیا کہ مَیں ضرور مَرونگا ایسی حالت میں کیونکر وُہ اِس بات پر قایم رہ سکتا تھا کہ مَیں مُوسٰی ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وُہ اپنے عقاید فاسدہ کو ساتھ نہیں لے گیا۔ اَور خدا نے اُس کا گلا پکڑ کر اُس سے رجوع کرایا۔ اور اُن لوگوں میں داخل ہوگیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُـؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ[1]۔

اب اوّل مَیں یہ لکھوں گا کہ جن الہامات کو اُس نے اپنی کتاب عصائے موسٰی میں لکھا ہے وُہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور بعد میں اِس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ وُہ میری پیشگوئی کے مطابق مَرا ہے اَور اُسکی مَوت میری سچائی پر ایک نشان ہے بلکہ اُسکی مَوت نے میری سچائی پر مُہر کردی ہے۔ اَور مَیں اِس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں۔

---

[1] النساء: ۱۶۰

ص۱۰۵

باب اوّل اس بات کے بیان میں کہ الٰہی بخش کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اُس نے شائع کئے تھے (اپنی نسبت یا میری نسبت) وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا تھا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو مَیں ہلاک کرونگا اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جس میں دھمکی دیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اس کا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی پیشگوئیاں اُنکی ہیں جو صرف اپنے دوستوں یا ملاقاتیوں پر اُس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا مَیں اُسکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا اور وہ مجھ پر غالب آجائیگا اور مَیں اُسکے سامنے ذلیل ہونگا اور وہ دُنیا میں بڑا عروج پائیگا[ؔ] اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سردار بنجائے گا اور افسوس کہ مَیں نے بہت سی کوشش کی کہ تا اُسکے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگ جائے مگر وہ صرف اُسکے دوستوں کے حلقہ تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جس قدر کتاب میں اُس نے

[ؔ] مجھے اپنے دوست فاضل مکرم مولوی نورالدین صاحب کی تحریر سے جماعت غزنوی ثم امرتسری کے ایک بزرگ مولوی عبدالواحد کی ایک خواب بابو الٰہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جس کو میں اپنے الفاظ میں نہیں لکھتا بلکہ مولوی صاحب موصوف کا اصل رقعہ ذیل میں لکھ دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

حضرت مولٰنا الامام علیک الصلوٰۃ والبرکات والسلام۔ مجھے عزیز عبدالواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے دیکھا ہے الٰہی بخش ایک بلند مینار پر کھڑا ہے اور لوگ اُسکے نیچے ہیں اسلئے اب اُسکی ترقی ہوگی اور بہت الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے۔ کیونکہ مَیں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور پھر محفوظ نہیں رکھتا۔ میں نے الٰہی بخش کے مرنے پر عبدالواحد کو اس مضمون کا خط لکھ دیا ہے تو جواب اب تک نہیں آیا جس قدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے یہ ہے۔ شہادۃ باللّٰہ العظیم۔ عرض خدمت ہے۔ نورالدین

صفحہ ۱۰۶ شائع کئے ہیں ایک منصف مزاج کے لئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض بیہودہ اور نہایت لغو الہام اسکے جو ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھا جاتا تھا مجھ کو نہیں ملے جس قدر مل گئے ہیں وُہ اُس کا جھوٹ کھولنے کیلئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کئے گئے ہیں اُنکے دستیاب ہونے کی اُمید نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام بیہودہ الہام جو جوش نفس سے میری نسبت کئے گئے تھے اُسکے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہونگے۔

وہ الہام جو میری نسبت الٰہی بخش نے عصائے موسیٰ میں لکھے ہیں جنکی نسبت وُہ اپنی کتاب مذکور میں دعویٰ کرتا ہے کہ وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ منجملہ اُن کے اُس کا وُہ فرضی الہام ہے جو اُسکی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ سلام لك تغلبون. يحل عليه غضب فقد هوى۔ فتدبر۔ (ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اُس پر یعنے اِس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وُہ ضرور ہلاک ہو جاویگا یعنی تم زندہ رہکر اُسکی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اِس الہام کے معنے جیسا کہ خود الٰہی بخش نے جابجا اپنی کتاب میں دُوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اسکی تشریح کی ہے یہ ہیں کہ گویا اُسکی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور مَیں ہلاک ہو جاؤنگا لیکن برخلاف اِسکے وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھے اس طاعون کا مفصل حال توریت میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت عیسیٰ کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں رجز من السّماء رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ[1] یعنی ہم نے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وُہ فاسق تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ یعنے اِسلئے ہم نے اُن پر طاعون نازل کی کہ وہ مومن تھے

[1] البقرۃ : ٦٠

پس مومن کسی صورت میں طاعون کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کیلئے مخصوص ہے۔ اسی وجہ صـ۱۰۷
سے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہیں ہوا ہاں ایسے مومن جو گناہ سے
خالی نہیں ہوتے کبھی وہ بھی اِس بیماری میں مبتلا ہو کر مرجاتے ہیں اور اُن کی یہ موت اُن کے
گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اُن کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن کسی نے کبھی نہیں
سُنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اُس کو طاعون ہو گئی ہو اور ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بدذات
ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے۔ پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی
جو قابل تعریف ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حقدار اُسکے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن جیسا کہ
ہم نے ابھی بیان کیا ہے جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی کوئی نبی یا رسول
اور اوّل درجہ کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث مرض میں
مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اوّل حقدار اس مرض کے ابتدائے سے وہی لوگ رہے ہیں جو طرح طرح کے
معاصی اور فجور میں مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ مرض جو
قدیم سے خدا نے کفار کے سزا دینے کیلئے تجویز کر رکھی ہے اُس میں خدا کے نبی اور رسول اور ملہم بھی
شریک ہو جائیں۔ توریت اور انجیل اور قرآن تینوں متفق اللسان بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ
طاعون کفّار کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفار اور فاسق
اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے ظاہر ہے
اور خدا اِس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگوں کو اس عذاب میں کفار کے ساتھ شریک کرے
اور جو بلا کفار کے عذاب کے لئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے عہد میں
ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مسلط کرے۔ پس جس طرح خدا کا
وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اسکے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک عذاب
جو قوموں کی ہلاکت کے لئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہیں مرا ایسا ہی طاعون جو کفار کے
لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اسکے برخلاف دعویٰ کرے

صفحہ ۱۰۸ اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اُس کا اختیار ہے۔ کسی بیباک یا گستاخ کی ہم زبان تو بند نہیں کر سکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون رجز ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتی ہے۔ ہاں جیسا کہ جہنّم خاص کافروں کیلئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہ گار مومن جو جہنّم میں ڈالے جائینگے وہ محض تمحیص اور تطہیر اور پاک کرنے کیلئے دوزخ میں ڈالے جائینگے مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ[1] ہے برگزیدہ لوگ اس دوزخ سے دُور رکھے جائینگے۔ اسی طرح طاعون بھی ایک جہنّم ہے کافر اسمیں عذاب دینے کیلئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسے مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے اور معاصی سے پاک نہیں ہیں اُن کیلئے یہ طاعون پاک کرنے کا ذریعہ ہے جسکو خدا نے جہنّم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون ادنیٰ مومنوں کیلئے تجویز ہو سکتی ہے جو پاک ہونے کے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کے قُرب اور محبّت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنّم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر تعجب کہ وہ شخص جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جس الہام کا منشی عبد الحق بھی گواہ ہے اور کئی اور لوگ گواہ ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے بعد وہی بزرگ ہے اور وہی اس زمانہ کا موسیٰ ہے وہ خدا کے قہری عذاب سے جو طاعون ہے ہلاک ہو جائے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اس کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خطوط آمدہ لاہور سے معلوم ہوا کہ الٰہی بخش یعقوب ولد محمد اسحاق کے جنازہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الٰہی بخش اُسی جگہ سے طاعون خرید لایا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۰۔ اپریل میں یہ عبارت ہے۔ انتقال پُر ملال۔ افسوس ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے بروز دوشنبہ ۸ ☆ اپریل کو صرف ایک روز بخار میں مبتلا رہ کر بمکان مولوی عبد الحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کس شدّت سے لاہور میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور اب تک ہے اور ہزاروں انسان

☆ یہ تاریخ اخبار میں صحیح نہیں درج ہوئی بلکہ ۷۔ تاریخ ۶ بجے شام کا یہ واقعہ ہے۔ منہ

[1] الانبیاء: ۱۰۲

صرف اِسی بخار سے ہلاک ہو گئے اور بجز طاعون کونسا بخار ہی جو صرف ایک دن میں ہلاک کرسکتا ہے ص۱۰۹
یاد ہے کہ طاعون کیلئے شدید بخار ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام کردیتا ہی
پس جبکہ الٰہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی اور وہ بھی طاعون
زدہ مُردہ کا جنازہ پڑھنے کے لئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہوگیا تھا تو کیا کسی جِن کے آسیب سے
یہ حالت ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تھے اور لاہور میں طاعون شدّت سے زور پر تھی اِس سے
کون انکار کرسکتا ہے کہ اُن دِنوں میں صدہا لوگ طاعونی بخار سے لاہور میں مَر چکے ہیں اور اب تک
یہی حالت ہے۔ بعض کو گلٹی نکلتی ہی اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلیگ سے مرتے ہیں اور بعض
سکتہ کی صُورت میں فی الفور مَر جاتے ہیں تو پھر خواہ نخواہ بیچارہ الٰہی بخش پر یہ جُھوٹ باندھنا کہ
وُہ پلیگ سے نہیں مَرا کس قدر بیبا کی ہی۔ کیا یعقوب پلیگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر ڈاکٹروں کے
ذریعہ سے معلوم ہوا ہے الٰہی بخش کو سخت قسم کی پلیگ ہوئی تھی جس نے ایکدن میں ہی اُس کا
کام تمام کردیا۔ چنانچہ ہم اِس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن
کا خط ذیل میں درج کردیتے ہیں اور وُہ یہ ہے:۔

حضرت سیّدی و مولائی و امامی حُجۃ اللہ المسیح الموعود سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضور کی پیشگوئی پُوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہوگیا۔ حضور کو مبارک ہو۔ الٰہی بخش کو پُوری علامات طاعون نمودار ہوگئی تھیں اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُسکے بائیں ران کی بُن میں یعنی کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔ اِسلئے اِس میں کچھ شک نہیں کہ اُسکی موت طاعون سے ہُوئی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پھر اگر یہ سوال ہو کہ الٰہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اِس بات کو شائع کیا ہے کہ وُہ طاعون سے مرگیا تو ہم ذیل میں پرچہ اہل حدیث مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء کی شہادت الٰہی بخش کی طاعون کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور وُہ یہ ہے:۔

صفحہ ۱۱۱ افسوس منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنّف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہو گئے۔
دیکھو پرچہ اہلحدیث ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء

پھر ایک اور الہام اپنا الٰہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے ”اِنّی مہین لمن ارادا ہانتک“ اگرچہ یہ فقرہ نحوی نقص سے آلودہ ہے کہ من کے لفظ پر لام لگایا گیا ہے۔ مگر اسکے معنی الٰہی بخش نے یہ کئے ہیں کہ گویا میں اُسکے مقابل پر ذلیل کیا جاؤں گا اور اُس کی سچائی ظاہر ہوگی۔ دراصل مُدت دراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ اور الٰہی بخش بارہا میرے مُنہ سے یہ الہام سُن چکا تھا اور خدا نے دکھلا دیا تھا کہ ہر ایک شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اُس کا کیا انجام ہوا۔ پس اس الہام میں الٰہی بخش کی طرف سے صرف ایک لام ہے جو انتفاع کیلئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اسکے مقصود کے برخلاف ہے۔ اور اِس صورت میں اِس الہام کے یہ معنی ہوئے کہ اے الٰہی بخش میں تیری اہانت کرونگا اُس شخص کی تائید میں جو تیری اہانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جیسا کہ الٰہی بخش کا مطلب ہے کہ اُس کی اہانت کرنے سے خدا میری اہانت کریگا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت ہوئے کیونکہ میں سالہا سال سے شائع کر رہا ہوں کہ الٰہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بنانے اور میری تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اُسکو رُسوا کریگا۔ اور مُدت ہوئی کہ میں اپنا یہ الہام شائع کر چکا ہوں۔ اس صُورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے رُوبرو الٰہی بخش کو طاعون کی موت دے کر رُسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعووں میں نامُراد رہا۔ اور خدا نے لاکھوں انسانوں کو میری جماعت میں شامل کر کے مجھے عزت دی۔ پس اگر الٰہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہُوا تھا۔ کہ جو شخص تیری اہانت کرتا ہے میں اُسکی اہانت کرونگا تو ضروری تھا کہ وہ الہام پُورا ہو جاتا حالانکہ الٰہی بخش کی بیوقت موت جو میری زندگی میں ہی ہُوئی اُسکے جھوٹے ہونے پر مُہر لگا گئی وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ شخص فرعون ہے اور میں موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ہلاک ہوگا اور طاعون سے مرے گا۔

اور تمام سلسلہ اس کا تباہ ہو جائیگا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہیگا صلاا
لیکن برخلاف اسکے خدا نے مجھے کامل ترقّی دی اور کامل عزّت۔ اور تمام اطراف دُنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول گو اور بے ادب اور تیز مزاج اور مُنہ پھٹے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اُس کا نام موسٰی رکھوگے؟ یہ کیسا موسٰی تھا جس کو وُہ فرعون کہتا تھا اور اپنی زندگی میں اسکی ہلاکت کی خبر دیتا تھا اُسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہوگیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تھا اُس نے اپنا یہ الہام شایع کیا تھا کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنے خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ اِس گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں۔ سب کو مَیں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ برس سے بڑے بڑے حملے طاعون کے اِس نواح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کُتّا بھی طاعون سے نہیں مرا۔ مگر جو اپنے تئیں موسٰی قرار دیتا تھا خود وُہ طاعون سے مر گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وُہ تمام الہام اُس کے جھوٹے نکلے اور اُس کی ذلّت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں اُس نے شایع کئے تھے۔ پس کہاں گیا یہ الہام کہ انّی مھین من اراد اھانتک یہ انجام اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جبتک کہ ایک بارش کی طرح فوق العادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑھے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہے اور ذِلّت کی موت خریدنا ہے کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افترا ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس نہایت حماقت اور جہالت ہے کہ انسان صرف اِس بات پر بھروسہ کرکے کہ اس کی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے ایسے

ص۱۱۲ کلمات کو خدا کا کلام سمجھ لے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہے اور شہادت بھی زبردست شہادت درکار ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ خدا مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ کچھ چھوٹا سا دعویٰ نہیں اور اگر مدعی اس دعوے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا اُس کے ذریعہ سے ہلاک ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کے قولی دعوے کیلئے خدا تعالیٰ کی ایسی فعلی شہادت درکار ہے جس کو قدیم سے اپنے تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناچیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دے سکتے جو معمولی انسانوں کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مرجائیگا اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہیگا اور اتفاقاً وہ نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دُنیا شریک ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کو بھی اِس سے حصّہ ہے۔ پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آوے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیّت یا کمیّت میں کوئی خصوصیت نہ رکھتا ہو تو وہ اِس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقوں اور فاجروں کو بھی آسکتی ہیں۔ پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے لئے اِس کو ابتلاء سمجھنا چاہیئے۔ اور سچّے مامور کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیّت اور کمیّت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھلے کھلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اُسکی فوق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیّت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اُس کا مؤیّد ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نصرت اِس حد تک پہنچ جائے کہ رُوئے زمین پر کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو۔ مگر ایسا زبردست اور ذی شان ہو کہ اُس کو دیکھ کر سب دشمن مُردہ کی طرح

پڑھ جائیں اور اُسکی نظیر نہ پیش کر سکیں اور یا اِس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت کے لحاظ سے ص۱۱۳
کسی کو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے نشانوں میں دکھلا سکے۔
اِسی کا نام خدا کی شہادت ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ جلّشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب کرکے فرماتا ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي
وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ[1]۔ یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ اُن کو
کہدے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جسکو کتاب کا علم ہے۔

اب ہم باقی الہام الٰہی بخش کے جو اُسکی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت درج ہیں
اِس جگہ ناظرین کے غور اور انصاف کیلئے درج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں
میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے "اُڑ جائینگے زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو" یعنی ہزارہا مخالف
ہو اُنکی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائیگا۔ پھر صفحہ ۸۰ کتاب مذکور میں لکھتا ہے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ" اور اسکو بھی میری نسبت ہی قرار دیتا ہے
جسکے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر۔ سو الحمد للہ وہ فیصلہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء
کو ہو گیا اور میاں الٰہی بخش مجھے ہزاروں گالیاں نکالکر اور کذّاب اور مفسد اور دجّال اور مفتری کہکر
اور میری نسبت غضب الٰہی اور طاعون کے وعدے دیکر خود تاریخ مذکور میں صرف ایک ہی دن
میں اِس ناپایدار دُنیا کو چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ دیکھو ہماری فرعونیت آخر
غالب آگئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا دبایا کہ نہ چھوڑا جبتک اُسکی جان نہ نکال لی۔

پھر بابو الٰہی بخش اسی کتاب کے صفحہ اسّی میں اپنے الہام میں مجھے طاعون کی دھمکی دیتا ہے
جیسا کہ الہام یہ ہے "رجزا من السماء علی القریۃ التی کانت حاضرۃ.....
ولھم عذاب الیم۔ ولا یزید الظالمین الا تبارا" یعنی طاعون نازل ہوگی اور وہ
مع اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائیگا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کریگا۔ یہ ہیں ص۱۱۴
الہامات الٰہی بخش جن سے وہ اپنے چند دوستوں کو خوش کرتا تھا۔ مگر اب اُنکے دوست خاص کر

[1] الرعد: ۴۴

منشی عبدالحق صاحب خدا سے ڈر کر گواہی دے سکتے ہیں کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوئی۔

پھر ایک اور الہام اُن کا میرے پر عذاب نازل ہونے کے بارہ میں ہے جو اُسکی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور وُہ یہ ہے سنسمہ علی الخرطوم۔ ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ رمٰی (ترجمہ) اِس مُفتری کو یعنی اِس مفتری کی ناک پر یا مُنہ پر ہم آگ کا داغ لگائینگے یعنی اسکو طاعون سے ہلاک کرینگے یا یہ کہ جہنّم کی آگ میں ڈالینگے۔ یہ تیر جو تُو نے (اے الٰہی بخش) چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔" پھر صفحہ ۹ سطر ۱۳ میں یہ الہام لکھا ہے:۔ متّع المسلمین بطول حیاتك ویطول بقاءك۔ ینفع المسلمین بطول حیاتك وبطول بقاءك* … پھر بعد اسکے یہ عبارت ہے "اور جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو تب تک میں ہرگز نہ مرونگا۔ بابو الٰہی بخش صاحب کی کتاب عصائے موسٰی کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وُہ اس کتاب کی تالیف سے چھ[۶] برس

* حاشیہ۔ اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ تمام الہامات جو عصائے موسٰی میں بابو الٰہی بخش نے لکھے ہیں کس طرح معلوم ہو کہ وُہ اس راقم کے لئے لکھے گئے ہیں تو واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش نے یہ کتاب عصائے موسٰی خاص میرے پر مخالفانہ حملہ کرنے کی غرض سے تالیف کی ہے اور بجز میری تکذیب اور توہین کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تھی اور بابو صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر میری نسبت اپنے دوستوں میں ایسے ایسے الہام مشہور کرتے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ گویا میں کاذب اور کافر اور فرعون ہوں اور وہ موسٰی ہیں اور میں جلد تر اُن کے ذریعہ سے اور اُن کے الہام کے رُو سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ اور اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصائے موسٰی کے صفحہ ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ میں درج ہے بابو الٰہی بخش کے ساتھ اُن کے مخالفانہ الہامات کے بارہ میں میری خط و کتابت ہوئی تھی۔ اور عصائے موسٰی کے صفحہ ۲ کے خط میں مَیں نے بابو صاحب سے درخواست کی تھی کہ جس قدر آپ میری نسبت تکذیب کے الہام مشہور کرتے ہیں اور محض زبانی طور پر اپنے دوستوں کو سُناتے ہیں وُہ قسم کھا کر شایع کر دیں۔ تا اگر آپ کے وہ الہام جھُوٹ اور افترا ہیں تو خدا تعالیٰ جھُوٹ کی پاداش دے۔ اس خط کا جواب اُنہوں نے وہ دیا کہ جو اُن کی کتاب کے صفحہ ۴ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم کھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر مَیں نے خدا پر افترا کیا ہے تو وُہ بغیر قسم بھی مجھے سزا دیگا اور مَیں الہامات شایع کر دوں گا۔ پھر اس کے جواب میں صفحہ ۶ میں میری طرف سے یہ عبارت ہے۔ مَیں صرف خدا سے عقدہ کشائی چاہوں گا۔ تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذّاب کا نام دیتے ہیں اور وُہ لوگ جو مجھے مسیح موعود مانتے ہیں۔ اُن میں اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرے۔ منہ

* ترجمہ۔ خُدا تعالیٰ تیری عمر کو لمبی کرے اور دنیا میں ایک زمانہ دراز تک تجھے رکھ کر تیری بہت لمبی عمر سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچائیگا۔ مگر اس کے بعد بابو الٰہی بخش صرف چھ برس تک زندہ رہے۔ یہ ہے لمبی عمر کا الہام۔ منہ

بعد فوت ہو گئے۔ اب منصفین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہیں کہ صرف ص۱۱۵
چھ برس میں قبل اسکے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھیں مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی میں ہی نامُراد مریں۔ ہم اسوقت اُنکے بارے میں محض اُنکے دوستوں کی رائے پُوچھتے ہیں اور ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جیساکہ اُنہوں نے اپنے الہام کی رُو سے یہ دعویٰ کیا تھاکہ جو خدمت مجھ کو سُپرد ہوئی ہے جبتک پُوری نہ ہو میں ہرگز نہ مرونگا۔ کیا وُہ خدمت پُوری ہوگئی ہے؟ کیا اُنکی کوششوں اور اُنکی تہمتوں سے جو تمام کتاب عصائے موسیٰ میں میرے پر لگائی گئیں میرا ایک بال بھی بینگا ہو گیا ہے اور ناظرین اسکی بھی ہمیں اجازت دیں کہ وہ الہام جو میری نسبت بابو الٰہی بخش صاحب نے کیا تھاکہ سنسمہ علی الخرطوم کیا۔ یہ سچ نہیں کہ وہ اُلٹ کر اُنہیں پر پڑ گیا اور قدرت کے ہاتھ نے ایسے طور پر اُنکی خرطوم پر طاعونی آگ کا داغ لگایا کہ اُن کا خاتمہ ہی کر دیا اور مارمیت کا تیر جو اُنہوں نے میری طرف بقول اپنے الہام کے چلایا تھا آخر وہ اُنہیں کو لگ گیا ؎

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر | کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اُسی پر اُسکی لعنت کی پڑی مار | کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار
تکبّر سے نہیں ملتا وہ دلدار | ملے جو خاک سے اُسکو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے | کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
پسند آتی ہے اُس کو خاک ساری | تذلل ہی رہ درگاہِ باری
عجب ناداں ہے وُہ مغرور و گمراہ | کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بیراہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے | مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۵۲ میں بابو الٰہی بخش صاحب میری نسبت یہ الہام شایع کرتے ہیں فیمت وھو کافر۔ رُدّت الیہ لعانہ۔ وأزلفت الجنۃ للمتقین۔ یہ ہفتم رمضان ۱۳۱۶ھ کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مریگا۔ اور اس کا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مُباہلہ کرنا اُسی کیطرف اُس کا بداثر

ص۱۱۶ رد کیا جائیگا اور متقیوں کیلئے بہشت نزدیک ہے۔ اِس الہام کا ماحصل یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب متقی ہیں اور مَیں کافر ہوں اور جو میرا اُنکے ساتھ یا ہم لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی مباہلہ ہوا تھا وہ لعنت بموجب اُن کے الہام کے میرے پر پڑیگی اور وُہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لِعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو۔ لسان العرب میں لکھا ہے اللعان والملاعنۃ اللعن بین اثنین فصاعدًا۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا اُن سے زیادہ ایک دُوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پھر اسی کتاب لسان العرب میں لعن کے یہ معنی لکھے ہیں کہ۔ اللعن الابعاد والطرد من الخیر۔ یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے۔ پھر دُوسرے معنے لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الابعاد من اللہ و من الخلق۔ یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ جناب الٰہی سے مَردُود ہو جائے اور قبولیّت سے محروم رہے۔ اور مخلوق کی نظر سے بھی گر جائے اور عزّت اور وجاہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ تمام نامُرادیوں اور مَردُود اور مخذول ہونے کے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے محروم اور مخذول اور مردُود رہنا اس کے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد ہو جائے اُس کا ثمرہ ہلاکت اور تباہی ہے اِسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اِس قدر موت اور ہلاکت اُن پر آتی کہ اُن کے درختوں کے پرندے بھی مَر جاتے۔

اب بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب جسمیں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وُہ ملاعنہ جو مجھ میں اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا جس کا ذکر کتاب عصائے موسٰی کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۷ میں بھی ہے۔ اور کتاب مذکور کے دُوسرے مقام میں بھی مذکور ہے اس کا بد اثر میرے پر ہی پڑیگا اور مَیں اُن کی زندگی میں ہلاک اور تباہ ہو جاؤں گا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اِسکے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

بابو صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ سے ص۱۱۷
نامراد رہ کر اس دُنیا سے گذر گئے۔ اور دُوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے برومند کیا چنانچہ
ہزارہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے
توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھے وُہ عزت دی ہے کہ تمام دُنیا میں یعنے یُورپ اور ایشیا اور امریکہ میں
اقبال مندی کے ساتھ مجھے مشہور کر دیا۔ چنانچہ وُہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں میں
بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اُس کو خُدا نے میرے مباہلہ اور میری دُعا سے
ہلاک کیا اور ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دُنیا کے تمام نامی اخباروں میں
شہرت پاکر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زد عوام و خواص ہو گیا اور مَیں دیکھتا ہوں کہ
جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں اُن میں متقی ہو گئے اور ایک نمایاں تبدیلی اُنکے
اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دُنیا کی حیثیت سے وُہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ خدا کے بندوں نے
آجتک کئی لاکھ روپیہ اور انواع و اقسام کے تحائف انکسار اور تواضع کے ساتھ مجھ کو دیئے[۱]
اور دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی انواع اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے اور علاوہ اسکے
ہزارہا نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی مہینہ کم گذرتا ہو گا جو کوئی
نشان ظاہر نہ ہو۔ اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے لئے اُن کا مقابلہ کیا
جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلت اُسکو نصیب ہوئی۔ اور
جس نے میرے ساتھ مباہلہ کیا آخر کار وُہ خود ہلاک ہُوا یا ذلیل کیا گیا۔ چنانچہ یہ تائیدات الٰہیہ
اسی کتاب **حقیقۃ الوحی** میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھ کو اہل انصاف بتلاویں
کہ بابو الٰہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور اُن کے باہم لعنت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہر ایک

[۱] جیسا کہ چھبیس برس سے یہ پیشگوئی ہے کہ یاتیک من کلِّ فجٍّ عمیق ۔ یاتون من کلِّ فجٍّ عمیق ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس ۔ پس عجیب فضل الٰہی ہے کہ ایک طرف تو وُہ پُرانے زمانہ کی پیشگوئی پُوری ہُوئی اور دُوسری طرف لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہوئی اور کئی لاکھ انسان مُرید ہو گئے ۔ منہ

تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہوگی اور وہ اپنی تمام مُرادوں میں کامیاب ہوجائیں گے۔
کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اِس مباہلہ کا نتیجہ ان کے حق میں ہُوا یا میرے حق میں۔ اور ملاعنہ
کا بداثر میری طرف رد کیا گیا یا اُن کی طرف۔ **برائے خدا ناظرین اِس مقام
میں کچھ غور کریں تا خدا اُنکو جزائے خیر دے** ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور ص ۱۱۸
اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کریگا جب تک
میری سچائی دُنیا پر ظاہر نہ کردے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سُنتے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور حد سے
مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ
رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان
نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک
ہوگئے۔ اے بندگانِ خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟

بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا لیکن وہ جانتے ہیں کہ مر تو گیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور وعید کی پیشگوئیاں جن میں کسی پر عذاب کے نازل ہونے کا وعدہ ہوتا ہے اُن کا میعاد کے اندر پُورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص منذر بہ توبہ کرے یا رجوع کرے تو اُن کا پُورا ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا اور ایسی پیشگوئیاں یعنے عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹل بھی سکتی ہیں اور ٹلتی رہی ہیں اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتابیں ہیں۔ اور یاد رہے کہ وعید کی پیشگوئی سے مُراد عذاب کی پیشگوئی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کی شامتِ اعمال سے خدا تعالیٰ اُسپر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو عادۃ اللہ اسی طرح پر ہے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر ردّ کر دیتا ہے اور جب کوئی بلا میں گرفتار ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اسپر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ یونسؑ نبی کی قوم کی بلا ٹال دی گئی۔ تمام دُنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے بلا ٹل سکتی ہے اور وعید یعنے عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اسکے کیا ہے کہ وہ بھی ایک بلا ہوتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے اسکی اطلاع دیجاتی ہے۔

پھر اگر یہ بات سچ ہے کہ بلا توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات سے ٹل سکتی ہے تو پھر ایسی پیشگوئی کیوں نہیں ٹل سکتی جس کی خبر مامور من اللہ کے ذریعہ سے دی گئی ہو۔ اور علاوہ اسکے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں مگر تاہم آتھم اور احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت شرطی پیشگوئیاں تھیں یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اِس شرط سے بلا وارد ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پر قائم رہیں اور رجوع نہ کریں۔ سو آتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کھانے اور نہ نالش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ اُس نے سرکشی کی خصلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اُسنے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے رُو برو عین مباحثہ کے وقت میں زبان نکالکر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کر دیا جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور اُسوقت حاضرین نہ صرف مسلمان تھے بلکہ نصف کے قریب عیسائی تھے اور معتبر شہادتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ[۱۵] مہینہ تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اُس کا ثابت نہ ہوا؟ ‎119

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخیں رکھتی تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اُسکے داماد کے متعلق تھی۔ سو احمد بیگ اور اُسکے مرنے کا صدمہ اُسکے اقارب کا غرور اور تکبّر توڑ گیا اور وہ میعاد کے اندر مر گیا۔ بیگانوں اور ناواقفوں کو کیا خبر ہے کہ اُسکی موت کی وجہ سے اُسکے دوسرے عزیزوں پر کیا مصیبت آئی۔ اور اس مصیبت نے انکو کیا سبق دیا اور کس غم نے اُنکو گھیر لیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرزا محمود بیگ جن کے گھر میں یہ رشتہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا۔ اب اگر ان تمام باتوں کو سُن کر بھی کوئی بکواس سے باز نہ آئے تو اُس کا علاج ہم کیا کریں ایسے سیاہ دل کو جو حیا اور شرم سے دست بردار ہے ہم کس طرح قائل کر سکتے ہیں اور اس کے تعصب کی بیماری کا کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے ؎

کیا تضرّع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

اے عزیزو! اِس قدر کیوں ہوگئے تم بیحیا کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

یہ الہام بابو صاحب کا جس میں وُہ میری نسبت لکھتے ہیں کہ وہ شخص کافر مَرے گا اور ملاعنہ کا بد انجام اُسی کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ اس کے سر پر اُسی صفحہ ۱۵۲ میں یہ انکی عبارت ہے۔ اس بات مرزا صاحب کے انجام اور اُن کے زیر مشن غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہُوا ہے۔ ص۱۲۰

اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں اُن کا یہ الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔

پھر صفحہ ۱۷۳ عصائے مُوسٰی میں اُن کا ایک الہام مع اُن کی تمہیدی عبارت کے یہ ہے۔ اور عاجز کو الہاماً یہ دُعا بھی تعلیم ہوتی ہے اللّٰھم افتح بیننا و بین قومنا بِالحق وانت خیرالفاتحین اِسکے معنی وُہ یہ کرتے ہیں کہ مجھ میں اور اُن میں یعنی اس عاجز میں خدا تعالےٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہوگیا وُہ کسی پر مخفی نہیں۔ عجیب بات ہے کہ اُنکی تمام کتاب انہیں الہاموں سے بھری ہوئی ہے کہ اُنکی زندگی میں میرا استیصال ہو جائیگا اور تمام جماعت منتشر ہو جائے گی اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑیگا اور وُہ نہیں مَرینگے جبتک میرا زوال نہ دیکھ لیں۔ اور پھر اُنکے دوست کہتے ہیں کہ جب وہ طاعون میں مبتلا ہُوئے تو اُنکو یہ الہام ہُوا کہ الرحیل یعنے اب تو دُنیا سے کُوچ کریگا کون شخص ہے جو اِس مُہلک بیماری کے وقت اُس کا دِل الرحیل نہیں بولتا۔ طاعون کے معنے خود زبان عرب میں مَوت ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں ہم کچھ نہیں کہتے کہ پہلے تو بابو الٰہی بخش کا ان الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہوگی جیسا کہ طولِ حیات اور طول بقاء اُنکے الہام میں درج ہے اور پھر یہ کہ اُنکی لمبی عمر سے مومنوں کو بہت فائدے حاصل ہونگے اور پھر یہ الہام کہ وُہ نہیں مرینگے جبتک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لیں اور میری بکلّی تباہی مشاہدہ نہ کرلیں اور پھر یہ الہام کہ اُنکے دُنیا میں بھی بڑے بڑے عروج ہونگے اور ایک دُنیا اُنکی طرف رجوع کریگی اور وُہ بساتین اور باغوں کے مالک ہونگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہوگی۔ یہ تو پہلے الہام تھے جن سے اُنکی کتاب عصائے موسٰی بھری پڑی ہے پھر جب

وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ہر روز صدہا آدمیوں کی موت دیکھ کر اس مرض کا انجام سامنے آگیا۔ تب اُسوقت بابو صاحب کو الرحیل کا الہام ہوا جو عصائے موسیٰ کے تمام الہاموں پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر فرض کے طور پر اسکو الہام بھی سمجھا جاوے تو یہ رحمت کا الہام نہیں بلکہ غضب کا الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جانبری سے نومیدی ہوتی ہے تو اُسوقت ایسے الہام یا ایسی خوابیں آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن سب اس میں شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے یہ معنی ہونگے کہ اے الٰہی بخش تُو تو اپنی عمر لمبی قرار دیتا تھا اور اپنے فریق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الٰہی سمجھ کر یہ کہتا تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تُو اس دُنیا سے کُوچ کر۔ ۱۲۱

غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ ہوا ہو۔ جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہہ ہو کہ اب تیرا دُنیا سے کُوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تُو نے حق کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الٰہی بخش کی طرف الرحیل کا الہام منسوب کر کے اُس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وُہ تمام الہام اُس کے کہاں گئے جن پر بھروسہ کر کے وُہ مجھے کافر اور دجّال کہتا تھا اور اپنا نام مُوسےٰ رکھتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اُسکے اضغاث احلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی وساوس تھے اسلئے وُہ پورے نہ ہو سکے بلکہ اُسکی ذلت اور بے عزتی کا موجب ہوئے۔ ہاں ممکن ہے کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ انذار اور تنبیہہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام کا دعویٰ اگر فرعون بھی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر امتیاز موحد اور مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب کے ہر ایک کو ایسے الہام اُس کے آخری وقت میں ہو سکتے ہیں۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ

إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1] یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسٰی پر ایمان نہ لاوے۔ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کو یہ
۱۲۲ الہام اُس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کندن کی حالت میں ہوتے ہیں یا موت کا وقت بہت قریب ہوتا ہے۔ اور اب ظاہر ہے کہ وہ تبھی ایمان لاتے ہیں جب اُن کو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلاں رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں ٹھہر سکتے اور خدا تعالیٰ کی سُنّت اِسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہو جاتا ہے۔ اِس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ صالح اور نیکوکار ہونے کی شرط ہے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسٰی کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی طیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا۔ بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ان ربّی لغفور رحیم۔ پھر الہام ہوا۔ انّ الذین ظلموا ان ھم ملغرقون جس کے ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے امید واثق ہے[*]۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے۔ سأریھم اٰیاتی فلا تستعجلون۔

اِس الہام کے یہ معنی ہیں کہ وہی ملّاح ہیں جو پار اُتاریں گے اور اُن کی کشتی میں بیٹھنے والے نجات پائیں گے۔ پھر میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اِس کشتی میں سوار نہیں ہوئے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہیں۔ اور وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اپنے نشان ان مخالفوں کو دکھلاؤں گا وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

[*] ایک طرف تو بابو الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں اپنے الہامات کو یقینی نہیں سمجھتا ممکن ہے کہ شیطانی ہوں پھر ایسے الہاموں پر امید واثق بھی ہے تعجب کہ اسی مایہ کے ساتھ حد سے بڑھ کر درندگی اختیار کی اور تعجب کہ دُوسروں کے غرق کرنے کیلئے تو الہام ہو مگر آپ ہی اس الہام کے مصداق ہو گئے اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب مَیں اپنے نشان دکھلاؤں گا مجھ سے جلدی مت کرو۔ سو ہم جانتے ہیں کہ یہ الہام بابو صاحب کی موت سے پورا ہو گیا گو اُنکی موت اُن کیلئے نشان نہیں مگر ہمارے لئے نشان ہے۔ منہ

[1] النساء : ۱۶۰

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ تمام الہام اُنکے طاعونی موت نے باطل کر دیئے ہیں۔ کیا ملّاح ایسے لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ ہی غرق ہو جائیں جس حالت میں دُوسروں کو غرق کرنے کا وعدہ تھا جو اُن کے مخالف ہیں یعنی یہی عاجز۔ تو پھر یہ کیسے ملّاح اور کیسی اُن کی کشتی تھی اور یہ کس قسم کا الہام تھا جو اُلٹا اُنہیں پر وارد ہو گیا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں لکھتے ہیں جس خدمت پر مرزا صاحب فخر و ناز فرماتے ہیں اُسکی کیفیت تو الہام قل ھل اُنبئکم بالاخسرین اعمالاً میں گذر چکی ہے۔
یعنی اُن کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے میں پڑے ہُوئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ میں میری نسبت ۱۲۳
فرماتے ہیں کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرماویں امید واثق اور یقین کامل ہے کہ سُنّت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہمچو من دیگرے نیست کہنے والے کو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہوگی۔

اب ناظرین اِس کا جواب دیں کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تھا مگر کیا خدا نے اُن کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالت میں موت دی یا بابو الٰہی بخش صاحب کو۔ مَیں اِس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اب وُہ دُنیا سے گذر چکے ہیں*۔

پھر صفحہ ۲۰۲ میں منشی الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ بلعم نے اوّل بد دُعا کرنے سے انکار کیا۔ پھر اُسکی قوم نے ہدیہ دیکر اُس کو فتنہ میں ڈالا۔ غرض اس کی ہلاکت کے یہی اسباب تھے۔ پھر جس شخص کے حالات بلعم کے حالات سے مشابہ ہیں جو حقوق تلف کرتا اور جھُوٹے دعوے کرتا ہے اس شخص کیلئے یہ قصّہ قابلِ عبرت ہے۔ یہ خلاصہ ہے اُنکی تقریر کا مگر افسوس کہ بابو صاحب کو اِس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہے اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بَری ہے (جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہیں کی اور نہ کوئی جھُوٹا دعویٰ کیا) بغیر کسی ثبوت کامل کے مُفتری قرار دیتا ہے اور دجّال ٹھیراتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش

---

* بعض نادان میرا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ اگر الٰہی بخش نامُراد مر گیا تو آپکی مُرادیں کب پُوری ہوگئی ہیں۔ لیکن سوچنے کہ مَیں تو اب تک زندہ ہوں اور میری مُرادیں دن بدن پُوری ہو رہی ہیں لیکن بابو صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور اُنکا عصائے موسیٰ ٹوٹ کر انہیں پر پڑا۔ منہ

کی طرح اُسکی تائید میں برس رہے ہیں اُنکی بھی پروا نہیں رکھتا۔ کیا ایسے شخص کیلئے بھی کوئی سزا ہے یا نہیں۔ مگر اب ان باتوں کو طول دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب بابو صاحب اپنے مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور بدزبانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔

پھر بابو صاحب کا ایک اور الہام ہے جو انکی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ ان یقولون الّا کذبا اتبع ھواہ وکان امرہٗ فرطاً۔ یعنے جو دعویٰ یہ شخص کرتا ہے اُس کا جھوٹا دعویٰ ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتا ہے اور وہ حد سے بڑھ گیا ہے یعنی اب اُس کی ہلاکت کے دن آگئے ہیں۔ اِس الہام کا جواب بھی پڑھنے والے خود بخود ہی سمجھ لیں۔

مگر اب بابو صاحب کے حمایتی فرماویں کہ خدا تعالیٰ کا وہ معاملہ جو وہ اپنی قدیم سُنّت کے موافق جھوٹوں سے کیا کرتا ہے وہ میرے ساتھ اُس نے کیا یا بابو صاحب کے ساتھ؟ بموجب تعلیم قرآن شریف کے جو منجانب اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ نامراد رہ کر ہلاک ہوتا ہے سو کیا یہ سچ نہیں کہ یہی انجام بابو صاحب کا ہوا؟ ۱۲۲

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتے ہیں سینالھم غضب علیٰ غضب جعلتہ کالرمیم۔ کالعھن المنفوش یعنی اُس شخص پر غضب پر غضب نازل ہوگا اور مَیں بوسیدہ ہڈی کی طرح اُسکو کردونگا اور اُس روئی کی طرح جو دھنی جاتی ہے۔ اِس الہام کو بھی ناظرین آپ ہی سوچ لیں کہ یہ کس پر صادق آیا۔

پھر صفحہ ۳۴۷ میں میری نسبت یہ الہام ہے ثم اماتہ فاقبرہ یعنی خدا اُس کو ماریگا پھر قبر میں ڈالے گا۔

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۴۲۱ میں بابو صاحب کا یہ الہام میری نسبت ہے یمیز الخبیث من الطیب جعلناہ ھباءً منثورا۔ سلام علیکم کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ جس کا ظہور انشاء اللہ وقت مقدر پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے جُدا کرکے دکھلاوے گا یعنے کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھلائیگا کہ ثابت ہو جائیگا کہ صادق کون ہے

اور کاذب کون ہے اور اس شخص کو ہم (یعنی مجھ کو) پراگندہ غبار کی طرح کر دینگے یعنی ہلاک کر دینگے مگر اے الٰہی بخش تم پر سلامتی ہے تمہارے لئے خدا نے رحمت لکھی ہے تم ہلاکت سے بچو گے ✠ اب سوچنے والے سوچ لیں کہ آخر انجام کیا ہوا؟ کیا وہ تباہی جو میری نسبت بابو صاحب کا الہام بتاتا ہے وہ اُنہیں پر آئی ہے یا نہیں؟

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنے اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کونسی آگ اُن پر ٹھنڈی ہو گئی صرف طاعون کی آگ اُن پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور اُن کا کام ایک دن میں تمام کر گئی۔ صفحہ ۱۲۵ صد ہا آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب جانبر نہ ہو سکے اور بے وقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دُنیا سے کوچ کرا دیا۔ اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف اُن کے دوستوں کے لئے محض للہ لکھنا پڑا ہے کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا فتنّا بعضھم من بعض یعنی ہم نے الٰہی بخش کی موت سے اُن کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہا ہے کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی سختی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور کوئی دقیقہ اُنہوں نے تحقیر اور توہین کا اُٹھا نہیں رکھا تھا اور لوگوں کو اُنہوں نے اپنی کتاب سے گمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منتظر تھے اور اپنے دوستوں کو صد ہا الہامات اِس قسم کے سُنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے میری موت اپنی کتاب میں شائع کی تھی۔ پھر یہ کیا ہوا کہ وہ خود طاعون سے نامُرادی کے ساتھ مر گئے

✠ یہ خوب بچنا ہے کہ مَرے بھی تو طاعون سے مَرے۔ بابو صاحب کے دوستو! سچ کہو کہ کیا تمہاری یہی مُراد نہ تھی کہ بابو صاحب میری زندگی میں ہی جس کی موت اور تباہی کے منتظر تھے طاعون سے مَر جائیں۔ اُن کے صد ہا الہاموں سے جو میرے ہلاک ہونے کے بارے میں تھے میرا کیا نقصان ہوا۔ یہ کیا بات ہو گئی کہ اُن کے الہاموں کی بجلی اُنہیں پر گر گئی۔ کیا کوئی ہے کہ اس کا جواب دے؟ منہ

اور ہر ایک پہلو سے خدا نے میری مدد کی۔ اور قرآن شریف میں کھلے طور پر لکھا ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ[1] یعنے خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اُسکی طرف سے آتے ہیں وُہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے مقابل پر غالب نہ آسکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس مُلک میں اُٹھا تھا اور اُس طوفان سے زیادہ تھا جو موسیٰ اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بہت ہی بڑا تھا۔ اِس طوفان میں بابو صاحب باوجود موسیٰ کہلانے کے غرق ہو گئے اور جسکو فرعون کہتے تھے اُسکو خدا نے اپنے فضل وکرم سے نجات دی۔ مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اُسوقت اُنکے مُنہ سے یہ الفاظ ضرور نکلے ہونگے کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل[2]۔ پھر مَیں پُوچھتا ہوں کہ خدا نے سُورہ فاتحہ میں جو اُمّ الکتٰب ہے انسانوں کے تین طبقے رکھے ہیں (۱) منعم علیہم (۲) مغضوب علیہم (۳) ضالین۔ پس اب سوچ کر فرماویں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کو خدا تعالےٰ نے کس طبقہ میں داخل کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک وہ منعم علیہم میں داخل ہیں تو یہ ثبوت آپکے ذمہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ ۱۲۶
اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون بھی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی ثابت کرو کہ اُنپر انعام کیا ہوا اور انعام وہ چاہیئے جو دُنیا کے سامنے ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفارہ کی طرح نہ ہو یعنی صرف اپنا خیال نہ ہو۔ اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور توریت سے ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اوّل طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں اُنکو کبھی طاعون نہیں ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق۔ اور کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ یہ رجز اللہ جو کفار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنیوالوں کو سزا دینے کیلئے نازل ہوتی ہے اُس میں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کئے جاتے۔ پس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیارا ٹھیراتا ہے کہ عصائے موسیٰ میں یہ الہام لکھا ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گرفتار ہو گیا۔ یہود کی نسبت

[1] المجادلۃ: ۲۲ [2] یونس: ۹۱

آیا ہے لم یعذ بکم بذ نو بکم[1]۔ ہاں مومن مذنب جو اوّل طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اس کو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے۔ مگر خدا سے جو موسیٰ بن کر آیا ہے اُس کو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اِس آیت کے نیچے ہیں کہ اولٰئك عنها مبعدون[2]۔

اور اگر آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو فرقہ ضالین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب اُن کیلئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمداً اُنہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بدزبانی اور شوخی اور اشتعال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات بھی سُن سکیں جس شخص نے میرا ذکر اُن کے سامنے پیش کیا اوّل تو مجھے اُنہوں نے دس بیس گالیاں سُنا دیں اور پھر عمداً سچی بات سے انکار کر دیا مگر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہے پس درحقیقت اُنکے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معاملہ کیا ہے وہ دانشمندوں کیلئے ایک عبرت کے لائق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ انہوں نے مجھے بہت ہی دُکھ دیا تھا ؎

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ٭ ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد

حاشیہ ۱۲۷ بھلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مدّ نظر رکھ کر یہ تو بتلاویں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی مُراد تھی۔ اور سچ مچ آپ کی یہی تمنا تھی کہ الٰہی بخش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سے مر جائے اور وہ اُس کا مخالف جس کے لئے اُس نے ہزاروں انسانوں میں شہرت دیدی تھی کہ طاعون سے مرے گا خدا اُسکو اِس مرض سے بچاوے اور اُسکو نمایاں ترقیات بخشے اور صدہا نشان اُس کیلئے دکھلاوے یہانتک کہ الٰہی بخش کی موت کو بھی اُسکے نشانوں میں سے ایک نشان کر دے۔ کیا وہ الہام جو بابو الٰہی بخش صاحب کو ہوا تھا کہ یمیز الخبیث من الطیب یعنی خدا پاک اور ناپاک میں امتیاز کر کے دکھلاوے گا۔ کیا اسکے یہی معنے تھے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہو کر اپنے پس ماندوں کو داغ حسرت دے جاویگا وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی عبد الحق صاحب اور اُنکے دوستوں پر تھا جبکہ اُنکے گھر میں بابو صاحب جو اُن کے

[1] المائدة : ۱۹ [2] الانبیاء : ۱۰۲

مرشد تھے برخلاف انکے تمام دعووں کے فوت ہوکر ایک سخت مصیبت میں اُنکو چھوڑ گئے اور طاعونی مادہ سے گھر کو بھی آلودہ کر گئے۔ اب بھی خدا تعالیٰ اُن کے رفیقوں کو کچھ سمجھ دے تا وہ حق کو شناخت کر لیں۔

پھر صفحہ ۲۹۴ میں ایک اور الہام اُن کا ہے اور وہ یہ ہے قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ قل لست مرسلاً۔ ذرھم یخوضوا و یلعبوا حتٰی یلاقوا یومھم الذی کانوا یوعدون۔ یعنی حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور اپنے مخالف کو یعنی اِس عاجز کو کہدے کہ تو خدا کی طرف سے نہیں اور انکو چھوڑ دے تا وہ چند روز لہو ولعب میں رہیں جبتک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے سبحان اللہ یہ کیسے الہام ہیں یہ کیسا حق تھا کہ جھوٹ کے سامنے سے بھاگ گیا اور الہام کو جھوٹا کر گیا اور یہ کیسا وعدہ طاعون کا تھا جو غلطی کھا کر خود ملہم پر ہی وارد ہوگیا۔ کوئی منصف بتلاوے کہ یہ الہامات اگر شیطانی نہیں تھے تو اور کیا تھا۔ اگر خدا اپنے پیاروں کو ہمیشہ طاعون سے بچاتا رہا ہے تو بیچارہ الٰہی بخش جس کو یہ الہام ہوا تھا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تھا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اسکو اس سنت اللہ سے کیوں محروم رکھا گیا۔ جو شخص خدا کے بعد سب سے بزرگتر ہے اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اُسکی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بنجاتا ہے اسپر کیوں یہ رجز آسمانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ بابو الٰہی بخش کا ایسی نامرادی کے ساتھ دُنیا سے کوچ کرنا اور پھر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے منشاء کے برخلاف کوچ کرنا ایک فیصلہ کُن امر ہے! اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کسی سے عاجز نہیں ہو سکتا وہ اور نشان دکھائیگا مگر افسوس اُن لوگوں پر جو خدا کے صدہا نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں اُن سے تو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے اور صرف دو تین ایسی پیشگوئیاں جو نفس امر کے متعلق پوری ہوگئی ۱۲۸

ہیں یا نصف حصہ اُنکا پورا ہو چکا ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سُنّت اللہ کے موافق اُن پر کوئی اعتراض نہیں۔ بار بار انہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ دس ہزار نشان سے مُنہ پھیرنا اور اگر کسی نشان کی حقیقت سمجھ نہ آوے تو اسپر زور دینا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں*۔

یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ بابو الٰہی بخش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامُرادی کی خبریں دیں۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع ہو جاتا اور میں بابو الٰہی بخش کی زندگی میں مرجاتا تو نہ معلوم کہ بابو صاحب کے دوست کن کن لعنتوں کے ساتھ مجھ کو یاد کرتے اور کس معراج عزّت اور اوج پر اُنکو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص بھی اُن میں سے نہیں بولتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور اُنکو خوب معلوم ہے کہ بابو صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں۔ اگر وہ نرمی اختیار کرتے۔ تو شاید کوئی دن اور بچ جاتے مگر اُن کے حدیث النفس کے الہام اُن کے لئے زہر قاتل ہو گئے۔ ص ۱۲۹

اُن کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص درحقیقت اپنی تمام ہوا و ہوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سے پاک ہو جاتا ہے اور اُس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے۔ وُہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ فانیوں کیلئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت وہ فانی ہو چکا ہے۔ یا ابھی جذباتِ نفسانیہ سے پُر ہے۔

* بعض شریر کذاب کہتے ہیں کہ اگر مرزا سے نشان ظاہر ہوتے ہیں تو مسیلمہ کذاب سے بھی نشان ظاہر ہوئے ہیں ان کے جواب میں صرف یہ کہنا کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منہ

ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجاست ؎ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں خاکسار کو عجز بشریت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ناراضی سے کچھ نقصان ہو۔ اس پر الہام ذیل میں حفاظت و سلامتی کی تسلّی فرمائی گئی واللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔☩ فسلام لک یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی رہیگی کوئی قہر الٰہی تجھ پر نازل نہیں ہوگا یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے اُن کو تسلّی دی کہ فریق مخالف یعنے اس عاجز مظلوم کی بد دعا سے اُن کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامت رہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام نے اُن کو بد زبانی اور گالیاں دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اسکے بعد اُن کی بد زبانی ایسی بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پُل ٹوٹ کر ارد گرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ صدہا نشان اُن کی زندگی میں پُورے ہوئے مگر کسی نشان سے اُنہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے کے بعد یا کسی سے اُس کا حال سُننے کے بعد یہی بار بار اُن کا جواب تھا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا۔ احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اور اُنکی رہنمائی کیلئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی آتھم تو بہر حال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا یا میعاد کے باہر مرا آخر مر تو گیا۔ اور پیشگوئی شرطی تھی یعنے مرنا اس کا اس شرط سے تھا کہ جب حق کی طرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتھم نے جلسہ مباحثہ میں ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا جب اُسکو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی اسلئے کیگئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا ہے تب اُس نے ساٹھ یا ستّر آدمیوں کے رُوبرو جن میں نصف

☩ افسوس انکا کوئی دوست بھی اس بات کو نہیں سوچتا کہ جبکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ انکی حفاظت کریگا۔ اور میرا ناراض ہونا اُن کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ طاعون نے بابو صاحب کو آپکڑا۔ کہاں گئی وہ حفاظت جس کا وعدہ تھا۔ منہ

کے قریب عیسائی تھے۔ نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبان مُنہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بیان کیا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجّال نہیں کہا اور پھر معتبر ذرائع سے معلوم ہُوا ہے کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا اور خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اِس پیشگوئی کے ذریعہ سے اُسکو سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہو گیا ہے اور اُسکے دل میں عظمت اسلام بیٹھ گئی اور اُس نے شوخی اور بد زبانی قطعاً چھوڑ دی اور باوجود ان سب باتوں کے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کے ثبوت کیلئے اُس نے قسم نہیں کھائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اُسکو ملتا تھا اور عیسائی مذہب میں قسم کھانا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض لکھا ہے اور اِس امر کو چھپانا محض بے ایمانی اور شرارت ہے حضرت عیسٰی نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی۔ پطرس نے قسم کھائی۔ پس یہ تمام دلائل آتھم کے رجوع پر ہیں اور ایک منصف کیلئے کافی ہیں اور اگر اُسکے رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے اُسکے رجوع کی مجھے خبر دی۔ اور باایں ہمہ وُہ میرے آخری اشتہار سے چھ ماہ گذرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو پھر کسی خدا ترس آدمی کا کام نہیں ہے کہ حیا اور شرم کو ترک کرکے پھر بھی اعتراض سے باز نہ آوے حالانکہ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں وہ ٹل سکتی ہیں کیونکہ وہ مجرم کیلئے ایک عذاب دینے کا وعدہ ہے اور خدا حقیقی بادشاہ ہے وہ کسی کی توبہ استغفار سے اپنے عذاب کو معاف کر سکتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کو معاف کر دیا اسی پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم[۱] یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اسپر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وُہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائینگے۔ ۱۲۶

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اِس جگہ استعمال کیا نہ کل کا جسکے یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں بعض تو ضرور پوری ہو جائینگی۔ گو بعض معرض التواء میں رہ جائینگی پس

[۱] المومن : ۲۹

نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہاں اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مفتری کسی طرح عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کیلئے قطعی حکم ہے کہ ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ[۱] پس اگر مفتری کیلئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیسی بے حیائی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دعا وغیرہ سے بلا ردّ ہوتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دی جائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر وارد ہوگی وہ بلا صدقہ خیرات یا توبہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ توبہ استغفار سے بلا ٹل سکتی ہے اور یہ بھی کہ نہیں ٹل سکتی۔ اور پھر جبکہ مجھے خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ آتھم نے ضرور رجوع کیا تھا اور آتھم کے قول اور فعل سے اسکے آثار بھی ظاہر ہو گئے۔ تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی ان لوگوں کی تقویٰ ہے کم سے کم کفّ لسان پر کیوں کفایت نہ کی۔*

* جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں منجملہ انکے ڈاکٹر عبد الحکیم خان بھی ہے جو بہت خوش ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی طاعون سے فوت ہو گیا ہے۔ ہم ایسے متعصبوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔ یہ امر تو قرآن کی نص صریح سے ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں محض کافروں پر عذاب نازل کرنے کیلئے تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ اگر چاہوں تو ان کافروں پر آسمان سے عذاب نازل کروں یا زمین سے ان کیلئے عذاب پیدا کروں اور یا بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھاؤں۔ مگر باایں ہمہ ان لڑائیوں میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہوتے رہے لیکن آخری نتیجہ یہ تھا کہ کافر گھٹتے گئے اور مسلمان بڑھتے گئے اور وہ لڑائیاں مسلمانوں کیلئے سراسر برکت کا موجب ہو گئیں اور کافروں کی بیخکنی کر گئیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوے اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے، تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار ۱۲۱

۱؎ المومن : ۲۹

بھلا میں پُوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آگیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کر دیتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھیرتے یا نہ ٹھیرتے؟
ص۱۳۲ پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آتھم کیلئے یہ شرط مقرر کر دی تھی اور اس نے مجھے اپنی وحی کے رُو سے بتلا دیا تھا کہ آتھم اپنی شرارت اور شوخی پر قائم نہیں رہا۔ پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اِس بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور حسن ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھے یہ اطلاع نہیں دی بلکہ جیسا کہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں خود آتھم نے بھی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پرہیزگار انسان کے یہی لائق تھا کہ اِس میں دم نہ مارتا اور خدا سے ڈرتا۔

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی۔ دُوسری شاخ اُسکے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیشگوئی شرطی تھی۔ سو احمد بیگ بوجہ نہ پُورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مرگیا اور اُسکے داماد نے اور ایسا ہی اُسکے عزیزوں نے شرط پُورا کرنے سے اس کا فائدہ اُٹھالیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے اِن کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا۔ کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شریک تھے۔ اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہوگئی تو

بقیہ حاشیہ دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کیلئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائیگا۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے۔ اور اگر اسکے برخلاف ثابت ہو تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار ہوں۔ کون ہے کہ اس مقابلہ
ص۱۳۳ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہوگئے ہیں

انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اِس پیشگوئی کا دُوسرا نشانہ تھا اُس کو اور اُسکے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ اگر ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے مل کر کھایا تھا ایک اُن میں سے مر جائے تو ضرور دُوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے۔ سو اِسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقیماندہ شخص اور اُسکے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مُردہ کی طرح ہو گئے۔ انجام یہ ہُوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اِس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اِس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی
۱۳۲ طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبکِ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پُورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللّٰہ مایشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وُہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اسکو سوچنا چاہیئے کیا یونسؑ کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہُوا حالانکہ

بقیہ حاشیہ ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور انکی دشمن ہے۔ جس قدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وُہ دوسری صورت میں پچاس۵۰ سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وُہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اسکے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائینگے مگر ہماری کثرت اسکے ذریعہ سے ہوگی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا اور اس سے ابتک بے خبر ہے کہ ابتک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کر دیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہمارے عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے اور حقیقت میں ہماری جماعت کا طاعون سے کوئی فوت نہیں ہُوا کیونکہ ایک کے عوض ہم نے سَو یا زیادہ اس سے پالیا۔ منہ

اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا۔ کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسے اعتراض سب نبیوں پر پڑتے ہیں۔ نمازیں بھی پہلے پچاس۵۰ نمازیں مقرر ہو کر پھر پانچ رہ گئیں اور توریت پڑھ کر دیکھو صدہا مرتبہ خدا کے قرار دادہ عذاب حضرت موسیٰ کی شفاعت سے منسوخ کئے گئے ایسا ہی یونسؑ کی قوم پر آسمان پر جو ہلاکت کا حکم لکھا گیا تھا وہ حکم انکی توبہ سے منسوخ کر دیا گیا اور تمام قوم کو عذاب سے بچا لیا گیا۔ اور بجائے اسکے حضرت یونسؑ خود سخت مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ اُن کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ پیشگوئی قطعی تھی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کرنے کا مصمّم تھا۔ افسوس کہ یہ لوگ یونسؑ کے قصہ سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ اُس نے نبی ہو کر محض اِس خیال سے سخت مصیبتیں اُٹھائیں کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قائم ہو چکا تھا کیونکر فسخ ہو گیا ہے۔ اور خدا نے توبہ پر ایک لاکھ آدمی کی جان کو بچا لیا اور یونسؑ کے منشاء کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے ردّ نہ کر سکے۔ اور تضرّع کرنیوالوں کیلئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہیگا یہانتک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ۱۵ دن کی عمر رہ گئی تھی خدا نے اُسکی تضرّع اور
ص ۱۳۴ گریہ و زاری سے۔ بجائے پندرہ۱۵ دن کے پندرہ۱۵ سال کر دیئے یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دُعا سے ٹل جاتی ہے۔ پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اُس کو نہیں مانتے۔ ہم اُس خدا کو مانتے ہیں جسکی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1]۔ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی ٹلنے کے بارہ میں تمام نبی متفق ہیں۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جس کی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[2]۔ انکی نسبت

[1] البقرۃ: ۱۰۷ [2] اٰل عمران: ۱۰

بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلّف نہیں کرتا جو اُسکے علم کے موافق ہے۔ لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا ایسا تخلّف وعدہ جائز ہے کیونکہ در اصل وہ خدا کا وعدہ نہیں بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اُسکو وعدہ قرار دیا ہے اسی کے متعلق سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی یعنی کبھی خداتعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اُسکو پُورا نہیں کرتا۔ اِس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں٭ اور خداتعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دُعا کرتے رہے اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔✢ کیونکہ آپ اِس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں جو پُورے نہ ہو سکیں۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وُہ جانتے ہیں کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تھا کیونکہ بعد اسکے وُہ مر گئی اور اس کے بعد ایک لڑکا بھی مر گیا۔ پھر بعد اسکے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اُس کے

٭ یہ عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اسکی پیشگوئیوں میں کوئی حصہ متشابہات کا ہوتا ہے اور کوئی بیّنات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ایک جاہل آدمی صرف متشابہات پر نظر رکھ کر پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہو ملہم کے خیال کے مطابق ظہور میں نہ آوے تو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ جھوٹی نکلی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ملہم کے اپنے خیال میں غلطی ہوئی جیسا کہ حدیث میں ذھب وھلی اسپر شاہد حال ہے ہاں برگزیدوں کی پیشگوئیوں میں متشابہات کم ہوتے ہیں اور بیّنات زیادہ۔ مگر ہوتے ضرور ہیں تا خدا اس سے صالح اور فاسق کا امتحان کرے اور خدا کے برگزیدہ کثرت بیّنات سے پہچانے جاتے ہیں۔ منہ

✢ یعنے اے میرے خدا اگر تونے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کوئی تیری پرستش نہیں کرے گا۔ منہ

فضل وکرم سے ابتک زندہ ہیں۔پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہوسکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افتراء سے ایک اعتراض بنالیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔ ص۱۳۵
ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جسکے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دُنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دُوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کرسکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اِس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کرلیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اسکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔
خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کیلئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں مگر اِس سے انکی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہوجاتی

صفحہ ۱۳۶ ہے۔ خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذّاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی غلطی سے جو انکی کسی پیشگوئی میں ہو مشابہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں سے سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اِس قدر ہوتی ہیں جو انکی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اُن کے ہزار ہا نشان ایک پُر زور دریا کی طرح موجزن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اِس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو مَیں صرف یہی جواب نہیں دُونگا کہ مَیں معجزات دِکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اِس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اِس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اِس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پُوری کر دی ہے اور اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جس کی حقیقت مرنے کے بعد اُن پر کُھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کے لئے مَیں اِس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اوّل محض افتراء اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور بیباکی سے شہرت دی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پُوری نہیں ہُوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اسکی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اسکی نسبت وُہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب یموت علیٰ کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دیتے ہیں۔ پس اِس کا جواب

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین ۔
(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہو مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہوگئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔ ص۱۲۷
(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُسکو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا ۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کرسکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کیوجہ سے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اِس کثرت سے نشان دِکھلا رہا ہو کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دُوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روزِ روشن کو دیکھ کر پھر بھی اِس بات پر ضد کرتا ہو کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالےٰ نے اُن کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اِس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس مُلک میں ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی سو ۳۱ر مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اِس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اولے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اِس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اِسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

۱۲۸؎ کے بعض حصّوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے زور سے آیا مگر اُسکو بھی کالعدم قرار دیا۔ ایسا ہی خدا نے دُوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں مگر ان لوگوں نے اُن سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب ان لوگوں کا مقابلہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ایک مامور بندے کی تائید میں ہیں تو وہ بس نہیں کریگا جبتک اُنکے قبول کرنے کیلئے گردنیں نہ جھکا دے اور اگر خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ فتحیاب ہو جائیں گے۔

پھر صفحہ ۷۰ میں بابو الٰہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں لا تستوی بآیات اللّٰہ اور اُسی جگہ پر اپنی طرف سے اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدائے عزّ و جل نے خاکسار کے لئے مقدّر فرمائے ہیں اُنکی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب نہیں۔ اب ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو اب تک صدہا نشان ظہور میں آچکے ہیں مگر بابو صاحب کے فرضی نشانوں کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپکے نزدیک آپ کا طاعون سے فوت ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پھر صفحہ ۸۳ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ جو اَورکا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔ یعنی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو اپنے مُونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا تو اُسکو نہیں چھوڑیگا جبتک اس کو پُورا نہ کرلے۔ جو اَورکا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔

اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ میاں الٰہی بخش کے ہاتھ سے کونسا نُور پیدا ہوا اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ جو اَورکا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔ بڑی صفائی سے پُورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ مَیں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں۔ اور اسی بنا پر انہوں نے الہام بھی شائع کیا تھا۔ سو آخر وہ خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ بابو صاحب کے رفیقوں کو اس جگہ کچھ سوچنا چاہیئے۔ کیا یہی

الہام ہیں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔ ۱۳۹
پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۲۴ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم و کریم ایسا فضل و کرم کرے اُس کو اگر امام کی مخالفت مُضر ہے تو ایسے الہام کیوں ہوں۔ ہاں اُس قادر مطلق احکم الحاکمین غیاث المستغیثین ہادی المضلّین کا اس بے چارہ و بے گناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کرنے کا ارادہ ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اقول۔ واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش اپنے فضول الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک تو ہو گئے لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے ان کو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بیباکی اور شوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو۔ اور لوگوں کو راہ راست کی طرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے۔ اور ہزارہا نشان اس کی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُس کو قبول نہ کرے۔ اور کہے کہ مجھے خود الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے کی کوئی برہان واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سب و شتم سے بھی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہوگا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت اُن کے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کھڑا ہونا جسکے ملہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزارہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ ایمانداری اور تقویٰ کا کام تھا پس اسی چالاکی اور بیباکی کے باعث بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ اور جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

صفحہ ۱۴۰ کر سکتے ہیں جبتک کہ اسکے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو۔ ایک خدا کا قول ہے اور ایک خدا کا فعل ہے اور جبتک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام شیطانی کہلائیگا اور شہادت سے مُراد ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ورنہ یہ امر نشان میں داخل نہیں ہو سکتا کہ کسی کو اتفاقی طور پر کوئی سچی خواب آجادے یا شاذ و نادر کے طور پر کبھی کوئی سچا الہام ہو جاوے کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوقات کو بطور بیج کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مُراد وُہ کثیر التعداد نشان ہیں جو بارش کی طرح برس کر اور بے مثل کے درجہ تک پہنچکر خدا کے قول پر قطعی اور یقینی گواہی دیدیں کہ وُہ خدا کا قول ہے نہ انسان کا۔ کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر بھروسہ کر کے جو تمام دُنیا کو ہُوا کرتے ہیں یہ دعویٰ پیش کر دینا کہ مَیں خدا کی طرف سے مُلہم ہوں اِس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دیکر کیوں اُس نے نامرادی سے ہلاک کیا۔ بلکہ یہ الزام خود اسی نادان پر آتا ہے جس نے حدیث النفس کو الہام سمجھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہُوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علٰی نفسی یعنے مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہُوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیۂ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اگر بابو صاحب کے الہامات شیطانی الہام نہیں تو خدا کے زبردست افعال نے انکی کیوں گواہی نہ دی۔ افسوس وہ خود تو مر گئے مگر سخت ذلّت اور رُسوائی کا ٹیکا اپنے رفیقوں کے مُونہہ پر لگا گئے اور اسی طرح بابو صاحب سے پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ افسوس دُنیا کے لوگ سونے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کھوٹا نکلے مگر اپنے الہاموں کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیا قصور ہے۔ جو شخص بغیر شہادت فعل الٰہی کے صرف قول پر نازاں ہوگا یہی ذلّت اُسکو ضرور ایک دن دیکھنی

پڑ جائیگی اور نہ صرف نامُرادی کی ذلّت اور نہ صرف یہ کہ مباہلہ کرکے فریق مخالف کے مقابل پر موت کی صفحہ ۱۴۱
ذلّت بلکہ طاعون کی ذلّت بھی دیکھے گا جس کی نسبت حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ الطاعون وخز الجنّ
یعنے طاعون شیطان کی چوبکی ہے۔ پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بابو صاحب تنزّل شیاطین
کے اثر کے نیچے تھے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں میری اور اپنی باہمی خط و کتابت کو چھاپ دیا
ہے اُسکو پڑھ کر ہر ایک انسان معلوم کرسکتا ہے کہ مَیں نے بابو صاحب سے اِس بات پر اصرار کیا تھا
کہ جو میرے پر اُنہوں نے الہام کی بناء پر تہمتیں لگائی ہیں کہ یہ شخص کذّاب ہے اور مسرف ہے
یعنے جو کچھ دعوئے الہام کرتا ہے یہ سب اس کا افتراء ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے۔ منشی صاحب
میرے اِس افتراء کو جو اُنہیں اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے شائع کر دیں تا فیصلہ ہو جائے
کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ[1] یعنے اُس سے ظالم تر کون ہے کہ خدا پر افتراء کرے یا خدا کے کلام کی تکذیب
کرے۔ اِسکے جواب میں بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے کا وعدہ
دیا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں آخری جواب میرا چھپا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مَیں صرف
خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہونگا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذّاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ
جو میرا مسیح ہونا تصدیق کرتے ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کرے۔ پھر کتاب کے صفحہ ۹ میں
بابو صاحب لکھتے ہیں کہ اب مَیں عام لوگوں کے فائدہ کیلئے وہ تمام الہامات مع تفہیمات و تشریحات
شائع کر دُونگا۔ چنانچہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۹ سے اخیر تک وہ تمام الہامات اپنے
بابو صاحب نے شائع کر دیئے ہیں اور بعض الہامات کو مخفی بھی رکھا ہے جو میری سزا یابی کے متعلق
تھے۔ بہر حال جس قدر کتاب میں شائع ہوگئے ہیں بعض میں اُنہوں نے میرا نام کذّاب رکھا ہے
اور بعض میں مفتری اور بعض میں دجّال اور بعض میں ملعون اور بعض میں خائن اور بعض میں ظالم
اور بعض میں کافر۔ اسی طرح اُن کے الہاموں نے مجھے بہت سے نام عطا کئے ہیں مگر خدا نے

[1] الانعام : ۲۲

صفحہ۱۴۲ صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کر دیا یعنے کذّاب جس کے معنی یہ ہیں کہ مَیں نے گویا خدا تعالیٰ پر حد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے افتراء کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصائے موسیٰ کا صفحہ ۴ اور صفحہ ۷ پڑھیں گے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب نے میرے پر لگائی ہے اس کا فیصلہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر ماسوا اِسکے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اُسپر افتراء کرے وُہ سزا سے نہیں بچے گا۔ اور جو شخص خدا کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچے گا۔ پس اِس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۷؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو بابو الٰہی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اُسکی عدالت سے صادر ہوگیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ مگر بموجب حدیث من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ للحرب۔ بابو صاحب نے اِس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے اب اُن کے رفیق کہتے ہیں کہ وُہ شہید ہو گئے۔ مگر میری دُعا ہے کہ تمام مُفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں

آمین ثم آمین

باب دوم اُن الہامات کے بیان میں جو بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کئے

بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے مُوسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں مُوسیٰ ٹھیرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور دجّال اور مفتری ہے۔ تب مَیں نے انکی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جس میں ایک پیشگوئی اور دُعا ہے اور وُہ یہ ہے

افسوس کہ اُنہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ[1] کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ اُنہوں نے آیہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[2] کی کچھ بھی پروا کی۔ وُہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مَیں نے اُن کو تسلّی دیدی

[1] الھمزۃ: ۲ [2] بنی اسرائیل: ۳۷

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو ۱۴۳
مَیں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِسلئے مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے پہلے مَروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپکا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱؍ دسمبر ۱۹۰۵ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدارعجب۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اِس مُدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پُورا نہ ہولے۔

اِسی طرح میری کتاب اربعین نمبر۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے
یریدون ان یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات المتواترۃ۔
انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردًا۔
یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دِکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وُہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اِسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک رُوحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوُا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

۱۴۴ میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے
مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اُس کا ایک پاک لڑکے کا جسم طیار
کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ
وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اسلئے
استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد
کرتے رہتے ہیں۔ اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰهَ
کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا[2] یعنے خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ
اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بناء پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَبْ یا پِتا کے نام سے خدا کو
پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ
یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے
خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم اُنہیں
ملتا ہے۔ سو اولیاء کو جو صوفی اطفالِ حق کہتے ہیں۔ یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا
اطفال سے پاک اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ[3] ہے۔

اور یہ جو مذکورہ بالا الہامات میں فقرہ ہے فَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا
اِس فقرہ سے یہ مُراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی
ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دینگے۔ سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیوں کو
پوری کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دُوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہے جو ۱۵ر مارچ ۱۹۰۷ء
میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے۔
ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزّت دونگا

[1] البقرۃ: ۲۲۳ [2] البقرۃ: ۲۰۱ [3] الاخلاص: ۴

پر جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُسکو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دِکھلاؤں گا ۱۴۵
میرے نشان روشن ہوجائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ یعنی ہلاک
ہو جائے گا۔ ہُن اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔

خدانے اس جگہ میرا نام موسیٰ رکھا جیساکہ آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے براہین احمدیہ کے کئی مقامات میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں موسیٰ ایک ہی ہے دو نہیں ہیں۔ اور وہ جو دُوسرا موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وُہ کاذب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وُہ جو میری طرف سے موسیٰ ہے۔ وقت آگیا ہے کہ مَیں اُسکو ظاہر کروں اور لوگوں میں اُس کو عزّت دُوں۔ پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسیٰ بنا ہے مَیں اُس کو گھسیٹوں گا۔ یعنے ذلّت دکھلاؤں گا اور ذلّت کی موت دُوں گا۔ اور اُس کو دوزخ دِکھلاؤں گا۔ یعنے وُہ طاعون میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی کیونکہ اُس زمانہ میں میرے مقابل پر موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنیوالا منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ تھا جس کو خدا نے طاعون سے ہلاک کیا اور ان کی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزاروں انسانوں میں یہ الہام الٰہی شائع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات میں جہنّم سے مُراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشّان پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہوں گے۔ نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جہنّم سے مُراد میرے الہامات میں طاعون ہے جیساکہ ایک مُدّت گذری کہ ایک الہام مجھے ہوچکا ہے اور وہ مع تشریح بدر اور الحکم میں شائع ہوچکا ہے اور وُہ یہ ہے۔

یَأْتِیْ عَلٰی جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْهَا اَحَدٌ اسکی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک زمانہ طاعون پر ایسا آئے گا کہ اس ملک میں ایک بھی نہ ہوگا کہ اس میں داخل ہو۔ یعنی عام طور پر خدا لوگوں کو اِس بلا سے نجات دیدے گا۔ اور پھر ایک اور الہام ہے جس میں آگ سے مُراد طاعون

۱۴۶ صفحہ ہے اور وہ بھی مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ میں۔

بالآخر ایک منصف انسان کے لئے بابو الٰہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت توجہ کے لائق ہیں۔

اوّل یہ امر غور کرنے کے لائق ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے برخلاف اور میری تکذیب میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سُنانے لگے تو اُسوقت میری طرف سے اِس امر کے فیصلہ کے لئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵و۶ میں درج ہے جس کو پڑھ کر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ درخواست درحقیقت مباہلہ کے رنگ میں تھی۔ یا یُوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت جلّشانہ کے فیصلہ کے لئے ایک دُعا تھی جسکی وہ عبارت جو مطلب سے متعلّق ہے ذیل میں لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

”چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مُدّعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں اُن کے لئے مفید ہے راہِ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا اُنکو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے اسلئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب کے متعلق ہیں شائع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت اُن کو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے (یعنی ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئیگی) اور اِس طرح پر یہ خلقت جو واجب الرحم ہے مسرف کذّاب سے نجات پا جائے گی (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذّاب خیال کرتے ہیں کہ

گویا میں نے دعویٰ مسیح موعود کر کے خدا پر افتراء کیا ہے تو مَیں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ ﴿۱۴۷﴾
کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائیگا (یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت مَیں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے گواہی دیگا) اور مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کسی قسم کا بیجا حملہ آپکی وجاہت و شان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا (یعنے یہ چاہونگا کہ اگر مَیں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریّت اور بابو صاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے کیونکہ بریّت کی خواہش کرنا سُنّتِ انبیاء ہے جیساکہ حضرت یوسف نے خواہش کی۔" اور صادق کو بری کر دینا خدا کی قدیم سُنّت ہے✝

یہ وہ میرا خط ہے جو بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ اور ۶ و ۷ میں درج ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس خط میں بھی مَیں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پھر بعد اسکے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی دی اور دوسری طرف بابو الٰہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اُٹھالیا اور وہ صدہا حسرتوں کے ساتھ بمرض طاعون گذر گئے۔ کیا اُس کا دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون سے مر جائیں اور پھر میری زندگی میں مگر خدا نے ایسا کیا۔

دُوسرا امر منصفین کے لئے غور کے لائق یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا اُن کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شائع کر دیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا مَیں نامُراد اور ناکام رہ کر انجام کار بابو صاحب کی زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعنہ اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑکر مجھ کو ہلاک کر دیگا۔ برخلاف اسکے بابو صاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی

✝ آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے میری کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع ہو چکا ہو میری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہو کہ جیسے پہلے موسیٰ پر جھوٹے الزام لگائے گئے تھے اس موسیٰ پر بھی یعنی اس عاجز پر بھی جھوٹے الزام لگائے جاوینگے مگر خدا اس کو بری کرے گا۔ الہام کی عبارت یہ ہے۔ فبرّأہ اللہ ممّا قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔ کیا بابو صاحب کی وفات سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ منہ

اور خدا تعالیٰ اُن کو ایک لمبی عمر عطا کریگا اور وہ تمام تباہیاں میری بچشم خود دیکھیں گے اور املاک اور باغ اُن کو دیئے جائیں گے اور ایک دُنیا اُن کی طرف رجوع کریگی۔ یہ الہامات قریباً ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں بابو صاحب نے شائع کئے لیکن بعد اس کے جو بابو صاحب کی موت تک تخمیناً چھ برس کے الہامات تھے وہ کسی مصلحت سے مخفی رکھے گئے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اِس قدر ہیں چھ برس کے کس قدر ہوں گے۔ مگر اب ان الہامات کے شائع ہونے کی نسبت بالکل نومیدی ہے کیونکہ جیسا کہ میں ہمیشہ سُنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور موردِ عذاب ہونے کے متعلق تھے۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو اُنکے دوست ایسے الہامات کو کیوں شائع کرنے لگے۔ یقیناً وہ فی الفور بلا توقف آگ میں رکھ کر جلا دیئے ہونگے۔ اور اگر وہ نہیں جلائے گئے تو منشی عبد الحق صاحب جو اُن کے اوّل رفیق تھے قسم کھا کر بیان کریں کہ کیا کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف کے بعد سلسلہ الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہانتک کہ چھ برس تک ایک الہام بھی نہ ہوا۔ کاش اگر وہ باقیماندہ الہامات شایع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کُھل جاتی۔ جن لوگوں کو محض نفسانی خیال سے میرے ساتھ ضد آپڑی ہے وہ ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کرینگے جس سے سچائی ظاہر ہو جائے مگر خدا نہیں چھوڑے گا جبتک سچائی ظاہر نہ کرے۔ اگر میں کاذب اور مفتری ہوں تو میرا بھی ایسا ہی خاتمہ ہوگا۔ جیسا کہ بابو الٰہی بخش کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اگر خدائے عزّوجلّ میرے ساتھ ہے تو ایسی حالت میں مجھے ہلاک نہیں کریگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی۔ کیونکہ صادقوں کے ساتھ قدیم سے اُس کی یہی سُنّت ہے کہ وہ اُنکو ضائع نہیں کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ میں اپنی ناسمجھی سے اسپر اعتراض کریں اور اسکی نسبت کئی نکتہ چینیاں کریں مگر آخرکار صادق کا بَری ہونا خدا تعالےٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اِس اندھی دُنیا نے کس نبی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ رکھا ہے یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی کی ایک پیشگوئی بھی پُوری نہیں ہُوئی بادشاہی کا دعویٰ کیا مگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ بھی صحیح نہ نکلا۔ اس زمانہ میں ہی واپس آنا بتلایا تھا وُہ بات بھی غلط ثابت ہُوئی۔ یہ ہیں اعتراض یہودیوں اور ملحدوں کے

جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں پر کرتے ہیں اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ پس ضرور تھا کہ مجھ پر بھی کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مُہریں ہیں وُہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔✠ ص۱۴۹

بابو الٰہی بخش کے دوستوں کے لئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر گئے کہ مَیں انکی زندگی میں ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائیگا مگر برخلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں سے اُس نے مجھے تسلی دی کہ وہ مجھے غالب کریگا اور میری صداقت ظاہر کر دیگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں اپنے الہامات کے ذریعہ سے میری نسبت سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ شایع کر چکے کہ یہ شخص مردود درگاہ الٰہی ہے اور خدا کہتا ہے کہ مَیں اُس کو طاعون سے ہلاک کرونگا اور وُہ تباہ اور ذلیل اور ناکام ہو کر مرے گا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ برس تک برابر اُن کے الہامات کے مخالف میرے پر اپنے تسلّی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اس قدر بلکہ ساتھ ساتھ زبردست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی پیشگوئیاں درحقیقت دو حصّوں پر مشتمل ہیں۔ ایک تو وُہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں اور کچھ بعد اسکے میری دُوسری کتابوں میں درج ہو کر شایع ہوئیں۔ اور یہ پیشگوئیاں بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دُوسرا حصّہ پیشگوئیوں کا وُہ ہے

✠ خدا تعالیٰ نے ہزارہا زبردست نشان دکھلا کر دشمنوں کے مونہہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بیحیا مُنہ ہیں کہ اس قدر طمانچے کھا کر پھر سامنے آتے ہیں اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں تو اس سے بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے اور اگر ایک بات سمجھ نہ آوے تو شور مچا دیتے ہیں دراصل انکے دل ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جو انکے فہم کے مطابق ہو۔ منہ

جو کتاب عصائے موسٰی کے بعد بابو صاحب کی موت تک شایع ہوتی رہیں اور بابو صاحب تو عصائے موسٰی کو تصنیف کر کے پھر اپنے الہامات کے شایع کرنے سے چپ ہو گئے مگر ان چھ برسوں میں جو عصائے موسٰی کے بعد آجتک گذرے صدہا پیشگوئیاں خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملیں جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور اخبار بدر اور اخبار الحکم قادیان میں شایع ہوتی گئیں ایسا ہی میرے رسالوں میں جو وقتاً فوقتاً عصائے موسٰی کے بعد تالیف ہوئے۔ اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوئیں۔ غرض یہ چھ برس بھی جو عصائے موسٰی کی تصنیف سے بابو صاحب کی موت تک ہوتے ہیں خالی نہیں گئے اور بارش کی طرح الہام الٰہی برستا رہا۔ ان الہامات الٰہی کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اپنے انعامات سے مالا مال کرونگا اور بہت سے تیرے دشمن تیرے رُوبرو ہلاک کئے جاوینگے۔ اور اُن کے گھر ویران کر دیئے جائینگے۔ اور وہ حسرت اور نامرادی سے مرینگے۔ اور جو تیری اہانت کے درپے ہے۔ میں اُسکو ذلیل کرونگا۔ کیونکہ میں نے یہی لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میرے رسول غالب ہوجاتے ہیں۔ اور میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمہ سے بچاؤں گا۔✣ اور تُو دیکھے گا کہ میں مجرموں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وُہ قضا و قدر نازل کرونگا جس سے تُو راضی ہوجائیگا۔ اور آخر کار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ تیری سچائی ظاہر کرونگا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑونگا۔ میں تیرے ساتھ کھڑا ہوجاؤنگا اور اُسکو ملامت کرونگا جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو بُجھا دیں مگر خدا اپنے گروہ کو غالب کرے گا۔ تُو کچھ بھی خوف نہ کر میں تجھے غلبہ دُوں گا۔ ہم آسمان سے کئی بھید نازل کرینگے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو ہم وُہ باتیں دِکھلائیں گے جن سے وُہ ڈرتے تھے۔ پس تُو غم نہ کر خدا اُنکی

۱۵۰ منہ

✣ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں اور طاعون کے وقت اس گھر میں رہتے ہیں خواہ عیال اطفال ہیں خواہ خادم ہیں سب کو طاعون سے بچایا جاوے گا۔ منہ

تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا جب تک کہ وُہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دِکھلائے۔ کوئی نبی دُنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا جس کے دشمنوں کو خدا نے رُسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شرّ سے نجات دینگے۔ ہم تجھے غالب کریں گے۔ اور مَیں عجیب طور پر دُنیا میں تیری بزرگی ظاہر کروں گا۔ مَیں تجھے راحت دُوں گا اور تیری بیخکنی نہیں کرونگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور تیرے لئے مَیں بڑے بڑے نشان دکھاؤں گا۔ اور اُن عمارتوں کو ڈھادُوں گا جو مخالفوں نے بنائیں یعنی اُن کے منصوبوں کو پامال کردُوں گا۔ تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ح۱۵۱
تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور نیز ان کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کے شرّ سے بچائے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دیگا اور خدا اُن پر حملہ کریگا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں کیونکہ وُہ حد سے بڑھ گئے۔ خدا تلوار کھینچ کر اُتریگا۔ تا دشمن اور اُسکے اسباب کو کاٹ دے۔ خدائے رحیم سے تیرے پر سلام۔ وُہ تجھ میں اور مجرموں میں امتیاز کرکے دِکھلا دیگا۔ اُن کو کہدے کہ مَیں صادق ہوں پس تم میرے نشانوں کے منتظر رہو۔ حُجّت قائم ہو جائیگی اور کُھلی کُھلی فتح ہوگی۔ ہم وُہ بوجھ اُتار دینگے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑھ کاٹ دی جائیگی وُہ چاہتے ہیں کہ تیرا کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پُورا کرکے چھوڑے۔ خدا تیرے آگے آگے چلیگا اور اُسکو اپنا دشمن قرار دیگا جو تیرا دشمن ہے۔ جس پر تیرا غضب ہوگا میرا بھی اسی پر غضب ہوگا۔ اور جس سے تُو پیار کرے گا۔ مَیں بھی اُسی سے پیار کرونگا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار اُنکی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وُہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ مَیں چودہ[۱۴] چار پایوں کو[✠] ہلاک کرونگا۔ کیونکہ وُہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا

✠ بابو الٰہی بخش صاحب گیارہ[۱۱] چار پایوں کے ہلاک ہونے کے بعد طاعون سے ہلاک کئے گئے جیسا کہ اس الہامی شعر میں ہے
برمقام فلک شدہ یارب + گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد گیارہ[۱۱] ان۔ اس سے معلوم ہوا کہ بابو صاحب کا بارہواں[۱۲] نمبر تھا اور ان کے بعد دو اور ہیں تا چودہ پورے ہو جاویں۔ منہ

مگر جو وجود لوگوں کے لئے مفید ہے مَیں اُسکو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جس کی تعریف ہو گی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اُس کو جہنّم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے مَیں اُسکو ظاہر کرونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزّت دُونگا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دِکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہو جائیگا۔ اے چاند اور اے سُورج تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے عنقریب خدا تجھے وُہ انعام دیگا کہ تُو راضی ہو جائے گا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شائع ہونے کے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس چھ برس کی مدّت میں ہوئے جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اُسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور اُن الہامات کا مقابلہ کر کے خود ہی بتلاویں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کیلئے تو یہ مقابلہ کافی ہے۔ اِسی سے سچا جھوٹا معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیّت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا۔ ۱۵۷

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھے دُکھ دینے اور بدزبانی کرنے کے لئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور ایڈیٹر اور منتظم اسکے تین آدمی تھے۔ ایک کا نام سومراج۔ دُوسرے کا نام اچھر چند۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ مُوذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وُہ اِس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افتراء سے بھرے ہُوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ اِس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اِس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی

اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق۔ شہرت کا خواہاں شکم پرور ہے

اور پھر پرچہ ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا۔ مکّار اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھتا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کرینگے اور ہمیں امید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہونگے۔ اور پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ مَیں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دُعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کرکے اِس فتنہ کو درمیان سے اُٹھادے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخکنی کریگا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے اِن کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار بکم مارچ ۱۹۰۷ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے ۔ ۔ ۔ ۔ پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنے غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار۔ خود غرض۔ عشرت پسند۔ بدزبان۔ وغیرہ وغیرہ ہے۔" اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسایگی کا دعویٰ کرکے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکّار اور مُفتری ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اِس مُدّت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔ ۱۵۳

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بد دُعائیں کرنی پڑیں۔ آخر مَیں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اِس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے وُہ آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دُوسرے کا نام ہے ملاوامل۔ یہ

دونوں مُدّت تک میرے پاس آتے رہے ہیں اور بہت سے نشان آسمانی ہیں جو انہوں نے بچشم خود دیکھے ہیں وہ میرے اُن تمام نشانوں کے گواہ ہیں جن کے وجود سے شبھ چنتک کے ایڈیٹر و منتظم قطعی انکاری ہوکر مجھ کو مکّار اور مُفتری قرار دیتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہی کاذب اور مکّار ہوں تو یہ دونوں قسم کھا جائیں کہ ہم نے یہ نشان نہیں دیکھے۔ سو آج تک اُنہوں نے قسم نہیں کھائی۔ مگر اِن تینوں کے بارے میں یعنے سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام کی نسبت جو کچھ مجھے خدا سے معلوم ہُوا مَیں نے اِس رسالہ میں لکھ دیا۔ چنانچہ منجملہ انکے ایک دُعا ہے جو اِسی رسالہ کے ٹائیٹل پیج کے
۱۵۴ صفحہ دُوسرے میں لکھی گئی اور وُہ شعر یہ ہیں :۔

موت لیکھو بڑی کرامت ہے
پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تُو ان کو خود سمجھا
آسماں سے پھر اک نشان دکھلا

اِس شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے چاہا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت کی طرح خدا قادیان کے آریوں پر عذاب کے طور پر کوئی نشان ظاہر کرے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں مَیں نے یہ پیشگوئی ان لوگوں کے حق میں کی کہ یہ لوگ اُن نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سُورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرتمند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا۔ وُہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلئے کوئی ہاتھ دِکھلائیگا . . . . . خُدا اُنکا اَور ہمارا فیصلہ کرے۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ سے ۵۴ تک پیشگوئی کے طور پر اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر وغیرہ کی نسبت یہ شعر ہیں :۔

کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے
پردہ اُٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے
ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے
دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
سب گالیوں پہ اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُن کے ہرگز
وُہ بڑھ چکے ہیں حد سے اَب انتہا یہی ہے
ہمنے ہے جسکو مانا قادر ہے وُہ توانا
اُسنے ہے کچھ دِکھانا اُس سے رجا یہی ہے ٭

[illegible]

٭ منشی اللہ دتا سابق پوسٹماسٹر قادیان حال کلرک ڈاکخانہ امرتسر ہیڈ آفس بنام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم مندرجہ ذیل خط

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ میں چند شعر بطور پیشگوئی کے ہیں اور وُہ یہ ہیں :۔

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دِل بگڑ گیا ہے	اِن شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے
مُجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے	بہتر تھا باز آتے دُور از بلا یہی ہے
جسکی دُعا سے آخر لیکھو (پنڈت لیکھرام) مرا تھا کٹ کر	ماتم پڑا تھا گھر گھر وُہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دِل دُکھانا	گُستاخ ہوتے جانا اسکی جزا یہی ہے

یعنی جو آریہ لیکھرام کی طرح بدزبانی سے باز نہیں آئیگا وہ بھی عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

یہ ہیں پیشگوئیاں جو اُسوقت کی گئیں جبکہ اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منتظم گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گئے اور خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ اب وُہ ہلاک ہونے کو ہیں چنانچہ اکثر وُہ الہام اخبار بدر ص۱۵۵
اور الحکم میں بھی شایع ہو گئے۔ تب بعد اسکے اُن بدقسمتوں کی سزا کا وقت آگیا اور یہ تین آدمی تھے ایک کا نام سومراج تھا۔ دُوسرے کا نام اچھر چند تھا۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ پس خدا کے قہری طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے اور اُنکی بَلا اُنکی اولاد اور اہل و عیال پر بھی پڑی۔ چنانچہ سومراج نہ مرا جبتک اُس نے اپنی عزیز اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھ لی۔ یہ ہے پاداش شرارتوں اور شوخیوں کی۔ مگر ابھی مَیں نہیں باور کرسکتا کہ باقیماندہ رفیق ان لوگوں کے جو قادیان میں موجود ہیں شرارتوں سے باز آجائیں گے برگزیدہ نبیوں کی رُوحیں ان کی بدزبانی اور توہین کی وجہ سے اپنے خدائے قدیر کے آگے فریاد کر رہی ہیں۔ پس وُہ پاک رُوحیں بلاشُبہ یہ عزّت رکھتی ہیں کہ خدا کی غیرت اُن کیلئے بھڑکے۔ اِس لئے یقیناً سمجھو کہ یہ قوم اپنے ہاتھ سے فنا کا بیج بو رہی ہے۔ یاد رہے کہ ناپاک طبع لوگ ہرگز سرسبز

بقیہ حاشیہ امرتسر سے لکھتے ہیں اور وہ ہماری جماعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ ہمارے مخالفوں کی جماعت میں سے ہیں وہ مضمون خط یہ ہے۔ لالہ اچھر چند جو آریہ قادیان کی طاعونی موت کا حال سُنکر مجھے اُس دن کی گفتگو یاد آئی کہ جو میرے سامنے آپکی اور لالہ اچھر چند کے درمیان ہوئی تھی جو بالکل درست ہوئی اور وُہ اِس طرح پر تھی کہ ایک دن لالہ اچھر چند اور آپکے درمیان حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی اور اثنائے گفتگو میں آپنے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا طاعون سے محفوظ رہنا ایک نشان ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ مَیں طاعون سے محفوظ رہونگا۔ اسپر لالہ اچھر چند نے کہا تھا کہ لو مَیں بھی مرزا صاحب کی طرح دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں طاعون سے نہیں مَروں گا۔ جسپر اب مَیں نے اُسکو کہا تھا کہ تو ضرور طاعون سے ہلاک ہوگا۔ سو ایسا ہی ہُوا۔ والسلام۔ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۷ء

نہیں ہو سکتے۔ اور جو درخت خشک بھی ہو اور پھر زہریلہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ بلکہ وہ سب سے پہلے کاٹا جائیگا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ان تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہے اور کب ان کی طرح میری نسبت اخبار میں شایع کرتا ہے کہ یہ شخص مکّار اور کاذب ہے اور ہم نے اس کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

اے قادیان کے آریو! خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور جھوٹ بولنے پر کمربستہ نہ ہو جاؤ۔ وہ ایک دم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو فنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تم نے دیکھے۔ اگر کوئی شریف الطبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا۔ کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اسکی گمنامی اور کس مپرسی کے زمانہ کے بعد اُسپر ایک ایسا زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ لاکھوں انسان اُس کے تابع ہو جائیں گے اور مخالفوں کے مکروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹلے گی۔ اور کون ناداری کے
۱۵۶ زمانہ میں یہ خبر دے سکتا ہے کہ اسپر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے کہ ایک دُنیا تحائف اور اموال کے ساتھ اُسکی طرف رجوع کریگی اور خدا اُنکے دلوں میں الہام کریگا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اُسکی مدد کریں اور اُسکی راہ میں فدا ہوں۔ پس اے آریو! تمہیں معلوم ہے کہ میری گمنامی اور ناداری کے زمانہ میں جبکہ میں دُنیا کی نظر سے پوشیدہ تھا خدا نے براہین احمدیہ میں یہی خبریں دی تھیں جو اَب میں نے لکھیں اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ہر ایک طرف سے دُنیا تیری طرف رجوع کریگی اور لاکھوں انسان خدمت کے لئے حاضر ہو جائینگے اور اسقدر لوگ آئینگے کہ قریب ہے کہ تو انکی ملاقات سے تھک جائے یا بدخلقی کرے اور اُنکے آنے سے راہیں گہری ہو جائیں گی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف اُلٹ آئیگا اور دشمن زور لگائینگے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پورا کریگا۔ پس تم سب سے پہلے اس پیشگوئی کے گواہ تھے پر دانستہ اپنی گواہی کو چھپایا۔

اے بیخوف اور سخت دل قوم کیا تم نے اِس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ میں نہیں پڑھا اور کیا تم اِسکے گواہ نہیں ہو کہ درحقیقت یہ پیشگوئیاں اُس زمانہ کی ہیں کہ جبکہ کوئی عقل یہ رائے

ظاہر نہیں کرسکتی تھی کہ ایسا کبھی ہو جائیگا۔ اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ دنیا میں کوئی انسان ایسی پیشگوئی ایسے گمنامی کے زمانہ میں کرسکتا ہے۔ اگر دنیا میں اسکی کوئی اور بھی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ یقیناً سمجھو کہ خدا کی حجت تم پر پوری ہو چکی۔ اب تم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ جو شخص خدا کے نشان کو بےعزتی سے دیکھتا ہے وہ اوّل درجہ کا خبیث فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے اور نہیں مرتا جبتک کوئی دوسرا غضب کا نشان نہ دیکھ لے۔ سو تم شوخیوں سے باز آجاؤ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قہر تم پر وارد ہو جائے اور تم نیست و نابود ہو جاؤ۔ وہ قادر خدا انسان سے تھک نہیں سکتا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ دنیا نے اُسکے نشانوں کو قبول نہیں کیا اور ہنسی ٹھٹھا کیا۔ عجیب حالت زمین کی ہے گویا مرگئی۔ کوئی شخص تقویٰ کی آنکھ سے نہیں دیکھتا کہ کہانتک حقیقت کھل گئی ہے۔ تکذیب کیطرف جھک گئے ہیں اور خدا کے نشانوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں صرف قصے ہیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشانوں پر اُن قصوں کو ترجیح دیتے ہیں اسلئے مَیں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے آگے یہ علامات ردّی ہیں۔ نہ معلوم کیا ہونیوالا ہے کہ
دل سخت ہو گئے اور آنکھیں اندھی ہو گئیں اور خوفِ خدا جاتا رہا پر میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ص۱۵۷
بعد اسکے اور نشان ہیں جو قیامت کا نمونہ ہیں۔ کاش لوگ سمجھتے اور آنیوالے قہر سے بچ جاتے خدا نے فرمایا کہ ایک اور قیامت برپا ہوئی یعنی ہوگی ۲۷؍ اپریل ۱۹۰۶ء تھی جب یہ الہام ہوا۔

نشاں کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے تری اِک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے
ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز کہ یہ جاں آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنیوالی ہے
خدا رسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے
خدا ظاہر کریگا اِک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

نشان نمبر ۲۰۲۔ میرے ایک دوست سیّد ناصر شاہ اُورسیر اِس گردش اور تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وُہ گلگت میں تبدیل کئے گئے تھے اور وُہ سفر شدید اور تکالیفِ شاقہ کا تحمل نہیں کر سکتے تھے آخر وُہ رخصت لے کر دُعا کرانے کیلئے میرے پاس آئے تا وُہ جموّں میں متعیّن ہوں اور گلگت میں نہ جائیں اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ گلگت میں اُنکی تبدیلی ہو چکی تھی۔ اِس لئے وُہ نہایت مضطرب تھے۔ مَیں نے ایک رات اُن کے لئے اور نیز کئی اور دُعائیں کیں اور شوکتِ اسلام کیلئے بھی دُعا کی اور نماز تہجّد میں دُعائیں کر رہا تھا۔ تب تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دُعائیں قبول ہو گئیں جن میں قوت اور شوکتِ اسلام بھی ہے۔ اِس پیرایہ میں مجھے اطلاع دیگئی کہ سیّد ناصر شاہ کی تبدیلی ملتوی کی گئی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خُدا نے اُن کے بارے میں میری دُعا قبول کی اور نیز اِس وجہ سے بھی خوشی ہوئی کہ خدا کے فضل اور رحمت کے بڑے نشان یہ ہیں کہ وُہ دُعا قبول کرے۔ فی الفور مَیں نے اُن کو اطلاع دیدی کہ تمہاری نسبت میری دُعا قبول ہو گئی۔ پھر بعد اسکے شاید تیسرے دن یا چھٹے دن ریاست کے کسی اہلکار کا اُن کو خط آگیا کہ آپکی تبدیلی ملتوی کی گئی تب وُہ چند روز بعد مجھ سے رخصت ہو کر جموّں چلے گئے اور جموّں میں جا کر اُنہوں نے وُہ خط بھیجا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ص۱۵۸

بحضور اقدس حضرت پیر و مُرشد مسیح موعود و مہدی معہود دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حضور والا کی خدمت میں مَیں مبارکباد عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کی تعیناتی خاص جموّں نمبر اوّل سب ڈویژن میں ہو گئی ہے احکامات جاری ہو گئے ہیں۔ اور اب یہ خاکسار گلگت نہیں جائیگا۔ الحمد للّٰہ ربّ العالمین کہ حضور والا کی دُعائیں خداوند کریم نے قبول فرمائیں اور حضور کی دُعا کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے دُور دراز سفر سے اِس عاجز کو نجات بخشی۔ جناب عالی یہ خاکسار کیلئے بڑا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ میرے پیارے مسیح اور مہدی میری جان و مال آپ پر قربان ہو۔ مجھے زیادہ تر یہ خوشی حاصل ہوئی کہ حضور والا کا وُہ الہام

پُورا ہؤا کہ آج جو دُعائیں قبول ہُوئیں اُن میں قوّت اور شوکت اسلام بھی ہے اور حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ ان دُعاؤں میں سے یہ دُعا بھی تھی کہ تمہاری گلگت کی تبدیلی ملتوی رہ جائے اور جموں میں تعیّناتی ہو جسکی قبولیّت کی اطلاع مل گئی ہے۔ سو خدا کا شکر ہے کہ خدا کے فرمودہ کے مطابق ظہور میں آگیا۔ الحمد للّٰہ! الحمد للّٰہ!!

خاکسار۔ نابکار سیّد ناصر شاہ اُورسیر سب ڈویژنل افسر جمّوں

مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء

نشان نمبر ۲۰۳۔ تیرہ۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء سے چند روز پہلے مجھے یہ الہام ہؤا کہ اردت زمان الزلزلة چنانچہ یہ الہام بدر اور الحکم دونوں اخباروں میں قبل از وقت شایع کر دیا گیا تھا اور اِس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب مَیں پھر زلزلوں کا زمانہ لاؤں گا۔ سو اسکے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جسکی نسبت خیر آباد ضلع پشاور سے مجھے خبر ملی۔ کہ وُہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا۔ ایسا ہی لارنس پور اور اَور بہت سے مقامات سے اِس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سے دوستوں نے خط لکھے اور اخبار سول اینڈ ملٹری میں بھی اسکی خبر شایع کی گئی۔ ۱۵۹

پھر انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہؤا کہ ایسا ہی اِس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصّہ یورپ میں تین سخت زلزلے آئے۔ اور بعض شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے اسلئے سمجھا جاتا ہے کہ اِسی پر بس نہیں ہو گا بلکہ اور زلزلے بھی آئیں گے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وُہ زمانہ آ گیا ہے کہ پھر مَیں زلزلوں کو زمین پر ظاہر کروں گا۔ سو ان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیئے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

نشان نمبر ۲۰۴ } مولوی عبد المجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیانُ للناس میں میرا ذکر کر کے اور بالمقابل اپنے تئیں رکھ کر مباہلہ کے طور پر بددُعا کی تھی۔ تا کاذب صادق کی زندگی میں فنا ہو۔ سو وُہ میری زندگی میں ناگہانی موت سے مر گیا۔ یہ مقامِ عبرت ہے۔

نشان نمبر ۲۰۵ پھر ایک اور شخص ابو الحسن نام ✣ نے میرے ردّ میں ایک کتاب بنائی تھی جس کا نام ہے بجلی آسمانی بر سرِ دجّال قادیانی جسکے کئی مقامات میں کاذب کی موت کے لئے بد دُعا ہے بلکہ فرضی طور پر میری وفات کا وقوع ذکر کرکے پنجابی زبان میں ایک سیاپا لکھا ہے گویا مَیں مر گیا ہوں اور وُہ مولوی میرا سیاپا میری موت کے بعد کرتا ہے آخر نتیجہ یہ ہُوا کہ مولوی مذکور اِس کتاب کے شائع کرنے کے بعد خود طاعون سے مر گیا۔ پھر ایک اور شخص ابو الحسن عبد الکریم نام نے دوبارہ اِس کتاب کو چھپوایا وُہ بھی حال کے طاعون کے دِنوں میں طاعون کا شکار ہو گیا۔ تعجّب کہ باوجود اِن تمام نشانوں کے کوئی سوچتا نہیں کہ جس شخص کے شامل حال اِس قدر نُصرتِ الٰہی ہے وُہ کیونکر کاذب ہو سکتا ہے۔

اے پڑھنے والے اِس کتاب کے خُدا سے ڈر اور ایک دفعہ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادرِ مطلق سے درخواست کر کہ وُہ تیرے دل کو سچّائی کے لئے کھول دے اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ ص۱۶۰

✣ اِس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابو الحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن پنجگرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اِس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تھا وُہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کے صہ۲ سطر ۱۰ اور سطر ۱۸ کے شعر میں لکھتا ہے کہ مَیں دُعا کرتا ہوں کہ مرزا کی خدا بیخکنی کرے اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے اور وُہ مر جائے۔ اور پھر اس کتاب کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۵ میں دُوسرے حصہ اس کتاب (یعنی بجلی آسمانی) کا وعدہ کرکے یہ شعر میری نسبت لکھا ہے۔ نبیاں تائیں اس متنبیؔ لائیاں بڑیاں سلّاں۔ دوجے حصّے اندر ویکھیں میریاں اُسدیاں گلّاں۔ ابھی اس بدقسمت مولوی نے دُوسرا حصہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کا طیار نہیں کیا تھا کہ طاعون کی بجلی اُس پر پڑ گئی۔ انیس ۱۹ دن تک نہایت جان کندنی کی حالت میں رہا آخر بڑے دُکھ کے بعد جان دی اور پھر صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۹ میں یہ مولوی صاحب میری نسبت یہ پیشگوئی کرتے ہیں۔ توبہ کر جلدی اے ملحد موت نیڑے ہے آئی۔ اجکل مر دُنیا توں غافل ہونا ہی توں راہی۔ یعنی جلدی توبہ کر کہ تیری موت نزدیک آگئی ہے اور اے غافل آجکل ہی تُو مر جائیگا اور دُنیا سے سفر کریگا۔ شاید یہ مولوی صاحب کا الہام ہے یا خواب مگر عرصہ دو سال کا گذرا ہے کہ یہ مولوی صاحب آپ ہی طاعون سے مر گئے اور دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ انیس ۱۹ دن تک پلیگ میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتے رہے اور نہایت دردناک حالت میں جان دی اور پھر یہ مولوی صاحب پیشگوئی کے طور پر اسی ص۱۶۰

مرد میداں باش و حال ما ببیں طعنہ ہا بے امتحاں نامردی است	نصرتِ آں ذوالجلالِ ما ببیں امتحاں کُن پس مآلِ ما ببیں

اے عزیز عباد الرحمن کی نسبت جلدی سے بدظنی کرنا جائز نہیں۔ جن لوگوں نے پہلے برگزیدوں کی نسبت بدظنیاں کیں اُنہوں نے کیا پھل پایا۔ اور یہ خیال بھی اپنے دلوں میں سے نکال دو کہ جب تک وہ تمام علامتیں مسیح موعود اور مہدی معہود کی (جو صرف ظنّی روایات کی بناء پر تمہارے دلوں میں ہیں) پوری نہ ہولیں تب تک قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔ یہ قول اُن یہودیوں کے قول سے مشابہ ہے جنہوں نے نہ حضرت عیسیٰ کو قبول کیا اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ کیونکہ جو کچھ اپنی روایتوں کی بناء پر نشانیاں قرار دی تھیں وہ سب پوری نہ ہوئیں۔ پس کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ تمہاری قرار دادہ علامتیں پوری ہو جائیں گی۔ نہیں بلکہ ایسی پیشگوئیوں میں ایک امتحان بھی مخفی ہوتا ہے اور خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُسکے نشانوں کو عزّت کی نگہ سے دیکھتے ہو یا نہیں۔ تمام روایات کب سچّی ہوسکتی ہیں بہت سی جھوٹی باتیں ملجاتی ہیں اُنپر پورا تکیہ کرنا خطرناک امر ہے۔

یہ تو بتلاؤ کہ کس نبی کی نسبت مقرر کردہ علامات پوری ہوگئیں جو پہلی قوم نے مقرر

بقیہ حاشیہ۔ کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ ۱۰۷ میں یہ چند شعر لکھتے ہیں۔ مرزا مویا خوشیوں مینوں راتیں نیند نہ آئی مرزا گذر گیا مرزا مویا بےشک جانو میں ہُن نُصرت پائی مرزا گذر گیا۔ یعنی بے شک مرزا مرجاویگا اور مجھے فتح ہوگی۔ اور پھر صفحہ ۱۰۷ کے شعر میں لکھتا ہے کہ طاعون کے پھیلنے کی خبر مرزا نے دی تھی وہ بھی ظہور میں نہ آئی۔ مگر مولوی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ خود طاعون سے مرینگے۔ قدرت الٰہی ہے کہ اُنہیں پر بجلی آسمانی گری۔ منہ

✤ ہم ان نشانوں کو دوسَو پانچ ۲۰۵ پر ختم کر چکے تھے کہ ایک اور رسالہ ہمیں دستیاب ہوا جس نے ان نشانوں کو دوسَو چھ ۲۰۶ تک پہنچا دیا۔ اس رسالہ کا نام دُرّہ محمدی ہے اور مصنّف کا نام امداد علی ہے۔ اس شخص نے اپنی کتاب کے صفحہ سات میں میری نسبت یہ شعر لکھا ہے۔ اللہ اجیہے پیغمبر تائیں جلد بجلد سمھالے۔ جس کا ذبتے دُنیا اندر بہتیرے چلّے چلالے۔ یعنی اس شخص کو خدا جلدی موت دے۔ پھر صفحہ ۸ میں میری نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھتا ہے اور دوسرا حصّہ کتاب کے بنانے کا وعدہ کرتا ہے اور ابھی دوسرے حصہ کی نوبت نہیں آئی کہ طاعون میں پکڑا گیا اور اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹتا تھا آخر اُسی حالت میں مرگیا یہ ہیں مولوی صاحبان جو مجھے جھوٹا ٹھیراتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

کر رکھی تھیں۔ پس خدا سے ڈرو اور پہلے بدقسمت منکروں کی طرح خدا کے مُرسل کو اِس بنا پر ردّ مت کرو کہ تم نے اُس میں وہ تمام مقرر کردہ علامتیں نہ پائیں اور یقیناً یاد رکھو کہ یہ بات کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کہ اُنکی مقرر کردہ علامتیں آنیوالے نبی میں پائی جائیں اِسی لئے اُنہوں نے ٹھوکریں کھائیں اور جہنّم میں پڑے ورنہ تمام علامتیں پاکر پھر انکار کرنا انسان کی فطرت میں داخل نہیں۔ کوئی بات ٹھوکر کھانے کی ہوتی ہے جس سے بدقسمت انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ یہود کا گمان تھا کہ مسیح آنیوالا ایک بادشاہ کی صورت میں آئیگا اور اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اِسی وجہ سے آجتک اُنہوں نے حضرت عیسٰی
ص۱۶۱ کو قبول نہیں کیا کیونکہ نہ تو اُن سے پہلے الیاس نبی آسمان سے اُترا اور نہ حضرت عیسٰی بادشاہ ہوئے کوشش تو کی گئی مگر اُس میں ناکام رہے۔ اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں کے عالموں بلکہ اُن کے تمام نبیوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ آخرالزمان نبی بنی اِسرائیل میں سے پیدا ہوگا۔ مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسماعیل میں سے پیدا ہوگیا۔ تب لاکھوں یہودی دولتِ قبول سے محروم رہ گئے۔ اگر خدا چاہتا تو ایسی صراحت سے علامتیں بیان کر دیتا کہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے۔ مگر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صراحت نہیں کی گئی تو پھر اور کس کے لئے کی جاتی۔ پس یاد رکھو کہ ایسی پیشگوئیوں میں امتحان بھی مقصود ہوتا ہے۔ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اِس امتحان کے وقت تباہ نہیں ہوتے اور روایات کو صرف ایک ظنّی ذخیرہ خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اگر کوئی روایت یا حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اس کے معنی کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پس وہ تمام مدار شناخت کا خدا کی نصرت اور خدا کی تائید اور خدا کے نشانوں اور شہادتوں کو قرار دیتے ہیں اور جس قدر علامتیں روایتوں کے ذریعہ سے میسّر آگئی ہیں اُن کو کافی سمجھتے ہیں اور باقی روایتوں کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ یہی طریق سعید فطرت یہودیوں نے اختیار کیا تھا جو مسلمان ہوگئے تھے۔ اور یہی طریق ہمیشہ سے راستبازوں کا چلا آیا ہے۔ اور اگر راستبازوں اور خدا کے رسول

کا یہ طریق نہ ہوتا تو ایک نفس بھی یہودیوں اور عیسائیوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لا سکتا اور نہ کوئی یہودی حضرت عیسیٰ کو قبول کر سکتا۔ بہت سے یہودی اِس مُلک میں رہتے ہیں۔ اُن کو پُوچھ کر دیکھ لو کہ کیوں وہ لوگ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے آخر وہ دیوانہ نہیں ہیں کوئی عُذر تو اُن کے پاس ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ اُنکی طرف سے تم یہی جواب پاؤ گے کہ وُہ علامتیں جو اُنکی احادیث اور روایتوں میں لکھی تھیں پُوری نہیں ہوئیں اور اِس طرح پر وُہ اِس ضد پر قایم رہ کر واصل جہنّم ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اب جبکہ
ثابت ہُوا کہ تمام قرار دادہ علامتوں کا پُورا ہونا شرطِ ایمان قرار دینا جہنّم کی راہ ہے جس کی وجہ سے ص۱۶۲
کئی لاکھ یہودی واصل جہنّم ہو چکے تو اِس راہ کو تم کیوں اختیار کرتے ہو۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ دُوسرے کے حالات سے عبرت پکڑے۔ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ جس امتحان میں خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو ڈالا تھا وُہی امتحان تمہارا بھی کیا گیا ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الٓمّٓ[1]۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یقیناً سمجھو کہ یہ کاروبار خدا کا ہے نہ انسان کا۔ پس قبول کرنے میں سابقین میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا سے مت لڑو کہ اُس نے ایسا کیوں کیا۔ اور اگر تم تقویٰ کی نظر سے دیکھو تو تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر تم نے مخالف روایات کو مضبوط پکڑ لیا ہے عقل اور انصاف تم پر یہ واجب نہیں کرتا کہ تم ضرور ایسا کرو۔ کیونکہ وُہ سب مجموعہ ظنّیات ہے کہ جو احتمال کذب بھی رکھتا ہے اور قابلِ تاویل بھی ہے۔ پس اپنی جانوں پر رحم کرو یقین کے پہلو کو کیوں چھوڑتے ہو۔ کیا ظن یقین کے ساتھ برابر ہو سکتا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ وُہ روایتیں صحیح نہ ہوں جن کو تم صحیح سمجھتے ہو۔ یا اور معنی ہوں۔ کیا وُہ بلا جو یہودیوں کو تمام علامتوں پر ضد کرنے سے پیش آئی وُہ تمہیں پیش نہیں آ سکتی۔ سو تم اُن کی لغزشوں سے فائدہ اُٹھالو۔
یاد رکھو کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیۃ الدلالت سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ بلکہ اُن کی موت ثابت ہوتی ہے۔ پس جس کو قرآن مارتا ہے اُس کو تم کیوں زندہ کہتے ہو۔ نبی آسمان پر زندہ تو ہیں مگر سب کی یکساں زندگی ہے عیسیٰ کیلئے کوئی

[1] العنکبوت : ۳

نرالی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہیں۔ اور سُورہ نُور کو غور سے پڑھو۔ اُس میں یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اِسی اُمّت میں سے ہیں۔ اور جبکہ یہود اِس اُمّت میں سے بھی پَیدا ہونے والے ہیں تو تم کیوں تعجّب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی اِسی اُمّت میں سے ہو۔ اور مجھے کب خواہش تھی کہ مَیں مسیح موعود بنتا۔ اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو مَیں **براھین احمدیہ** میں اپنے پہلے اعتقاد کی بناء پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئیگا۔ حالانکہ اُسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسٰی رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ مَیں نے پہلے اعتقاد
۱۶۳ کو نہیں چھوڑا تھا جبتک خدا نے روشن نشانوں اور کُھلے کُھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑا دیا۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری ظنّی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنّی ڈھکوسلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیساکہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسٰی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا۔ پس وُہ بصیرت جو زبردست نشانوں کے ساتھ دیگئی ہے مَیں اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کُل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ رَدّی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کُھل گیا۔ اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حَکَم کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وُہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وُہ حَکَم کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزّت اُسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اَور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو اَور کیوں زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ صبر کرو اَور تقوٰے سے کام لو۔ اگر مَیں صادق نہیں اَور چوروں اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش جا سکتی ہے ؎

آنکہ آید از خدا آید بدو نصرت دواں ۔۔۔ خدمتِ او می کُند شمس و قمر چوں چاکراں
صادقاں را از خدا نُورے عنایت می شود ۔۔۔ عشقِ آں یارِ ازل می تابد اندر رُوئے شاں

از پئے ہمدردیٔ دنیا مصیبت می کشند خادماں بے اُجرت اند و پردہ پوشانِ جہاں
از گروہِ اہلِ نخوت لا اُبالی مے زیند بادشاہانِ دو عالم بے نیاز از حاسداں
دل سپردن دلستاں را سیرتِ ایشاں بوَد جاں دہند از بہر آں دلدار وقتِ امتحاں

اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کرکے دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی رُوحیں
ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اُٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض ۱۶۴۴
اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دُعائیں سُن لے
اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل
معبودوں کی پرستش دُنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص
سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے
جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دُنیا میں دکھا اور میری دُعائیں قبول کر
جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

تَمَّتْ بِالْخَیْر

اِس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مباہلہ کے رنگ میں اور دُوسرا نشان
پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوا جن سے دو سو آٹھ نمبر نشانوں کا پورا ہوتا ہے۔ لہٰذا اِن نشانوں
کے لئے دو اَور ورق کتاب میں بڑھانے پڑے وھذا من فضل ربّی انّ ربّی
ذو الفضل العظیم ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ وھو المولی الکریم۔

فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

صفحہ ۱۶۵

نشان ۲۰۷- ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک ممبر منشی مہتاب علی صاحب نے فیض اللہ خان بن ظفرالدین احمد سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کے ساتھ ۱۲؍جون ۱۹۰۶ء کو کیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض اللہ خان اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہوکر ۱۳؍اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم بیساکھ سمت ۱۹۶۳ میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیزوں کو بھی لے ڈوبا۔

اس جگہ اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس شخص فیض اللہ خاں کا باپ قاضی ظفرالدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اُس نے اِس سلسلہ کے برخلاف ایک عربی نظم لکھنی شروع کی* تو ہنوز اُسے پورا نہ کرچکا تھا اور مسودہ اُسکے گھر میں تھا۔ چھاپنے تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ وہ مرگیا۔ اب اس مباہلہ کی تحریر کی عبارت طرفین کی نقل کیجاتی ہے۔ دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

تحریر دستخطی فیض اللہ خاں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الحمد للّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

بعد حمد و صلوات بر سول رب العلمین کے مَیں قاضی فیض اللہ خان بن قاضی ظفرالدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی سُنّت نبویہ کا پورا تابعدار اِس بات کا قائل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین

* ایک قصیدہ مَیں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکے گا۔ اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈال دے گا۔ پس قاضی ظفرالدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصّب اور خود بینی رکھتا تھا اُس نے اِس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے۔ پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا کہ ملک الموت نے اُس کا کام تمام کردیا۔ منہ

ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن وحدیث ہے۔ اور مرزا صاحب کے اِس دعوے کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل مسیح موعود ہیں اور منشی مہتاب علی صاحب خلف الرشید منشی کریم بخش صاحب سکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص اُنکے اِس دعویٰ کی تردید کرے اُسپر عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔ لہٰذا مَیں یہ دُعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے اُسپر عذابِ الٰہی نازل ہو مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری۔ اور
مَیں بمطابقت سُنّتِ نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھیراتا ہوں اور یہ شرط کرتا ہوں کہ اگر یہ صـ۱۶۶
عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

قاضی فیض اللہ خاں سکنہ جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۲؍ جون ۱۹۰۶ء

تحریر دستخطی منشی مہتاب علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی

مَیں حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمدؑ کو سچا مسیح سمجھتا ہوں اور اُن کا ہر ایک دعویٰ جو دین کے متعلق ہے بلا کسی شک و شبہ کے صحیح مانتا ہوں مگر میرے مقابلہ پر قاضی فیض اللہ خلف الرشید قاضی ظفر الدین مرحوم یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹا اور اُن کا دعویٰ بالکل گھڑا ہوا اور خود تراشیدہ ہے اِس لئے مَیں قاضی صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ کرتا ہوں اور پورا پورا اور کامل یقین مجھے ہے کہ جو ہر دو میں سے جھوٹا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسپر عذابِ الیم نازل کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں گے لیکن یہ عذاب یقیناً نہیں ٹلے گا اور وُہ اپنی چمکار دکھا کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون جاری ہے اور آخری و بہتر اور اَولیٰ طریق کذب اور راستی میں تفریق کرنے کا ہے۔ پس خدا سے میری دُعا ہے کہ وُہ جلد تر نتیجہ پیدا کرے۔ اے خدا اے خدا تجھ سے کوئی انہونی بات نہیں۔ اگر تو چاہے تو ایک آن میں عذاب نازل کر سکتا ہے لیکن مَیں سنّت نبوی کے مطابق ایک سال کی میعاد تجویز کرتا ہوں اور وُہ عذاب محض

مجھ عاجز پر اور یا قاضی صاحب پر نازل ہونا چاہیئے مثلاً موت یا طاعون یا کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو جانا یہی شرط ہے اور کسی قرابتی اور اپنے کسی متعلق پر کوئی عذاب نازل ہونا یا اُسکا مرجانا شرط میں داخل نہ ہوگا۔ اور وُہ عذاب صرف ہم دونوں سے مخصوص سمجھا جائیگا۔

خاکسار عاجز مہتاب علی سیاح جالندھری مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

اِن بالمقابل تحریروں کے بعد جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نتیجہ یہ ہؤا کہ قاضی فیض اللہ خان مرض طاعون کے ساتھ جیسا کہ جھوٹے کے لئے بد دُعا کی گئی تھی اور نیز سال کے اندر جیسا کہ شرط تھی بمقام جموّں ہلاک ہو گیا اور بموجب آیت کریمہ ما کان لنفسٍ ان تموت اِلّا باذن اللہ[1] مہتاب علی کو خدا نے طاعون سے بچا لیا کیونکہ وُہ اپنے دعوے میں صادق تھا اور فیض اللہ خان طاعون کا شکار ہو گیا کیونکہ وُہ اپنے دعوے میں کاذب تھا۔*

*نکتہ قابلِ یادداشت۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا اِلّا من ارتضٰی من رسول[2]۔ اِس آیت سے قطعی اور یقینی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھُلی کھُلی پیشگوئیاں جو مقدار میں زیادہ اور صفائی میں اوّل درجہ پر ہوں صرف خدا کے برگزیدوں کو ہوتی ہیں دُوسرے آدمی ان میں شریک نہیں ہوتے۔ اور جو اِس درجہ پر الہام نہیں وُہ دوسروں کو بھی ہو سکتے ہیں اور اکثر اُن میں مہمل اور متشابہ الہام ہوتے ہیں۔ پس اسی مقابلے سے برگزیدے لوگ شناخت کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس آیت کی رُو سے اس بات کا جواز پایا جاتا ہے کہ وُہ الہامی پیشگوئیاں جو اِس آیت کے منشاء کے مطابق کھُلی کھُلی نہ ہوں اور نیز اپنے مقدار میں انسانوں کی معمولی حالت سے بڑھ کر نہ ہوں اور متشابہات کا حصّہ اُن پر غالب ہو۔ ایسی الہامی پیشگوئیاں اور ایسے الہام اُن لوگوں کو بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ نہیں ہیں اور معمولی انسانوں میں سے ہیں۔ پس برگزیدوں کی شناخت کیلئے قرآن شریف میں بھی یہی معیار ہے کہ انکی الہامی پیشگوئیوں میں متشابہات کا حصّہ کم ہو اور اپنی کثرت اور صفائی میں اِس درجہ پر ہوں کہ دُنیا میں کوئی اُن کا مقابلہ نہ کر سکے ورنہ اِس آیت کی رُو سے ایک فاسق کو بھی الہام ہو سکتا ہے جو اِس درجہ پر نہیں ہے۔ مثلاً نظیر کے طور پر ہم بیان کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی کہ یأتیک من کلّ فجٍّ عمیق۔ یأتون من کلّ فجٍّ عمیق[3]۔ جس پر چھبیس[26] برس گذر چکے ہیں ایسے کھُلے کھُلے طور پر پُوری ہُوئی ہے کہ نہ ایک دفعہ بلکہ لاکھوں دفعہ اُس نے اپنی سچائی ثابت کر دی ہے جس میں تائید اور نصرت الٰہی بھری ہوئی ہے۔ پس ایسی پیشگوئی بجز خدا کے کسی خاص برگزیدہ کے دُوسروں سے ہرگز ظہور میں نہیں آسکتی۔ اگر آسکتی ہے تو کوئی اس کی نظیر پیش کرے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۶ [2] الجن: ۲۷-۲۸

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ص۱۶۷
ہوتی ہے آخر وہ پوری ہو جاتی ہے۔

نشان ۲۰۸۔ اِس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاءؑ کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جابجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی۔ اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں تب مجھے اُسکی نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دُنیا سے اُٹھا لے گا۔ اور یہ بھی الہام ہوا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُنکو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائینگے۔ یہ الہام مُدّت دراز کا ہے جسپر قریباً تیس۳۰ برس کا عرصہ گذرا ہے جس سے اِس جگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دیگئی تھی اور اُسکو کُھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُن کا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اِس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا اور شرمپت کے لئے یہ ایک بڑا نشان تھا۔ لیکن اُس نے نہ صرف اِسی نشان کے فیض سے اپنے آپکو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کُھلے کُھلے نشان دیکھے۔ مگر پھر بھی بدقسمتی سے اِسلام قبول نہ کیا۔ میں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جن کا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہ رویت ہیں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہاں تک کہ

ص۱۶۸ مسمّی سومراج اور اچھر مل اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُس کا نام شبھ چنتک رکھا اور اُس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مدّت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اَب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شایع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷ و ۸ میں ہے شایع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مُردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اِس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔

اِسی طرح مَیں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۴ و ۵ میں جو آریوں کے مقابل پر ۲۸؍ فروری ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیشگوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لئے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت اِن لوگوں کے دِلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ ہم طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی؟ سنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر مَیں نے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم۔ میں جو ۲۰؍ فروری ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں یہ پیشگوئی شایع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جنکی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا اور وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔ پھر مَیں نے اِسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ ۴۵ میں یہ پیشگوئی کی ہے ؎ شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں انکے ہرگز * وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے * ہم نے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا * اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے * اِس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا اِن لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائیگا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے۔ ؎ میرے مالک تو انکو خود سمجھا * آسماں سے پھر اک نشان دکھلا * اِس دُعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر

ص۱۶۹ کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔
یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کی گئی تھیں۔ سو ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آ گئی ہیں۔ اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ اُن کے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پُرجوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے جیسا کہ کتاب ”نسیم دعوت“ میں اُن کا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر اُنکے اپنے باغیانہ خیالات سے سزا یاب ہو گئے اور بعض اِس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ اِن لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزارہا احسان دیکھ کر پھر نمکحرامی کی۔ اور بغاوت کے کلمات سے سخت بدذاتی دکھلائی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجیوں کا خاتمہ ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہُوا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مُسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

مَیں اِس قدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا مگر مَیں اُس کی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے۔ اور سخت بدزبانی کرتا ہے۔ بعد اسکے الہام ہُوا۔ بدی کا بدلہ بدی ہے اُسکو پلیگ ہو گئی۔ یعنی ہو جائے گی۔ پس مَیں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سُنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائے گا۔ اگر ایسا کوئی دشمن جسپر تمہارے دِل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے۔ طاعون میں مبتلا نہ ہُوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اِس کے مجھے دِکھلایا گیا کہ مُلک میں بہت غفلت اور گناہ

ص۱۷۱ اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں جب تک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلاوے۔ بعد اسکے الہام ہوا۔ اُس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو مُلک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہوجائیں گے۔ وہ دُنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا وہ قیامت کے دن ہونگے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا۔ شاید وُہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو۔ یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میری رحمت تجھ کو لگ جائے گی اللہ رحم کریگا۔ اُعْیِیْنَاکَ یعنی ہم اِس قدر نشان دکھلائیں گے کہ تُو دیکھتے دیکھتے تھک جائے گا۔

اور پھر ۱۳۔ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو الہام ہوا۔ سننجيك۔ سنعليك۔ سنكرمك اكرامًا عجبیاً یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے۔ اور ہم تجھے اُن پر غالب کر دیں گے۔ اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت وُہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صرف باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔

تتمّہ

۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء

صہ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اِعلان

بخدمت علمائے اسلام

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ[1]

یعنے اُس شخص سے ظالم تر کون ہی جو خدا پر افتراء کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذّب ہو

ہرایک کو معلوم ہی کہ میرے اِس دعوے پر کہ مَیں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اُس کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس ۲۶ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے۔ اور اِس مُدّت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنے کے لئے ہرایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حُکّام کی طرف بھی کھینچا۔ مگر مَیں اُن کے ہرایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا۔ تعجّب کہ اُن کو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں ابتک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو اُنکے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے وُہ کذّاب اور دجّال اور مُفتری تو کہتے ہیں مگر اِس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دُنیا میں کونسا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس ۲۶ برس تک بچاتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصّہ تک اُس کو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اُسکے تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں۔ اور کونسا دُنیا میں ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے مقابل پر ہرایک مومن مباہلہ کے وقت مَوت یا کسی اور قسم کی تباہی سے

[1] الانعام : ۲۲

عذاب کا نشانہ نہ ہوا۔ اور کونسا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے لئے اور جس کی پیشگوئی کی رُو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ برس پہلے اس کے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس۲۶ برس پہلے اور پھر بارہ۱۲ برس پہلے اور پھر تین برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی سلسلہ بارہ اطلاع دے دی تھی۔

ص۲ اَب اِس وقت اِس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ مَیں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھ دیا ہے! اور باوجود اِس کے کہ مَیں اِن ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دَورے اور ضعف اور ناتوانی کے اِس لائق نہ تھا کہ اِس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں۔ تاہم مَیں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کے لئے یہ تمام محنت اُٹھائی۔ اِس لئے مَیں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور اُن سب کو جو اِس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر اُن کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اوّل سے آخر تک اِس کتاب کو غور سے پڑھ لیں۔ اور مَیں پھر اُنکو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کرکے ایک دفعہ غور اور تدبّر سے اِس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر مَیں تیسری دفعہ اُس غیّور خدا کی اُنکو قسم دیتا ہوں جو اُس شخص کو پکڑتا ہے جو اُس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اِس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ اِس کو ضرور پڑھ لیں۔ اور مَیں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیج دُوں گا۔ اور بعض دیگر کی نسبت مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجایش نہیں تو مَیں بشرط گنجایش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور اُن کو اِس شرط سے کتاب بھیجدوں گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اوّل سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے۔ اور نیز

یہ کہ وُہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے۔ اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وُہ خداتعالیٰ کی قسم سے لاپروا رہ کر اُور خدا کی قسم کو بے عزّتی سے دیکھ کر کتاب کو اوّل سے آخر تک نہ پڑھے۔ اور یا کچھ حصّہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے۔ خدا ایسے لوگوں کو دُنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔ آمین

لیکن جو شخص اوّل سے آخر تک کتاب کو پڑھے اُور خُوب سمجھے اُس کا معاملہ خُدا کے ساتھ ہے۔ اب مَیں اِس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المعــــــلن
مرزا غلام احمد مسیح موعود
مقام قادیان۔ ۱۵؍ مارچ ۱۹۰۷ء

ص ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اِس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہے اِسکے قدیم سے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں

(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اُسکی تمام صفات کاملہ کے ساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اور اُسکی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اِس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبدأ ہے تمام فیوض کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا۔ اور خالق ہے ہر ایک وجود کا۔ اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اُسکی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اُسکے صفات کاملہ کے منافی نہیں۔ اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے۔ اور مرجع ہے تمام کائنات کا۔ اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اِس سے کہ کسی وقت صفات اسکی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار تھیں۔ وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے۔ کسی کو علم نہیں کہ پہلے اُس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کریگا اُسکی قدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اُسکی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُسکے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں وہ اپنے ظہور میں سب سے زیادہ ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں۔ وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اُسکے انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اُسکی مخلوق ہیں۔ اور کافر ہے وہ شخص جو اُسکو خدا کہے۔ وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔ ہر ایک رُوح کو اُسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں۔ ہر ایک ذرّہ نے اُسی سے خواص پائے ہیں۔ اور اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لیجائیں تو پھر نہ رُوح کچھ چیز ہے اور نہ ذرّہ کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ اِس لئے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں

اُسکے ہاتھ سے نکلی ہیں اور خدا اور رُوحوں میں رشتہ محبّت کا بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اُسکے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں اور اُسی نے اُن کی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو عشقِ الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلّق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اِسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اُسکے پیٹ سے نکلا ہے۔ اور ماں بھی اسی وجہ سے اُس سے محبّت کرتی ہے کہ اُسکے جگر کا ٹکڑا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک رُوح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اِسلئے اس محبوب حقیقی کی طلب میں ہے۔ پھر غلطی سے کوئی بُت پرستی کرتا ہے۔ کوئی سُورج کو پُوجتا ہے کوئی چاند کے آگے جُھکتا ہے۔ کوئی پانی کا پرستار ہے۔ کوئی انسان کو خدا جانتا ہے۔ پس اِس
غلطی کیوجہ بھی اُس حقیقی محبوب کی طلب ہے جو انسان کی فطرت میں ہے۔ جس طرح بچہ کبھی ماں کی طلب میں ص۹
دھوکہ کھا کر کسی دُوسری عورت سے چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دُوسری چیزوں کی طرف جُھک گئے ہیں خدا کی شریعت ان غلطیوں کو دُور کرنے کیلئے آئی ہے اور خُدا کی شریعت وُہی ہے جو اپنی پُوری طاقت کے ساتھ اِن غلطیوں کو دُور کر سکتی ہے۔ اور غلطیوں کو وُہی شریعت دُور کریگی جو چمکتے ہُوئے نشانوں کے ساتھ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھادیگی۔ کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دِکھلانے پر قادر نہیں تو وُہ بھی ایک بُت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وُہ خدا یا پرمیشر نہیں ہو سکتا جو اپنے ظہور کیلئے ہماری منطق کا محتاج ہے اگر خدا ایسا ہی مُردہ اور قُدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بُت۔ تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کر سکتا ہے۔ پس سچّی اور کامل شریعت وُہی ہے جو زندہ خدا کو اُسکی قُدرتوں اور نشانوں کے ساتھ دکھلاتی ہے اور وُہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان شریعت کے دُوسرے حصّہ میں بھی کامل ہو سکتا ہے۔ اور شریعت کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے کہ انسان اُن تمام گناہوں سے پرہیز کرے جنکی جڑھ بنی نوع پر ظلم ہے جیسے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ خُون کرنا۔ جھُوٹی گواہی دینا اور ہر ایک قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنیوالے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اِس دُوسرے حصّہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصّہ کے حصول پر موقوف ہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصّہ یعنی خُداشناسی کسی طرح ممکن نہیں جبتک خدا کو اُس کی تازہ قُدرتوں اور تازہ نشانوں کے ساتھ شناخت نہ کیا جاوے۔ ورنہ بغیر اسکے خدا پرستی بھی ایک بُت پرستی ہے۔ کیونکہ جبکہ خُدا محض ایک بُت کی طرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دِکھلا سکتا

ہے تو اُس میں اور ایک بُت میں فرق کیا ہے۔ زندہ خدا کی علامات چاہئیں۔ اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے۔ صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اُسکی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ وار ہے تو پھر کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کر سکتا۔ کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اُسکی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اگر اب اُس میں کلام کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تو اسپر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت موجود تھی۔ اور اگر وہ اِس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اسپر کیا دلیل ہے کہ وہ اِس زمانہ میں سُن سکتا ہے اور دُعائیں قبول کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی زمانہ میں اُسنے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا۔ تا دہریوں کے مُنہ میں خاک پڑے۔ پس اے عزیزو! وہ قادر خدا جسکی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اِسلام نے ہی پیش کیا ہے۔ اِسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اِسکے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا۔ یہ سب جھوٹے قصّے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں خدا کی شناخت کرانیوالے اُسکے نشان ہیں۔ اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں۔ پس اِسلئے مَیں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب **حقیقۃ الوحی** کو تالیف کیا ہے۔ اور مَیں آپ لوگوں کو اُس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جسپر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوّل سے آخر تک میری اِس کتاب کو پڑھو اور اِن نشانوں پر غور کرو جو اِس میں لکھے گئے ہیں۔ پھر اگر اپنے مذہب میں اِسکی نظیر پاؤ تو خدا سے ڈر کر اِس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو۔ وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فائدہ دیگا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر مَیں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اِس کتاب حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اُس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر مَیں تیسری مرتبہ اُسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اوّل سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وُہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الہدٰے۔

المشتہر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

ص ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دعوتِ حق

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۝[1]

اِنکو کہدے کہ اگر خُدا کا کوئی فرزند ہوتا تو مَیں سب سے پہلے اُسکی پرستش کرتا۔

یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا۔ تو سب سے پہلے مَیں اسکی پرستش کرتا اور مَیں تمام ملک میں اسکی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ مَیں دُکھ اُٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اُسکی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی مَیں اِس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وُہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرہ اِس سے زیادہ نہیں اور بخدا مَیں وُہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کے ساتھ مَیں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کرسکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وُہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور اُن میں سے تھا جنپر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خُدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا۔

[1] الزخرف: ۸۲

ﷺ میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہی میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کیلئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کیطرف بُلایا وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اسکی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نُور حاصل نہیں ہوگا۔ اور جب میرے خدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے. یہاں تک کہ اُنکو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اِس مُقدّس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو ابتک اُسکی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آجتک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے اور اسکی تصدیق اور تائید کے لئے ہزار ہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اِسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اِسلئے خُدا کی غیرت نے جوش مارا

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود کرکے بھیجا تا کہ مَیں اُسکی نبوّت کے لئے تمام دُنیا میں گواہی دُوں۔ اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اِس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اِس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خدا نے میرے لئے وُہ نشان دکھلائے کہ اگر وُہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دِکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وُہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اس زمانہ کے لوگوں کو مَیں کس سے تشبیہ دُوں وُہ اُس بدقسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں۔ اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں اُن کیلئے روتا ہوں اور وُہ مجھ پر ہنستے ہیں۔ اور مَیں اُنکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں۔ اور وُہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔ خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہُوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وُہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جبتک کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اس کیلئے یہ کام دِکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا لیکن خُدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو اِن نشانوں کے دِکھلانے میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہُوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وُہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا۔ مگر اَب اُس نے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

صفحہ بے ایمانوں کا مُنہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خُدا کی طلب میں لگے ہُوئے ہو۔ مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچّا خدا وُہی ہی جس نے **قرآن** نازل کیا۔ وُہی ہی جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہی۔

اے پادری صاحبان!

مَیں آپ لوگوں کو اُس خُدا کی قسم دیتا ہُوں جس نے مسیح کو بھیجا۔ اور اُس محبّت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو اوّل سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہلِ علم سے نیک نیّتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اِس شرط کے ساتھ طلب کرینگے اور قسم کھائینگے کہ ہم اِس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو مَیں وُہ کتاب مُفت اُنکو بھیجدوں گا۔ اور اگر اس سے تسلّی نہیں ہوگی تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ خُدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُس کا وعدہ ہی کہ مَیں اِس زمانہ پر اپنی حُجّت پُوری کروں گا۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خُدا طالبِ حق کے ساتھ ہو۔ آمین

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور — ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ میگزین پریس قادیان)

صلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا اننا جئناک مظلومین وافرق بیننا وبین القوم الظٰلمین

آمین

اما بعد فاعلموا رحمکم اللہ انی قسمت ھٰذہ الرسالۃ علی قسمین وبوبتھا علی بابین والغرض منہ اتمام الحجۃ علی اھل العناد وکتبتھا بماء الدموع ونار الفؤاد واختتمتھا علی خاتمۃٍ متوکلا علی رب العباد؟

الباب الاول فی الاستفتاء

یا علماء الاسلام، وفقھاء ملۃ خیر الانام، افتونی فی رجلٍ ادعی انہ من اللہ الکریم، وھو یؤمن بکتاب اللہ ورسولہ الرؤف الرحیم، واری اللہ لہ امورًا خارقۃً للعادۃ، واظھر الآیات المنیرۃ وعجائب النصرۃ، وظھر فی زمنٍ ھو من الدین کالعریان، وعلی صدر الاسلام کالسنانِ، وعلماء الوقت کرجلٍ رجلاہ تتخاذلان، وخرج القساقسۃ فیہ کبطل لہ سھمانِ، سھم یذلقونہ لیجرحوا بہ ملۃ الاسلام بالاکاذیب وانواع البھتان واٰخر یفوقونہ لیدخلوا بہ الناس فی اھل الصلبان، وتجدونھم کذئب عاث، اولصٍ ینھب الاثاث، ولیس عندھم الا المنقول، ومالا تقبلہ المعقول، ولیس عماد دینھم الاخشب الکفارۃ، وقد فتح بہ کل باب النفس الامارۃ، فھل اوحش وافحش من ھٰذہ العقیدۃ۔ وابعد من قبول الطبائع السعیدۃ، ثم یسبون دین اللہ وخیر الانام، وھٰذا

؎ قد الحقنا ھٰذہ الرسالۃ بکتابنا حقیقۃ الوحی وجعلناھا لہ ضمیمۃً واشعنا بعضھا علیحدۃً۔

صـ۲ اشدّ المصائب علی الاسلام ۔ والدّین الذی قائم علٰی خشبٍ لاحاجة الٰی تحقیقه ۔ ولا یهدی العقل الٰی تصدیقه ۔ بل تعافه فطرة طیبة وتنفرّ من هٰذا الحدیث ۔ وتطلّق بطلاقٍ ثلٰثٍ مذهب التثلیث ۔ واما صعود عیسٰی ونزوله فهوام یکذّ به العقل وکتاب اللّٰه القراٰن ۔ وما هو الا کتعلّة تُنام بها الصّبیان ۔ اوکا لتماثیل التی تلعب بها الجواری والغلمان ۔ وما قام علیه دلیل وما شهد علیه برهان ۔ فخلاصة الکلام انّ هذا المدعی ظهر فی هذه الایام ۔ عند کثرة الفتن وکثرة البدعات وضعف الاسلام ۔

وَماوُجد فی احواله قبل هٰذا الدعوٰی شیٔ من عادة الکذب والافتراء لا فی زمن الشیب ولا فی زمن الفتاء ۔ وماوجد فی عمله شیٔ یخالف سنّة خیر الانبیاء ۔ بل یؤمن بکلّ ماجاء به الرسول الکریم من الاحکام والانباء وبکلّ ماثبت من نبیّنا سیّد الاتقیاء ۔ وانه من اُساة الهوٰی ۔ وقد اساجُرح الذنوب وداوٰی ۔ وجاء لیُؤسّی بین الورٰی ۔ ویوصل بالامّة الاٰخرة امّا اولٰی ۔ ولو بخیتَ له الاُسٰی ۔ لوجدتَ فیه اُسوة المصطفٰی ۔ یقتدی به فی کلّ سُنن الهُدٰی ۔ وسعَی العدا کلّ السّعْی وسقطوا علیه کالبلاء ۔ وتقصّوا امرہٗ بکل الاستقصاء لیجدُوا فیه نقصًا اویَعْثرُوا علٰی قولٍ منه فیه مخالفة الملّة الغرّاء ۔ وخاضوا فی سوانحه من مقتضی البغض والشحناء ۔ فما وجدوا مع شدّة عداوتهم سبیلاً الی القدح والزری والازدراء ۔ ولا طریق عمل یحمل علی الاغراض والاهواء ۔ وکان فی اوّلِ زمنه مستورًا فی زاویة الخمول لا یُعرف ولا یذکر ۔ ولا یُرجٰی منه ولا یحذرُ و یُنکر علیه ولا یُوقّر ۔ ولا یعدّ فی اشیاءٍ یحدّث بها بین العوام والکُبَراء ۔ بل یظن انه لیس بشیءٍ ویعرض عن ذکرہٖ فی مجالس العقلاء ۔ وبشّرہ ربّه فی ذٰلك الزمن بانّه معه وانه اختارہٗ وانه ادخله فی الاحباء ۔ وانّه

سیرفع ذکرہ ویعلی شانہٗ ویعظّم سُلطانہ فیعرف بین الناس و یذکر فی مس۳۰
مشارق الارض ومغاربھا بالذکر الجمیل والثناء ۔ تشاع عظمتہ فی الارض
بامر ربّ السّماء ۔ ویُعان من حضرۃ الکبریاء ۔ وتأتیہ من کلّ فجٍّ عمیق افواج
بعد افواجٍ ۔ کبحرٍ موّاجٍ حتّٰی یکاد ان یسئم من کثرتہم ویضیق صدرہ من رؤیتہم
ویروعہ مایروع العایل المعیّل عند کثرۃ العیال وحمل الاعباء وقلّۃ المال ۔

ویفارق الناسُ اوطانھم ویُوطِنون قریتہ بما جذب اللّٰہ الیہ جنانھم
فیترکون للقاءہ ملاقاۃ الرفقاء ۔ وتنقد لصحبتہ الاکباد ویرقّ بُرؤیتہ
الفؤاد ۔ ونحفد فی اثرہ العباد بکمال الصدق و الاخلاص والصفاء ۔
و یؤثرون لہ انواع البلاء ۔ ومنھم یکون قومٌ یقال لھم اصحاب الصفّہ ۔
یَسْکُنُون فی بعض حجراتہ کالفقراء ۔ تذوب اھواءھم وتجری قلوبہم کالماء ۔
تریٰ اعینھم تفیض من الدمع بما یعرفون الحق وبما یرون انوار السماء ۔ یقولون
ربّنا انّنا سمعنا منادیًا ینادی للایمان و یبکون لذاذۃ ووجدًا شدیدًا
کالعرفاء ۔ وبما اوجدھم اللّٰہ مطلوبھم یشکرون وتخرّ ارواحھم علٰی حضرۃ
الکبریاء ۔ وکذٰلک تاتی لھٰذا العبد من کلّ طرفٍ تحائف وھدایا و
اموال و انواع الاشیاء ۔ ویعطیہ ربّہ برکۃً عظیمۃ ونفسًا قاھرۃ وجذبًا
شدیدًا کما قُدّر لہ من الابتداء ۔ فتحفد الناس الیٰ بابہ ۔ والملوک یتبرّکون
بثیابہ ویرجع الیٰ حضرتہ طوائف الملوک والامراء ۔

وتقوم اناسٌ من کلّ قومٍ لعداوتہ ۔ ویجاھدون من کلّ الجھۃ
لاجاحتہ ۔ ویمکرون کل المکر لیطفؤا نورہ ۔ ولیکتموا ظھورہ ۔ ولیحقّروا
شانہ ۔ ولیزیفوا برھانہ ۔ اویقتلوہ اویصلّبوہ اوینفوہ من الارض او
یجعلوہ کبنی الغبراء اویجرّوہ الی الحکّام بوشی الکلام وبتلوینہ وتزیینہ

۴۲ بِبعض التہم والافتراء؛ اویؤذوہ بایذاءٍ ھو فوق کل نوع الایذاء؛ فیعصمہ اللّٰہ من مکائدھم بفضل من السّماء؛ ویقلّبُ مکرھم علیھم ویُخزیھم فیرجعون خائبین خاسرین کانّھم لیسوا من الاحیاء؛ ویتم اللّٰہ علیہ ما وعد من النعم والاٰلاءِ؛ ولن یخلف اللّٰہ وعدہ لعبدہ ولا وعیدہ لِلاعداء؛

ذٰلک من انباء اللّٰہ الّتی اُوحی الٰی ھٰذا العبد قبل وقوعھا وھی کُتِبتْ وطُبعتْ واشیعت فی البلاد وفی الادانی والامراء؛ وارسلت الٰی اقوام ودیارٍ وجعل کلّ قوم علیھا کالشھداء؛ وانھا اشیعت فی زمن مضٰی علیہ سِتّ و عشرون سنۃ الٰی زمننا ھٰذا ولم یکن فی ذٰلک الوقت اثر من نتائجھا وما عثر علٰی وقوعھا احد من اھل الاٰراء؛ بل کان کل رجل یستبعد وقوعھا ویضحک علیھا ویحسبھا افتراءً ومن قبیل حدیث النفس بمقتضی الاھواء؛ او من وساوس الشیطان لامن حضرۃ الکبریاء؛ وان ھٰذہ الانباء مرقومۃ فی البراھین الاحمدیّۃ ومندرجۃ فی مواضعھا المتفرقۃ التی ھی من تصانیف ھذا العبد فی اللسان الھندیۃ ومن شکّ فیھا فلیرجع الٰی ذٰلک الکتاب ولیقرأھا بصحۃ النیّۃ ولیتق اللّٰہ ولیفکّر فی عظمۃ ھٰذہ الاخبار وجلالۃ شانھا وعلوّ برھانھا؛ وبُعدھا عن ھٰذا الزمان وبریقھا ولمعانھا وھل لاحد قوّۃ اَنْ ینبئ کمثلھا من دون اِعلام عالم الاشیاء وانّھا انباء کثیرۃ منھا ذکرنا ومنھا لم نذکر وکفٰی ھٰذا القدر للاتقیاء؛ الذین یخافون اللّٰہ واذا وجدوا حقًا وجلت قلوبھم ولا یمرّون علیہ کالاشقیاء؛ ویقولون ربّنا اٰمنّا فاکتبنا فی عبادک المؤمنین وفی الشھداء؛

ثم اعلموا رحمکم اللّٰہ ان زمن ھٰذہ الانباء کان زمنًا لم یکن فیہ اثر من ظھورھا؛ ولا جلوۃ من نورھا۔ ولا باب الٰی مستورھا؛ بل کان الامر امرًا مخفیًّا من الاعین والاٰراء؛ وکان ھٰذا العبد مستورًا فی زاویۃ الاختفاء؛ لا یعرفہ

احد الا قليل من الذين كانوا يعرفون اباه فی الابتداء ، وان شئتم فاسئلوا اهل ص۵
هذه القرية التی تسمّى قاديان واسئلوا من حولها من قرى المسلمين والمشركين
والاعداء ، وفی ذالك الوقت خاطبه الله تعالى وقال انت منّی بمنزلة توحيدی
وتفريدی فحان ان تعان وتعرف بين الناس - يأتون من كل فجّ عميق - يأتيك
من كلّ فجّ عميق - ينصرك رجال نوحی اليهم من السماء ، اذا جاء نصر الله و
انتهى امر الزمان الينا اليس هذا بالحق - ولا تصعّر لخلق الله ولا تسئم من الناس -
ووسّع مكانك للواردين من الاحبّاء ، هذه انباء من الله مضى عليها ستّ وعشرون
سنة الى هذا الوقت من وقت الايحاء ، وان فی ذالك لاٰية للعقلاء ؛

ثم بعد ذالك ايّد الله هذا العبد كما كان وعده بانواع الالاء
والوان النعماء ، فرجع اليه فوج بعد فوج من الطلباء باموال وتحايف
وما يسرّ من الاشياء ، حتّى ضاق عليهم المكان وكاد ان يسئم من كثرة
اللقاء ، هناك تمّ ما قال الله صدقا وحقّا ومن اوفی بوعده من حضرة الكبرياء ،
وما استطاع عدوّ ان يمنع ما اراد الله من النصرة وانزال الالاء ، حتّى حلّ القدر
الذی منعوه - وأُنجز الوعد الذی كذّبوه - وأُعطی ذالك العبد خطاب الخلافة
من السماء ، انّ فی ذالك لاٰية لمن طلب الحق وجاء بترك البخل والشحناء ،
فبيّنوا توجروا ايّها المتفقّهون اهذا فعل الله او تقوّل الانسان ، الذی اجترء
على جناية الافتراء ليحسب من الذين يرسلون ، وهل للمتجنين امان من
تعذيب الله فی هذه الدنيا او هم يعذبون ؛

ثم استفتيكم مرّة ثانية ايّها المتفقهون ، فاتقوا الله وافتونی كرجال
يخافون الله ولا يظلمون ، يا فتيان رجل قال انی من الله ثم باهله المنكرون
لعلهم يغلبون - فاهلكهم الله واخزی وابطل ما كانوا يصنعون ، وان شئتم

فاقرؤا فی ھٰذا الکتاب قصصھم وما منع اللّٰہ بہم الیس ذٰلک حجۃ علی قوم ینکرون[1]۔
واللّٰہ نصرہ فی کلّ موطن وجعلہ غالبًا علٰی اعداءہ وانبأ بہ قبل وقوعہ الیس
ذٰلک اٰیۃ علٰی صدقہ ایھا العاقلون۔ اتجوّز عقولکم ان القدوس الذی لا یرضٰی
الا بالصالحات۔ ولا یقرّب احدًا الا بالحسنات ھو یحب رجلًا فاسقًا مفتریا
و یمھّلہ الٰی عمرٍ ازید من عمر نبیّنا علیہ السلام ویعادی من عاداہ ویوالی من والاہ۔
وینزل لہ اٰیاتٍ ویکرمہ بتائیداتٍ وینصرہ بمعجزات۔ ویخصّہ ببرکات۔ ویظفرہ فی کل
موطن علٰی اعداءہ ویعصمہ من مواضع المضرّات ومواقع المعرّات ویھلک ویخزی
من باھلہ بسخطٍ من عندہ ویجالد لہ فیقتل عدوّہ بسیف من السمٰوٰت۔ مع انہ
یعلم انہ یفتری علی اللّٰہ ثم مع الافتراء یعرض علی الناس تلک المفتریات لیضل
الذین لا یعلمون۔ فما رایکم فی ھٰذا الرجل انصرہ اللّٰہ مع افتراءہ او ھو من
عند اللّٰہ ومن الذین یصدقون وھل ینجوا المتحکمون۔ الذین یقولون اُوحی الینا
وما اوحی الیھم شیءٌ وان ھم الا یکذبون۔

ثم استفتیتکم مرّۃ ثالثۃ ایھا العالمون۔ ان ھٰذا الرجل الذی سمعتم ذکرہ

[1] الذین باھلوا وماتوا بعد المباھلۃ منھم رجل المسمّٰی بالمولوی غلام دستگیر القصوری ومنھم الرجل المسمّٰی بالمولوی چراغ الدین الجمونی ومنھم الرجل المسمّٰی بالمولوی عبدالرحمٰن محی الدین اللکوکی ومنھم الرجل المسمّٰی بالمولوی اسمٰعیل العلی گرھی ومنھم الرجل المسمّٰی بفقیر مرزا الدوالمیالی ومنھم الرجل المسمّٰی بلیکرام الفشاوری وکذٰلک رجال اٰخرون واکثرھم ماتوا وبعضھم رُدّوا الٰی حیٰوۃ الخزی وقطع النسل ومعیشۃ ضنک وقد فصلنا ذکرھم فی کتابنا حقیقۃ الوحی وھٰذا خلاصۃ الذکر لقوم یطلبون۔ ومنھم رجل مات فی ھٰذا الشھر اعنی ذا القعدہ وکان اسمہ سعد اللّٰہ ولٰکن کان بعیدًا من السعادۃ وکنت اخبرت بانہ یموت قبل موتی بالخزی والحرمان۔ ویقطع اللّٰہ نسلہ فکذٰلک مات بالخیبۃ والخسران[2]۔

[2] ھٰذا جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ویکفرون برسلہ بالظلم والعدوان۔ منہ

وذکر ما منّ الله علیه قد اعطاه الله اٰیات اُخرٰی دون ذٰلك لعلّ الناس یعرفون.
منها انّ الشُّهب الثواقب انقضّت له مرّتان، وشهد علٰی صدقه القراٰن؛ اذا انخسفا فی رمضان؛ وقد اخبر به القراٰن؛ اذ ذکرهما فی علامات اٰخر الزمان؛ ثمّ الحدیث فصّل ما کان مجملًا فی الفرقان، وقد انبأ الله بهما هٰذا العبد کما هی مسطورة فی البراهین قبل ظهورها باثنتیان؛ انّ فی ذٰلك لاٰیة لمن کانت له عینان؛ فبیّنوا توجروا اهٰذا فعل الله او تقوّل الانسان؛

ومنها ان الله اخبره بزلازل عظمٰی فی الاٰفاق وفی هٰذه الدیار؛ قبل ظهورها وقبل الاٰثار؛ فسمعتم ما وقع فی هٰذا الملك وفی الاقطار؛ وتعلمون کیف نزلت غیاهب هٰذه الحوادث علٰی نوع الانسان؛ حتّٰی انّ الشمس طلعت علی العمران وغربت وهی خاویة علٰی عروشها؛ وسقطت السقوف علی السّکان ومُلئت البیوت من الموتٰی والاشجان؛ وانتقل المجالس من القصور الی القبور ومن المحافل الی الطبق السافل؛ وظهر انّ هٰذه الحیٰوة لیست الّا کالزّور او کحباب البحور؛ والذین بقوا منهم کوی الجزع قلوبهم؛ وشقت الفجیعة جیوبهم؛ وانهدمت مقاصرهم الّتی کانوا ینافسون فی نزولها. ویتغایرون فی حلولها وما انقطعت سلسلة الزلازل وما ختمت. بل التی یُنتظر وقوعها هی اشدّ ممّا وقعت انّ فی ذٰلك لتبصرة لقوم یتّقون؛ فبیّنوا توجروا ایّها المقسطون؛ اهٰذه اٰیات الله او من امور تنحتها المفتعلون؛ انما المؤمنون رجالٌ اذا نطقوا صدقوا واذا حُکّموا عدلوا ولا یظلمون، والذین یخافون الخلق کخوف الله ویخفون الحقّ کانّ الحق تجدع اٰنافهم او هم یُسجنون؛ اولٰئك اناث فی حلل الرجال وکفرة فی حلل الذین هم یؤمنون؛

ومنها ان الله اخبر هٰذا العبد بظهور **الطاعون** فی هٰذه الدیار؛ بل

فی جمیع الاعطاف والاقطار ۃ وقال الامراض تشاع والنفوس تضاع ۔ فرئیتم افتراس الطاعون کما تفترس السباع وعاینتم کیف صال الطاعون علٰی ھٰذہ البلاد ۃ وشاھدتم کیف کثر المنایا فی العباد والٰی ھٰذا الوقت یصول کما یصول الوحوش ۃ ویجول کل یوم وینوش ۃ وفی کلّ سنۃٍ یُرٰی صورتہ اوحش من سنۃ اولٰی ۃ ثم وقعت علٰی اٰثارہ الزلازل العظمٰی ۃ وتلک الانباء کلھا اُشیعت قبل ظھورھا الی البلاد القصوٰی ۃ انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن یرٰی ۃ واخبرہ اللّٰہ بزلزلۃ اُخریٰ وھی کالقیامۃ الکبریٰ ۃ فلا نعلم ما یظھر اللّٰہ بعدھا انّ فی ذٰلک لمقام خوفٍ لاولی النّھٰی ۃ فبیّنوا توجروا یا فتیان اھٰذا فعل اللّٰہ اوتقوّل الانسان ۃ

وانّ اللّٰہ قدّر المنایا والعطایا لھٰذا الزمان فالذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰٓئک سیعطون من عطایا الرحمان ۃ والذین ما تابوا وما استغفروا وما اٰذاھم الٰی ھٰذا العبد تقوی القلوب خیفۃ ما نزل علی البلدان و علوا علوًّا کبیرا وتمایلوا علٰی دنیاھم کالسکران ۃ اولٰٓئک یذوقون المنایا الکثیرۃ بما کانوا یعتدون فی العصیان ۃ تسقط السماء علٰی رؤسھم وتنشق الارض تحت اقدامھم وتریٰ کل نفس جزاءھا ھناک یتم ما وعد اللّٰہ الدّیّان ۃ

واٰیۃ لہ ان اللّٰہ بشّرہ بانّ الطاعون لا یدخل دارہ ۃ وان الزلازل لا تھلکہ وانصارہ ۃ ویدفع اللّٰہ عن بیتہ شرّھما ولا یخرج سھمھما عن الکنانۃ ولا یرمی ۃ ولا یریش ولا یبری ۃ وکذٰلک وقع بفضل اللّٰہ ربّ العالمین ۃ وانّ ھٰذا العبد ومن معہ یعیشون برحمتہ اٰمنین ۃ لا یسمعون حسیسہ و حفظوا من فزع واَنین ۃ وترون الطاعون کیف یعیث دیارنا ھٰذہ والاقطار والاٰفاق ۃ ویطوف فی السکک والاسواق ۃ وکذٰلک الزلازل لا تستاذن اھل دار ۃ ولا تستفتی

عند اهلاك واضرارٍ۔ وصُبّت مصائبها على ديار ، وقد هلكت نفوس كثيرة بالطاعون
فی قرية هٰذا العبد من يمين الدار ويسارها۔ وصار طعمته كثير من الناس
من قربها وجوارها۔ وما ماتت فی داره فارة فضلًا عن الانسان انّ فی ذٰلك
لاٰية لمن كانت له عينان ، ووالله ان تعدّوا اٰياتٍ نزلت لهٰذا العبد لن
تستطيعوا ان تحصروها وقد صُفّفت له الوان نعم ما راٰها الخلق وما ذاقوها
ان فی ذٰلك لسلطان واضح لقوم يتفكّرون ، الذين لا يسارعون للتكذيب
ويتدبّرون ،

واٰية له ان الله يسمع دُعاءه ولا يضيع بُكاءه وقد كتبنا فی كتابنا حقيقة الوحی
كثيرا من نموذج استجابة الدعوات وما فضل الله عليه عند اقباله على ربه بالتضرعات ص۹۰
فلا حاجة ان نعيدها فليرجع اليها من كان اسيرا فی الشبهات ،

واٰية له ان الله افصح كلماته من لدنه فی العربية مع التزام الحق والحكمة وانه
ليس من العرب وما كان عارفا بلسانهم كما هو حق المعرفة وما تصفّح دواوين الكتب
الادبية وليس من الذين ارضعوا ثدی الفصاحة ومع ذٰلك ما امكن لبشر ان
يبارزه فی هٰذه الملحمة بل ما قربوا من خوف الذلة وهٰذه شربة ما تحسّاها احدٌ
من النّاس۔ بل سقاها ربه فشرب من ايدی ربّ الاناس۔ فاين تذهبون ولا تفكّرون
ولا تتّقون۔ اتقولون شاعرٌ وان الشعراء لا ينطقون الّا بلغو ، وهم فی كل واد يهيمون ،
اراٰيتم شاعرا لا يترك الحق والحقايق ولا يقول الا المعارف والدقايق ولا ينطق الّا
بحكمة ولا يتكلّم الا بنكاتٍ مملوّة من معرفة بل الشعراء يتفوّهون كالذين يهذرون۔
او كالمجانين الذين يهجرون ، وتجدون هٰذا الكلام مملوًّا من النكات الروحانية و
المعارف الربّانية مع انّه الطف صنعًا وارقّ نسجًا واشرف لفظًا ولا تجدون فيه
شيئًا هو خارج من المقصد ما لكم لا تفكّرون ، والله انه ظلّ فصاحة القرآن ليكون

اٰیۃً لقوم یتدبّرون ۔ اتقولون سارق فاتوا بصفحات مسروقۃ کمثلھا فی التزام الحق والحکمۃ ان کنتم تصدقون ۔ وھل من ادیب فیکم یاتی بمثل ما اٰتاھا وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا انھا اٰیۃ کمثل اٰیاتٍ اُخریٰ لقوم ینظرون ۔

فخلاصۃ الکلام ان اللّٰہ انزل لھٰذا العبد کلّ اٰیۃ ونصرہ بکلّ نصرۃٍ وجمع فیہ کل ما ھو من علامات الصادقین ۔ وامارات المرسلین ادّبہ فاحسن تادیبہ بمکارم الاخلاق وتوفیق الصّالحات ووضعہ تحت سننہ الّتی جرت لجمیع الانبیاء ۔ فمن صال علیہ فقد صال علیٰ جمیعھم وعلیٰ کلّ من جاء من حضرۃ الکبریاء ثم مع ذٰلک وھب لہ اللّٰہ وثوقًا بعصمتہ لدی الاھوال ۔ واستقامۃ وتثبّتا فی جمیع الاحوال ونصرۃ عند مکر الماکرین ۔ ودفع عنہ شرّ اھل الشرّ وضرّ اھل الضرّ وکرّ اھل الکرّ صـ۱ ورزقہ الفرج بعد الشدّۃ ۔ والظل بعد الحرّ ففکروا یا معشر المتقین ۔ ھل یجوّز العقل ان یُنعم الربّ القدّوس بھٰذہ الانعامات ویؤیّد بھٰذہ التائیدات رجلًا یعلم انہ من المفترین وھل یوجد فیہ نصّ اوقول ربّ العالمین وھل تجدون نظیرہ فی العالمین ۔

وھل یجزم العقل باجتماع ھٰذہ الامور کلّھا فی کذّاب یتقوّل علی اللّٰہ فی الصباح والمساء ولا یتوب من افتراءہ بترک الحیاء ۔ ثم یمھّلہ اللّٰہ ستًّا وعشرین سنۃ ویظھرہ علیٰ غیبہ وینصرہ من کلّ جھۃ وفی کلّ مباھلۃ علی الاعداء ۔ کلا بل ھی کلمۃ لا یومن قایلھا باحکام الحاکمین ۔ اَلَا انّ لعنۃ اللّٰہ علیٰ قوم یفترون علی اللّٰہ و علی الذین یکذّبون رسل اللّٰہ وقد رأوا اٰیات صدقھم ثم کفروا بما رأوا وھم یعلمون ۔ اَلَا یرون انّ الکاذب لا یُنصر کالصادق ولو نُصر لاشتبہ الامر واختلط الحق بالباطل ولا یبق الفرق بین الذین یُوحیٰ الیھم من اللّٰہ وبین الذین ھم یفترون ۔ اَلَا لعنۃ اللّٰہ علیٰ من افتریٰ علی اللّٰہ اوکذّب الصادقین وکل من کذب الصادق اوافتریٰ جمعھم اللّٰہ

فی نارٍ اعدّت لہم ولیسوا منہا بخارجین۔ قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین۔ قالوا لبثنا یومًا او بعض یوم فاسئل العادّین۔ قال ان لبثتم الّا قلیلاً لو انّکم کنتم تعلمون۔ وقال المکذّبون ما لنا لا نرٰی رجالاً کنّا نعدّھم من الاشرار۔ ونعدّھم من المفترین۔ فیومئذ یخبرھم اللّٰہ بانّھم فی الجنّۃ وانّکم فی السعیر خالدین۔ ھناک یصدّقون رُسُل اللّٰہ تحت انیاب جہنّم فیا حسرۃً علی المکذّبین۔ واذا قیل لھم تعالوا الٰی کتاب اللّٰہ یفتح بیننا وبینکم قالوا بل نتبع کبراء نا الاوّلین۔ وترکوا صحف اللّٰہ وراء ظھورھم وترٰھم علٰی غیرھا عاکفین۔ یفرّون من الذین ارسل الیھم وھو الحکم من اللّٰہ واللّٰہ یشھد علٰی صدقہٖ وھو خیر الشاھدین۔ وقد جاء علٰی **رأس المائۃ** وانزل اللّٰہ لہ اٰیاتٍ تشفی العلیل وتقصر القال والقیل ولا تنفع الاٰیات قومًا معتدین۔ صلى الله عليه وسلم

وانّہ جاء فی وقت الضرورۃ وعند مصیبۃٍ صُبّت علی الاسلام من ایدی الکفرۃ وعند الکسوفین الموعودین فی رمضان یا اھل الفطنۃ ودعا الی الحق علٰی وجہ البصیرۃ و اُیّد بکلّ ما یؤیّد بہ اھل الاجتباء والخُلّۃ واقتضی الزمان ان یجیءَ ویبکت الکفار ویھدم ما عمروہ۔ فھو یدعو الزمان و الزمان یدعوہ۔ ثم الذین اعتدوا یمرون منکرین ویشحذون الٰی تحقیرہٖ الحرص وینظرون الیہ مستھزئین۔ ھو **المسیح الموعود** وھو کاسر الصّلیب ببیّناتٍ من الھُدٰی۔ کما کان الصلیب کاسر مسیح خلا۔ فالاٰن وقت الظھیرۃ لاشعۃ الاسلام۔ واتی المسیح الموعود مجدّدًا بامر اللّٰہ العلام۔ لیظھر اللّٰہ ضیاءہ التام علی الانام بعد الظلام۔ وقد ظھر صدقہ کالبحر اذا ماج۔ والسیل اذا ھاج۔ وکانت ھٰذہ الخطّۃ مقدّرًا لہ فی اٰخر الزمان من اللّٰہ الرحمان۔ فظھر کما قدر ذو الامتنان۔ وانہ نظر الی البلاد

الهندیة فوجدها مستحقة لمقرّ هٰذه الخلافة لانّها کانت مهبط الآدم[1] الاوّل فی بدء الخلیقة ؛ فبعث الله آدم اٰخر الزمان فی تلک الارض اظهارًا للمناسبة لیوصل الاٰخر بالاوّل ویتم دائرة الدعوة کما هو کان مقتضی الحق والحکمة ؛ فالاٰن استدار الزمان علیٰ هیئته کما اشار الیه خیر البریة ؛ ووصلت نقطته الاُخریٰ۔ بنقطته الاولیٰ فی هٰذه الارض المبارکة وطلعت الشمس من المشرق وکذٰلک کان مکتوبًا فی صحف الله المقدسة لیطمئن بها قوم کانوا لا یرقأ دمعهم عند رؤیة الظلمة۔ فظهرت المسرة فی وجناتهم وهم بها یفرحون ؛ واماط الله شوک الشبهات من طریقهم فهم بالسکینة یسلکون۔ ونقلوا من الفلاة الی الجنّات وخرجوا من الغار

۱۲ المظلم الیٰ انوار ربّ الکائنات فاذا هم یبصرون ؛ وجاؤا من الموامی الیٰ حصن الربّ الحامی واُشعِلت فی قلوبهم مَصَابیح الایمان ودخلوا فی حمی امین لا تقربه ذراری الشیطان ؛ واما الذین یحبّون الحیٰوة الدّنیا فطُبع علیٰ قلوبهم فهم لا یفقهون ؛ واردف اللّیل لهم اذنابه ؛ ومدّ الظلام اطنابه فهم فی دُجاهم یعمهون ؛

ثم اسئلکم مرّة اُخریٰ ایّها الفتیان لتتمّ الحجّة علیٰ من انکر الحق او ینال ثوابه من نطق بالحق وحفظ التقویٰ والایمان ؛ وما تبع سبل الشیطان۔ افتونی فی رجل قال انی مرسل من الله وهو کل یوم

---

[1] انا عرّفنا آدم هٰهنا باللام فانه اُستعمل کالنکرة فی هٰذا المقام وهو لیس عندی من الالفاظ العبریة۔ نعم یمکن توارد اللغتین وهو کثیر فی تلک اللسان العربیة وقد بیّنا فی کتابنا منن الرحمٰن ان العربیّة اُمّ الالسنة وکل لسان خرج منه عند مرور الزمانِ۔ منہ

من اللّٰہ یعان، ویکرم ولا یھان، ویکون معہ ربّہ فی جمیع مناھجہ و یعجل لہ قضاء حوائجہ ویجعل برکۃً فی رزقہ وعمرہ وجماعتہ و زمرہ۔ ویجعل لہ نصرۃ وقبولاً فی الخلق باضعاف مایظن فی بدء امرہ و یرفع ذکرہ وینشرہ الی اطراف الدّنیا واکنافھا واقطار الدیار واعطافھا ویُعلی شانہ ویعظم سلطانہ ویرزقہ فتحاً مبیناً فی کلّ موطن ویجری محامدہ علی السن وعند الشدائد یستجیب دعاءہ۔ ویخزی اعداءہ ویتم علیہ نعماءہ حتی یحسد علیھا ویھلک من باھلہ ویھین من اھانہ وینشر ذکرہ الجمیل؛ ویعیذہ من کل خزی ویبرءہ من کل ما قیل؛ وینصرہ نصرًا عجیبًا فی کل مقام ویُطھّرہ مما قال فیہ بعض لئام؛

ویشھد علی صدقہ باٰیات لا تُعطی الا للصدیقین، وتائیدات لا توھب الّا للصادقین؛ ویجعل برکۃ فی عمرہ وانفاسہ وکلماتہ ودلائلہ واٰیاتہ؛ فتھوی الیہ نفوس کثیرۃ بملفوظاتہ وتوجھاتہ؛ ویُحببہ الی عبادہ الصالحین؛ ویجمع علیہ افواجًا من المخلصین؛ ویظھرہ کزرع اخرج شطأہ ولیس معہ فرد من الناس، ثم یجعلہ کدوحۃٍ عظیمۃ تاوی الی ظلّھا وثمراتھا کثیر من الاناس؛ ۱۳۰

ویحیی بہ ارض القلوب فتصبح مخضرّۃ؛ ویُنضِر الوجوہ ببرھانہ فتکون مُحمرّۃ؛ ویَفتح بہ عیونًا عمیًا واٰذانًا صمًا وقلوبًا غُلفًا وکذالک رأیتم بافتیان ورأیتم بعض افراد جماعتی کیف اروا تثبتًا فوق العادۃ حتّی انّ بعضھم قُتلوا ورُجموا لھٰذہ السلسلۃ نقضوا نحبھم بالصدق والایمان وشربوا شربۃ الشھادۃ کصھباء صافیۃ وماتوا کالسّکران انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن کانت لہ عینان وواللّٰہ ان ھٰذا العبد قد راٰی من عنفوان شبیبتہ الی ھٰذا الاٰن انواع

مواهب الرحمان واذا تأخرت عنه نعمة نزلت عليه اخرى واذا اصابه من عدوّ نوع معرّة فرّجها الله عنه كلّ مرّة ونال فتحًا فى كلّ باسٍ۔ حتّٰى انتهى الى وقت ادركه عون الله وحصحص الحقّ ورفع الالتباس۔ ورجع اليه افواج من الناس ۞ والذين قالوا من اين لك ذٰلك ارٰىهم الله انه من عنده والذين ارادوا خزيه اراهم الله خزيًا وتبابًا ووضع عليهم الفاس ۞ فضربوا من ايدى الله كلما رفعوا الراس ۞ ذٰلك لتكون لهم قلوب يعقلون بها واذان يسمعون بها ولعلّهم يستيقظون او تحدّ الحواس ۞ وكاين منهم باهلوا فضربت عليهم الذلّة او أُهلكوا وقطع نسلهم ليوقظهم الله من النعاس ۞

ودافع الله عن عبده كلما مكروا ولو كان مكرهم يزيل الجبالٰ ۞ وانزل علىٰ كلّ مكّارٍ شيئًا من النكال ۞ وكلّ من دعا علىٰ عبده ردّ عليه دعاءه وما دعاء الكافرين الّا فى ضلال ۞ واهلك اكابرهم عند المباهلة متعطفًا على الضعفة حميمًا بالذين لا يعلمون حقيقة الحال ۞ وكذالك دفع الشرّ وقضى الامر فما بقى احد من الذين كان لهم للمباهلة مجال ۞ وارٰىهم الله ايات ما ارىٰ اٰباءهم
۱۳ لتستبين سبل المجرمين وليفرّق الله بين المهتدى والضال ۞ وابطل الله دعاوى علمهم وورعهم ونسكهم وعبادتهم وتقوٰىهم وارى الخلق ما ستروا من الاعمال ونزع ثيابهم عنهم فظهر الهزال ۞

والذين خافوا الله ووجلت قلوبهم امنهم الله فعصموا من الوبال ۞ وكم من معتدٍ جرّ هٰذا العبد الى الحكّام ليسجن او يصلب او ينفىٰ من الارض فتعلمون ما صنع الله فى ذٰلك الباس فى اٰخر الامر والمآل ۞ وكلّ ما ذكرنا من نعم الله واحسانه على هٰذا العبد عند الشدائد اشيع كلها قبل ظهور تلك النعم باعلام الله ذى الجلال ۞ فهل تعلمون تحت السماء نظيره فى

المفترین فأتوا به واتركوا القيل والقال ؛ وان الناس قد ظلموه كل ظلم وجاروا عليه واحاطوه كالجبال ؛ فاتاه ظفر مبين من عند الله فجعل العالى سافلا ؛ وقُلّب عليهم ما رموا فاصاب القحف والقذال ؛ وارى نصرة على وجه الكمال ؛ وجاء زمع الناس لينصرا عداءه بشدّ الرجال ؛ فهزموا بامر الله وكانت كلمة الله هى العُليا وضل عنهم ما كان عليه الاتكال ؛ ورزق عبده ظفراً ونصراً وفتحاً فى سائر الاشياء وسائر الجهات وسائر الاحوال ؛ ورزق بهاءً اوهيبةً من ربه الفعّال ؛ ولو ترىٰ افواجًا مبايعين نشروا فى الارض وما جمع الله لعبده من افواج يريدون مرضات الله وما يأتيه من التحائف والاموال من ديار قريبة و بعيدة لقلت ما هٰذا الا فضلٌ من الله وتائيد ونُصرة واكرام واجلال ؛

ثم كفر به الناس مع رؤيه هٰذه التائيدات والأيات ومكروا كلّ مكرٍ ليصيبه بعض المكروهات فتلقاه الله بسلام وعصمة من كلّ شرير دجالٍ ؛ ومن كلّ من بارز للحرب والنضال ؛ كلّ ما ارادوا تكدّر عيشة بدّل الله همومه بالمسرّات ؛ وطابت حياته ازيد من الاوّل بحكم الله واهب العطيات وارادوا ان ينشر معايبه فأُثنِيَ عليه بالمحاسن والحسنات ؛ وارادوا له معيشة ضنكاً فاتاه من كُلّ طرف هدايا وتحائف والاموال التى تساقط عليه كالثمرات ؛ وتمنّوا ان يّروا ذلّته وخزيه فاكرمه الله اكراماً عجبًا وزاد الدرجات ؛ والعجب كُلّ العجب انهم يسبّون ويشتمون وهم من الحقيقة غافلون ؛ واذا قيل لهم اٰمنوا كما اٰمن الناس قالوا انؤمن كما اٰمن السفهاء الا انهم السفهاء ولٰكن لا يشعرون ؛ لا يفكّرون فى فعل الله و فيما عامل بعبده اهٰذا جزاء الذين هم يفترون ـ ان الذين يفترون لُعنوا فى الدّنيا والأخرة ۔ وهم لا ينصرون ؛ ما لهم حظّ من الدنيا الا قليل ثم

ص۱۵

یموتون برجز من اللّٰہ تاخذھم من فوقھم ومن تحت ارجلھم ومن یمینھم ویسارھم ویوفّٰی لھم ما کانوا یعملون ۞ وما أُرسل نبی صادق الا اخزی بہ اللّٰہ قومًا لا یؤمنون ۞ یتربّصون بہ المنونؕ۔ ولا یُھلک الا الھالکون ۞

ایھلک اللّٰہ بحیلھم ودعواتھم رجلا یعلم انہ صادق بل ھم قوم عمون ۞ فما تقولون فی ھٰذا العبد وفی اعدائہ ایّھا المنصفون ۞ ارئیتم مفتریا علی اللّٰہ اذا باھل مؤمنًا نصرہ اللّٰہ علی المؤمن ومزّق من خالفہ و باھلہ بیّنوا توجروا ایّھا العاقلون ۞ ارءیتم عبدًا افتری علی اللّٰہ ثمّ کان اللّٰہ لہ وکلما أُعدّ لہ بلاء فرّج اللّٰہ عنہ وکلما نُسج لہ کید مزق اللّٰہ ذٰلک الکید وفتح علیہ ابواب الفضل وابواب الرحمۃ وابواب الرزق وانعم علیہ کما ینعم المرسلون ۞ وفتح علیہ ابواب کل خیرٍ وبرکۃ وحفظ عزتہ ونفسہ من الاعداء و برّءہ بآیاتہ وشھاداتہ ممّا یقولون ۞ وحفظ من العدا وسطا بکلّ من سطا ومن عاداہ نزل لحربہ ونصر عبدہ کما ینصر المخلصون ۞ ایّھا الفتیان افتونی فی ھٰذا واروِنی مفتریا انعم اللّٰہ علیہ کمثل ھٰذا العبد وتفضّل علیہ کمثلہ واتقوا اللّٰہ الذی الیہ ترجعون ۞ ملا

ثم استفتی منکم ایّھا العلماء والفضلاء ۞ فلا تقولوا الا حقًّا واتقوا اللّٰہ الذی بیدہ الجزاء ۞ وتعلمون انّ الصّالحین لا یکذبون ولا یکون من عادتھم الاخفاء ۞ ولا یُخفی حقًّا الا الذی خُتم علیہ الشقاء ۞

ایھا الفتیان وفقھاء الزمان وعلماء الدھر وفضلاء

البُلدان ۞ افتونی فی رجل قال انہ من اللّٰہ وظھرت لہ حمایۃ اللّٰہ کشمس الضُّحٰی ۞ وتجلّت انوار صدقہ کبدر الدجٰی ۞ **واری اللّٰہ لہ** اٰیات باھرات وقام لنصرتہ فی کلّ امر قضٰی ۞ واستجاب دعواتہ فی الاحباب

وفی العدا۔ ولا یقول ھٰذا العبد الا ما قال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولا یُخرج قدمًا من الھدیٰ۔ و یقول ان اللّٰہ سمّانی نبیًّا بوحیہ وکذٰلک سُمّیتُ من قبل علٰی لسان رسولنا المصطفٰی[1]۔ ولیس مُرادہ من النبوۃ الاکثرۃ مکالمۃ اللّٰہ وکثرۃ انباءٍ من اللّٰہ وکثرۃ ما یُوحیٰ۔ ویقول ما نعنی من النبوۃ ما یُعنیٰ فی الصحف الاُولیٰ۔ بل ھی درجۃ لا تُعطیٰ الا من اتباع نبیّنا خیر الوریٰ۔ وکلّ من حصلت لہ ھٰذہ الدرجۃ یکلّم اللّٰہ ذٰلک الرجل بکلام اکثر واجلٰی۔ والشریعۃ تبقی بحالھا لا ینقص منھا حُکمٌ ولا تزید ھُدیٰ ص۱۱ ویقول انی احد من الاُمّۃ النبویّہ ثم مع ذٰلک سمّانی اللّٰہ نبیًّا تحت فیض النبوۃ المحمّدیّۃ۔ واوحیٰ الیّ ما اوحیٰ۔ فلیست نبوّتی الا نبوّتہ۔ ولیس فی جُبّتی الا انوارہ واشعتہ۔ ولولاہ لما کنت شیئًا یذکر او یسمّٰی۔ وان النبیّ یُعرف باضافتہ فکیف نبیّنا الذی ھو افضل الانبیاء وازیدھم فی الفیض وارفعھم فی الدرجۃ واعلٰی۔ وایّ شیٔ دین لا یضیٔ قلبًا نورہ۔ ولا یسکّن الغلیل وجورہ۔ ولا یتغلغل فی الصّد ور صدورہ۔ ولا یُثنیٰ علیہ بوصف یتم الحجّۃ

[1] الحاشیہ۔ وان قال قائل کیف یکون نبیٌّ من ھٰذہ الاُمّۃ وقد ختم اللّٰہ علی النبوّۃ۔ فالجواب۔ انہ عزّ وجل ما سمّٰی ھٰذا الرجل نبیًّا الا لاثبات کمال نبوۃ سیّدنا خیر البریّۃ فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الاُمّۃ ومن دون ذٰلک ادّعاءٌ محض لا دلیل علیہ عند اھل الفطنۃ ولا معنی لختم النبوۃ علٰی فردٍ من غیر ان تختتم کمالات النبوۃ علٰی ذٰلک الفرد ومن الکمالات العظمٰی کمال النبی فی الافاضۃ وھو لا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامۃ ثم مع ذٰلک ذکرتُ غیر مرۃٍ ان اللّٰہ ما اراد من نبوّتی الاکثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلّم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعًا لفظیًّا فلا تستعجلوا یا اھل العقل والفطنۃ ولعنۃ اللّٰہ علٰی من ادعیٰ خلاف ذٰلک مثقال ذرّۃٍ ومعھا لعنۃ الناس والملائکۃ۔ منہ

ظهوره۔ وایّ شیءٍ دین لا یمیز المؤمن الذی کفر و ابیٰ۔ ومن دخله یکون کمثل من خرج منه والفرق بینهما لا یُریٰ۔ وایّ شیءٍ دین لا یمیت حیًّا من هواه ولا یُحیی بحیٰوۃٍ اُخریٰ۔ ومن کان للّٰہ کان اللّٰہ له کذالک خلت سُنّته فی اُممٍ اُولیٰ۔ والنبیّ الذی لیس فیه صفة الافاضة لا یقوم دلیلٌ علیٰ صدقه ولا یعرفه من اتیٰ۔ ولیس مثله الا کمثل راعٍ لا یهشّ علی غنمه ولا یسقی و یبعدها عن الماء والمرعیٰ۔ وتعلمون انّ دیننا دینٌ حیٌّ ونبیّنا یُحیی الموْتیٰ۔ وانّه جاء کصیّبٍ من السماء ببرکات عظمیٰ۔ ولیس لدینٍ ان ینافس معه بهٰذه الصفات العُلیا۔ ولا یحطّ عن انسان ثقل حجابه ولا یوصل الیٰ قصر اللّٰہ و بابه الاهٰذا الدّین الاجلیٰ۔ ومن شکّ فی هٰذه فلیس هو الّا اعمیٰ۔ وقد اخترط الناس سیوفهم علیٰ هٰذا العبد من غِمْدٍ واحد فتجالدهم ربّ الوریٰ۔ فقطّ بعضهم واخزیٰ بعضهم ومهّل بعضهم تحت وعیده الیٰ یومٍ قدّر وقضیٰ۔ وانّهم آلوان لا یعاملوا به الّا ظلمًا وزورًا وتحامت زمرهم عن طرق التقویٰ۔ وبُعدوا عن منهج الحق کانّ اسدًا یفترس فیه او یلدغ ثعبان او تعنّ آفة اُخریٰ۔

۱۸ ودّوا ان یقتل هٰذا العبد او یسجن او ینفی من الارض لیقولوا بعدهٗ انه کان کاذبا فاهلکه اللّٰہ واردیٰ۔ او اهان واخزیٰ۔ فنصره اللّٰہ نصرًا بعد نصرٍ من الارض والسمٰوات العُلیٰ۔ واستفتح فخاب کل من استعلیٰ۔ ورزقه اللّٰہ الابتهال والاقبال۔ علیه عند کلّ مصیبة فاستجاب اذا دعا۔ وجعل اثرًا فی دعوته ومن دعا علیه فقد هویٰ۔ فطعن کثیر من الناس بدعوته فذاقوا موتًا اَدْهیٰ۔ وقد کانوا یتمنّون یوم مَنیّة و یقولون اخبرنا اللّٰہ بموته واوحیٰ۔ انّ فی ذالک لاٰیة لاولی النّهیٰ۔ وجعل اللّٰہ داره حرمًا امنًا من دخلها حُفظ من الطاعون

وما مسّه شئٌ من الاذٰی۔ ویتخطّف الناس من حولها ان فی ذٰلک یریٰ ید القدرۃ
من کان له عین تری۔ واعطاه اعمالا صالحات مع ثمراتها لنفع الابرار۔ کانّها جنات
تجری من تحتها الانهار۔ ووضع له تبولا فی الارض فیسعٰی الیه الخلق فی اللیل
والنهار۔ وجذب الله الیه کثیرًا من اولی الابصار۔ الذین لهم نفوس مطهرۃ
وطبائع سعیدۃ وقلوبٌ صافیۃ وصدور منشرحۃٌ کالبحار۔ وجعل بینهم مودّۃ
ورحمۃً۔ واخرج من صدورهم کل رعونۃ واستکبار۔ وانبأه به فی وقتٍ لم یکن
فیه هٰذا العبد شیئًا مذکورًا۔ وکانت هٰذه النصرۃ سرًّا مستورا۔ واعطاه عصا
صدق یجزی بها العدا۔ فتلقفت ما صنعوا من حیّات کید نحتوه بالنجویٰ و
وعدانه یهین من اراد اهانته فادرک الهوان من اهان واستعلیٰ۔ انهم کانوا یکذّبون
من غیر علم وقلوبهم فی غمرۃ من اهواء الدّنیا۔ وکانوا ینظرون الی سلسلۃ الله
مغاضبًا ویُؤذون عباد الله بحدیث یفتریٰ۔ ولا یدخلون دار الحق بل یمنعون
من یرید ان یدخلها ولا یابیٰ۔ فغضب الله علیهم وقطّع لهم ثیابًا من النّار۔ وسعّر
علیهم سعیر الحسرات فلم یملکوا صبرًا ولم یدفعوا عنهم اُوار الاضطرار۔ وما کان
لهم ملجأٌ من سخط الله ولا من ینجّی من البوار۔ ولو نظروا ذات الیمین وذات
الیسار۔ فکان مآلهم الخسران والخسار۔ والذّل والصغار۔ وطاشت ص۱۹
سهامهم التی رمَوا الی هٰذا العبد وحفظه الله من شرّهم وادخله فی حمی
الامن ودار القرار۔ وقد نفضوا الکنائن لیردّوا القدر الکائن وارادوا ان
یُطفؤا بافواههم ما نزل من الانوار۔ وسقطوا کصخرۃ علیه وودّوا لو تسوّی
به الارض او تخرّ علیه الجبال لئلا یبقٰی من الاٰثار۔ فنصره الله نصرًا عزیزًا
من عنده لیجعل الله ذٰلک حسرۃً علیهم وان الله لا یجعل علی المؤمنین
سبیلًا للکفّار۔ وما ادرأوا عن انفسهم ما انبأه الله فیهم من سُوء الاقدار۔

وبشّر الله هٰذا العبد المامور بانه یکون فی امانه وحرزه ولا یضرّه من عاداه من الاشرار، ویعیش تحت فضل الله الغفار، فکذٰلک عصمه الله تحت حمایته ورحّب به فی حضرته وصار علٰی عداه کالسّیف البتّار، واعانه فی کلّ موطنٍ کالرفیق، ونقله الی السّعة من الضیق وجعل له الارض کوادٍ خضرٍ او روضٍ مملوّةٍ من الثمار، ووضع البرکة فی انفاسه وطهّره من ادناسه واوصل الی الاقطار ضوء نبراسه، فرجع الیه کثیر من الابرار، وهجروا اوطانهم فی الله تعالٰی واوطنوا قریته طمعًا فی رحمة الله الغفّار، فاشتعل العدا حسدًا من عند انفسهم ومکروا کل مکرٍ فما کان مکرهم الّا کالغبار، واخرجوا من کل کنانةٍ سهمًا فما کان سهمهم من الله الّا التبار، واجمعوا له ورموا من قوسٍ واحدٍ فانقلب بفضل من الله وزادت عزّته فی الدیار، وکذٰلک نصر الله عبده وصدق وعده وهیّأ له من لّدنه کثیرًا من الانصار، وبشّره بانّه یعصمه من ایدی العدا، ویسطو بکلّ من سطا وکذٰلک انجز وعده وحفظه من کلّ نوع الضرار،

وجعله مصطفًی مُبرءًا من کلّ دنسٍ وزکّی، وقرّبه نجیًّا واوحی الیه ما اوحٰی، وعلّمه من لدنه طریق الرُّشد والهدٰی، وجمع له کلّ اٰیة من الارض والسّمٰوات العُلٰی، وکفّ عنه شرّ اعدائه واسّس کلّ امره علی التقوٰی، واصلح شئونه بعد تشتت شملها واوصل سهمه الٰی ما رمٰی، وجعل الدُّنیا کامةٍ له تأتیه من غیر شحٍّ وهوٰی، وفتح علیه ابواب کلّ نعمة واوٰی وربّٰی، وعلّمه من لّدُنه واعثره علی المعارف العُلیا، وقد جاءکم علٰی وقت مسمّٰی، فما تقولون فی هٰذا الرجل هل هو صادق او کاذب ومن این منبت هٰذا الفضل اعطاه الله ما اعطٰی ام الشیطان قادرٌ علٰی هٰذه الامور العظمٰی۔ بیّنوا توجروا واتقوا یوم الفصل الذی یُظهر ما یخفٰی، ص۲۰

الباب الثانی

اسمعوا یا سادۃ. ھداکم اللّٰہ الیٰ طُرق السعادۃ. انی انا المُستفتی وانا المدعی. وما اتکلّم بحجاب بل انا علیٰ بصیرۃ من ربّ وھاب. بعثنی اللّٰہ علیٰ راس المائۃ لاجدّد الدین وانوّر وجہ الملّۃ واکسر الصلیب واُطفیٔ نار النصرانیۃ واقیم سنۃ خیر البریّۃ. ولاصلح ما فسد. واروّج ما کسد. وانا المسیح الموعود والمھدی المعھود. منّ اللّٰہ علیّ بالوحی والالہام وکلّمنی کما کلّم برسلہ الکرام. وشھد علیٰ صدقی بآیات تشاھدونھا واریٰ وجھی بانوار تعرفونھا. ولا اقول لکم ان تقبلونی من غیر برھانٍ وآمنوا بی من غیر سلطان بل انادی بینکم ان تقوموا للّٰہ مقسطین. ثم انظروا الیٰ ما انزل اللّٰہ لی من الآیات والبراھین. والشھادات فان لم تجدوا آیاتی کمثل ما جرت عادۃ اللّٰہ فی الصادقین وخلت سُنتہ فی النبیین الاولین فردونی ولا تقبلونی یا معشر المنکرین وان رأیتم آیاتی کآیات خلت فی السابقین فمن مقتضی الایمان ان تقبلونی ولا تمرّوا علیھا معرضین. اتعجبون من رحمۃ اللّٰہ وقد جاءت ایامھا. وترون الملّۃ ذاب لحمھا وظھرت عظامھا وکثّر اعداءُھا وحقّر خدامھا. ما لکم ترون آی اللّٰہ ثم تُنکرون. وترون شمس الحق امام اعینکم ثم لا تستیقنون. ایھا الناس تمّت علیکم حُجّۃ اللّٰہ فالیٰ ما تفرّون. وان آیاتہ من کلّ جھۃٍ ظھرت. والاسلام نزل فی غار الغربۃ واوامرہ تعطلت. وکلّ آفۃٍ علیہ نزلت. وکُلّ مصیبۃ کشّرت لہ انیابھا. وکُلّ نحوسۃٍ فتح علیہ بابھا. والالف السادس الذی وُعد فیہ ظھور المسیح قد انقضیٰ. فما زعمکم أ اخلف اللّٰہ وعدہ او ونیٰ؟ ص٢١

الا ترون کیف اتفقت الامم علی خلاف ھٰذہ الملّۃ۔ وصالوا علیہ متّفقین کسباع
تخرج من الاجمۃ الواحدۃ۔ وبقی الاسلام کوحیدٍ طریدٍ۔ وصار غرضَ کلّ مَریدٍ۔
وللاغیار عیدًا وقمرنا ذو القعدۃ۔ قعدنا کالمنھزمین من الکفرۃ بکمال الخوف والرعدۃ۔
وھم یُطعنون فی دیننا ولا کطعن الصّعدۃ (نیزہ)۔ فعند ذٰلک بعثنی ربّی علی رأس المائۃ۔
اتزعمون انہ ارسلنی من غیر الضرورۃ۔ وواللّٰہ انّی اریٰ انّ الضرورۃ قد
زادت من زمانٍ سبق۔ وولّی الاقبال کغلامٍ ابق۔ وکان الاسلام کرجل
لطیف البُنْیۃ ملیح الحلیۃ۔ والاٰن تریٰ علیٰ وجھہ سواد البدعات۔ وقروح
المحدثات ونقل الی الغثّ سمینہ۔ والی الکدر معینہ۔ والی الظلمات نورہ۔
والی الاخربۃ قصورہ۔ وصار کدارٍ لیس فیھا اھلھا۔ اوکرقبۃ مشارٍ ما بقی فیھا
الا نحلھا۔ فکیف تظنّون انّ اللّٰہ ما ارسل مجدّدًا فی ھٰذا الزمان وکان وقتَ
نزول المائدۃ لا وقت رفع الخوان۔ وکیف تزعمون انّ اللّٰہ الکریم عند ازدحام ھٰذہ البدع
وسیل السیّئاتِ۔ ما اراد اصلاح الخلق بل سلّط علی المسلمین دجّالًا منھم
لیھلکھم بسمّ الضلالات۔ اکان دجل النصاری قلیلًا غیر تامٍ فی الاضلال۔ فکمّلہ ص۲۲
اللّٰہ بھٰذا الدجال۔ فواللّٰہ لیس ھٰذا الرأی من عین العقول والابصار۔ بل ھو صوت
انکر من صوت الحمار۔ واضعف من رَجع الحوار۔ ثمّ مع ذٰلک کیف نزلت الاٰیات
تتریٰ لتائید رجل یعلمہ اللّٰہ انہ من المفترین۔ الیس فیکم شیءٌ من تقوی القلوب
یا معشر المنکرین۔ ما کان لعبد ان یفتری علی اللّٰہ ثم ینصرہ اللّٰہ کالمقبولین۔ فان
من ھٰذا یُرفع الامان ویشتبہ الامر ویتزلزل الایمان وفیہ بلاء الطالبین۔ اتزعمون
ان رجلا یفتری علی اللّٰہ کل لیلٍ ونھارٍ واٰصالٍ وابکارٍ ویقول یُوحیٰ الیّ وما
اوحی الیہ شیءٌ ثم ینصرہ ربہ کما ینصر الصادقین۔ اھٰذا امر یقبلہ العقل
السلیم ما لکم لا تفکّرون کالمتفکرین۔ ابقیت لکم دجّالون واین المجدّدون

و المصلحون۔ وقد اکل الدّین دود الکفر الا تنظرون۔
الا ترون علماء النصاریٰ کیف یخدعون الجہال۔ ویلمعون الاقوال والاعمال
لعلّھم یرجعون۔ وانّ اللّٰہ انزل لکم حُجّۃ علیہم فلم لا تنتفعون بحجّتہ ایّہا العاقلون۔
وواللّٰہ لواجتمع اوّلھم واٰخرھم وخواصھم وعوامھم ورجالہم ونساءھم ما استطاعوا
ان یاتوا باٰیۃ کما نُعطی من ربنا ولوکان بعضہم لبعضٍ ظہیرا۔ ذٰلک بانّہم علی
الباطل ونحن علی الحقّ والٰھنا حیٌّ والٰھہم میّت فلا یسمع شہیقہم ولا زفیرا۔
وانّ لنا نبیّ نریٰ اٰیات صدقہ فی ھٰذا الزمن۔ ولیس فی ایدیھم الّا خضراء
الدمن فاین تفرّون من حصن الامن ایہا الغافلون۔
وان نبیّنا خاتم الانبیاء لا نبیّ بعدہٗ الّا الذی ینوّر بنورہٖ
ویکون ظہورہٗ ظلّ ظہورہٖ۔ فالوحی لنا حق وملکٌ بعد الاتّباع۔ وھوضالّۃُ
فطرتنا وجدناہ من ھٰذا النبی المطاع۔ واعطینا مجانًا من غیر الاشتراء
والمؤمن الکامل ھوالذی رزق من ھٰذہ النعمۃ علٰی سبیل الموھبۃ۔ والذی
لم یرزق منہ شیئًا یخاف علیہ سُوء الخاتمۃ۔ ۲۳
ھٰذہ ملّتنا نریٰ کل اٰن ثمارھا ونشاھد انوارھا وامّا دین النصاریٰ
فلیس الّا کدار یخوّف النّاس دُجاھا ویعمی العیون دُخاھا وھل لھا اٰیۃ
لنریٰھا وَواللّٰہ لولم یکن دین الاسلام لتعسّرت معرفۃ ربّ العالمین۔ فما
ظھرت خبیءۃ المعارف الّا بھٰذا الدّین۔ وانہ کشجرۃٍ توءتی اُکلھا کلّ حین۔
ویدعوا لاٰکلین الذین ھم من العاقلین۔ وامّا دین عیسٰی فما ھو الّا کشجرۃ
اجتثّت من الارض وازالت الصراصر قرارھا۔ ثم اللصوص ما ابقوا اٰثارھا
ولیس فی دینھم الّا قصص منقولۃ۔ ومن المشاھدات معزولۃ۔ و
من المعلوم ان القصص المجردۃ لا تھب الیقین۔ ولیس فیھا قوّۃ

تجذب الى ربّ العالمين ﴿

وانما الجذب فى الآيات المشهودة والكرامات الموجودة۔ وبها تتبدّل القلوب۔ وتزكّى النفوس وتزول العيوب۔ فهى مختص بالاسلام۔ واتباع نبيّنا خير الانام ﴿ وانا على هٰذا من الشاهدين۔ بل من اهلها ومن المجرّبين وننمّ بها الحجّة على المنكرين ﴿ وايّ شئٍ الدين الذى كان كدارٍ عفت آثارها اوكروضةٍ أُجيحت اشجارها ولا يرضى العاقل بدينٍ كان كدارٍ خربت اوكعصا انكسرت اوكامرأة عقرت۔ اوكعين عميت۔ فالحمد لله كل الحمد ان الاسلام دين حيٌّ يُحيى الاموات۔ و يخضّر الموات۔ وينضّر الحيوٰة ﴿
وانّى اعجب والله كل العجب من قومٍ يقولون انا فوق من الاسلام ثم ينكرون فيوض هٰذا الدّين وفيوض نبيّنا خير الانام ومكالمة الله العلّام۔ ما لهم لا يهبّون من رقدتهم ولا يفتحون عيون فطنتهم فاستعيذ بالله من مثل حالهم واعجب لهم ولاقوالهم ﴿ وقد قمت فيهم مامورًا
من الله فلا يؤمنون۔ وادعوا الى الله فلا يأتون۔ ويمرّون كانهم ما سمعوا ۴۲
وهم يسمعون ﴿ اما بلغتهم قصص قوم كانوا يكذبون رسلهم ولا ينتهون۔ ام لهم براءة فى القرآن فهم بها يتمسّكون ﴿

وانى والله من الرحمٰن۔ يكلّمنى ربّى ويوحى اليّ بالفضل والاحسان ﴿ و انّى نشدتُه حتى وجدتُه۔ وطلبتُه حتّى اصبتُه۔ وانّى اعطيت حياتًا بعد الممات۔ ووجدت الحق بعد ترك الفانيات۔ وانّ ربّنا لا يضيع قومًا طالبين۔ ولا يترك فى الشبهات من طلب اليقين۔ وانكم مكرتم كل المكر ولولا فضل الله ورحمته لكنت من الهالكين۔ وخاطبنى ربّى وقال انك باعيننا فاوفى وعده فى كلّ موطنٍ وعند كلّ كيدٍ من الكائدين۔ ونصرنى وآوانى اليه وكرّ كلّ

واحدٍ منکم علیّ فلم یتمکن بشرمنی فرجعوا خائبین ؕ

وقطعتم ما امراللہ بہ ان یوصل واشعتم بین الناس ان ھٰؤلاء لیسوا من المسلمینؕ وتمنّیتم ان نکون من المخذولین ؕ فقلّب اللہ علیکم امانیکم ونشر ذکرنا فی العالمین۔ اھٰذا اجزاء المفترین ؕ

ایّھا الناس لکم لونان۔ لون فی القلب ولون فی اللسان۔ الایمان علی الألسن والکفر فی الجنان۔ جعلتم الاقوال للرحمان والاعمال للشیطان۔ فاین انتم من ھدایۃ القرآن۔ انتم تقرء ون فی کتاب اللہ انّ عیسٰی ذاق کأس الممات۔ ثم ترفعونہ مع جسمہ العنصری الی السمٰوات۔ فلا ادری حقیقۃ ایمانکم بالآیات۔ تتلون فی صلواتکم انّ عیسٰی مات ولا رفع الجسم ولا حیٰوۃ[1] ثم بعد الصلوۃ تتربعون فی رکن المحراب۔ وتُقبلون بوجوھکم علی الاصحاب۔ فتقولون من اعتقد بموتہ فھو کافر وجزاءہ السعیر۔ ووجب لہ التکفیر۔ تلک صلواتکم۔ وھٰذہ کلماتکم۔ تقرءُون فی القرآن فلمّا توفیتنی[2] وبہ تؤمنون۔ ثم تترکون معناہ وراء ظھورکم وانتم تعلمون۔ اتجدون فی کتاب اللہ نزول عیسٰی بعد موتہ فما معنی فلمّا توفیتنی یاذوی الحصاۃ ؕ ۲۵

* واما ما قال سبحانہٗ تعالٰی یا عیسٰی اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ[3] فلیس معناہ رفع الجسم مع الروح والدلیل علیہ ذکر التوفّی قبل الرفع وان ھٰذا الرفع حق کل مؤمن بعد الممات وھو ثابت من القرآن والاحادیث والروایات۔ وان الیھود کانوا منکرین برفع عیسٰی۔ و یقولون انّ عیسٰی لا یُرفع کمثل المؤمنین ولا یُحیٰی وذٰلک بانّھم کانوا یُکَفِّرُونَہٗ ولا یحسبونہ من المؤمنین فردّ اللہ علیھم فی ھٰذہ الآیۃ۔ وکذٰلک فی آیات اُخرٰی و قال بَلْ رَفَعَہُ اللہُ اِلَیہِ وانّھم من الکاذبین۔ منہ

[1] المائدۃ : ۱۱۸ [2] ... [3] اٰل عمران : ۵۶

ا تکفرون بکتاب اللّٰہ بعد ایمانکم۔ ولا تتقون اللّٰہ وتبغون مرضاۃ اخوانکم۔ اتعادون من اُرسل علٰی رأس المائۃ۔ وھو منکم ومن ھٰذہ الاُمّۃ۔ وجاء فی وقت الضرورۃ۔ وعند فتن النصرانیۃ۔ ووافی دروب صحف اللّٰہ بالحقّ و الحکمۃ۔ وشھد اللّٰہ علٰی صدقہ بالاٰیات المنیرۃ۔ مالکم تردّون رحمۃ اللّٰہ بعد نزولھا۔ ولا تکونون من الشاکرین ٭ غشی الاسلام لیلکم۔ وانھم الیہ سیلکم۔ وَ تَحْسَبُوْنَ انّکم تحسنون٭ مالکم لا تنظرون الی الزمان وآفاتہ۔ والٰی طوفان الکفر وسطواتہ۔ الیس فیکم رجل من المتفرّسین ٭ فعجبنا واللّٰہ کل العجب وحیّرنا ما تقولون وما تفعلون وما تصنعون بحذاء الکافرین وما اعددتم فی جواب المنتصرین ٭ انکم تقطعون اصلکم بایدیکم وتنصرون باقوالکم اعداء الدین ان اللّٰہ ارسل عبدًا عند ھٰذا الطوفان وانتم تُکفّرونہ وتخرجونہ من دائرۃ الایمان وقد جاء بنورٍ تجلّی۔ وبالمعارف تحلّی لیکون حجّۃ اللّٰہ علٰی صدق الاسلام۔ ولتخرج شمس الدّین من الظلام۔ ولیدافع اللّٰہ عند الضرّ والزمن المرّ ولیمدّ ظلّہ ویکثر ثمارہ ویری الخلق انوارہ۔ ولیشاھد الناس انہ ازید من کل دینٍ فی کیفٍ وکمٍّ وثمٍّ ورمٍّ ثم انتم تکفرون بہ بل انتم اوّل المعادین۔ و ظننا انکم صفو الزّمان۔ وعینٌ جاریۃ للظمآن۔ فظھر انکم ماء کدرٌ لا یوجد فی الکدورۃ مثلکم فی البلدان۔ وجادلتم فاکثرتم جدالکم حتّٰی سبقتم السابقین وجاوزتم الحدود ونقضتم العھود وکفرتم المسلمین ٭

اَلَا ترون انی کنت عبدًا مستورًا فی زاویۃ الخمول۔ بعیدا من الاعزاز والقبول۔ لا یُوحٰی الیّ ولا یشار۔ ولا یرجٰی منی النفع ولا الضرار۔ وما کنت من المعروفین۔ فاوحٰی الیّ ربّی وقال انی اخترتک واٰثرتک فقل انّی اُمرت

۲۹ وانا اوّل المؤمنین۔ وقال انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ فحان ان

تعان وتعرف بین الناس یأتون من کل فج عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یأتیک من کل فج عمیق۔ ھٰذا ما قال ربّی فانتم ترون کیف اری العون ان الناس اتتنی افواجًا۔ وانثالت علیّ الھدایا کانھا بحر نھیج فی کل آنٍ امواجًا ھٰذہ اٰیات اللّٰہ لا تنظرون الی نورھا۔ وتنکرون بعد ظھورھا۔ الا تفکّرون فی امری اسمعتم اسمی قبل ما انبأ بہ ربّی فانی کنت مستورًا کاحدٍ من الانام غیر مذکور فی الخواص ولا العوام۔ ومضٰی علیّ دھرٌ ما کنت شیئًا مذکورًا۔ وکنت اعیش کرجل اتخذہ الناس مھجورًا۔ وکانت قریتی ابعد من قصد السیّارۃ۔ واحقر فی عیون النظّارۃ۔ درست طلولھا وکرہ حلولھا۔ وقلّت برکاتھا وکثرت مضرّاتھا ومعرّاتھا۔ والذین یسکنون فیھا کانوا کبھائم وبذلّتھم الظاھرۃ یدعون اللّاءم لا یعلمون ما الاسلام۔ وما القراٰن وما الاحکام۔ فھٰذا من عجائب قضاء اللّٰہ وغرائب القدرۃ۔ انہ بعثنی من مثل ھٰذہ الخربۃ۔ لاکون علی اعداء الدین کالحربۃ۔ وبشّرنی فی زمن خمولی وایّام قبولی بانی ساکون مرجع الخلائق ولصول الکفرۃ کالسدّ العائق۔ واُجلس علی الصدر۔ واجعل للقلوب کالصدر۔ یأتوننی من کلّ فجّ عمیق بالھدایا وبکل ما یلیق۔ ھٰذا وحی من السماء۔ من حضرۃ الکبریاء۔ ما کان حدیثًا یفتری ولا کلامًا ینسج من الھوٰی بل وعد من ربّی الاعلٰی۔ وکتب وطبع واشیع قبل ظھورہ فی الورٰی۔ واُرسل فی المدائن والقُرٰی۔ ثم ظھر کشمس الضحٰی۔ وترون الناس یجیئوننی فوجًا بعد فوج مع الھدایا التی لا تعد ولا تحصٰی۔ الیس فی ذٰلک اٰیۃ لاولی النھٰی۔ وان کنت تحسبنی کاذبًا فارِ الخلق سرّی۔ واکشف ستری واسئل من اھل ھٰذہ القریۃ لعلّک تنصر من العدا۔ وانما حدثتک بھٰذا الحدیث لعلّک تفتش وتھدٰی۔

صـ۲۷ فان کنت لا تخاف اللّٰہ فامض علٰی وجھک یاتی اللّٰہ بعوضك وان کنت تتقیہ فالبرھان بیّنٌ والامر ھیّنٌ۔ قد رأی الاسلام صدمات الخریف فانظر الم یأن وقت الربیع والنسیم اللطیف۔ وتری انّ القلوب فی زمننا ھٰذا اجدبت۔ وطلّقھا المسرّات وترکت۔ فجاءت رحمۃ اللّٰہ بجودھا وتدارکت واجادت۔ واراد اللّٰہ فی ھٰذہ الایام ان یمیط شوکاً تجرّح اقدام الاسلام۔ ویقطع کلّ قتاد وقع فی سبیلہ ویطھّر الارض من اللّئام فتقبل اولا تقبل انی انا مطر الربیع۔ وما ادعیتُ بھوی النفس بل ارسلت من اللّٰہ البدیع۔ لاطھّر الدنیا من اوثانھا وازکی النفوس من الشھوات وشیطانھا۔ الا تری ما نزل علٰی ھٰذہ الملّۃ۔ وکیف زادت علل علی العلۃ۔ وتجاوز الوباء من اھل دارٍ۔ الٰی من کان فی جوارٍ۔ ودعا الحَیْنُ اخاہ۔ بمثل مادعاہ وُطِیءَ الدّین تحت اقدام عبدۃ انسانٍ۔ وصال الاعداء علیہ کثعبانٍ حتّٰی صار کقریۃٍ یطرّقھا السّبُل۔ او کارض تعدو علیھا الخیل۔ ھناك رأی اللّٰہ ان الارض خربت۔ وخیالات الناس فسدت۔ وما بقی فیھم الا امانی الدّنیا واھواءھا۔ وتمایل علیھا ابناءھا۔ فعند ذلك اقامنی فیکم لتجدید الدین واصلاح الملّۃ والتزیین۔ فانظروا رحمکم اللّٰہ اجئتکم فی غیر المحل کالمفترین۔ اَوْ اَدْرکتُکم عند نھب الشیاطین۔

واعلموا ھداکم اللّٰہ انّ ھٰذا الامر بقضاءٍ من اللّٰہ وقدرہ۔ و ھٰذا النور لیس من ظلمۃٍ بل من بدرہ۔ وکم من ذئبٍ افترس عباد اللّٰہ افلا تنظرون۔ وکم من لصٍّ نھب اموال الدّین افلا تشاھدون۔ فما زعمکم الم یأن وقت نصرۃ الرحمان۔ کلّا بل جاءت ایّام فضل اللّٰہ والاحسان وما جئتکم من غیر سلطان مبین۔ وعندی شھادات من اللّٰہ تزید

یقینًا علیٰ یقین۔ وکُنتُ فی حَیّۃ قومی کمَیْتٍ۔ وبیت کلا بیت۔ وکنتُ
مستورًا غیر معروفٍ لا یعرفنی احد فی القریۃ۔ الّا قلیل من الطائفۃ۔ ص۲۸
وکنت اعیش فی زاویۃ الکتمان۔ لا یجیئنی احد من الرجال والنسوان۔
وکنت مخفیًا من اھل الزمان۔ ما قصدتُ بلدۃ من البلدان۔ وما جُبْتُ الاٰفاق
وما رئیت العرب وما تفصیّت العراق۔ وما کان لی واللّٰہ سعۃ المال۔ وما ارتضعت
من الدھر الّا ثدی عقیم لا یُرجٰی منہ لبن الکمال۔ وما رکبتُ الّا ظھر بھیم لیس فیہ
شیئۃ یُسر الحال۔ فبشّرنی ربّی فی تلک الزمن بانّہ سیکفینی فی جمیع المھمّات و
یفتح علیّ باب کلّ نعمۃ من التفضلات۔ وکما ذکرت کان ذٰلک الوقت وقت العسر
وانواع الحاجات وبشرنی ربّی بتسھیل اموری وتیسیر مناھجی۔ و تکفّلہ بکلّ
حوائجی۔ فعند ذٰلک وفی زمن ابعد من امنٍ امرتُ انْ یُصنع خاتم فیہ نقوش
ھٰذہ الانباء لیکون عند ظھورھا اٰیۃ للطّلباء وحُجّۃ علی الاعداء والخاتم
موجود وھٰذا نقشہ (الیس اللّٰہ بکاف عبدہ) یا اھل الاٰراء[ف]۔ ثم فعل اللّٰہ کما وعد۔ ومطر سحاب
فضلہ کما رعد۔ وجعل اللّٰہ حبّۃ صغیرۃ اشجارا باسقۃ و اثمارًا یانعۃً۔ ولا
سبیل الی الانکار ولو اتفق فرق الکفار۔ فان شھادۃ الشھداء تسوّد وجہ
من ابیٰ۔ وکیف الانکار من شمس الضّحیٰ۔ ثم اذا تمّت کلمۃ ربّی۔ وملأ اللّٰہ
جوابی۔ تبادر القوم بابی وصرت من القطرۃ کالبحار۔ ومن الذرۃ کالجبال
الکبار۔ ومن زرع صغیر کالاشجار المملوۃ من الثمار۔ ومن دودۃ کماۃ
المضمار۔ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لاولی الابصار۔ وکذٰلک بشّرنی ربّی بطول عمری

[ف] قد مضیٰ علیٰ صنع ھٰذا الخاتم ازید من ثلٰثین سنۃ وما ضاع الیٰ ھٰذا الوقت فضلًا
من اللّٰہ ورحمتہ وما کان فی ذٰلک الزمن اثر من عزتی ولا ذکر من شھرتی
وکنت فی زاویۃ الخمول محرومًا من الاعزاز والقبول۔ منہ

فی بدء امری وقال تریٰ نسلاً بعیدًا۔ فعمّرنی ربّی حتّٰی رئیت نسلی ونسل نسلی ولم یترکنی کالابتر الذی لم یرزق ولیدًا۔ و تکفی ھٰذہ الاٰیۃ سعیدًا۔ فافتونی ایّھا العُلماء والمحدّثون و الفقھاء۔ اتجوّز عقولکم ان تلک المعاملات
۲۹ کلّھا یعامل اللّٰہ برجل یعلم انہ یفتری علیہ۔ ویکذب امام عینہ وھل تجدون فی سنۃ اللّٰہ انہ یظھر علٰی غیبہ الٰی عمر طویل احدا من المفترین۔ ویتم علیہ کلّ نعمتہ کالنبیّین الصادقین۔ وینصرہ فی کلّ موطن باکرام مبین۔ ویمھلہ مع ھٰذا الافتراء حتی یبلغ الشیب من الشباب ویلحق بہ الوفا من الاصحاب و یحبینہ ویطرد اعداءہ الموذین کالکلاب۔ ویؤتیہ مالم یؤت احد من المعاصرین۔ ویھلک من باھلہ امام عینیہ اویخزی و یھین۔ ومن کان علی الدُّنیا مکبًّا ولزینتھا محبًّا ومن اھل الافتراء والفریۃ ارئیتم نصرتہ کھٰذہ النصرۃ۔ اواحسستم لہ عونۃ اللّٰہ کھٰذہ العونۃ۔ مالکم لا تفکّرون کالمتّقین ھٰذٰنکم اللّٰہ۔ الام تُکفّرون عباد اللّٰہ المؤیّدین وانکم تکذبوننی ولا اعلم بم تکذّبون۔ اُکفرتُ بکتاب اللّٰہ او انکرتُ ماجاء بہ المرسلون۔ اومارئیتم اٰیات اللّٰہ فلذٰلک ترتابون اوجئتکم فی غیر الوقت فقلتم جاء کما یجیئی المزوّرون۔ مالکم لا تعرفون الحق ولا تبصرون۔ انظروا الی الامم الخالیۃ من المفترین والخلیقۃ الفانیۃ من المتقوّلین۔ کیف انتسفھم اللّٰہ لافتراءھم واھلکھم وما ابقی شیئًا من نبأھم۔ ومحی اٰثارھم۔ وافنٰی انصارھم لما کانوا کاذبین وللصادقین منافسین۔ ولولا تفریق اللّٰہ بین الحقّ والباطل لارتفع الامان۔ وتشابہ الخبیث والطیّبُ والخرب و العمران ولم یبق فرق بین المقبولین والمردودین۔

اعلموا رحمکم اللّٰہ انّ عُمر الافتراء قلیل۔ والمفتری فی اٰخر عمرہٖ ذلیل۔ ثم المفترون قوم مخذولون لا ینصرھم ربّ علام۔ ولا یشھد اللّٰہ لھم ولیست فی کنانتھم سھامٌ۔

ولیس متاعهم الا کلام۔ ولا یؤیّدون ولا یبارکون کالمقبولین۔ ومن سنن الله انه اذا بارز احد من المکذبین صادقا وقام للمنازعة۔ او اشتبک معه بنیّة المباهلة صرعه الله بالخزی والذلّة وکذالک جرت عادة حضرة الاحدیة۔ لیُفرّق بین الصدّیقین والمزوّرین۔ انّ المزوّرین لا ینصرون من الله ولا یؤیّدون بروح منه ولا تُوافیهم نور من السماء۔ ولا تقدم الیهم مائدة الصلحاء۔ وما هم الا کلاب الدنیا تجدهم علیها متمایلین۔ وتجد صدورهم مملوءة من شحّها وهم علٰی انفسهم من الشاهدین۔ ویُخزون فی مآل امرهم وهناک یُعرف وجود ممیّز یمیز الخبیث من الطیّبین۔ والذین صدقوا عند ربّهم قد ثنی الله تعالٰی عن الدُّنیا عنانهم۔ وعطف الیه جنانهم۔ فاختاروا له الیوم الاسود والموت الاحمر واعطوه الظاهر والمضمر۔ وسعوا الیه بوجدهم وقضوا مناسک عشقهم واتمّوا الطواف محبتهم اولٰئک لا یخزون فی هٰذه وفی یوم الدّین۔ وسیسکنون فی مقاصر عزٍ ورفعةٍ۔ لا یرون تجاه العدا من عثرة ویحفظهم الله من کلّ صرعةٍ۔ ویقیلهم وینعشهم عند کُلّ سقطة۔ فیعیشون محفوظین۔ والفرق بینهم وبین المفترین۔ کشمس الضحٰی۔ واللیل اذا سجٰی۔ او کحلیب لطیفٍ وخلّ ثقیف۔ یتراءیٰ نور جبهتهم للناظرین۔ انهم سرّحوا امرأة الدنیا وزینتها۔ واختاروا الاٰخرة وذاقوا سکینتها۔ واستراحوا مع الله بعد ترک اهواءهم وخرّوا علٰی حضرة الله وفرّوا الیه منقطعین۔ وفتحوا من الدُّنیا بثوب کثیفٍ وبقلٍ لطیفٍ فاعطٰی ارواحهم حللًا کبرقٍ مع غذاءٍ لطیفٍ وردّ الیهم ما ترکوا وکذالک یفعل الله بالمخلصین۔ ونظر الله الیهم فوجدهم الطیّبین الطاهرین ورأی انهم یؤثرونه علٰی غیرهم فاٰثرهم علی الاغیار۔ ورئی انّهم کانوا له فکان لهم وجعلهم مهبط الانوار وکذالک جرت سنته من الاوّلین الی الاٰخرین وکم بثّر

۲۰

تُخْفرلهم فيخرجهم الله بايديه ولا تصيبهم مصيبة ليهلكوا بل ليرى الله بها
كرامتهم ولا تنزل عليهم آفة ليدمّروا بل ليثبت الله بها انهم من المؤيّدين۔
اولئك رجال صافاهم حِبّهم ولا يخزى الله قومًا الا بعد ان يتألّم قلوبهم بايذاء تلك
الخبيثين۔ كذالك جرت سنة الله فى المخلوقين۔ واذا اقبلوا على الله سُمع لهم
ص۳۱ وآذا استفتحوا خاب كل ظلّام ضنين۔ يعيشون تحت رداء الله تراهم احياءً
وهم من الفانين۔ اتظنّ انّ هٰذا القوم قد خلوا من قبل ولا يريد الله ان
يخلق مثلهم فى الأٰخرين۔ ثكلتك اُمّك ان هٰذا الّا خطاء مبين۔
يا عافاك الله بعدت بُعدًا عظيمًا من سنن الله ربّ العالمين۔ لولا وجودهم
لفسدت الارض ومن فيها فلذالك وجب وجودهم الى يوم الدّين۔

وما ارسلنى ربّى الا ليكفّ عنكم ايدى الكفّار۔ ويهيّئكم لنزول الانوار
فما لكم لا تشكرون بل تعرضون عن الهُدٰى۔ اتعلمون انكم تُتركون سُدًى۔
وانّ مع اليوم غدًا۔ وما جئتكم من هوى النفس وما كنت مشتاق
الظهور۔ بل كنت احبّ ان اعيش مكتومًا كاهل القبور۔ فاخرجنى ربّى على
كراهتى من الخروج۔ واضاء اسمى فى العالم مع هربى من الشهرة والعروج۔
ولبثتُ عمرًا كالسرّ المستور۔ او القنفذ المذعور۔ اوكرمیم فى التراب اوكفتيل
خارج من الحساب۔ ثم اعطانى ربّى ما يحفظ العدا۔ ومنّ علىّ بوحى اجلٰى۔
فاشتعل السُّفهاء وظلموا وكان بعضهم من البعض اطغٰى۔ وسفت منهم
علىّ الاعاصر والصراصر العظمٰى۔ فرئيتم ما لهم يا اولى النهٰى۔ ثم بعدهم ادعوكم
الى الله فان تقبلوا فالله حسبكم۔ وان تكفروا فالله حسيبكم والسلام على
من اتبع الهُدٰى۔

يا فتيان رحمكم الله ترون انقلابًا عظيمًا فى العالم۔ وتشاهدون

من انواع المعالم واشقی الناس فی ھٰذا الزمن المسلمون۔ نُھب دُنیاھم وکثیرمنھم من الذین یرتدون۔ لاینزل بلاءٌ الّاعلیھم۔ ولا تُھلک داھیۃ الّا قومھُم۔ ماحدثت بدعۃ الاولجت بینھم۔ وما عرضت علیھم الدُّنیا عینھا الا فقأت بھا عینھم نرٰی شبّانھم ترکوا شعار الملّۃ الاسلامیۃ۔ ومحوا اٰثار السُّنن النبویۃ۔ یحلقون اللّحٰی ویعظّمون السبال ویطوّلون الشوارب مع تلبّس الحلل النصرانیۃ۔ فھم فی ھٰذا الزمن اشقٰی مَنْ اظلّتہ السّماء۔ واوتہ الغبراء۔ ‎۳۲‎
یعرضون عن فضل اللّٰہ اذا اتٰی۔ ویفرّون من رحم اللّٰہ اذا وافٰی۔ تنحّوا عن خوان اللّٰہ اذا دنٰی۔ واتبعوا طرقًا اُخرٰی۔ لایخافون حرّ النار واللظٰی۔ ویخافون مرارۃ ھٰذہ الدُّنیا والطریق الذی ما نصّفہ الشیطان وطأوا کلہ فسبقوا الخنّاس الاطغٰی۔ ومنھم قوم یقولون انا نحن العلماء ویتکلّمون کما یتکلّم السّفہاء۔ یضلّون النّاس بغیر علم وھُدٰی۔ ویعرضون عن الحق الذی حصحص وتجلّٰی۔ ویُدفنون خیر الرسل فی التراب ویصعدون عیسٰے الی السمٰوات العلٰی۔ فتلک اذًا قسمۃٌ ضیزٰی۔ یبصرون ثم لایبصرون۔ یرون الحق ثم یتعامون وھم یعلمون۔ ویکتمون الحق الذی ظھر کشمس الضحٰے۔ الا یرون نصر اللّٰہ کیف اتٰی۔ ویُریھم اللّٰہ کل سنۃ ما یکرھونھا من اٰیاتٍ عظمٰی*۔ ثم یمرّون کانّھم ماروُا

* انّی کتبت غیر مرّۃ انّ من اعظم اٰی اللّٰہ ما انباْنی بکثرۃ الجماعۃ۔ ورجع الناس الیّ فوجًا بعد فوج ودخولھم فی ھٰذہ السلسلۃ۔ وکان ھٰذا الوحی فی زمنٍ کنتُ فیہ رجلًا خاملًا لایعرفنی احد لامن الخواص ولامن العامۃ۔ ثم بعد ذٰلک زادت جماعتی الٰی حدّ لایعرف عددھم علی وجہ الکامل الاعالم الغیب والشھادۃ۔ وانتشروا فی ھٰذہ البلاد وبلادٍ اُخرٰے کصیّب یعم کل اقطار البلدۃ۔ ففکّروا الیس ذٰلک من الاٰیات العظیمۃ۔ وقد اید کلامی ھٰذا المکتوب الذی بلغنی الیوم۔ ۔ ۔ فی اٰخر جنوری سنہ ۱۹۰۷ء ۔ ۔ ۔ من ارض مصر فاکتب منہ السطرین لملاحظۃ اھل النصفۃ وھو ھٰذا الٰی ذی الجلال والاحترام المسیح الموعود میرزا غلام احمدؐ القادیانی الھندی الفنجابی ـــــ بعد التحیۃ لقد کثرت اتباعکم فی ھٰذہ البلاد وصارت عدد الرمل والحصا۔ ولم یبق احد الا وعمل برایکم واتبع انصارکم۔

الراقم۔ احمد زہری بدر الدین من اسکندریہ۔ ۱۹؍ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء۔ منہ

ویتحامون عن طرق التقوٰی۔ کانّ اسدًا یفترس فیھا او تأخذھم آفاتٌ اُخرٰی۔
ایظنّون انّھم لا یُسئلون و یُترکون کشیئٍ یُنسٰی۔ الا یرون الاٰیات من ربّی
او رؤا المثلہ معاملۃ اللّٰہ برجل افترٰی۔ مالھم لا یترکون عادۃ الایذاء
والسبّ والازدراء۔ أقسموا والوا وعاھدوا علیہ واللّٰہ یسمع ویرٰی۔
یا حسرات علیھم انّھم جاوزوا حدّ التُّقٰی۔ وطبع علی القلوب فاٰثروا العشا
والعمٰی۔ یخافون الخلق ولا یخافون اللّٰہ ولا یتقون حرّ النّار واللظٰی۔ وقد
اوتوا مفاتیح دار الدّین فما دخلوھا وما رضوا بان یدخلھا زمرٌ اُخرٰی۔
ایُرجٰی منھم ان یؤمنوا بامام وقتھم بل یقولون کذّاب یضلّ الورٰی۔
ارٰی نفسہ فی زیّ المسلمین ولا یؤمن باللّٰہ ورسولہ المصطفٰی۔ وما شقّوا
۳۳ صدری فما اعثرھم علٰی کفرٍ یخفٰی۔ وقد رؤا اٰیاتٍ ان راٰھا قوم اھلکوا فی
قرونٍ اولٰی۔ ما عُدّ بوا فی الدُّنیا ولا فی العُقبٰی۔ فھٰذہ شقوتھم طلعت الشمس
علیھم واضحٰی۔ وھم یختفون فی الغار ویؤثرون الدُّجٰی۔ لا یفرّقون بین
خائنٍ وامینٍ وبین نھارٍ ولیلٍ سجٰی۔ یریدون ان یطفؤا نورًا نزل من
اللّٰہ ذی الجلال۔ واللّٰہ غالب علٰی امرہٖ وان کان مکرھم تزول بہ الجبال۔
ایحسبون انّھم قومٌ لیس لھم زوال۔ وسیبطل اللّٰہ کیدھم وان کان کیدھم
کحلیبٍ اجرٰی فی الحلوق۔ وامضٰی فی العروق اوکغذاء اخرٰی ھم الطف
واحلٰی۔ ایستطیعون ان یردّوا قضاءہٗ۔ سبحان ربّنا الاعلٰی۔ انہ یغلب ولا
یُغلب وینفذ امرہٗ من السماء الٰی تحت الثرٰی۔ فھل من فتی یخافہ ولا یطغٰی۔
وھل من حُرّ یطیعہ ولا یابٰی۔ ایتکئون علٰی اٰراء اٰباءھم الاوّلین۔ ولیس
لاٰراءھم ثبات وتجدھم فیھا مختلفین۔ وما زالت النوٰی تطرح برایھم کل
مطرح فلا یثبت ولیس لہ قرار ویتبدّل کل حین۔ وواللّٰہ انّی صادق و

بجحدوا بما جئت به بغیر علم ولا بُرھان مبین۔ وانّی اعرض نفسی للذبح فما دونه ان کانوا من الصادقین۔ اِن یقولون الّا رجمًا بالغیب ولیسوا علی الحق معثّرین۔ ویقولون ان الزلازل والطاعون ما جاءت الا بنحوسة ھٰؤلاء وانّهم قوم منحوسون۔ انظر الٰی اقوالهم کیف یهذرون۔ یا اعداء الکتاب والرسول بماذا انطیّرون۔ اجاء العذاب بما ارسل الله عبده لیتم به حجّته۔ ولینذر قومًا غافلین۔ ویلٌ لکم ولما تزعمون۔ وقد انبأ الله بها قبل ظهورها ثم انتم بالله ورسله تستهزؤن۔ وان الله یرٰی کلّما تصنعون۔ ترون لیالی الکفر وظلماتها وتحسّون حاجة مرسل وامارتها ثم انتم تعرضون کانکم قوم عمون۔ واذا ابتسم ثغر صبح الاسلام واراد الله ان یجیح الشرك بٰایاته العظام فلکم مکر فی اٰیاته لعل الناس الی الحق لا یرجعون۔ وتقرؤن فی سُورة النّور من غیر الشكّ والغُمّة۔ انّ الخلفاء کُلّهم یاتون من ھٰذه الامّة۔ ثم تلتمسون عیسی الذی هو من بنی اسرائیل وتنسون ما فیهم قیل وتقرؤن فی حدیث ۳۴
نبیّ الله **اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ** ثمّ انتم تتجاهلون۔ اتکفرون بمن جاء من الرحمان بالاٰیات البیّنات والبرهان۔ وترون الکفّار کیف جرّحوا دینکم الذی هو خیر الادیان۔ وهموا بان ترتدّوا وتکونوا کمثلهم حزب الشیطان فاعلموا رحمکم الله انّ غیرة الله قد اقتضت فی ھٰذا الزمان۔ ان یرسل عبده وینجز وعده وینجی حزبه من اهل العُدوان۔ فانا هو العبد المامور والوقت هو الوقت المسطور۔ فهل انتم تؤمنون۔ والحق قد تبیّن۔ والوقت قد تعیّن فما لکم لا تفهمون۔ یا حسراتٍ علیکم انکم صرتم اوّل کافرٍ بی وکنتم من قبل تنتظرون۔ الا ترون کیف شاع الشرك فی اعطاف الارض واطرافها۔ واقطار البلدة واکنافها۔ اتکفرون بما انزل الله وانتم تعلمون۔

یا علماء القوم لا تعمّدوا القداح النوم واللّٰہ یوقظکم بحوادث کُبریٰ۔ وینبئکم بدواھی عُظمیٰ۔ فاین الخوف کالابرار۔ واین ماء الدموع بذکر اللّٰہ القہار۔ کنتم اناء الدین فترشح الکفر منہ وفاض۔ فاعجبنی انّ طیر نفسکم ما فرّخ وما باض۔ اخلقتم لاکل رغیف۔ مع شواء صفیف۔ علٰی خوانٍ نظیفٍ۔ ایّھا المسرفون۔ وقد قال اللّٰہ تعالٰی مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[1] وما قال الّا لیاکلون یا سُبحان اللّٰہ ایّ طریق اخترتم وایّ نہج اٰثرتم اتعیشون الٰی اٰخر الدّنیا ولا تموتون۔ وتقطفون ثمارھا خالدین فیھا ابدا۔ ولا تھلکون۔ ان الدّنیا قد انتھت الٰی اٰخرھا فلم لا تستیقظون۔ وقد حل ارضکم ھٰذہ وباء الطاعون واٰفات اُخریٰ الا تنظرون۔ وان اشتیتم او اصفتم فھی معکم ولا تفارقکم الا تبصرون۔
٣٥ آاخذکم العشا۔ ام انتم قومٌ عمون۔ وعنّت امامکم مصائب شتّٰی حتّٰی صُبّت علٰی انفسکم واولادکم ونساءکم وذوی القُربیٰ۔ وتفارقکم کُلّ سنۃ اعزّتکم بموتھم فلا تستطیعون غیر ان یفزع ویبکی۔ وما کان اللّٰہ معذّب قوم حتّٰی یبعث رسُولًا لیتم الحجۃ والامر یقضٰی۔ ھٰکذا قال اللّٰہ فی کتابہٖ وھٰکذا خلت سُنّتہ فی اُمم اولٰی۔ فما لکم لا تعرفون امامًا ارسل الیکم ولا تتبعون داعیًا اتیٰ فیکم الا تعلمون مآل من کذب وابیٰ۔ ارضیتم ان تموتوا میتۃ الجاھلیۃ ثم تُسئلوا فی العُقبٰی۔ وانتم تُھدون الی الطیّب من القول فما لکم تؤثرون الکدر وتترکون الاصفٰی۔ تدعون من جاءکم وتدعون المیّت من السمٰوات العلٰی۔ وتسبّون وتشتمون وتقولون ما تقولون ولا تخافون یومًا تحضر فیہ کلّ نفس لتجزیٰ ولیس نبیّ ذلیلًا الّا فی وطنہ فسبّوا واشتموا واللّٰہ یسمع ویریٰ۔

[1] الذاریات : ۵۷

يا قوم لِمَ تتعامون وانتم تبصرون۔ ولِمَ تتجاهلون وانتم تعلمون۔ اما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزؤن۔ تلدغون كالزنبور۔ وتؤذون رجلاً إغتمّ كالسراج بالنور۔ وتهرّون برؤية البدور۔ وايذاء الصلحاء و انتم تُظلمون۔ وجاء الناس وانتم تهربون۔ وكَمْ من مستهزءٍ اخبروا بموتى كانّهم أُلهموا من الله العلّام۔ واصرّوا عليه واشاعوه فى الاقوام۔ فاذا الامر بالضدّ۔ وردّ الله مزاحهم عليهم كالجدّ۔ وما توانى اَسرع وقت بعد الهامهم وتركوا حشيش ندامة وذلّة لانعامهم ۞

ورُبّ موذٍ ما اذونى الّا ليظهر الله بهم بعض الآيات۔ وقد قصصنا قصصهم فى حقيقة الوحى لتكون تبصرةً للطالبين والطالبات۔ و اقرب القصص من هذا الوقت قصة رجلٍ مات فى ذى القعدة۔ وكان يلعننى و يسبّنى وكان اسمه **سعد الله** وكان سبّه كالصعدة۔ واذا بلغ شتمه الى منتهاه ص ۳۶ وسبق فى الايذاء كل من سواه۔ اوحى الىّ ربّى فى امر موته وخزيه وقطع نسله بما قضاه وقال انّ شانئك هو الابتر۔ فاشعتُ بين الناس ما اُوحى ربّى الاكبر۔ ثم بعد ذلك صدّق الله الهامى۔ فاردتُ ان افصّله فى كلامى۔ واشيع ما صنع الله بذلك الفتّان۔ وعدوّ عباد الله الرحمٰن۔ فمنعنى من ذلك وكيلٌ كان من جماعتى وخوّفنى من ارادة اشاعتى۔ وقال لو اشعتها لا تأمن مقت الحكام ويجرّك القانون الى الاثام۔ ولا سبيل الى الخلاص۔ ولات حين مناص۔ وتلزمك المصائب ملازمة الغريم۔ والمآل معلوم بعد التعب العظيم۔ وليست الحكومة تارك المجرمين۔ فالخير فى اخفاء هذا الوحى كالمحتاطين۔ فقلت انى ارى الصواب فى تعظيم الالهام۔ وان الاخفاء معصية عندى ومن سير اللئام۔ وما كان لاحد ان يضرّ من دون بارئ الانام۔ ولا ابالى بعد تهديد الحكام۔

وندعو ربّنا الذی هو منبت الفضل۔ وان لم یستجب فنرضی بالعیش الرذل۔
فواللّٰه انه لا یسلّط علیّ هٰذا الشریر۔ و ینزل علیه اٰفة وینجی عبده المستجیر
فسمع کلامی بعض زبدة المخلصین۔ الفاضل الجلیل فی علم الدین اعنی
محبّنا المولوی الحکیم نور الدّین فجری علٰی لسانه حدیث رُبّ اشعث
اغبر واطمئن القلوب بقولی وقوله۔ وخطّأوا المحذر۔ واستضعفوا بناء
هوله ثم دعوت علی سعد اللّٰه الٰی ثلٰثة ایام وتمنّیت موته من ربّ علام۔
فاوحی اِلیّ ربّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللّٰه لابرّه یعنی انه تعالٰی یدافع
عنك شرّه۔ فواللّٰه ما مضٰی علیّ الا لیالی حتّٰی جاءنی نعي موته۔ فالحمد للّٰه
علٰی ما ضرب العدو بسوطه ٭

ایّها النّاس انّی جئت من ربّی بمائدةٍ لاُطعم البائس الفقیر۔
ص۳۷ فهل فیکم من یاخذ هٰذا الخوان ویامن الجوع المبیر۔ ومن لم یوافقه هٰذا
الغذاء فهو من قوم یقال لهم اشقیاء ٭ ومن اکله فله فی هٰذه اجر کبیر۔
ثم وراءها فضل کثیر۔ یرید اللّٰه لیحط عنکم الاثقال۔ ویضع السلاسل
والاغلال۔ وینقلکم من الارض المُجدبة۔ الٰی بلدة النعمة والرفاهة۔ و
ینجیکم من ظلمات اشتدت فیها الریح۔ ویبلغکم الٰی مقاصر اُشعلت
فیها المصابیح۔ ویطهّرکم من الذنب والزور۔ لتکونوا کالذی قفل من الحج
المبرور۔ ولٰکنّکم رضیتم بان تتّسخ ابدانکم بوسخ الذنوب۔ وان تبعدوا
ابدًا من دیار المحبوب۔ وانّی عرضت علیکم ماء الحیات۔ فاٰثرتم کاس المَمات۔
ودعوتکم الی البیت العتیق۔ نفرتم الی الغرانیق۔ وانکم تسبّون وانّا نقاسی
لکم الضجر والکربة۔ وندعو لکم فی ظلمات الغمّ کانا نصلی العتمة۔ وانّ الامر
فی ید اللّٰه یفعل ما یشاء۔ وفی یده القضاء۔ ویاتی یوم یلین ذٰلك

الحجر۔ والی متٰی ھٰذا الضّجر؟ ایھا الناس لا تمایلوا علیٰ قول العامۃ۔ وانھم
قد اعرضوا عن طرق السلامۃ۔ وان عجبتم فما اعجب من قولھم انّ
عیسٰی حیٌّ مع الجسم فی السمٰوات۔ ثم مع ذالک لحق بالاموات۔ ودخل
معھم فی الجنّات۔ ویقولون انہ یترک صحبۃ الموتٰی فی اٰخر الایام۔ وینزل
الی بعض ارضین ویمکث الی اربعین ثم یرحل من ھٰذا المقام۔ ویلحق
بالاموات الی الدوام۔ ھٰذہ خلاصۃ اعتقاداتھم۔ وملخص خرافاتھم
فبقینا متحیّرین من ھٰذا البیان۔ مع ھٰذا الھذیان۔ لا اعلم اجرّتھم
الیہ الاھواء۔ اوغلبت علیھم السوداء۔ مالھم انھم مع طول الزمان۔
وتلاوۃ القراٰن۔ ما اھتدوا الی الحق الی ھٰذا الاوان۔ فما افھم من ایّ
قسمٍ ھٰذا الجنون۔ وقد مضت علیہ القرون۔ فواللّٰہ قد حیّرنی اصرارھم
علٰی امرٍ یخالف القراٰن۔ ویجیح الایمان۔ وقد جاءھم حَکَمٌ من اللّٰہ بالحق صـ ۳۸
والحکمۃ علیٰ رأس المأتہ۔ وعند غلبۃ کلّ نوع البدعۃ وغلبۃ الکفرۃ۔
فاعجبنی انّھم لایّ سبب انکروہ۔ وھو یدعوا الزمان والزمان یدعوہ۔ و
واللّٰہ انّی انا المسیح الموعودُ واعطانی ربّی سلطانًا مبینًا۔ وانّی علیٰ بصیرۃ
من ربّي ولو رُفع الحجاب لما ازددتُ یقینًا۔ ان اللّٰہ رأی نفوسًا عاصیۃً و
زمنًا کلیلۃٍ تاسیۃً فارسلنی لعلّھم یتوبون۔ وکیف ننصح لھم وانھم قوم
لا یسمعون۔ وانھم عن صراط الحق لناکبون۔ فرّوا من مائدۃ اللّٰہ و
رغفانھا۔ وانتثروا وبقیت الخوانُ علیٰ مکانھا۔ واٰثروا عصیدۃ الدنیا
وتحلّبت لھا افواھم وتلمظتْ لھا شفاھم۔ فاقلّ ما یکون فی صدقی
ان یصیبھم بعض الذي اَعِدُھم فما لھم لا ینتظرون۔ وقالوا ان
عیسٰی حيٌّ وذالک لقِلّۃِ عِلْمِھم بالقراٰن والاٰثار۔ فینکرون موت عیسٰی

اشدّ الانکار۔ وعلٰی حیاته یصرّون وتلك کلمة بها یموتون۔ فاجتنب ذٰلك ان کنت من الذین یؤمنون بالفرقان ولا یکفرون۔ ولا تکن کمثل الذین ترکوا کلام اللّٰہ وراء ظهورهم فلا یبالون۔ ویقولون ان المسلمین اجمعوا علٰی حیاته کلا بل هم یکذبون۔ واین الاجماع وفیهم المعتزلون۔ واذا قیل لهم الا تفکرون فی قول ربکم فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ او به لا تؤمنون۔ فلیس جوابهم الا ان یحرّفوا اٰیات اللّٰہ ویقولوا انّ معنی التوفی رفع الروح مع الجسم العنصری انظر کیف عن الحق یعدلون۔ ویعلمون انّ هٰذا القول قول یجیب به عیسٰی بحضرة العزّة یوم القیامة اذ یسئله اللّٰہ عن ضلالة الامّة وکذٰلك فی الفرقان تقرءون۔ فعجبت واللّٰہ کل العجب من شانهم ومن عقلهم وعرفانهم۔ الا یعلمون انه ما کان لبشر ان یحضر یوم النشور۔ من قبل ان یقبض روحه ویکون من اصحاب القبور۔ مالهم لا یتدبّرون۔ وقد حثا الصحابة التراب فوق
۲۹ خیر البریة۔ ومزاره موجود الی هٰذا الوقت فی المدینة المنوّرة۔ فمن سوء الادب ان یقال ان عیسٰی ما مات وان هو الا شرك عظیم۔ یاکل الحسنات ویخالف الحصاة بل هو توفی کمثل اخوانه۔ ومات کمثل اهل زمانه۔ وانّ عقیدة حیاته قد جاءت فی المسلمین من الملّة النصرانیة۔ وما اتخذوه الٰهًا الا بهٰذه الخصوصیّة۔ ثم اشاعها النصارٰی ببذل الاموال فی جمیع اهل البدو والحضر۔ بما لم یکن احد فیهم من اهل الفکر والنظر۔ واما المتقدمون من المسلمین فلم یصدر منهم هٰذا القول الا علٰی طریق العثار والعثرة۔ فهم قوم معذورون عند الحضرة بما کانوا خاطئین غیر متعمّدین۔ وما اخطأوا الا من وجه الطبائع الساذجة واللّٰہ یعفو عن کل مجتهد یجتهد بصحة النیّة۔ ویؤدّی حق التحقیق من غیر خیانة علٰی قدر الاستطاعة۔ الا الذین جاءهم الامام الحکم مع البیّنات

من الھدیٰ۔ و فرّق الرُّشد من الغیّ واظهر ما اختفی۔ ثم اعرضوا عن قوله وما وافوا دروب الحق بل منعوا من وافی۔ وخالفوه وماتوا علی عناد وفساد کالعدا۔ وفرحوا بھٰذه ونسوا غدا۔ اینکرون ما انذر الله به ولا یجاوزون حدّ مصرعهم اذا القدر اتی۔ وتریٰ کلّ نفس ما عمل من الھویٰ۔ ومن اتی الله بقلب سلیم فنجیّ من اللظی۔ واما المعرض الاثیم فله الجحیم لا یموت فیه ولا یحییٰ۔ وانا نصبح ونمسی فی ھٰذا الانتظار۔ ونجیل طرفنا فی کل طرفةٍ الی الاقدار۔ وان عذاب الله قد قرع بابکم وکسّر انیابکم افلا تنظرون۔ وانّ نفوسکم قد قربت اسد المهمات فی الفلوات۔ فاعدّوا لها حصن النجاة ولا تهلکوا انفسکم بایدیکم ایها الغافلون ان حیاتکم بالایمان والدین۔ لا بالزّعفران والماء المعین۔ واذا ذهب الدین فلا حیات۔ والذی ضاع دینه یشابه الاموات۔ وترون انّ الکُفر کسّر ضلوع الاسلام۔ وما بقی منه الا اسم علی اَلسن العوام۔ و و الله انّ ھٰذا الاسد قد جُرّح من کلاب۔ ورضی من الافتراس بالایاب۔ وقعد من الفُلک بمثابة الھُلک۔ ولذالك مسّکم من کلّ طرفٍ ضرٌّ۔ وعیش مُرٌّ۔ والاٰفات اختارتکم صحبًا۔ کانّها وجدت فناءکم رَحْبًا۔ وانکم تحتها کُلّ یومٍ تکسرون۔ و ترون انّ الاٰفات تنزّل علیکم تترًا وتبتر بترًا ولا تسقط علیکم اٰفة الا وھی اکبر من اُختها ثم لا تخافون؛ صـ۴۰

وقد رئیتم ما نزل من الاٰفات۔ وبعضها نازل بعدها فی اسرع الاوقات۔ فتوبوا الیٰ بارئکم لعلّکم تفلحون؛ وکیف تُرجیٰ منکم التوبة وما تأتیکم اٰیةٌ الّا عنها تُعرضُون۔ فسوف تاتیکم انباء ما کنتم به تستھزءون؛ ومن الاٰفات انّ قومًا یدعونکم الی الکفر۔ اطماعًا فی بُخار الصُّفر۔ ویُعرضُون ذهبًا علی کُلّ ذاهبٍ لعلّهم یتنصّرون۔ وانّهم اولوا الطول وانتم الفقراء وفتح علیهم ابواب

الدنیا و انتم فی البؤس تصبحون و تمسون ۰ و تلک فتنۃ اکبر من کل فتنۃٍ
وبلیۃ اشد من کل بلیۃ۔ فانکم تحتاجون الی رُغفانھم وھم لا یحتاجون ۰
وحلّوا ارضکم و ملکتھا ملوکھم فلا بدّ من تاثّرٍ کما تشاھدون ۰ ثم من احدی
المصائب انّ امراءکم علی الدّین یستھزءون۔ و فقراءکم علی الدُّنیا یتجانئون۔
فلا نجد قرۃ العین من اولٰئک ولا من ھٰؤلاء و انا من کلٍ ائیسون ۰ وسرّحنا
الطرف فی الطرفین فاخذنا ما یاخذ السقیم عند اٰثار المنون ۰ وما کان لکافرٍ
ان یھزمکم ولٰکن ذنوبکم ھزمتکم و ترکتم الحضرۃ و کذٰلک تترکون ۰ وانّ اللّٰہ
نظر الٰی قلوبکم فما اٰنس فیھا تقاۃ۔ فسلّط علیکم قومًا عصاۃً و اعطاھم لتعذیبکم
قناۃ۔ فھل انتم منتھون ۰ انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم[1] فھل انتم
مغیّرون ۰ ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم[2] فھل انتم مؤمنون ۰

ء انتم تظنّون انکم احیاءٌ بھٰذا الذنب الدائم۔ والموت خیر للفتٰی من عیشہ
مـ۲۱ عیش البھائم فما لکم لا تتنبّھون ۰ وانّ النصرانیۃ تاکلکم کل یوم کما تاکل النار
الحطب لیتم ما قدر اللّٰہ و کتب۔ و واللّٰہ ان ھٰذا الوباء اکبر من کُلّ وباءٍ و
ھٰذہ الزلزلۃ اکبر من کل زلزلۃ وما نزل علیکم ما نزل الا من ذنوبکم
ایّھا الفاسقون ۰ وان الاٰفات الجسمانیۃ لا تھلک الا جسمًا۔ واما الاٰفات
الروحانیۃ فیھلک الجسم والروح والایمان معًا فلا تسبّوا اعداءکم و سبّوا
انفسکم ان کنتم تعقلون ۰ ما لکم لا تنظرون الی السماء۔ وصرتم بنی الغبراء۔
وان اللّٰہ عرض علیکم حلیب الدّین فانتم تعافون ۰ ثم تقدّم قوم الیکم لحم
الخنزیر فانتم بالشوق تتمششون۔ ومن دخل منھم فی دینکم فلا یدخل الا
کاھل النفاق۔ ویطوف طامعًا فی الاسواق مکدیًا بالاوراق۔ وھم یکثرون
وانتم تقلّون۔ فالام ھٰذہ الحیٰوۃ ایّھا الجاھلون۔ تتمایلون علی اموال الدنیا

[1] الرعد : ۱۲ [2] النساء : ۱۴۸

وما تبصرون من این تقتنثون، وترون الخوان۔ وما ترون المضلّ الخوان کانکم قوم عمون، وتترکون العشاء وبالندامٰی تغتبقون۔ وتعیشون کسالٰی ولا تمسّون الدّین باصبع ولا لہ تتألّمون، ثم تقولون انّا بذلنا الجھد حق الجھد وانّا مستفرغون۔ فکروا یا فتیان۔ المریان ان یرسل اللّٰہ اماماً فی ھٰذہ العمران۔ وانکم تنقضون عھد اللّٰہ وتقطعون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل وفی الارض تفسدون، وواللّٰہ ان الوقت ھٰذا الوقت فما لکم لا تتقبّلون،

وانّی واللّٰہ فی ھٰذا الامر کعبۃ المحتاج کما انّ فی مکّۃ کعبۃ الحجاج۔ وانّی انا الحجر الاسود الذی وضع لہ القبول فی الارض والناس بمسّہ یتبرّکون۞۔ لعن اللّٰہ قوماً یقولون انہ یریدون الدنیا وانّا من الدّنیا مُبعدون، وجئتُ لأُقیم الناس علی التوحید والصلوٰۃ۔ لا لاقناء انواع الصِّلاۃ۔ واللّٰہ یعلم ما فی قلبی ویشھد باٰیاتہ انھم کاذبون، ما کان حدیث یفتریٰ بل جئت بالحق وبالحق ارسلت فما لکم لا تعرفون، وانی انا ضما لتکم لا مضلّکم ایھا المسلمون۔ فھل فیکم من یقبل دعوتی وینظر بحسن الظنّ الی کلمتی الیس فیکم رجل رشید ایّھا المستکبرون، ولولم اُبعَثْ یا فتیانُ فی ھٰذا الزمان۔ لوطأ الدینَ اھل الصلبان۔ وانّ ھٰذا السّیل بلغ الرؤس۔ وافنی النفوس۔ اَلاَ تعلمون القسوس کیف یُضلّون، وما اُرسلتُ الّا عند ضلالٍ نجّس الارض واھلک اھلھا فما لکم لا تفھمون، وواللّٰہ لیس فی الدھر اعجب من حالکم کیف طال اعراضکم وصفحکم عنی وقد رئیتم الاٰیات و اعطیتم البیّنات فنبذتموھا کالحصاۃ وفُتح لکم باب الحسنات فغلقتم ۲۲ص

۞ ھٰذا خلاصۃُ ما اوحی اللّٰہ الیّ وھٰذہ استعارۃ من اللّٰہ الکریم۔ وکذٰلک قال المعبّرون ان المراد من الحجر الاسود فی علم الرؤیا المرء العالم الفقیہ الحکیم۔ منہ

ابوابکم لئلا تدخل فی العرصات۔ مالکم لا تتقون حرمات اللّٰہ و
للتکذیب تعجلون۔ وانّ اللّٰہ سیأتی یسل سیفہ علی الذین یعتدون۔
وانی انا المسیح الموعود وانتم تکذّبوننی وتسبّون وتقولون انّ ھٰذا
الدعوٰی باطلٌ وقولٌ خالفہ الاوّلون۔ فاعجبنی قولکم ھٰذا مع دعاوی
العلم والفضل اتقولون ما یخالف القراٰن وانتم تعلمون۔ وان دعوی
الاجماع بعد الصحابۃ دعوٰی باطل وکذب شنیع لا یصرّ علیہ الا
الظالمون۔ وانّی الاجماع اتنسون ما قال المعتزلون۔ اتزعمون انّھم
لیسوا من المسلمین وانتم قوم مسلمون۔ فثبت انّ قولکم لیس قولاً
واحدًا بل ادّارء تم فیھا فالاٰن یحکم اللّٰہ فیما کنتم فیہ تختلفون۔ وعندی
شھادات من ربّی واٰیات رئیتموھا انتم تنکرون۔ انّ الذین خلوا
من قبلی لا اثم علیھم وھم مبرّء ون۔ والذین بلغتھم دعوتی ورأوا اٰیاتی
وعرفونی وعرّفتُھم بنفسی وتمّت علیھم حجّتی ثم کفروا باٰیات اللّٰہ و
اٰذونی اولٰئک قوم حق علیھم عقاب اللّٰہ۔ بانّھم لا یخافون اللّٰہ وباٰیٰت
اللّٰہ ورُسلہ یستھزء ون۔ وما جئتھم من غیر بیّنۃٍ بل اریٰھم ربّی
اٰیۃ علی اٰیۃٍ ومعجزۃ علی معجزۃ واقیمت الحجّۃ وقُضی التنازع والخصومۃ
ثم علی الانکار یصرّون۔ ایحاربون اللّٰہ بما انہ جعلنی المسیح الموعود
والمھدی المعھود ولہ الامر ولہ الحکم لا یسئل عما یفعل وھم
یُسئلون۔ وتنحّی بعضھم عن ھٰذا النزاع خجلًا ووجلًا ورجعوا
الی الحقّ تائبین واکثرھم قاسطون۔

ص۲۳ ایصرّون علٰی حیوۃ عیسٰی ویخفون اجماعًا اتفق علیہ الصحابۃ کلّھم
اجمعون ویتبعون غیر سبیل قوم ادرکوا صحبۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

وکلّ واحدٍ منهم استفاض من النبیّ وتعلّم۔ وانعقد اجماعهم علٰی موت عیسٰی و
هو الاجماع الاوّل بعد رسول الله ویعلمه العالمون۔ انسیتم قول الله قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ او انتم للکفر متعمّدون۔ وقد مات علٰی هٰذا الاجماع
من کان من الصّحابة ثم صرتم شیعًا وهبّت فیکم ریح التفرقة۔ وما اوتیتم سلطانًا
علٰی حیاته وان انتم الا تظنّون۔ وقد قال الله حکایتًا عن عیسٰی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
فلا تفکّرون فی قول الله ولا تتوجّهون۔ ءانتم اعلم ام الله او تقولون ما لا
تعلمون۔

ثم اعلموا انّ حق اللفظ الموضوع لمعنی ان یوجد المعنی الموضوع له فی جمیع افراده
من غیر تخصیص وتعیین۔ ولٰکنکم تخصّصون عیسٰی فی المعنی الموضوع للتوفی عندکم
وتقولون لا شریك له فی ذٰلك المعنی فی العالمین۔ کانّ هٰذا المعنی تولّد عند تولّد
ابن مریم وما کان وجوده قبله ولا یکون بعده الی یوم الدّین۔ وهَبْ یا فتی انّ
عیسٰی لم یتولّد ولم یُرزق الوجود من الحضرة۔ فبقی هٰذا اللفظ کعاطل محرومةٍ
من الحلیة فتفکّروا ولا تُزنا الانیاب۔ واتق الله التوّاب۔ اتزعم انّ هٰذا المعنی بساطٌ
ماوطأه الا ابن مریمؑ۔ او سماطٌ ما اَمّهم اِلّا هٰذا الملك المکرّمؑ۔ ولو فرضنا انّ معنی
التوفی فی اٰیة فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ لیس الّا الرفع مع الجسم العنصری الی السّماء۔ ثم مع
فرض هٰذا المعنی یکذّب هٰذه الاٰیت نزول عیسٰی الی الغبراء۔ ولا یحصل مقصود
الاعداء بل یبقی امر عدم النزول علٰی حاله کما لا یخفی علی العقلاء۔ فان عیسٰی
یجیب بهٰذا الجواب یوم الحساب یعنی یقول فلمّا توفیتنی فی یوم یبعث الخلق
ویحضرون۔ کما تقرءون فی القراٰن ایّها العاقلون۔ وخلاصة جوابه انه یقول انّی
ترکت اُمّتی علی التوحید والایمان بالله الغیور۔ ثم فارقتهم الٰی یوم القیامة وما
رَجعتُ الی الدُّنیا الٰی یوم البعث والنشور۔ فلذٰلك لا اعلم ما صنعوا بعدی من صـ۲۳

الشرک والفجور ولستُ من الملومین۔ فلوکان رجوعہ الی الدّنیا امرًا حقًّا قبل یوم القیامۃ فیلزم منہ انہ یکذب کذبًا شنیعًا عند سؤال حضرۃ العزّۃ۔ وھٰذا باطل بالبداھۃ فالنزول باطل من غیر الشک والشبھۃ **فاستیقظوا یا فتیان۔** این انتم من تعلیم القراٰن۔ بل مات عیسٰی کما ماتت اخوانہ من النبیّین۔ ولحق بھم کما تقرءون فی اخبار خیر المرسلین۔ اقرءتم فی حدیث سید الکائنات۔ انّہ فی السّماء فی حجرۃ علیحدۃ من الاموات۔ کلّا بل ھو میت ولا یعود الی الدّنیا الٰی یوم یبعثون۔ ومن قال متعمّدًا خلاف ذٰلک فھو من الذین ھم بالقراٰن یکفرون۔ الّا الذین خلوا من قبلُ فھم عند ربّھم معذورون۔ ویشھد القراٰن انہ یقول یوم القیامۃ۔ انی ما کنت مطلعًا علٰی ارتداد الامّۃ۔ ولا اعلم انھم اتخذونی الٰھًا من دون ربّ البریّۃ۔ وکذٰلک یبرّء نفسہ من علم فساد النصاری ووقوعھم فی الضلالۃ۔ فلوکان نازلًا قبل القیامۃ۔ لکان من شانہ ان یصدق بحضرۃ اللّٰہ کما ھو طریق البررۃ۔ بل ھو من حلل الرسالۃ والامامۃ۔ فکیف یُظنّ انّہ یختار الکذبَ ویرتکب جرم اخفاء الشہادۃ۔ ویقول یاربّ ما عُدتُ الی الدنیا ولیس لی علم باحوال اُمّتی ولا اعلم ما صنعوا بعدی۔ فان ھٰذا کذبٌ شنیع تقشعر منہ الجلدۃ وتاخذ منہ الرعدۃ*۔ ولو فرضنا انہ یقول کمثل ھٰذہ الاقوال۔ ویُخفی متعمّدًا ازمن عودہ الی الدنیا عند سوال اللّٰہ ذی الجلال

* روی الامام البخاری عن المغیرۃ بن النعمان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ یجاء برجالٍ من اُمّتی (یعنی یوم القیامۃ) فیؤخذ بھم ذات الشمال فاقول یا ربّ اُصیحابی فیقال انّک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح (یعنی عیسٰی) وکنت علیھم شھیدًا ما دمتُ فیھم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم کذٰلک روی البخاری فی معنی التوفّی عن ابن عباس قال متوفّیک ممیتک۔ منہ

ویُخفی حقیقۃ اطلاعه علیٰ کفر اُمّته واصرارهم علیٰ طریق الضلال۔ فلاشك ان الله یقول له یا عیسٰی مالك لاتخاف عزّتی وجلالي۔ وتکذب امام وجهی عند سؤالی۔ الستَ ذهبتَ الی الدنیا عند رجعتك۔ واعثرت علیٰ شرك اُمّتك۔ الم تر الذین اتخذوك الٰهًا انتشروا فی جمیع البلاد۔ و نسلوا من کل حدب کالجیاد وانت حاربتهم وکسرت صلیبهم بجهدك وطاقتك ثم تنکر الاٰن من نزولك فاعجبنی کذبك وفریتك۔

۴۵ فخلاصة الکلام انّ قولکم برفع عیسٰی باطل۔ ومضر للدّین کانه قاتلٌ۔ وتقولون لفظ الرفع فی القراٰن موجود۔ نعم موجود ولٰکن معناه من لفظ متوفیك مشهود۔ بل جمیع کَلِم الاٰیة علی الرفع الروحانی شهود۔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض[۱] أهٰذا اسلامکم اوکفرٌ عنود۔ اوتریدون اَنْ تحرّفوا کتاب الله کما حرّف الیهود۔ الا ترون ان لفظ متوفیك مقدّم علی لفظ الرفع وفی القراٰن موجود۔ فمالکم تترکون رعایة الترتیب وتختارون مایضرکم وتعرضون عمّا ینفعکم وتجاوزون الحدود۔ الم ینهکم الله ان تحرّفوا معنی القراٰن۔ ولا تتّبعوا سبل الشیطان۔ ووالله (ثم والله) ما صرفکم عن الحق الّا التعصب و العناد۔ وحسبتم الفساد الکبیر کانّ فیه رفع الفساد۔ وتقولون لی انت کفّرت اهل القبلة۔ وخالفت قول خیر البریة۔ یا سُبحان الله کیف نسیتم فتاویٰکم بهٰذه العجلة۔ وما ابتدرنا بالتکفیر وما بدأنا بالتحقیر اما اشعتم کُفرنا فی هٰذه الدیار وفی الاٰفاق۔ وفی السکك والاسواق۔ انسیتم قرطاس الافتاء۔ وما قلتم وما تقولون بترك الحیاء۔ وجاهدتم کلّ الجهد لتنقضوا ما عقدنا۔ ولتبطلوا ما اردنا۔ وکذٰلك مکرتم کل المکر الیٰ عشرین حجة بل ازید من ذٰلك عِدّة واثرتم من کلّ نوعٍ فتنةً۔ وقُلتم کلّما اردتم فی شانی من السبّ وَالشتم

---

[۱] البقرة : ۸۶

ثم اشعتموہ فی الاغیار و الاحباب۔ کانّکم مُبرّء ون من المؤاخذۃ والحساب۔ ولٰکن اللّٰہ اتمّ نورًا اردتم اطفاءہ۔ وملاء بحرًا تمنّیتم ان تغیض ماءہ۔ و دعوتم لنا ارضًا جدبۃ۔ فاٰوانا اللّٰہ الٰی ربوۃ* ذوات خضرٍ وروضۃٍ ورزقنا نعماء و اٰلاءً و برکاتٍ ما رأیتموھا ولا اٰباء کم۔ اھٰذا جزاء الفریۃ۔ أأعثرتم علٰی مثلہ فی زمان من الازمنۃ۔

فاعلموا رحمکم اللّٰہ ان صدق دعوای وموت عیسٰی ما کان امرًا متعسّر المعرفۃ۔ ولٰکن طوّعت لکم انفسکم تکذیب امامکم فزاغت قلوبکم وما فکّرتم حقّ الفکرۃ۔ وقد جئتکم بالاٰیات و الشواھد و البیّنات وقد فتح اللّٰہ علیّ امرًا اخفاہ علیکم فی ابن مریم۔ وذٰلک فضلہ انہ فھّمنی امرًا ما اعثرکم علیہ وما فہّم۔ ام حسبتم ان اصحاب الکھف و الرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبًا**۔ انّ اللّٰہ اخفانا من اعینکم الٰی قرون واسبل علیھا حجبا۔ فکنتم تنتظرون نزول المسیح من السماء۔ وصرف اللّٰہ افکارکم عن الحقیقۃ الغرّاء لیظھر علیکم عجزکم فی اسرار حضرۃ الکبریاء۔ ذٰلک من سُنن اللّٰہ لیعلّمکم ادبًا عند اظھار الاسرار۔ فما تشابہ الامر علیکم الا من فتنۃ اراد اللّٰہ لیبتلیکم بھا فاظھرھا بعد ھٰذا الاخفاء۔ ص۲۶

* قد قال اللّٰہ عزّ وجلّ فی القراٰن واٰوینا ھما الٰی ربوۃ ذات قرار و معین[1] ولمّا جعلنی اللّٰہ مثیل عیسٰی جعل لی السلطنۃ البرطانیۃ ربوۃ امنٍ وراحۃ ومستقرًا حسنًا فالحمد للّٰہ ماوی المظلومین و للّٰہ الحِکَم والمصالح ما کان لِاحدٍ ان یؤذی من عصمہ اللّٰہ واللّٰہ خیر العاصمین۔ منہ

** ھٰذا ما اوحی الیّ ربّی بوحی القراٰن وکذٰلک اخفانی ربّی کما اخفی اصحاب الکھف و ان ذٰلک من سُنن اللّٰہ انہ یُخفی بعض اسرارہٖ من اعین الناس لیعلموا ان علمھم قاصر ولیبتلی اللّٰہ عبادہ ولیری المؤمنین منھم والمجرمین۔ منہ

[1] المومنون: ۵۱

و ایّ ذنب اکبر من ذٰلک ان اللّٰہ یخبر فی القراٰن بموت عیسٰے ویخبر بانّ عیسٰے یقرّ یوم القیامۃ بموتہ قبل کفر اُمّتہ وعدم علمہ بہ کما مضٰی۔ والنبیّ یقول انّی رئیتہ لیلۃ المعراج فی الموتٰی عند یحیٰی۔ ثم انتم ترفعونہ مع الجسم الی السماء فما رئینا اعجب من ھٰذا۔ فما لکم لا تفقھون حدیثا۔ وانّ قولی قول فیصل فلن تجدوا عنہ محیصاً۔ تصرّون علٰی حیاتہ ولا تؤتون علیہ دلیلا۔ ومن اصدق من اللّٰہ قیلاً۔

ولیس جوابکم من ان تقولوا انّ اٰباءنا کانوا علٰے ھٰذا الاعتقاد وان کان اٰباءکم عدلوا عن طریق السداد۔ وایّ شئ خیالات اُناسٍ ظھروا بعد الصحابۃ بل بعد القرون الثلثۃ۔ وما کان حقّھم ان یأوّلوا انباء اللّٰہ قبل وقوعھا بل کان من حسن الادب ان یفوّضوا الی اللّٰہ مجاری ینبوعھا۔ وکذٰلک کانت سیرۃ کبراء الاُمّۃ۔ انّھم کانوا لا یصرّون علٰی معنی عند بیان الانباء الغیبیّۃ۔ بل کانوا یؤمنون بھا ویفوّضون تفاصیلھا الٰی عالم الحقیقۃ۔ وھٰذا ھو المذھب الاحوط عند اھل التقوٰی واھل الفطنۃ۔ ثم خلف من بعدھم خلف جاوزوا حد علمھم وحد المعرفۃ ونسوا ما قیل لا تقف ما لیس لک بہ علم[۱] وطفروا فی کلّ موطن طفر البقّۃ۔ واصرّوا علٰی امرٍ ما احاطوہ حق الاحاطۃ۔ یا حسراتٍ علیھم وعلٰی جرءتھم قد اصابت الملّۃ منھم صدمۃ ھی اُخت صدمۃ النصرانیۃ۔ ص۴۷
وما ھم الا کجدب لسنوات الملّۃ۔ یرفعون عیسٰے مع جسمہ الی السّماء ولا یتدبّرون قولہ تعالٰی قل سُبحان ربّی[۲] بل یزیدون فی البغض والشحناء۔ یا فتیان این انتم

٭ اعنی اٰیۃ قل سبحان ربّی ھل کنت الا بشرًا رسولًا[۳]۔ فلا شک ان ھٰذہ الاٰیۃ دلیل واضح علٰی امتناع صعود بشرٍ الی السماء مع جسمہ العنصریّ ولا ینکرہ الا الجاھلون۔ وفی قولہ تعالٰی سبحان ربّی اشارۃ الٰی اٰیۃ فیھا تحیون وفیھا تموتون[۴] فان رفع بشرٍ الی السماء امرٌ ینقض ھٰذا العھد فسبحانہ وتعالٰی عما ینقض عھدہ ففکّروا ایّھا العاقلون۔ منہ

[۱] بنی اسرائیل: ۳۷ [۲] بنی اسرائیل: ۹۴ [۳] بنی اسرائیل: ۹۴ [۴] الاعراف: ۲۶

من تلك الاٰيات ولم تتبعون ما تشابه من القول وتتركون البيّنات المحكمات۔
الا تعلمون انّ الكفار طلبوا فى هٰذه الاٰية معجزة الصعود الى السماء۔ من
نبيّنا خير الانبياء وزبدة الاصفياء۔ فاجابهم الله انّ رفع بشرٍ مع جسمه
ليس من عادته بل هو خلاف مواعيده وسنّته ولو فرض ان عيسٰى رُفع مع
جسمه الى السماء الثانية۔ فما معنى هٰذا المنع فى هٰذه الاٰية الم يكن عيسٰى بشرًا
عند حضرة العزّة۔ ثم ايّ حاجة اشتدت لرفعه الى السمٰوات العُلٰى۔ أأرهقت
الارض بضيقها او ما بقى مفرّ من ايدى اليهود فيها فرفع الى السماء ليُخفٰى۔

ايها النّاس لا تجاوزوا حدود النهج القويم۔ وزنوا بالقسطاس المستقيم۔
ووالله انّ موت عيسٰى خير للاسلام من حياته۔ وكل فتح الدين فى مماته۔ اتستبدلون
الذى هو شرّ بالذى هو خير۔ ولا تفرّقون بين النفع والضّير۔ ووالله لن يجتمع
حيات هٰذا الدين وحيات ابن مريم۔ وقد رئيتم ما عثّر حياته الى هٰذا الوقت
وما هدّم۔ وترون كيف نصر النصارٰى حياته وقدّم۔ وجرّح الدّين الاقوم۔ و
لمّا ثبت ضيره فيما بين يدينا فكيف يتوقع خيره فيما خلفنا۔ واذا جرّبنا الى طول
الزمان مضرّات حياته۔ فايّ خير يرجى من هٰذه العقيدة بعد ذٰلك مع ثبوت
معرّاته۔ والعاقل لا يعرض عن مجرّباته۔ وانّ الله يوافى دروب الحكمة۔ ويرحم
عباده ويعصمهم من ابواب الضلالة۔ ولا شك انّ حيات عيسٰى وعقيدة نزوله
باب من ابواب الاضلال۔ ولا يتوقع منه الا انواع الوبال۔ ولله فى افعاله حِكم
لا تعرفونها ومصالح لا تمسّونها۔ ففكروا رحمكم الله انّ عقيدة حيات عيسٰى كما
تصرّون عليه الى هٰذا الاٰن ثم عقيدة نزوله فى اٰخر الزمان امرٌ ما افادكم مثقال
مثلا ذرة۔ وما ايّد ديننا الذى هو خير الاديان۔ بل ايّد دين النصارٰى وادخل
افواجا من المسلمين فى اهل الصلبان۔ فلا ادرى ايّ حاجة احسستم

لنزوله یا معشر المسلمین۔ وان حیاته یضرّکم ولا ینفعکم اما رئیتم ضررًا فیما مضٰی من السنین۔ انفعتکم هٰذه العقیدة فیما مرّ من الزمان۔ بل ما زادتکم غیر تتبیب ارتداد الرجال والنسوان۔ فایّ خیر یُرجٰی منه بعده یا فتیان۔ ورئیتم المتنصرین ما جُذبوا الی القسیسین الا بهٰذه الحبال۔ وهٰذا هو اللص الذی القاهم فی بئر الضلال۔ وکانوا ذراری هٰذه الملّة۔ ثم صاروا کالحیوانات اوکسباع الاجمة۔ وعادوا الاسلام وسبّوه بانکر اصوات نهیق۔ وترکوا اقاربهم و والدیهم فی زفیرٍ وشهیق۔ ووقفوا انفسهم علی سبّ خیر البریّة وتوهین کتابٍ هو اکمل من الکتب السّابقة۔ وقالوا قریضٌ۔ وایّ رجل منه مستفیض۔ واتخذ وادیننا سخرة۔ ولا یذکرونه الا طعنة۔ وقالوا ان متم علی هٰذا الدین دخلتم النّار بالیقین۔ فاعلم وفّقک الله للصواب۔ وجنّبک طرق العتاب۔ انّ هٰذه الفتنة الّتی حسبتموها هیّنًا هی عند الله عظیم۔ وقد اهلکت افواجًا منکم وادخلتها فی نار الجحیم۔ ولذٰلک ذکرها الله سبحانه وتعالٰی فی مواضع من کتابه الکریم۔ ونسب الیها تفطّر السماء وخرّ الجبال وظهور اٰثار الغضب العظیم۔ فوالله انّی اعجب کل العجب من انّ المسلمین نصروا النصارٰی بقول یخالف قول حضرة الکبریاء۔ وقالوا انّ عیسٰی رُفع مع جسمه العنصریّ الی السماء۔ ثم ینزل فی زمانٍ الی الغبراء۔ وهٰذا هو الدلیل الاعظم عند النصارٰی علی اتخاذه الٰهًا وبه یضلّون کثیرًا من الجُهلاء۔ والحقُّ انه مات ولحق الاموات۔ وعلٰی ذٰلک دلائل کثیرة من الکتاب والسنة۔ وقد ذکر القراٰن موته فی المقامات المتعددة ورٰاه نبیّنا صلی الله علیه وسلّم فی الموتٰی لیلة المعراج عند یحیٰی فی السّماء الثانیة۔ وایّ شهادة اکبر واعظم من هٰذه الشهادة۔ ثم مع ذٰلک یصول الجهلاء علیّ عند سماع هٰذه الکلمة۔ ویقولون لوکان السیف لقتلناک

۲۹۰ وأنّ سیف الله احدّ من سیوف ھٰذہ الفرقۃ الم یر بعضھم ضرب سیفہ
عند المباھلۃ۔ وقد تکرّر فی القراٰن ذکر موت عیسٰی وذکر ایواءہ الٰی ربوۃٍ ذات
قرار ومعین۔ وثبت بدلائل اخرٰی انّھا ارض کاشمیر بالیقین۔ ووجد فیھا
قبر عیسٰی ووُجد ھٰذہ القصّۃ فی کتب قدیمۃ لا بُدّ من قبولھا وحصحص
الحق فالحمد للہ ربّ العالمین ۔ وشھد سکّان ھٰذہ الارض انہ قبر نبیّ کان
من بنی اسرائیل وکان ھاجر الٰی ھٰذہ الارض بعد ایذاء قومہ ومرّ علیہ قریب
من الالفین بالتخمین ۔ فملخص الکلام انّ موت عیسٰی ثابت بالبرھان۔
ولا ینکرہ الا من انکر نصوص الحدیث والقراٰن۔ ولو شاء الله لفھّم من
انکرہٗ ولٰکنّہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء والیہ یرجعون۔ وان
یتبعون الّا ظنًّا وما نرٰی فی ایدیھم حُجّۃ بھا یتمسّکون ۔ والتمسک
بالاقوال الظنیۃ تجاہ النصوص الّتی ھی قطعیۃ الدلالۃ خیانۃ و
خروج من طریق التقوٰی فویل للّذین لا ینتھون۔ سیقول الذین لا
یتدبّرون اِن عیسٰی علم للساعۃ۔ وان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ
قبل موتہٖ[1]۔ ذٰلک قول سمعوا من الاٰباء وما تدبروہ کالعقلاء ما لھم لا یعلمون
ان المراد من العلم تولدہ من غیر ابٍ علٰی طریق المعجزۃ۔ کما تقدم ذکرہ
فی الصحف السابقۃ۔ ولا ینکرہ احد من اھل العلم والفطنۃ۔ وامّا
ایمان اھل الکتاب کلّھم بعیسٰی کما ظنوا فی معنی الاٰیۃ المذکورۃ۔
فانت تعلم حقیقۃ ایمانھم لا حاجۃ الی التذکرۃ۔ وتعلم انّ افواجًا
من الیھود قد ماتوا ولم یؤمنوا بہ فلا تحرّف کلام الله لعقیدۃ ھی
باطلۃ بالبداھۃ۔ وقد قال الله تعالٰی اَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ
الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ[2]۔ فکیف العداوۃ بعد الایمان بعیسٰی المبیّن

[1] النساء: ۱۶۰ [2] المائدۃ: ۶۵

فی راسکم ذرۃ من الفطنۃ۔ الیس فی ھٰذہ الاٰیۃ ردّ علی من زعم ان جمیع فرق الیھود یؤمنون بعیسٰے۔ فما لکم تخالفون النص الذی ھو اظھر و اجلی۔ فایّ اٰیۃ بقیت فی ایدیکم بھا تتمسّکون۔ فاعجبنی حالکم بایّ دلیل تخاصمون۔ و انّ اللّٰہ ذکر موت عیسٰی غیر مرّۃ فی القراٰن فما لکم لا تتذکرون۔ ویستحیل التناقض فی کلام اللّٰہ ربّ العالمین۔ ما لکم انکم تعاندون المعقول وتکذّبون المنقول ونعرض علیکم کلام اللّٰہ ثم تمرّون معرضین وتعلمون انّ نزول المسیح الموعود بدون تخصیصٍ امرٌ نؤمن بہ وتؤمنون بہ من غیر خلاف فاصل النزاع بیننا وبینکم فی نزول ابن مریم من السماء۔ فقضی اللّٰہ ھٰذا النزاع باخبار موتہ فی صحفہ الغرّاء۔ فمن یرد اللّٰہ ان یھدیہ یشرح صدرہ لبیان القراٰن۔ و ایّ کتابٍ عندنا او عندکم یتمسّک بہ بعد الفرقان۔ یا حسرات علیکم لا تحضرون للمناظرۃ ولا تجیئون للمباھلۃ ومن بعید تطعنون۔ وعندنا دلائل کثیرۃ من کتاب اللّٰہ وسنۃ رسُولہ فکیف نعرض علی الذین یُعرضون۔ الا یعلمون ان المبتدعین والکافرین لا یؤیّدون من اللّٰہ ولا ھم ینصرون۔ ولا قبول لھم عند اللّٰہ ولا ھم کالابرار یؤثرون۔ وایّ ذنب ینسبون الیّ من غیر انی نعیت الیھم بموت عیسٰے وقد ماتت من قبلہ النبیّون۔ ایعرضون عن الاجماع المسند الی النصّ الجلیّ ام ھم الحاکمون۔ و اللّٰہ انّ عیسٰے مات و انھم یعاندون الحق الصریح ویقولون ما یخالف القراٰن وما یخافون۔ و ایّ اشکال یاخذھم فی موت عیسٰی بل ھم قوم مسرفون۔ یخصّصُونہ بصفۃ لا توجد فی احدٍ من الناس و یؤیّدون النصاری وھم یعلمون۔ و کیف تقبل غیرۃ اللّٰہ ان یخصص احد بصفۃ لا شریک لہ فیھا من بدء الدنیا الی اٰخرھا و ایّ عقیدۃ اقرب الی الکفر منھا لو کانوا یتدبّرون۔ فانّ التخصیص

صفحہ ۵۰

اساس الشرک وایّ ذنبٍ اکبر من الشرک ایّھا الجاھلون۔ واذ قالت النصارٰی
ان عیسٰی ابن اللہ بما تولّد من غیر اب وکانوا بہ یتمسّکون۔ فاجابھم اللہ بقولہ
اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1]۔
ولکنّا لا نرٰی جواب خصوصیۃ رفع عیسٰی ونزولہ فی القراٰن۔ مع انہ اکبر
الدلایل علٰی الوھیۃ عیسٰی عند اھل الصّلبان۔ فلو کان امر صعود عیسٰی
وھبوطہ صحیحًا فی علم ربّنا الرحمٰن۔ لکان من الواجب ان یذکر اللہ
مثیل عیسٰی فی ھٰذہ الصفۃ فی الفرقان۔ کما ذکر اٰدم لیبطل بہ حجّۃ اھل الصّلبان۔
فلا شک ان فی ترک الجواب اشعار بان ھٰذہ القصّۃ باطلۃ لا اصل لھا ولیس الّا
کالھذیان۔ اتعلمون ایّ مصلحۃ منعت اللہ من ھٰذا الجواب۔ وقد کان حقًّا
علی اللہ ان یجیب ویجیح زعم النصارٰی بالاستیعاب۔ وان علماء النصارٰی
قوم یزیدون کلّ یوم فی غلوّھم۔ ولا یلتفتون الی الحقّ من تکبّرھم وعلوھم۔
وانی اتممت علیھم حجّۃ اللہ لتائید الاسلام۔ والّفتُ فیھا کتبًا واشعتھا
الٰی دیار بعیدۃٍ لنفع الانام۔ فلمّا جرّ الجدال فیناذیلہ۔ وما رئیت احدًا
ان یظھر الی الاسلام میلہ فھمت ان الامر محتاج الٰی نصرۃ اللہ المنّان۔
ولست بشیءٍ حتّٰی یدرکنی رحمۃ الرحمٰن۔ فخررت علی الحضرۃ سائلًا للنصرۃ
وما کنت الّا کالمیّت۔ فاحیانی ربّی بالکلمتین۔ ونوّر العینین۔ وقال
یا احمدُ بارک اللہ فیک۔ الرّحمٰن علّم القراٰن۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم
ولتستبین سبیل المجرمین۔ قُل اِنّی اُمرتُ وانا اوّل المؤمنین[*]۔ وبشّرنی

[*] انّ الاعداء من اھل القبلۃ یسموننی اوّل الکافرین۔ فسبق القول من اللہ لردّھم فی کتابی البراھین وقال قل انی امرتُ وانا اوّل المؤمنین۔ وقالوا لا یدفن ھٰذا الرجل فی مقابر المسلمین۔ فسبق القول من الرسول لردّھم۔ قال انّ المسیح الموعود یدفن فی قبری وانہ یبعث

[1] اٰل عمران : ۶۰

بانّ الدین یُعلٰی ویشاع ۔ ومثلك دُرٌّ لا یضاع وکان ھٰذا اوّل ما اوحیَ
الیٰ ھٰذا الحقیر ۔ من القدیر النصیر ۔ وبشّرنی ربّي بانه یظھر لي اٰیاتٍ
باھراتٍ ۔ وینصرنی بتائیداتٍ متواتراتٍ ۔ لیحقّ الحقّ ویُبطل الباطل
بالحجج القاھرۃ ۔ والمعجزات الباھرۃ ۔ ثم بعد ذٰلك دعوت القسیسین والنصارٰی
والمتنصّرین وغیرھم من البراھمۃ والمشرکین ۔ وقلت جرّبوا الحق باٰیات اللّٰہ
ونصرته لیظھر من ینصر من اللّٰہ ومن یکون محلّ لعنته ۔ فما بارزوا لھٰذا
النضال کالکماۃ ۔ واختفوا فی الوکنات ۔ وواللّٰہ لو بارزوا لما رمٰی ربّي
الّا صائبًا ۔ وما رجع احد منھم الّا خاسرًا وخائبًا ۔ وواللّٰہ ان فتّشت
لرئیت الاسلام کنز الاٰیات ومدینتھا ونجد فیه نورًا یھب لکلّ
نفس سکینتھا فیا حسرۃً علٰی قوم یکفرون به فائنه ولا یتوجّھون الٰی
خزائنه ۔ ویحسبون الاسلام کالعظام الرمیمة ۔ لا مملوًّا من النعم
العظیمة ۔ اولٰئك قومٌ لا یؤمنون بان یکلّم اللّٰہ احدًا بعد ص۵۲

معی یوم الدینؒ ۔ وما کان ھٰذا الّا جواب المکفرین یحسبوننی من اھل جھنم وان کنت
فی شك فاسئل المفتین ومن عجائب عالم البرزخ انّ بعض الناس بعد موتھم یقرّبون
الیٰ روضة النبیّ الّتی تحتھا الجنّة وبعضھم یبعدون منھا فاخبرلی رسُولی انی من
المقرّبین وھٰذا ردّ علیٰ من قال انه من جھنمیین ۔ وھٰذا الدفن الذی یکمله
اللّٰہ علی الطریقة الروحانیة امرٌ یوجد فی کتاب اللّٰہ وقول رسوله اثرہ واتفق
علیه طائفة قوم روحانیین ۔ وکذٰلك قالوا انّ جماعة ھٰذا الرجل قوم کافرون
لا من المؤمنین ۔ فلا تدفنوا موتاھم فی مقابر المسلمین ۔ فانّھم شرّ الکافرین
فاوحی الیّ ربّي واشار الی ارض وقال انھا ارض تحتھا الجنة فمن دفن فیھا
دخل الجنة وانه من الاٰمنین ۔ فلولا اقوال الاعداء ما کان وجود ھٰذہ الاٰلاء
فھیّج غضبھم رحمة اللّٰہ فالحمد للّٰہ ربّ العالمین ۔ منہ

سیّدنا المصطفٰی۔ ویقولون قد ختم علی المکالمۃ بعد خیر الورٰی۔ فکان اللّٰہ فقد فی ھٰذا الزمن صفۃ الکلام۔ وبقی صفۃ السمع فقط ولعلّہ یفقد صفۃ السمع ایضًا بعد ھٰذہ الایّام۔ واذا تعطّلت صفۃ التکلّم وصفۃ سماع الدعوات۔ فلا یرجٰی عافیۃ الباقیات اعنی عند ذٰلک ارتفع الامان من جمیع الصفات فمن انکر ابدیّۃ احدٍ من صفات حضرۃ العزّۃ فکانّما انکر جمیعھا ومال الی الدھریۃ۔ فما تقولون فیہ یا اھل الفطنۃ ھل ھو مسلم او خرّ من منارۃ الملّۃ۔

اتظنّون انّ الاسلام مراٰذ من قصصٍ معدودۃ ٍ ولیست فیہ اٰیات مشھودۃ۔ ءاعرض عنّا ربّنا بعد وفات سیّدنا خیر البریّۃ۔ فایّ شیءٍ یدلّ علٰی صدق ھٰذہ الملّۃ۔ انسی اللّٰہ وعد الانعام الذي ذکرہ فی سورۃ الفاتحۃ۔ اعنی جعل ھٰذہ الاُمّۃ کانبیاء الاُمم السابقۃ۔ السنا بخیر الاُمم فی القراٰن۔ فایّ شیءٍ جعلنا شرّ الاُمم علٰی خلاف الفرقان۔ ایجوّز العقل ان نجاھد حق الجھاد لمعرفۃ اللّٰہ ثم لا نوافی دروبھا۔ ونموت لنسیم الرحمۃ ثم لا نرزق ھبوبھا۔ اھٰذا حدّ کمال ھٰذہ الاُمّۃ وقد وافت شمس عمر الدّنیا غروبھا فاعلموا انّ ھٰذا الخیال کما ھو باطل عند الفطنۃ التامۃ۔ کذٰلک ھو باطل نظرًا علی الصُّحف المقدّسۃ ؁

وایّ موتٍ ھو اکبر من موت الحجاب۔ وایّ عمًی اشدّ اذًی من عدم رویۃ وجہ اللّٰہ الوھّاب۔ ولوکانت ھٰذہ الاُمّۃ کالابکم والاصمّ۔ لمات العشّاق من ھٰذا الھمّ۔ الذین یذیبون وجودھم لوصال المحبوب وما کانت منیّتھم فی الدنیا الا وصول ھٰذا المطلوب۔ فمع ذٰلک کیف یترک حِبّھم فی لظی الاضطرار۔ وفی نار الانتظار۔ ولوکان کذٰلک لکان ھٰذا القوم

اشقى الاقوام لا تُسفر صباحهم ولا تُسمع صياحهم۔ و يموتون فى بكاء وانين۔ ۵۲
كلّا بل الله ارحم الراحمين۔ وانه ما خلق جوعًا الّا خلق معه طعامًا للجوعان۔
وما خلق غليلًا الّا خلق معه ماءً للعطشان۔ وكذالك جرت سنته
لطُلباء العرفان۔ وانى عاينتها فكيف انكرها بعد المعاينة۔ وجرّبتها
فكيف اشك فيها بعد التجربة۔

ولا بُدّ لنا ان ندعوا الناس الىٰ ما وجدناه علىٰ وجه البصيرة فوجب علىٰ
كلّ من يؤمن بالله الوحيد۔ ولا يانف من كلمة التوحيد۔ ان لا يقنع
بالاُطمار۔ ويطلب السابغات من حلل الدّين ويرغب فى تكميل الدثار
والشعار۔ ويقرع باب الكريم بكمال الصدق والاضطرار۔ وانه جوّاد لا يسئم
من سؤال النّاس وانّ خزائنه خارجة من الحدّ والقياس فمن زاد سؤالًا زاد
نوالًا فمن حُسن الايمان ان لا ييئس العبد من عطائه۔ ولا يحسب بابه مسدودًا
علىٰ احبّائه۔ وانكم ايها الناس تحتاجون الىٰ نعم الله وآلائه۔ فمن الشقوة ان
تردّوا نعمه بعد اعطاءه۔ وايّ جوعانٍ اشقىٰ من جائع اشرف على الموت واذا
عُرض عليه طعام لذيذ ورغيف لطيف ردّه وما اخذه وما نظر اليه وهو فل
الجوع وطريده۔ ومع ذالك لا يريده۔

فاعلموا ايها الاخوان رحمكم الله الرحمٰن انى جئتكم بطعام من السماء
وقد حقّ الله لكم اٰما لكم علىٰ رأس هٰذه المأية وكنتم تطلبونها بالدعاء ففتح
عليكم ابواب الآلاء فهل انتم تقبلون۔ واعلمُ انكم لن ترضوا عنى حتّٰى اتبع
عقائدكم وكيف اترك وحى ربّى واتّبع اهواءكم وهو القاهر فوق عباده و
اليه ترجعون۔

وانّى اعطيتُ اٰيات وبركات وانواع النصرة وتائيدات وان الكاذبين

۵۲ لا یفتح لھم ھٰذا الباب ولو لم یبق منھم بالمجاھدۃ الا الاعصاب۔ اتظنون ان اللّٰہ یحبّ خوّانًا اثیمًا۔ وانّی جئتُ لنصرتکم من جنابہ۔ کاسد یطلع من غابہ ویصول کاشرًا عن انیابہ فارونی رجلًا من القسّیسین والملحدین والمشرکین من یبارزنی فی ھٰذا المضمار ویناضلنی بآیات اللّٰہ القھار۔ وواللّٰہ انّ کلّھم صیدی وسدّ اللّٰہ علیھم طریق الفرار لا یؤویھم اجمۃ ولا بحر من البحار۔ ونحن نفرع الارض مسارعین الیھم ونبریھا بسرعۃٍ کالمنتھبین۔ وانا انشاء اللّٰہ نصل الیھم فاتحین فائزین*۔

وانّھم ما کانوا لیغلبوکم ولٰکن ذھبتم الی الفلاۃ من الحماۃ والی الموامی من حمی الحامی وانفدتم زاد العلوم وصرتم کالبائس المحروم وجعلتم انفسکم کشیخ مفنّد لا رأی لہ ولا عقل۔ اوکبھیمۃ لا تدری الّا البقل۔ لا تقبلون سلاحًا نزل من السماء من حضرۃ الکبریاء۔ امّا اسلحۃ الدّنیا فلیست بشیءٍ بمقابلۃ ھٰؤلا الاعداء۔ فالاٰن مسکنکم فلاۃٌ عوراء۔ ودشتٌ لیس ھنالک الماء۔ وانکم تترکون متعمّدین عیونًا جاریۃ تروی العطشان۔ وتختارون موامی ولا یخافون الغیلان۔ وقد ذابت الھاجرۃ الابدان۔ ما لکم لا تأوون الی ھٰذا الظل الرحب الذی ینجیکم من الحرور ویھدیکم الی ماءٍ عذبٍ ویبعدکم عن حُفر القبور۔ وان اکبر الدلائل علی صدق من ادعی الرسالۃ ھو وجود زمانٍ کمل الضلالۃ۔ وان کنتم فی شک من امری فاصبروا حتّٰی یحکم اللّٰہ بیننا۔ ھو خیر الحاکمین۔ الم یکفکم انہ جعل لنا فرقانًا بعد ما باھل العدا وقالوا انّ لنا الغلبۃ من الحضرۃ فاھلک اللّٰہ من ھلک عن البیّنۃ ومکرنم ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔

وترون کیف تخیّم الاعداء حولکم وکیف نزل علیکم البلاء وتذللتم لھم

* اوحی الیّ ربّی وقال استجیب فی ھٰذہ اللیلۃ کلما دعوت ومنھا قوۃ الاسلام وشوکتہ وکان ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ منہ

من ضعف انفسکم وجذ بتکم الیھم الاھواء۔ وقد نحتوا حیلاً حیّرت البصائر والابصار
فما لکم لا ترون اعصارًا اجاحت الاشجار۔ انھم قوم یریدون لکم ارتدادا وضلالاً ولا صـــ۵۵
یالونکم خبالاً۔ وقد غلبوا اھل الارض وجعلوھم کالغلمان والاماء۔ وکادوا ان یرموا
سھامھم الی السماء۔ وواللّٰہ لا قبل لکم بھم وان انتم عندھم الا کالھباء۔ فلولا غضب
علیکم اولا اغضب لم تنامون فی ھٰذا الاوان۔ ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الاٰخرۃ
فاثاقلتم الی الارض کالسکران۔ وایّ شیءٍ نامکم وقد صرتم غرض الخسران۔ وایّ
طاقۃٍ بقیت لکم یا فتیان۔ وواللّٰہ ما بقی الا ربّنا المنّان۔ فلا ادری ما صنعتم
وما تصنعون بالاسباب۔ وکیف ینصرکم عقلکم الذی لیس الّا کالذباب۔ وایّ
زینۃ تظھرون بھٰذہ الثیاب۔ ولمّا قُمت فیکم وقلت انی من اللّٰہ الکریم۔ اشتعلتم
غضبًا وسخطًا وقلتم رجل افتری وحسبتمونی کالشیطان الرجیم۔ وما نظرتم الی
الوقت ھل الوقت یقتضی دجّالاً یُشیع الضلال او مُصلحًا یحیی الدّین ویردّ
الیکم ما زال۔ وانّی اشھد اللّٰہ علیٰ ما فی قلبی وواللّٰہ انّی منہ ولست فعلت
امرا من تزویری وقد ظلمتم اذ اعمدتم الیٰ تکفیری وتحقیری وما نظرتم
الیٰ ما صُبّ علی الاسلام فی ھٰذہ الایام فنبکی علیکم بدموعٍ جاریۃ وعبرات
متحدّرۃ کما تضحکون علینا وتستھزءُون ما لکم لا تفکّرون فی انفسکم ولا تنظرون
فی ضعف الاسلام اما شبعتم من الدجاجلۃ وتتمنون دجالاً اٰخر فی ھٰذا الوقت
المخوفۃ وفی ھٰذہ الایام المنذرۃ وقد جئتکم علیٰ راس المائۃ وعند الضرورۃ الحقّۃ
وشھد علیٰ صدقی الکسوف والخسوف والزلازل والطاعون۔ فاعجبنی انکم ترون
الاٰیات ثم لا تزول الظنون۔ اھٰذا فراستکم ایّھا العالمون۔ بل حال بینکم وبین
تقوٰکم کبر کنتم تخفونہ وتکتمون۔ وعمیت عینکم فلا ترٰی فتن الاعداء وتسمّوننی
دجّالاً ولا تبصرون۔ وتفتون بانّی کافر بل اکفر من کلّ من کفر بالانبیاء فمرحبًا بکم

بھٰذا الافتاء۔ والعجب کل العجب انّ الذین یریدون ان یحیوا الذین من اھل الصّلبان والمشرکین لیسوا عندکم دجّالینؕ۔ وانا دجّال بل اکبرالمفسدینؕ۔ فلا نشکوا الا الی اللہ ربّ العٰلمینؕ۔ ولمّا صِرتُ عندکم کافرًا کیف یُرجی ان ینفعکم موعظۃ من الکفار۔ ولٰکن اردت ان اذکر ما اُوذیت فی اللہ فلذٰلک افضی بنا الکلام الیٰ ھٰذہ الاذکار۔ ص۵۲

رحمکم اللہ ما لکم لا تترکون ظلمًا وعدوانا۔ ولا تخافون علیما دیّانا۔ ایّھا النّاس جئنا من اللہ علٰی میقاتہ۔ ونطقنا بانطاقہ۔ نبلغ الیکم الدعوۃ وتنالنا عنکم اللعنۃ۔ فما ادری ما ھٰذہ الدناءۃ۔ انکم حاذیتم الیھود حتّٰی صکّت النعال بالنعال وتشابھت الاقوال بالاقوال۔ انھم کانوا لبخلھم یسمّون نبی اللہ عیسٰے دجّالًا وکذٰلک سمّیت منکم بھٰذا الاسم فضاھیتم بھم افعالًا و اقوالًا۔ ولولا سیف الحکومۃ لاریٰ منکم ما رأی عیسٰے من الکفرۃ۔ ولذٰلک نشکر ھٰذہ الحکومۃ لا بسبیل المداھنۃ۔ بل علٰی طریق شکر المنّۃ۔ وواللہ انّا رأینا تحت ظلّھا امنًا لا یرجیٰ من حکومۃ الاسلام فی ھٰذہ الایّام۔ ولذٰلک لا یجوز عندنا ان یرفع علیھم السیف بالجھاد۔ وحرام علٰی جمیع المسلمین ان یحاربوھم ویقوموا للبغاوۃ والفساد۔ ذٰلک بانّھم احسنوا الینا بانواع الامتنان۔ وھل جزاء الاحسان اِلّا الاِحْسَان۔ ولا شک ان حکومتھم لنا حمی الامن۔ وبھا عصمنا من جوراھل الزمن۔ ومع ذٰلک لا نخفی انّا نخالف القسّیسین۔ بل انّا لھم اوّل المخالفین۔ ذٰلک بانّھم یجعلون عبدًا ضعیفًا عاجزًا ربّ العالمین۔ وترکوا خالق السمٰوات والارضین۔ واللہ یعلم انھم من الکاذبین المفترین و الدجّالین المحرّفین۔ ونعلم ان الحکومۃ لیست معھم ولا تغریھم بھٰذا الامر ولا من المعاونین بل انّھم لیسوا بالنصاریٰ الا بافواھھم نحتوا القوانین

من عند انفسھم وترکوا الانجیل وراء ظھورھم فکیف نقول انھم النصاریٰ بل ھم قوم اٰخرون۔ وسلکوا مسالک اُخریٰ ولا یدرسون الاناجیل ولا یعلمون باحکامھا ولا الیھا یتوجّھون۔ ونجد فیھم عدلًا وانصافًا عند الخصومات۔ وانی جرّبت بعضھم فی بعض المخاصمات۔ ورئیتھم انھم اقرب مودۃً الینا ولا یریدون الظلم ولا یتعمّدون۔ وانّ اللّیل تحت ظلّھم خیر من نھارٍ رئینا تحت ظلّ المشرکین فوجب علینا شکرھم وان لم نشکر فانّا مذنبون۔ صفحہ ۵۷

فخلاصۃ الکلام انا وجدنا ھٰذہ الحکومۃ من المحسنین۔ فاوجب کتاب اللّٰہ علینا ان نکون لھا من الشاکرین۔ فلذٰلک نشکرھم ولا نبغی لھم الاخیر اوندعو اللّٰہ ان یھدیھم الی الاسلام۔ وینجیھم من عبادۃ عبد ھو کمثلھم فی المصائب والاٰلام۔ ویفتح عیونھم لدینہ ویُوَجّھھم الیٰ خیر الادیان۔ ویحفظھم فی الدّین والدّنیا من الخسران۔

ھٰذا دُعاءنا وھل جزاء الاحسان الّا الاحسان۔ ولا یجازی الحسنۃ بالسیّئۃ الا الذی اٰثم قلبہ وصار کالشّیاطین۔ فلا نرید طریق القاسطین۔ و لیس وجہ کلامنا فی ھٰذہ الرسالۃ الیٰ علماء النّصاریٰ والقسّیسین الذین حسبوا سبّ الاسلام وتوھین سیّدنا خیر الانام فرض مذھبھم فقمنا لدفعھم وذبّھم من اللّٰہ تعالیٰ وھو ناصر دینہ وھو خیر النّاصرین۔

وقد خاطبنی ربّی لنصرۃ دینہ بکلمۃ اجد فیھا وعدًا کبیرًا وقال بَشّرھم بایّام اللّٰہ۔ وذکرھم تذکیرا۔ فنعلم مطمئنین مستیقنین ینصر دینہ و یعصمہ من الاعداء۔ ویظھرہ علی الادیان کلّھا من السّماء ولٰکن لا بالحرب والجھاد بل باٰیات قاھرۃ ویدٍ تدق تحت الاعداء وکذٰلک وجدنا فی کتابہ ثم کمثلہ اوحی الیّ ربّی وھٰذا ملخص الایحاء۔ فلن یخلف اللّٰہ وعدہ ویرے الذین

ظلموا جزاءهم اتمّ الجزاء ❊

ص۵۸ وکذالك ظهرت الاٰثار فی هٰذا الزمان۔ وتجلّی ربّنا لاهل الارض بتجلٍّ قهری فاری اٰیات قهرہٖ فی جمیع البلدان۔ وکثیرا من الناس افنا هم الطاعون۔ وکثیرمنهم انسفتهم الزلازل وتلقّفهم المنون۔ والذین کانوا فی البارحة ینومون فی القصور۔ الیوم ترٰهم میتین فی القبور اقفرت منهم مجالس وعُطّلت مقاصر وحلّوا بدارٍ لا تترکهم ان یرجعوا الٰی اخوانهم۔ او ینزعوا دُوَرهم عن جیرانهم۔ وتری النّاس لا یملکون الفرار من هٰذا الوباء۔ وما بقی لهم مفرّ تحت السماء۔ ولا یحمل هٰذا البلاء علی البخت والاتفاق۔ کمازعم اهل الشقاق۔ فالسعید هوالذی عرف هٰذہ الاٰیات۔ وولج شعب تلك الحرّات۔

فاعلموا رحمکم اللّٰه ان هٰذہ المصائب من الاقدار التی ما رئیتم قبل هٰذا الزمان۔ ولا اٰباءکم فی حین من الاحیان۔ وانّما هی اٰیات لرجلٍ بعث فیکم من اللّٰه المنّان۔ لیجدّد اللّٰه دینه ویظهر براهینه۔ ویخضّر بساتینه ویثمر اشجارہ من الثمرات الطیّبات۔ ولیجعل حطبه کالغصون الناعمات کذالك لیعرف الناس دین اللّٰه القویم۔ ویمیلوا کل المیل الٰی ربهم الرحیم وینفروا عن الدنیا نفورَ طبع الکریم۔ ولما اَسفر صُبح الدین واری شعاع البراهین غضّ اکثرهم ابصارهم لئلا یبصروا۔ وعافوا دعوة اللّٰه وهم یعلمون۔ یاحسرةً علیهم من الخیر یفرّون وعلی الضیر یتمایلون۔ قد حان ان یُفتح الباب۔ فمن القارع المنتاب۔ وقد جرت العین لمن کانت له العین۔ واللّٰه غفور رحیم۔ لا یردّ من جاء بقلب سلیم۔ ومن زاد سؤالًا یزدہ نوالًا۔ والعجب انّ القوم جمعوا خصاصةً جسمانیةً مع خصاصةٍ

رُوحانیۃٍ ثم یحسبون انّھم لیسوا بمحتاجین الی مصلح من اللہ الکریم۔ وسُدّ
علیھم کل بابٍ ثمّ یظنّون انھم رُزِقوا من کلّ نوع التّعیم۔ قد رضوا بان یعیشوا صفحہ ۵۹
کالانعام۔ معرضین عن آلاء اللہ والانعام۔ فنتعجب من قعود ھمتھم
وخسّۃ حالتھم ونسئل اللہ اصلاحھم۔ حتّٰی یُرزقوا فلاحھم ووقفنا
علی الدعاء لھم اکثر اوقاتنا ووقت الاسحار۔ والعین التی لا یملکھا غُمض
من ھٰذہ الافکار۔ وواللہ انی اخبرتھم بایام الطاعون قبل ظھورھا وما
نطقتُ الا بعد ما انطقنی ربّی واعثرنی علیٰ مستورھا۔ ثم بعد ذٰلک
اخذ ھم الطاعون۔ ونزل بھم المنون۔ وکان ھٰذا الخبر فی وقت ما اھتدیٰ
الیہ رای الاطباء۔ وما نطق بہ احد من العقلاء۔ فوقع کما اخبر ربّی وکان
ھٰذا بُرھاناً عظیماً من ربّ السماء۔ ولٰکن الناس ما سرّحوا الطرف الیہ
وما افاض رجل ماء الدموع من عینیہ۔ وما بادروا الی التوبۃ والاعمال
الحسنۃ۔ بل زادوا فی المعاصی والسیّئۃِ۔ وکذبونی وکفّرونی وقالوا دجّال
لئیم۔ وما انسنی فی وحدتی الّا ربّی الرحیم۔ واجتمعوا علیّ سبًّا وشتمًا ولزمونی
ملازمۃ الغریم۔ وما عرفونی لبغضھم القدیم۔ فاختفینا من اعینھم
کاصحاب الکھف والرقیم۔ وجحدوا بآیات اللہ واستیقنتھا انفسھم ظلمًا
وعلوّا[1]۔ فما امکنھم الرجوع بعد ما اروا تشدّدًا وغلوًّا۔ وواللہ انّ الاٰیات
قد نزلت کصیّب من السمٰوات۔ اشعلت المصابیح فما زالت ظلماتھم
وکثر الانذار والتنبیہ فما قلّت سیّاٰتھم۔ عکفوا علیٰ حطبٍ واعرضوا عن
اشجار باسقۃٍ واثمار یانعۃٍ وازھار منورۃ۔ وواللہ لا ادری لِمَ اعرضوا
عنّی مع ھٰذہ الاٰیات البیّنات۔ وقد اتمّ اللہ حُجّتہٗ علیھم وعلیٰ کلّ من
کان فی الظلمات۔ ولما راعنی منھم ما یروع الوحیدَ۔ ادرکنی عون ربّی

[1] النمل: ۱۵

وکل یومٍ زِیْدَ۔ ومازِلت انصر واؤید حتّٰی تمّت الحجّۃ۔ و تواترت النصرۃ۔
وبلغت الاٰیات الٰی حدلا استطیع ان اُحصیھا ولٰکنی رئیت ان اکتب ۶۱
اٰیۃ منھا فی اٰخر ھٰذہ الرسالۃ لعلّ اللّٰہ ینفع بھا احدًا من الطبائع السعیدۃ
ویعلم الناس انّ نصرۃ اللّٰہ قد احاطت مشارق الارض ومغاربھا و شاعت
تغلغلھا فی اخیار العباد وعفاربھا حتّٰی بلغت اشعۃ ھٰذہ الاٰیات الٰی
بلاد امریکۃ التی ھی ابعد البلاد۔

وکل مااوحی اللّٰہ اِلیّ من الاٰیات المنیرۃ والبراھین الکبیرۃ انھا
لیست لی بل لتصدیق الاسلام۔ و ما انا الّا احد من الخدام و اعجبنی
حال المنکرین۔ انھم اصرّوا علی التکذیب حتّٰی صاروا اوّل المعتدین۔
وکُلٌّ جَھَدَ جھدہ۔ و بذل ما عندہ۔ لیطفیٔ نورًا نزل من السماء۔ فزاد اللّٰہ
نورہٗ وما کان جھدھم الا کالھباء۔ ورئینا فتنھم کالبحر اذاماج۔ والسیل
اذاھاج۔ ولٰکن کان مآل الامر فتحنا وھزیمتھم وعزّتنا وذلّتھم۔ ولوکان
ھٰذا الامر من غیر اللّٰہ لمزّقونی کلّ ممزّق ولمحوا نقشی من الاحیاء ولٰکن
کانت ید اللّٰہ تحفظنی من شرّ الاعداء۔ حتّٰی بلغت اٰیاتی الٰی اقصی البلاد۔
فما کان ھٰذا الافعل ربّ العباد۔ والاٰن نکتب اٰیۃ ظھرت فی بلاد امریکہ۔
وطلعت شمسنا من المشرق حتّٰی ارت بریقھا اھل المغرب بصُوَرٍ انیقۃ۔

فھٰذا فضل اللّٰہ ورحمتہ۔ وعنایۃ اللّٰہ ومنّتہ و
بُشریٰ لِقومٍ یعرفونہ وطوبیٰ لعبادٍ یقبلُونَہٗ

صلا

ذِکرالمباھلۃ التی دعوتُ ڈُوئی الیھا مع ذِکر الدُّعاء علیہ۔ وتفصیل مَاصَنع اللّٰہ فی ھٰذا الباس۔ بعد ما اشعناہ فی النّاس

اعلموا رحمکم اللّٰہ ان من نموذج نصرتہ تعالٰی ومن شھاداتہ علٰی صدقی اٰیۃ اظھرھا اللّٰہ تعالٰی لتائیدی باھلاک رجل اسمہٗ ڈُوئی۔ وتفصیل ھٰذہ الاٰیۃ الجلیلۃ۔ والمعجزۃ العظیمۃ انّ رجلًا مسمّٰی بڈُوئی کان فی امریکہ من النصارٰی المتموّلین والقسّیسین المتکبّرین۔ وکان معہ زھاء مائۃ الفٍ من المریدین۔ وکانوا یُطیعونہ کالعباد والاماء علٰی منھج الیسوعیین۔ وکان کثیر الشھرۃ فی قومہ وغیر قومہ حتّٰی طبّق الاٰفاق ذکرہٗ۔ وسخّر فوجًا من النصارٰی سِحرُہٗ۔ وکان یدّعی الرّسالۃ والنّبوّۃ مع اقرار الوھیّۃ ابن مریم۔ ویسبّ ویشتم رسولنا الاکرم۔ وکان یدّعی مقامات فائقۃ ومراتب عالیۃ۔ ویحسب نفسہ

من كلّ نفس اشرف و اعظم۔ وكان يزيد يومًا فيومًا فى المال والشهرة
والتابعين۔ وكان يعيش كالملوك بعد ما كان كالشحّاذين۔
فالناظر من المسلمين فى ترقّياته مع افترائه وتقوّله ان كان
صلا ضعيفًا ضل وحار۔ وان كان عريفًا لمّ يامن العثار۔ وذالك
انه كان عدوّ الاسلام وكان يسبّ نبيّنا خير الانام۔ ثمّ
مع ذالك صعد فى الشهرة والتموّل الى اعلى المقام۔ وكان يقول
انّى ساقتل كلّ من كان من المسلمين۔ ولا اترك نفسًا من الموحّدين
المؤمنين۔ وكان من الذين يقولون ما لا يفعلون۔ وعلا فى الارض
كفرعون ونسي المنون۔ وكان يجعل النهار لنهب اموال الناس
والليل للكاس واجتمع اليه جهّال اليسوعيّين و سفهاء
المسيحيّين۔ فما زالوا يتعاطون اقداح الضّلالة۔ ويصدّقون
من جهلهم دعوى الرسالة۔ وكان هو عبد الدنيا لا كحرٍّ۔
وكصدفٍ بلا دُرٍّ۔ ومع ذالك كان شيطان زمانه و قرين
شيطانه ولكن الله مهّله الى وقتِ دعوته للمباهلة۔ ودعوتُ
عليه فى حضرة العزّة۔ وكنتُ اجد فيه ريح الشيطان۔ ورئيت انه
صريع الطاغوت وعدوّ عباد الرحمان۔ نجّس الارض ونجس انفاس

اھلھا من انواع خباثۃ الھذیان۔ وما رئیت لمثلہ عمیثًا ولا
عفریتًا فی ھٰذا الزمان۔ کان مجنون التثلیث وعدوّ التوحید۔
ومصرًّا علی الدین الخبیث۔ وکان ینظر مضراتہ لحسنات ومعرّاتہ
کاسباب راحۃٍ واجتمع الجھال علیہ من الأمراء واھل الثروۃ۔
ونصروہ بمالٍ لا یوجد الّا فی خزائن الملوک وارباب السلطنۃ۔
وکان یساق الیہ قناطیر الدولۃ۔ حتّٰی قیل انّہٗ ملکٌ ویعیش ص۶۳
کالملوک بالشّان والشوکۃ۔ ولما بلغت دولتہ منتھاھا تبع
نفسہ الامّارۃ وما زکّٰھا۔ وادعی الرسالۃ والنبوّۃ من اغواء
الشیطان۔ وما تحامی عن الافتراء والکذب والبھتان۔
وظنّ انہ امرٌ لا یسئل عنہ ویزجّی حیاتہ فی التنعم والرفاھۃ۔
ویزید فی العظمۃ والنباھۃ۔ بل سلک معہ طریق الکبر والنخوۃ۔
وما خاف عذاب حضرۃ العزّۃ۔ ولا شکّ انّ المفتری یؤخذ
فی مآل امرہ۔ ویمنع من الصعود وتفترسہ غیرۃ اللّٰہ کالأسود۔
ویرٰی یوم الھلاک والدمار الموعود۔ فی کتاب اللّٰہ العزیز الودود۔
انّ الذین یفترون علی اللّٰہ ویتقوّلون۔ لا یعیشون الّا قلیلًا
ثم یؤخذون۔ وتتبعھم لعنۃ اللّٰہ فی ھٰذہ وفی الاٰخرۃ۔ و

یذوقون الھوان والخزی ولا یکرمون۔ الم یبلغک ما کان مآل المفترین فی الاوّلین۔ وان اللہ لا یخاف عقبی المتقوّلین۔ ویھزّلھم حسامہٗ فیجعلھم من الممزّقین۔

ولمّا اقترب یوم ھلاکہ دعوتہٗ للمباھلة۔ وکتبتُ الیہ ان دعواک باطلٌ ولست الا کذّابًا مفتریًا بالجیفة الدنیا الدنیّة۔ و لیس عیسٰی الّا نبیًّا ولست الّا متقوّلًا ومن العامة والفِرق الضالة المضلّة۔ فاخش الذی یریٰ کذبک وانی ادعوک الی الاسلام والدین الحق والتوبة الی اللہ ذی الجبروت والعزّة۔ فان تولّیت واعرضتَ عن ھٰذہ الدعوة فتعال نباھل ونجعل لعنة اللہ علی الذی ترک الحق و ادعی الرسالة والنبوة علیٰ طریق الفریة۔ وانّ اللہ یفتح بینی و بینک و یھلک الکاذب فی زمن حیات الصادق لیعلم الناس مَنْ صدق ومن کذب ولینقطع النزاع بعد ھٰذہ الفیصلة۔ وَوَاللہ انی انا المسیح الموعود الذی وُعد مجیئہ فی اٰخر الزمن وایام شیوع الضلالة۔ وانّ عیسٰی قد مات وان مذھب التثلیث باطل وانک تفتری علی اللہ فی دعوی النبوة۔ والنبوة قد انقطعت بعد نبیّنا صلّی اللہ علیہ وسلّم ولا کتاب

ص۶۲

بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقة۔ ولا شریعة بعد الشریعة المحمّدیّة۔ بید انی سُمّیتُ نبیًّا علٰی لسان خیر البریة۔ وذٰلك امر ظلّی مِنْ برکات المتابعة وما اری فی نفسی خیرًا و وجدتُ کُلّما وجدتُ من ھٰذہ النفس المقدّسة۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللہ علٰی من اراد فوق ذٰلك اوحسب نفسه شیئًا اواخرج عنقه من الربقة النبویّة۔ وانّ رسُولنا خاتم النبیین علیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حقّ احدٍ اَنْ یدعیَ النبوّة بعد رسُولنا المصطفٰی علی الطریقة المستقلة۔ وما بقی بعدہ الا کثرة المکالمة۔ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعة خیر البریة۔ وواللہ ما حصل لی ھٰذا المقام الا من انوار اتباع الاشعة المصطفویّة۔ وسُمّیتُ نبیًّا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجه الحقیقة۔ فلا تهیج ھٰھُنا غیرة اللہ ولا غیرة رسُوله فانی ارُبّی تحت جناح النبیّ وقدمی ھٰذہ تحت الاقدام النبویّة ثم ما قلت من نفسی شیئًا بل اتبعتُ ما اُوحی الیّ من ربّی وما اخاف بعد ذٰلك تهدید الخلیقة۔ وکلّ احدٍ یسئل عن عمله یوم القیامة ولا یخفی علی اللہ خافیة۔ ص۶۵

وقُلتُ لذٰلك المفترى ان كنت لا تباهل بعد هٰذه الدّعوة ومعذٰلك لا تتوب ممّا تفترى على الله بادعاء النبوة۔ فلا تحسب انّك تنجو بهٰذه الحيلة۔ بل الله يهلكك بعذاب شديدٍ مع الذِلّة الشديدة ويخزيك و يذيقك جزاء الفريه۔ وكان يراقب موتى واراقب موته وكنت اتوكّل على الله ناصر الحقّ وحامى هٰذه الملّة۔

ثم اشعتُ ما كتبتُ اليه فى ممالك امريكه اشاعةً تامةً كاملةً حتّى اشيع ما كتبت اليه فى اكثر جرائد امريكه واظنّ ان اُلوفًا من الجرائد اشاعت هٰذا التبليغ وبلغت الاشاعة الى عدة ما استطيع ان اُحصيها وليس فى القرطاس سعة اَن أُمليها۔ واما ما اُرسِل اليّ من جرائد امريكة التى فيها ذكر دعوتى وذكر المباهلة وذكر دُعائى على ڈوئی لطلب الفيصلة فرئيت ان اكتب فى الحاشية اسماء بعضها ليعلم الناس ان هٰذا الامر ما كان مكتومًا مخفيًا بل اشيع فى مشارق الارض ومغاربها وفى اقطار الدُنيا واعطافها كلّها شرقًا وغربًا وشمالًا وجنوبًا وكان سبب هٰذه الاشاعة۔ انّ ڈوئی كان كالملوك العظام فى الشهرة۔ وما كان رجل فى امريكه ولا فى يورب من الاكابر والاصاغر الا

کان یعرفه بالمعرفة التامّة وکان له عظمة و نباهة کالسلاطین فی أعین اهل تلك البلاد۔ ومع ذٰلك کان کثیر السیاحة یصطاد الناس بوعظه کالصیاد۔ فلذٰلك ما ابیٰ احد من اهل الجرائد ان یطبع ما أرسل الیه فی امره من مسئلة المباهلة بل ساقهم حرص رویة مآل المصارعة الی الطبع والاشاعة۔ والجرائد التی طُبعت فیها مسئله مباهلتی ودعائی علی ڈوئی هی کثیرة من جرائد امریکه ولکنّا نذکر علیٰ طریق النموذج شیئًا منها فی حاشیتنا هٰذه۔[1]

نمبر	اسم الجریدة و تاریخه	ترجمة خلاصة مضمونها
(۱)	شکاگو انٹرویئرہ جون ۱۹۰۳ء	ان المیرزا غلام احمد رجل من الفنجاب هو یدعو ڈوئی للمباهلة ایظن انه یخرج فی هٰذا المیدان۔ وانّ المیرزا یکتب انّ ڈوئی مفتری کذاب فی دعوی النبوّة۔ وانی ادعو الله ان یهلکه ویستاصله کل الاستیصال ویقول انی علی الحق وان ڈوئی علی الباطل فالله یحکم بیننا بانه یهلك الکاذب یستاصله فی حین حیٰوة الصادق وان المیرزا غلام احمد یقول انی انا المسیح الموعود وانّ الحق فی الاسلام۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مطابق بما سبق بادنیٰ تغیر الالفاظ۔
(۳)	ارگونا ٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	مطابق بما سبق بادنیٰ تغیر الالفاظ ومع ذٰلك قال ان هٰذا الطریق طریق معقول مبنی علی الانصاف ولا شك ان الرجل الذی یستجاب دعاءه فهو علی الحق من غیر شبهة۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰ جون ۱۹۰۳ء	ذکر مفصلا کلما دعوت به ڈوئی للمباهلة وطبع عکس صورتی و صورته والباقی مطابق بما سبق۔

وخلاصۃ الکلام انّ ڈوئی کان شرّ النّاس وملعون القلب ومثیل الخنّاس وکان عدو الاسلام بل اخبث الاعداء۔ وکان یرید ان یجیح الاسلام حتّٰی لا یبقی اسمہ تحت السماء۔ وقد دعا مراراً فی جریدتہ الملعونۃ علٰی اھل الاسلام والملّۃ الحنیفیۃ۔ وقال اللّٰھم اھلک المسلمین کلّھم ولا تبق منھم فرداً فی اقلیم من الاقالیم۔ وارنی زوالھم واستیصالھم واشع فی الارض کلّھا مذھب التّثلیث وعقیدۃ الاقانیم و

نمبر	اسم الجریدۃ وتاریخہ	ترجمۃ خلاصۃ المضمون
(۵)	نیو یارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان ذکرہ مباھلۃ المدعیین ذکر دعائی علٰی ڈوئی ثم ذکر ان الامر الفیصل ھلاک الکاذب فی حین حیٰوۃ الصادق والباقی مطابق بما سبق۔
(۶)	ہیرلڈ روچسٹر ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر ان ڈوئی دعی للمباھلۃ ثم ذکر تفصیلاً ما سبق من البیان۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	مطابق لما سبق
(۸)	اینڈ ورٹائزر ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۹)	پائیلاٹ بوسٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکرنی وذکر ڈوئی ثم ذکر دُعاء المباھلۃ۔
(۱۰)	پاتھ فائینڈر واشنگٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر کمثل ما سبق۔
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر کمثل ما سبق۔

قال ارجو ان اریٰ موت المسلمین کلّھم وقلع دین الاسلام۔ و
ھٰذا اعظم مرادی فی حیاتی ولیس لی مراد فوق ھٰذا المرام۔ وکل
ھٰذہ الکلمات موجودۃ فی جرائدہٖ التی موجودۃ عندنا فی
اللسان الانکلیزیۃ۔ ویعلمھا من قرأھا من غیر الشکّ و
الشبھۃ فکفاک ایّھا الناظر لتخمین خُبث ھٰذا المفتری
ھٰذہ الکلمات۔ ولذٰلک سمّاہ النبیّ صلّی اللہ علیہ خنزیرًا ص۶۸

نمبر	اسم الجریدۃ و تاریخہ	ترجمۃ خلاصۃ المضمون
(۱۲)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان ذکرہ للمباھلۃ والباقی لما سبق
(۱۳)	شکاگو	"
(۱۴)	ولنگٹن فری پریس ۲۷ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۵)	ووسٹر سپائی ۲۸ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباھلۃ
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ رجون سنہ ۱۹۰۳ء	"

بماساءت ھٰذا الخبیث الطیّبات۔ وسرّته نجاسة الشرك والمفتریات۔ وقد عرف الناظرون فی کلامه توهین الاسلام فوق کلّ توهین وشهد الشاهدون علیٰ ملعونیّته فوق کلّ لعین۔ حتّٰی انه صار مثلاً بین النّاس فی الشتم والسبّ۔ وما کان منتهیًا من المنع والذبّ۔ واذا باهلتُه ودعوته للمباهلة۔ لیظهر بموت الکاذب صدق الصادق من حضرة العزّة

نمبر	اسم الجریدة وتاریخه	ترجمة خلاصة المضمون
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	ذکر دُعاء المباهلة
(۲۴)	هیلینا ریکارڈ۔ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۷)	هیوسٹن کرانیکل ۲۔ 〃 〃	〃
(۲۸)	سنونا نیوز ۲۹؍جون 〃	〃
(۲۹)	رچمنڈ نیوز۔ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۳۰)	گلاسگو هیرلڈ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	〃
(۳۱)	نیویارك کمرشل ایڈ ورٹایزر ۲۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	〃 〃
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف ۲۸؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	ذکر دُعاء المباهلة وذکر ڈوئی منه

فقال قائل من اهل امریکة وطبع کلامه فی جریدته۔ وتکلّم ص۶۹
بلطیفةٍ رائقةٍ و نُکتةٍ مضحکةٍ فی امر ڈوئی و سیرته۔ فکتب
انّ ڈوئی لن یقبل مسئلة المباهلة۔ الّا بعد تغییر شرائط هٰذه
المصارعة فیقول لا اقبل المباهلة ولٰکن ناضلونی فی التشاتم
والتساب فمن فاق حریفه فی کثرة السبّ وشدّة الشتم فهو
صادق وحریفه کاذب من غیر الارتیاب۔ وهٰذا قول صاحب
جریدةٍ کان تقصّی اخلاقه۔ وجرّب ما یخرج من لسانه و
ذاقه۔ وکذٰلک قال کثیر من اهل الجرائد۔ وانّهم من اعزّة
اهل امریکة ومن العمائد۔ ثمّ مع ذٰلک انی جرّبتُ اخلاقه
عند مسئلة المباهلة۔ فاذا بلغه مکتوبی غضب غضبًا
شدیدًا و اشتعل من النخوة۔ واری انیاب ذیاب الاجمةِ۔
وقال ما اری هٰذا الرجل الّا کبعوضة بل دونها۔ وما دعتنی
البعوضة بل دعت منونها وشاع هٰذا القول فی جریدته وکفاك
هٰذ الرؤیة کبره ونخوته۔ فهٰذا الکبر هو الذی حثّنی علی الدُّعاء
والابتهال۔ متوکّلًا علی الله ذی العزّة والجلال۔

وکان هٰذا الرجل صاحب الدولة العظیمة قبل ان ادعوه

منہ آلی المباھلة وکنت دعوت علیه لیُهلکه اللّٰه بالذلّة والمتربة والحسرة وانه کان قبل دُعائی ذا السطوة السلطانیة والقوّة والشوکة والشهرة الجلیلة التی احاطت الارض کالدائرة وکان صاحب الدُّور المنجدة۔ والقصور المشیدة۔ وما رای داھیة فی مُدّة عمرہٖ۔ ورأی کل یوم زیادة زمرہٖ۔ وکان له حاصلًا ما امکن فی الدنیا من الآلاءِ والنعماءِ۔ وکان لا یعلم ما یوم البأساء وما ساعة الضرّاءِ۔ وکان یلبس الدیباج ویرکب الهِملاجَ۔ وکان یظن انه یرزق عمرًا طویلًا غافلًا من سهم المنایا۔ وکان یزجّی النهار کالمسجودین والمعبودین والمعظمین ویفترش الحشایا بالعشایا واذا انزل اللّٰه قدرہ لیُصدّق ما قلتُ فی مآل حیاته فانقلبت ایّام عیشه ومسرّاته۔ وارٰہ اللّٰه دائرة السّوء۔ ولدغ کلّ لدغ من حیّاته۔ اعنی افاعی اعماله وسیّاٰته۔ وعاد الهِملاجُ قطوفًا وانقلب الدیباج صوفًا
(الدابة الحسنة السیر فی سرعة وسہولة ۱۲)
وھلمّ جرا الی انّه اخرج من بلدته الّتی بناها بصرف الخزائن۔ وحُرّم علیه کلّ ما شیّد من المقاصر ببذل الدفاین۔

بل ما کفی اللّٰہ علی ھٰذا وانزل علیہ جمیع قضاءہ وقدرہ۔ وحطّ ۱؎
سائر وجوہ شانہ وقدرہ۔ وانتقل الیٰ رجل اٰخر کلّ ما
کان فی قبضتہ۔ وجمعت غیاھب البؤس ریاحُ نخوتہ۔
حتی یئس من ثروتہ الاولیٰ وارتضع من الدھر ثدی عقیم
ورکب من الفقر ظھر بھیم۔ ثمّ اخذہ بعض الورثاء کالغرماء
ورأی خزیًا کثیرًا من الزوجۃ والاحباب والابناء۔ حتّٰی انّ
اباہ اشاع فی بعض جرائد امریکۃ انہ زنیم ولد الزنا ولیس من
نُطفتہ۔ وکذٰلک انتسفتہ ریاحُ الادبار والانقلاب۔ وکمّل لہ
الدھر جمیع انواع الذّلۃ فصار کرمیم فی التّراب۔ اوکسلیم
غَرَض التباب۔ وصار کنکرۃٍ لا یُعرف۔ بعد ما کان بکل
وجاھۃ یوصف۔ وانتشر کلّ مَن کان معہ من الاتباع۔ وما
بقی شیءٌ فی یدہٖ من النقد والعقار والضیاع۔ وبرز کالبائس
الفقیر۔ والذلیل الحقیر۔ غیضت حیاضہ۔ وجفّت
رِیَاضہ وخلت جفانہ۔ ونحس مکانہ۔ وطُفئ مصباحہ
ورفعت صیاحہ۔ ونزعت عنہ البساتین وعیونھا۔

ص ۲۰۶ هٰذا شبیه حضرتنا المسیح الموعود میرزا غلام احمد القادیانی
مدفیضهٗ

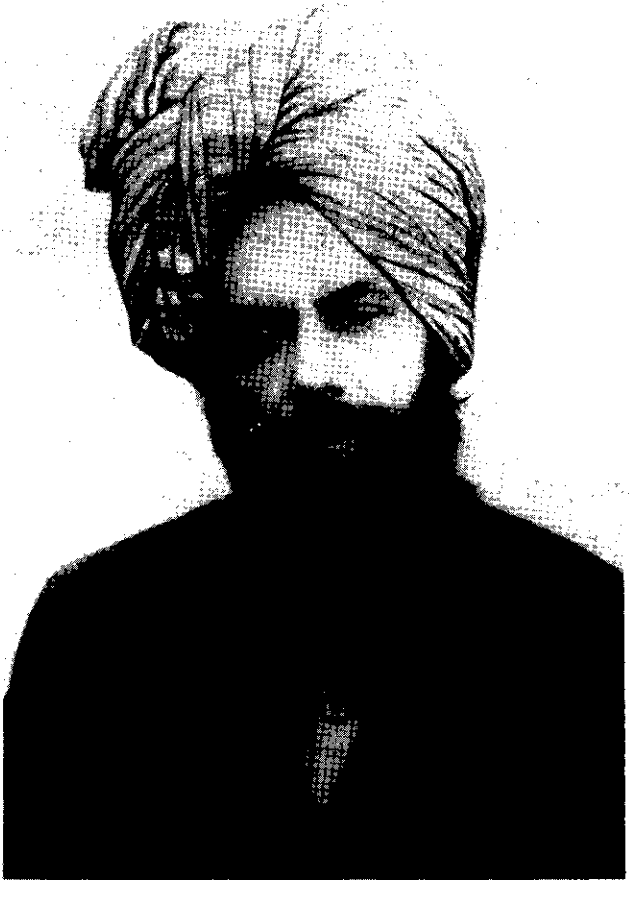

ص٦٣

هذا عکس صورة ڈاکٹر الیگزنڈر ...... ڈوئی التی کانت فی ایام صحته
عکس صورت ڈاکٹر ڈوئی بعد فالج

٣٣ والخيل ومتونها. وضاق عليه سهل الارض وحزونها. وعادته الاودية وبطونها. وسُلِبت منه الخزائن التي ملك مفاتحها. ورأى حروب العدا ومضائقها. ثم بعد كلّ خزي وذلّة فُلج من الراس الى القدم. ليرحله الفالج من الحيات الخبيث الى العدم. وكان ينقل من مكان الىٰ مكان فوق رِكاب النّاس. وكان اذا اراد التبرز يحتاج الى الحقنة من ايدى الاناس. ثمّ لحق به الجنون فغلب عليه الهذيان في الكلمات والاضطراب في الحركات والسكنات وكان ذٰلك اٰخر المخزيات. ثمّ ادركه الموت بانواع الحسرات وكانموته في تاسع من مارج سنة ۱۹۰۷ء وما كانت له نوادب ولا من يبكي عليه يذكر الحسنات ٭

واوحي اليّ ربّي قبل ان اسمع خبر موته وقال اني نعيتُ انّ الله مع الصّادقين. ففهمت انه اخبرني بموت عدوى وعدو ديني من المباهلين. فكنت بعد هٰذا الوحي الصريح من المنتظرين. وقد طُبع قبل وقوعه في جريدة بدر والحكم ليزيد عند ظهوره ايمان المؤمنين.

فاذا جاء وعد ربنا مات ڈوئی فجئۃً وزهق الباطل وعلا الحق ص۷۵
فالحمد للہ ربّ العالمین۔ وو اللہ لو اُوتیتُ جبلاً من
الذهب او الدرّ والیاقوت ما سرّنی قطّ کمثل ما سرّنی
خبر موت هٰذا المفسد الکذّاب۔ فهل من منصف ینظر
الیٰ هٰذا الفتح العظیم من الوهاب۔ هٰذا ما نزل علی العدوّ
اللئیم من العذاب الالیم۔ واما انا فحقق اللہ کل مقصدی
بعد المباهلة۔ واریٰ اٰیات کثیرة لاتمام الحُجّة وجذب اليّ
فوجًا عظیمًا من النفوس البررة۔ وساق اليّ القناطیر المقنطرة
من الذهب والفضّة۔ ورزقنی فتحًا عظیمًا علیٰ کلّ من
باهلنی من المبتدعین والکفرة۔ وانزل لی اٰیاتٍ منیرة لا
استطیع اَنْ احصیها ولا اقدر ان املیها فاسئلوا اهل امریکة
ما صنع اللہ بڈوئی بعد دعائی وتعالوا اُریکم اٰیات ربّی ومولائی
واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

المشتهر

المیرزا غلام احمد المسیح الموعود من مقام

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

الحاشية المتعلقة بصفحة ۷۵ - السطر العاشر

انّ الله اخبرنی بموت ڈوئی مرارًا وھی بشارات کثیرۃ وکلّھا طبع قبل موته وقبل نزول الآفات علیه فی جریدۃ مسمّٰی ببدر وجریدۃ اخرٰی مسمّٰی بالحکم فلیرجع الناظر الیھما فمنھا ما اوحی الیّ فی ۲۵ دسمبر سنة ۱۹۰۲ء حکایة عنی وھو ھٰذا۔ انی صادق صادق وسیشھد الله لی ومنھا ما اوحی الیّ فی ۲ فروری سنة ۱۹۰۳ء وھو ھٰذا۔ سنعلیك سأکرمك اکرامًا عجبًا سمیع الدعاء۔ انّی مع الافواج اٰتیك بغتةً دعاءك مستجاب و اوحی فی ۲۶ نومبر سنة ۱۹۰۳ء لك الفتح ولك الغلبة واوحی فی ۱۷ دسمبر سنة ۱۹۰۳ء ترٰی نصرًا من عند الله۔ انّ الله مع الذین اتقوا وّالذین ھم محسنون۔ واوحی الیّ فی ۱۲ جون سنة ۱۹۰۴ء کتب الله لاغلبن انا ورُسلی۔ لمثلك دُرٌ لا یضاع۔ لا یاتی علیك یوم الخسران۔ واوحی الیّ فی ۱۷ دسمبر سنة ۱۹۰۵ء قال ربك انه نازل من السماء ما یرضیك۔ رحمةً منّا وکان امرًا مقضیًا۔ واوحی الیّ فی ۲۰ مارچ سنة ۱۹۰۶ء المراد حاصلٌ۔ واوحی الیّ فی ۹۔ اپریل سنة ۱۹۰۶ء نصر من الله وفتح مبین۔ ولا یرد باسه عن قوم یعرضون۔ واوحی الیّ فی ۱۲۔ اپریل سنة ۱۹۰۶ء اراد الله ان یبعثك مقامًا محمودًا۔ یعنی مقام عزّة وفتح تحمد فیه۔ واوحی فی الھندیة (ترجمته) اُری ما ینسخ طاقة الدیر یعنی اُری اٰیة تکسر قوة دیر الیسوعیین۔

واوحی فی الھندیة فی ۷ جون سنة ۱۹۰۶ء (ترجمة) تظھر الاٰیات۔ انی اریك ما یرضیك۔ و اوحی فی ۱۱ جنوری سنة ۱۹۰۶ء وقالوا لست مُرسلًا۔ قل کفٰی بالله شھیدًا بینی وبینکم ومن عنده علم الکتاب۔ واوحی فی ۱۰ جولائی سنة ۱۹۰۶ء (ترجمة الھندی) انظر انّی امطرلك من السماء وانبت من الارض واما اعداءك فیؤخذون۔ واوحی فی ۲۳ اگست سنة ۱۹۰۶ء (ترجمة الھندی) ستظھر اٰیته فی ایام قریبة لیقضی الله بیننا۔ واوحی فی ۲۷ ستمبر سنة ۱۹۰۶ء (ترجمة الھندی) السلام علیك ایّھا المظفّر۔ سمع دُعاءك۔ بلجت اٰیاتی وبشّر الذین اٰمنوا بان لھم الفتح۔ واوحی فی ۲۰ اکتوبر سنة ۱۹۰۶ء ترجمة الھندی۔ الله عدو الکاذب وانه یوصله الیٰ جھنّم۔ اُغرقت سفینة الاذلّ۔ ان بطش ربك لشدید۔ واوحی فی ۱۰ فروری سنة ۱۹۰۷ء (ترجمة الھندی) الاٰیة المنیرة۔ وفتحنا۔ واوحی فی ۷۔ فروری سنة ۱۹۰۷ء العید الاٰخر تنال منه فتحًا عظیمًا۔ دعنی اقتل من اذاك۔ انّ العذاب مربع ومدوّرٌ۔ وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ واوحی فی سابع مارچ سنة ۱۹۰۷ء یاتون بنعسه ملفوفًا۔ نعیت۔ من سابع مارچ الیٰ اٰخرہ یعنی یشاع موت ذٰلك الرجل الیٰ ھٰذا الوقت۔ انّ الله مع الصادقین۔

منه

۶۷

الخاتمۃ

وقع فی نفسي ان اکتب شیئًا من سوانحي وسوانح اٰبائی فِی ھٰذہٖ الرسالۃ لاعرّف به الناس امری لعل اللّٰہ ینفعھم ویزیدھم قوۃ لرفع الضلالۃ ولعلّھم یتفکّرون فی اصل الحقیقۃ - ویمیلون الی العدل والنَّصفۃ۔

فاعلموا رحمکم اللّٰہ انی انا المسمّی بغلام احمد بن میرزا غلام مرتضٰی۔ ومیرزا غلام مرتضٰی بن میرزا عطا محمد۔ ومیرزا عطا محمد بن میرزا گل محمد۔ ومیرزا گل محمد بن میرزا فیض محمد۔ ومیرزا فیض محمد بن میرزا محمد قائم ومیرزا محمد قائم بن میرزا محمد اسلم ومیرزا محمد اسلم بن میرزا دلاور بیگ ومیرزا دلاور بیگ بن میرزا الٰہ دین۔ ومیرزا الٰہ دین بن میرزا جعفر بیگ ومیرزا جعفر بیگ بن میرزا محمد بیگ ومیرزا محمد بیگ بن میرزا محمد عبد الباقی ومیرزا محمد عبد الباقی بن میرزا محمد سلطان ومیرزا محمد سلطان بن میرزا ھادی بیگ۔

ثمّ اعلموا انّ مسکنی قریۃٌ سُمّیت ببلدۃ الاسلام۔ ثم اشتھر باسم قادیان ھٰذہ الایام۔ وھي واقعۃ فی الفنجاب بین النھرین الراوی والبیاس۔ الی جانب المشرق مائلًا الی الشمال من لاھور الذی ھو صدر الحکومۃ ومرکز البلاد الفنجابیۃ وانّی قرأتُ فی کتب سوانح اٰبائی وسمعتُ من ابی انّ اٰبائی کانوا من جرثومۃ المغلیّۃ۔ ولٰکن اللّٰہ اوحي اليّ انّھم کانوا من بنی فارس لا من الاقوام الترکیّۃ۔ ومع ذٰلک اخبرنی ربّی بانّ بعض اُمّھاتی کنّ من بنی الفاطمۃ۔ ومن اھل بیت النبوّۃ۔ واللّٰہ جمع فیھم نسل اسحٰق و اسمٰعیل من کمال الحکمۃ والمصلحۃ۔

وسمعتُ من ابی وقرأت فی بعض سوانحھم انّھم کانوا فی بدءِ امرھم

بقیہ یسکنون فی بلدۃ سمرقند۔ قبل ان یرحلوا الی الھند۔ وکانوا من اُمراء تلک الارض وولاتھا۔ ومن انصار الملّۃ وحماتھا۔ ثم طرحتھم النوی مطارحھا۔ و بسطت الیھم سیول السفر جوارحھا۔ حتّٰی اذا وطئوا ارض ھٰذہ البلدۃ الّتی تسمّی بقادیان ورءُوا ھٰذہ الخطّۃ المبارکۃ۔ والتربۃ الطیّبۃ۔ سرّتھم ریحھا وماءھا وسوادھا وخضراءھا۔ فالقوا فیھا عصا التسیار۔ وکانوا یرجّحون البدو علی الامصار ورزقوا فیھا من اللّٰہ ضیعۃً وعقارًا۔ وملکوا قریً وامصارًا۔ ثمّ اذا مضٰی زمانٌ علٰی ھٰذہ الحالۃ ونزل قضاء اللّٰہ وقدرہ علی السلطنۃ المغلیّۃ۔ امّرھم اللّٰہ فی ھٰذہ النّاحیۃ۔ وانتھی الامر الٰی انّھم صاروا کملکٍ مستقلٍ فی ھٰذہ الخطّۃ۔ وکان فی یدھم من کلّ نحوٍ عنان الحکومۃِ۔ وقضی اللّٰہ وطرھم من الفضل والرحمۃ۔ وبعد ما زجّوا زمانًا طویلًا فی النّعمۃ والرفاھۃِ۔ والشرف والنّباھۃِ۔ اخرج اللّٰہ بمصالحہ العمیقۃ وحکمہ الدقیقۃ قومًا یقال لہ الخالصۃ۔ وکانوا قسی القلب لایکرمون الشرفاء۔ ولایرحمون الضعفاء۔ وکلّما دخلوا قریۃً افسدوھا۔ وجعلوا اعزّۃ اھلھا اذلّۃً۔ فصارت من جورھم بُدُور الاسلام کالاھلّۃ۔ کانوا من اعادی الاسلام۔ واکبر اعداءِ ملّۃ خیر الانام۔ ففی تلک الایام صُبّت علٰی اٰبائی المصائب من ایدی تلک اللئام۔ حتّٰی اُخرجوا من مقام الریاسۃ۔ ونُھبت اموالھم من ایدی الکفرۃ۔ ونُظموا من جیُوْدٍ۔ وھجروا من ظلّ ممدودٍ۔ ولبثوا فی ارض الغربۃ الٰی سنین۔ واوذوا ایذاءً شدیدًا من الظالمین۔ وما رحمھم احد الا ارحم الراحمین۔ ثمّ ردّ اللّٰہ الٰی ابی بعض القرٰی فی عھد الدولۃ البرطانیۃ۔ فوجد قطرۃ او اقلّ منھا من بحر الاملاک الفانیۃ۔

فخلاصۃ الکلام انّ اٰبائی ماتوا بمرارۃ الخیبۃ والحسرات۔ بعدما کانوا کشجرۃٍ مملوّۃٍ من الثمرات۔ وبعد ایامٍ کانت کالعذاری المتبرّجات۔ فوجدتُ قصصھم

محلّ عبرۃٍ تسیل بذکرھا العبرات۔ ولا ترقأ عند تصوّرھا الدموع الجاریات۔ ولما ۹۷
رئیتُ ما رئیتُ۔ اخذتنی الرقّۃ فبکیتُ۔ وناجیتُ نفسی بانّ ھٰذہ الدنیا لیست
الّا کغدّار۔ ولیس مآلھا الامارۃ خیبۃ وتبار۔ وارھقتنی دار الدنیا بضیقھا۔
والقی فی قلبی ان اعاف بریقھا۔ فصرف اللّٰہ عنّی حبّ الدنیا ورؤیۃ زینتھا۔
والتمایل علٰی شجرتھا وثمرتھا۔ وکنت احب الخمول واٰثر زاویۃ الاختفاء۔ وافرّ
من المجالس ومواقع العجب والریاء۔ فاخرجنی اللّٰہ من حجرتی۔ وعرّفنی فی النّاس
وانا کارہٌ من شھرتی وجعلنی خلیفۃ اٰخر الزّمان وامام ھٰذا الاٰوان۔ وکلّمنی
بکلماتٍ نذکر شیئًا منھا فی ھٰذا المقام۔ ونؤمن بھا کما نؤمن بکتب اللّٰہ خالق الانام

وھی ھٰذہٖ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا احمد بارک اللّٰہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ رمٰی۔ الرحمٰن علم القراٰن۔
لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین۔
قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ کل برکۃٍ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
فتبارک من علّم وتعلّم۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔
قل ان افتریتہٗ فعلیّ اجرام شدید۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبا۔ ھو الذی ارسل رسولہ
بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہ۔ لا مبدّل لکلماتہ۔ یقولون انّٰی لک ھٰذا ان ھٰذا
الا قول البشر۔ واعانہ علیہ قومٌ اٰخرون۔ افتأتون السحر وانتم تبصرون۔ ھیھات ھیھات
لما توعدون۔ من ھٰذا الذی ھو مھینٌ جاھل او مجنون۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل
انتم مسلمون۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ
افلا تعقلون۔ ھٰذا من رحمۃ ربّک یتم نعمتہ علیک۔ فبشّر وما انت بنعمۃ ربک بمجنون
لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔ ولک نُرِی اٰیاتٍ ونھدم ما یعمرون۔ الحمد للّٰہ

ص۸۰ الّذی جعلك المسیح ابن مریم ۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ وقالوا اتجعل فیھا من
یفسد فیھا قال انّی اعلم ما لا تعلمون۔ انّی مھینٌ من اراد اھانتك۔ انّی لا یخاف
لدیّ المرسلون۔ کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورُسلی۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ ان اللّٰہ
مع الذین اتّقوا والذین ھم محسنون۔ اریك زلزلۃ السّاعۃ۔ انّی احافظ کلّ من فی الدار۔
وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون
بشارۃ تلقاھا النّبیّون۔ انت علٰی بیّنۃٍ من ربّك۔ کفیناك المستھزئین۔ ھل اُنبّئکم
علٰی من تنزل الشیاطین۔ تنزل علٰی کلّ افاكٍ اثیم۔ ولا تیئس من روح اللّٰہ۔ الا انّ
روح اللّٰہ قریب۔ الا انّ نصر اللّٰہ قریب۔ یاتیك من کلّ فجٍّ عمیق۔ یاتون من کلّ فجٍّ عمیق
ینصرك اللّٰہ من عندہ۔ ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السماء۔ لا مبدّل لکلمات اللّٰہ۔
قال ربّك انہ نازلٌ من السماء ما یرضیك۔ انا فتحنا لك فتحًا مبینًا۔ فتح الولی فتح و
قرّبناہ نجیًّا۔ اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ۔ انار اللّٰہ برھانہ۔
کنتُ کنزًا مخفیًا فاحببتُ ان اُعرف۔ یا قمر یا شمس انت منّی وانا منك۔ اذا جاء
نصر اللّٰہ وانتھٰی امر الزمان الینا۔ وتمّت کلمۃ ربّك۔ الیس ھٰذا بالحق۔ ولا تصعّر
لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ ووسّع مکانك۔ وبشّر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم
صدقٍ عند ربّھم۔ واتل علیھم ما اوحی الیك من ربّك۔ اصحاب الصفّۃ۔ وما ادراك
ما اصحاب الصفّۃ۔ ترٰی اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلّون علیك ربّنا انّنا سمعنا
منادیًا ینادی للایمان۔ وداعیًا الی اللّٰہ وسراجًا منیرًا۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علٰی
شفتیك۔ انّك باعیننا سمّیتك المتوکّل۔ یرفع اللّٰہ ذکرك ویتمّ نعمتہ علیك فی الدنیا
والاٰخرۃ۔ بورکت یا احمد۔ وکان ما بارك اللّٰہ فیك حقًّا فیك۔ شانك عجیب
واجرك قریب۔ الارض والسماء معك کما ھو معی۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتك
لنفسی۔ سبحان اللّٰہ تبارك وتعالٰی زاد مجدك ینقطع اٰباءك ویبدء منك۔

ما كان الله ليتركك حتّى يميز الخبيث من الطيب۔ اذا جاء نصر الله والفتح۔ ۸۱
وتمت كلمة ربّك هٰذا الذي كنتم به تستعجلون۔ اردت ان استخلف فخلقت
اٰدم۔ دنا فتدلّٰى فكان قاب قوسين او ادنٰى۔ يحيي الدين ويقيم الشريعة۔
يا اٰدم اسكن انت وزوجك الجنّة۔ يا مريم اسكن انت وزوجك الجنّة۔
يا احمد اسكن انت وزوجك الجنّة۔ نُصِرتَ وقالوا لات حين مناص۔
انّ الذين كفروا وصدّوا عن سبيل الله ردّ عليهم رجل من فارس۔
شكر الله سعيه۔ ام يقولون نحن جميع منتصر۔ سيهزم الجمع ويولّون الدُّبر۔
انّك اليوم لدينا مكين امين۔ وان عليك رحمتي في الدّنيا والدين وانّك من
المنصورين۔ يحمدك الله ويمشي اليك۔ سبحان الذي اسرٰى بعبده ليلا۔
خلق اٰدم فاكرمه۔ جري الله في حلل الانبياء۔ بشرٰى لك يا احمدي۔ انت
مرادي ومعي۔ سِرُّك سِرّي۔ انّي ناصرك۔ انّي حافظك۔ انّي جاعلك للنّاس
امامًا۔ اكان للناس عجبًا۔ قل هو الله عجيب۔ لا يسئل عمّا يفعل وهم يسئلون۔
وتلك الايّام نداولها بين النّاس۔ وقالوا ان هٰذا الّا اختلاق۔ قل ان كنتم
تحبّون الله فاتبعوني يحببكم الله۔ اذا نصر الله المؤمن جعل له الحاسدين
في الارض۔ ولا رادّ لفضله۔ فالنّار موعدهم۔ قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون۔
واذا قيل لهم اٰمنوا كما اٰمن النّاس قالوا انؤمن كما اٰمن السفهاء۔ الا انّهم
هُمُ السفهاء ولٰكن لا يعلمون۔ واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انّما
نحن مصلحون۔ قل جاءكم نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنين۔
ام تسئلهم من٭ خرج فهم من مغرم مثقلون۔ بل اتيناهم بالحق فهم للحق
كارهون۔ تلطف بالنّاس وترحّم عليهم۔ انت فيهم بمنزلة موسٰى۔ واصبر علٰى

٭ لفظ مَن ليس في القراٰن الكريم ولٰكن جاء لفظ مَن في الالهام۔ منہ

ما یقولون۔ لعلک باخعٌ نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ لا تقف ما لیس لک بہ علمٌ۔
ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔
انّ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ واذ یمکر بک
الذی کفر۔ اوقدلی یا ھامان لعلّی اطلع الٰی الٰہ موسٰی وانی لاظنہ من الکاذبین۔
ص۸۲ تبّت یدا ابی لھب وتب۔ ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفًا۔ وما اصابک
فمن اللہ۔ الفتنۃ ھٰھنا۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃٌ من اللہ۔
لیحبّ حبًّا جمًّا۔ حبًّا من اللہ العزیز الاکرم۔ شاتان تذبحان۔ وکل من علیھا
فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ۔ الم تعلم انّ اللہ علٰی کلّ شیءٍ قدیر۔
وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھٰذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الیّ
انما الٰھکم الٰہٌ واحد۔ والخیر کلّہ فی القراٰن۔ لا یمسّہٗ الا المطھّرون۔ قل انّ
ھدی اللہ ھو الھدٰی۔ وقالوا لولا نزّل علٰی رجل من القریتین عظیم۔ وقالوا انّٰی
لک ھٰذا۔ ان ھٰذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔
قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ عسٰی ربّکم ان یرحمکم۔
وان عدتم عدنا۔ وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ وما ارسلناک الا
رحمۃً للعالمین۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل۔ فسوف تعلمون۔ لا یقبل
عملٌ مثقال ذرّۃ من غیر التقوٰی۔ انّ اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔
قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی۔ ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ۔ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃً منّا وکان امرًا مقضیًّا۔
قول الحق الذی فیہ تمترون۔ سلامٌ علیک۔ جُعلت مبارکًا۔ انت مبارک
فی الدنیا والاٰخرۃ۔ امراض الناس وبرکاتہ۔ تبختر فان وقتک قد اتٰی۔ وانّ
قدم المحمّدیّین وقعت علی المنارۃ العلیا۔ انّ محمّدًا سیّد الانبیاء۔ مطھّرٌ

مصطفٰی۔ انّ اللہ یصلح کل امرک۔ ویعطیک کل مرادا تک رب الافواج یتوجہ الیک
کذٰلک یری الاٰیات لیثبّت انّ القراٰن کتاب اللہ وکلمات خرجت من فوھی۔ یاعیسٰی
انّی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ
ثلّۃ من الاوّلین۔ وثلّۃ من الاٰخرین۔ انّی ساری بریقی۔ وارفعک من قدرتی۔
جاء نذیر فی الدنیا فانکرہ اھلھا وما قبلوہ ولٰکن اللہ یقبلہ۔ یظھر صدقہ بصول
قویّ شدید صول بعد صول۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ فحان ان
تعان وتعرف بین النّاس۔ انت منّی بمنزلۃ عرشی انت منّی بمنزلۃ ولدی✝۔ انت
ص۸۳ منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ۔ اذا غضبتَ
غضبتُ۔ وکلما احببتَ احببتُ۔ من عادٰی لی ولیًّا فقد اٰذنتہٗ للحرب۔
انّی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ یاتیک الفرج۔
سلامٌ علٰی ابراھیم۔* صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفرّدنا بذٰلک۔ فاتّخذوا
من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ انّا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ وبالحقّ انزلناہ
وبالحقّ نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولًا۔ الحمد للہ الذی
جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یُسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اٰثرک اللہ علٰی
کلّ شیء۔ نزلت سررٌ من السماء ولٰکن سریرک وضع فوق کلّ سریر۔ یریدون
ان یطفئوا نور اللہ۔ الا انّ حزب اللہ ھم الغالبون۔ لا تخف انّک انت الاعلٰی۔

✝ سُبحان اللہ وتعالٰی مما ان یکون لہ ولد ولٰکن ھٰذا استعارۃ کمثل قولہ تعالٰی فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم۔ والاستعارات کثیرۃ فی القراٰن ولا اعتراض علیھا عند اھل العلم والعرفان فھٰذا القول لیس بقول منکر وتجد نظائرہ فی الکتب الالٰھیۃ واقوال قوم روحانیین۔ یسمّون بالصوفیۃ فلا تعجلوا علینا یا اھل الفطنۃ۔ منہ

* سمّانی ربّی ابراھیم وکذٰلک سمّانی بجمیع اسماء الانبیاء من اٰدم الٰی خاتم الرسل خیر الاصفیاء وقد ذکرتہ فی کتابی البراھین۔ فلیرجع الیہ من کان من الطالبین۔ منہ

لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواہھم
واللّٰہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ننزل علیک اسرارًا من السماء ونمزّق الاعداء
کلّ ممزّق۔ ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون۔ فلا تحزن
علٰی ما قالوا۔ انّ ربّک لبالمرصاد۔ ما ارسل نبیّ الا اخزی بہ اللّٰہ قومًا
لا یؤمنون۔ سنجیک۔ سنعلیک۔ ساکرمک اکرامًا عجبا۔ اُریحک ولا
اُجیحک واُخرج منک قومًا۔ ولک نری اٰیات ونھدم ما یعمرون۔ انت الشیخ
المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔ کمثلک دُرّ لا یضاع۔ لک درجۃ فی السماء وفی
الذین ھم یبصرون۔ یبدی لک الرحمٰن شیئًا۔ یخرون علی المساجد۔ یخرون علی
الاذقان۔ ربّنا اغفر لنا ذنوبنا انا کنّا خاطئین۔ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا
وان کنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔
یعصمک اللّٰہ من العدا ویسطو بکل من سطا۔ ذٰلک بما عصوا وکانوا
یعتدون۔ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر۔ سلامٌ قولًا
من ربّ رحیم۔ وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔ انّی مع الروح معک ومع
اھلک لا تخف انّی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی۔ ورکل ورکٰی
فطوبٰی لمن وجد ورأٰی۔ اُمم یسّرنا لھم الھدٰی۔ واُمم حق علیھم العذاب۔
وقالوا لست مرسلا۔ قل کفٰی باللّٰہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب۔
ینصرکم اللّٰہ فی وقت عزیز۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان۔ یؤتٰی
لہ الملک العظیم۔ وتفتح علٰی یدہ الخزائن۔ ذٰلک فضل اللّٰہ وفی ص۸۲
اعینکم عجیب۔ قل یا ایّھا الکفار انی من الصادقین۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی
حین۔ سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حجّۃ قائمۃ وفتح مبین۔
انّ اللّٰہ یفصل بینکم انّ اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب۔ وضعنا

عنك وزرك الذی انقض ظهرك وقُطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون۔ ھل اتٰك حدیث الزلزلة۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ واخرجت الارض اثقالھا۔ وقال الانسان مالھا۔ یومئذٍ تحدّث اخبارھا۔ بانّ ربّك اوحٰی لھا۔ احسب النّاس ان یترکوا وما یأتیھم الا بغتة۔ یسئلونك احق ھو۔ قل ای وربی انه لحق ولا یردّ بأسه عن قوم یعرضون۔ الرحٰی تدور و ینزل القضاء۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکین حتّٰی تأتیھم البیّنة۔ لولم یفعل اللّٰہ ما فعل لاحاطت الظلمة علی الدنیا جمیعھا۔ اریك زلزلة السّاعة۔ یریکم اللّٰہ زلزلة السّاعة۔ لمن الملك الیوم۔ للّٰہ الواحد القھار۔ اری بریق اٰیتی ھٰذہ خمس مرّات ولو اردت لجعلت ذٰلك الیوم خاتمة الدّنیا۔ انی احافظ کلّ من فی الدار۔ اریك ما یرضیك۔ قل لرفقائك ان وقت اظھار العجائب بعد العجائب قد اتٰی۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك اللّٰہ ما تقدم من ذنبك وما تأخّر۔ انّی انا التوّاب من جاءك جاءنی۔ سلامٌ علیکم طبتم۔ نحمدك ونصلّی۔ صلٰوة العرش الی الفرش۔ نزلت لك ولك نُری اٰیات۔ الامراض تشاع و النفوس تضاع۔ انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم۔ انه اوی القریة۔ لولا الاکرام لھلك المقام۔ انّی احافظ کلّ من فی الدّار۔ ما کان اللّٰہ لیعذّبھم وانت فیھم۔ امنٌ فی دارنا الّتی ھی دار المحبّة۔ تزلزل الارض زلزالًا شدیدًا۔ ویجعل عالیھا سافلھا۔ یوم تأتی السماء بدخان مبین۔ وتری

الارض یومئذٍ خامدۃ مصفرۃ۔ اکرمک بعد توھینک۔ تمنون ان لا یتم
امرک۔ واللہ یابیٰ الا ان یتم امرک۔ انی انا الرحمان۔ ساجعل لک
سھولۃ فی کل امر۔ اریک برکات من کل طرف۔ نزلت الرحمۃ علیٰ ثلاث
۸۵ علی العین وعلی الاُخریین۔ ترد الیک انوار الشباب۔ تریٰ نسلاً بعیدًا۔
انا نبشرک بغلام مظھر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔ انا نبشرک
بغلام نافلۃ لک۔ سبحک اللہ ورافاک وعلمک مالم تعلم انہ کریم تمشی
امامک وعادیٰ لک من عادیٰ۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ الم تعلم
ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ کل
برکۃٍ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم۔ ان علم اللہ
وخاتمہ فعل فعلاً عظیمًا۔ انی معک ومع اھلک ومع کل من احبک۔ برق
اسمی لک۔ وکشف العالم الروحانی علیک۔ فبصرک الیوم حدید۔ اطال اللہ
بقاءک تعیش ثمانین حولاً او تزید علیہ خمسۃ او اربعۃ او یقل کمثلھا۔
(ترجمۃ الھندی) وانی ابارکک ببرکاتٍ عظیمۃ حتی ان الملوک یتبرکون
بثیابک۔ (ترجمۃ الھندی) لک برق اسمی۔ وانی اریک خمسین او ستین
اٰیۃ سویٰ اٰیات اریتھا۔ ان للمقبولین انواع نموذج وعلاماتٍ ویعظمھم
الملوک وذو الجبروت ویقال لھم ابناء ملوک السلامۃ۔ ایھا العدو
ان سیف الملائکۃ مسلول امامک لکنک ما عرفت الوقت لیس الخیر
فی ان یحارب احد مظھر اللہ۔ رب فرق بین صادق وکاذب۔ انت
تریٰ کل مصلح وصادق۔ رب کل شیءٍ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی
وارحمنی۔ قاتلک اللہ (ایھا العدو) واحفظنی من شرک۔ جاءت الزلزلۃ
قوموا لنصلی ونریٰ نموذج القیامۃ۔ یظھرک اللہ ویثنی علیک۔ لولاک لما

خلقت الافلاک۔ ادعونی استجب لکم۔ (ترجمۃ الفارسی) الید یدک و الدعاء دعاؤک
والترحم من اللہ۔ واقعۃ الزلزلۃ۔ عفت الدیار محلہا و مقامہا۔ تتبعہا
الرادفۃ (ترجمۃ الفارسی) عاد الربیع وتم قول اللہ مرۃً اخرٰی (ایضًا) عاد الربیع
وجاءت ایام الثلج وکثرۃ المطر۔ رب اخّر وقت ھٰذا۔ اخّرہ اللہ الٰی وقت مسمّی۔
ترٰی نصرًا عجیبًا۔ ویخرّون علی الاذقان۔ ربّنا اغفر لنا ذنوبنا انّا کنّا خاطئین۔
یا نبیّ اللہ کنت لا اعرفک۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ یغفر اللہ لکم۔ وھو ارحم
الراحمین۔ تلطّف بالناس وترحّم علیہم۔ انت فیہم بمنزلۃ موسٰی۔ یاتی علیک
زمنٌ کمثل زمن موسٰی۔ انّا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الٰی
فرعون رسولًا۔ (ترجمۃ الھندی) نزل من السماء لبن کثیر۔ فاحفظوہ۔ انّی
اٰثرتک واخترتک (ترجمۃ الھندی) اعدت لک حیوۃ طیّبۃ۔ اللہ خیر من کلّ ۱۴؎
شیءٍ۔ عندی حسنۃ ھی خیر من جبل۔ (ترجمۃ الھندی) علیک سلام کثیر منّی۔
انّا اعطیناک الکوثر۔ انّ اللہ مع الذین اھتدوا۔ والذین ھم صادقون۔ ان اللہ
مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اراد اللہ ان یبعثک مقامًا محمودًا۔
(ترجمۃ الھندی) سنظھر اٰیاتی۔ وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔ یکاد البرق
یخطف ابصارھم۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔ یا احمد فاضت الرحمۃ
علٰی شفتیک۔ کلام اُفصحت من لدن ربّ کریم۔ (ترجمۃ الفارسی) انّ فی
کلامک شیءٌ لا یدخل فیہ الشعراء۔ ربّ علّمنی ما ھو خیر عندک۔ یعصمک
اللہ من العدا ویسطو بکل من سطا۔ برز ما عندھم من الرماح۔ ساخبرہ
فی اٰخر الوقت انّک لست علی الحقّ۔ انّ اللہ رءوف رحیم۔ انّا النّا لک

۱؎ ھٰذا ما اوحی الیّ ربّی فی رجل خالفنی وکفّرنی وھو من علماء الھند المسمّٰی بابی سعید محمد حسین البٹالوی۔ منہ

الحدید۔ انّی مع الافواج اٰتیك بغتۃ۔ انّی مع الرسول اجیب اخطی* و اصیب۔
وقالوا انّٰی لك ھٰذا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ جاء نی اٰیل** و اختار۔ وادار اصبعہ
و اشار۔ انّ وعد اللّٰہ اتٰی۔ ورکل ورکٰی فطوبٰی لمن وجد ورأٰی۔ الامراض
تشاع والنفوس تضاع۔ انّی مع الرسول اقوم افطر واصوم۔ ولن ابرح
الارض الی الوقت المعلوم***۔ واجعل لك انوار القدوم۔ واقصدك وادوم
واعطیك ما یدوم۔ انّا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا۔ ونقلوا الی المقابر۔
ظفر من اللّٰہ وفتح مبین۔ انّ ربّی قویّ قدیر۔ انہ قویّ عزیز۔ حل غضبہ
علی الارض۔ انّی صادق صادق وسیشھد اللّٰہ لی۔ (ترجمۃ الھندی) اتانا یا
ربّنا الازلی الابدی اخذاً للسلاسل۔ ضاقت الارض بما رحبت۔ ربّ
انّی مغلوبٌ فانتصر۔ فسحقھم تسحیقا۔ (ترجمۃ الھندی) قوم بعدوا من
طریق الحیٰوۃ الانسانیۃ۔ انما امرك اذا اردتَ شیئًا ان تقول لہ کن
فیکون۔ (ترجمۃ الھندی) لما کنت تدخل فی منزلی مرۃ بعد
مرۃ۔ فانظر ھل مطر سحاب الرحمۃ اولا۔ انا امتنا اربعۃ عشر دوابًّا۔
ذٰلك بما عصوا وکانوا یعتدون۔ (ترجمۃ الفارسی) انّ مآل الجاھل
جھنّم۔ فان الجاھل قلّ ان تکون لہ عاقبۃ الخیر۔ حصل لی
الفتح۔ حصل لی الغلبۃ۔ انّی امرت من الرحمٰن فأتونی

* سبحانہ وتعالٰی من ان یخطی فقولہ اُخطی قد ورد علی طریق الاستعارۃ کمثل لفظ التردد المنسوب الی اللّٰہ تعالٰی فی الاحادیث۔ منہ
** المراد من الاٰیل جبرئیل علیہ السلام وکذٰلك فھّمنی ربّی ولما کان الاول والایاب من صفات جبرئیل علیہ السلام فلذٰلك سُمّی بالاٰیل فی کلام اللّٰہ تعالٰی۔ منہ
*** فیہ اشارۃ الی عذاب الطاعون الی وقت ثم تاخیرہ الی وقت کان اللّٰہ یفطر ویصوم۔ منہ

انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ الم تر کیف صـ۸۷
فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ انا عفونا
عنک۔ لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔
قل لوکان من عند غیر اللہ لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل عندی شھادۃ
من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ یأتی قمر الانبیاء۔ وامرک یتأتی۔ وامتازوا
الیوم ایھا المجرمون۔ (ترجمۃ الھندی) تقع زلزلۃ فتشتد کل الشدۃ
وتجعل عالی الارض سافلھا۔ ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔ انی
احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک ومع اھلک۔ ارید
ما تریدون۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ الحمد للہ الذی
اذھب عنی الحزن۔ واتانی مالم یؤت احد من العالمین۔ یٰسٓ۔ انک
لمن المرسلین۔ علیٰ صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم۔ اردت ان
استخلف فخلقت اٰدم۔ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ۔ (ترجمۃ الفارسی) اذا
جاء زمان السلطان۔ جدد اسلام المسلمین۔ ان السمٰوات والارض
کانتا رتقا ففتقنٰھما۔ قرب اجلک المقدر۔ ان ذا العرش یدعوک۔ ولا
نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی من المخزیات
شیئا۔ (ترجمۃ الھندی) قلت ایام حیٰوتک ویومئذ تزول السکینۃ من
القلوب۔ ویظھر امر عجیب بعد امر عجیب واٰیۃ بعد اٰیۃ ثم بعد ذٰلک
یتوفاک اللہ۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات باھرات۔ جاء وقتک
ونبقی لک الاٰیات بینات۔ رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

آمین۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۸۸

عِلمی من الرحمٰن ذی الآلاءِ
باللّٰہ حُزتُ الفضل لا بدھاءِ
علم من از خدا تعالیٰ است کہ خداوند نعمتہاست
و بذریعہ خدا فضیلت را جمع کردم نہ بذریعہ عقل

کیف الوصول الی مدارج شکرہ
نثنی علیہ ولیس حول ثناءِ
چگونہ مدارج شکر او توانیم رسید
تعریف او می کنیم و نتوانیم کرد

اللّٰہ مولانا وکافل امرنا
فی ھٰذہ الدنیا وبعد فناءِ
خدا مولائے ما و متکفل امر ماست
چہ دریں دنیا و چہ در آخرت

لولا عنایتہ بزمن تطلّبی
کادت تُعفّینی سیول بکائی
اگر عنایت او در زمانہ پیاپے جستن من نبودے
نزدیک بود کہ سیل ہائے گریہ مرا نابود کردندے

بُشریٰ لنا انا وجدنا مونسًا
ربًّا رحیمًا کاشف الغمّاءِ
مارا خوشخبری باد کہ ما مونسے یافتیم
کہ رب رحیم و دور کنندۂ غمہاست

أُعطیتُ من اِلفٍ معارف لُبّھا
أُنزلتُ من حِبٍّ بدار ضیاءِ
از دوستے من معارف دادہ شدہ ام
و از محبوبے در جائے روشنی فرود آمدہ ام

نتلو ضیاء الحق عند وضوحہٖ
لسنا بمبتاع الدجیٰ ببراءِ
ما روشنی حق را بعد ظہور او پیروی میکنیم
و تاریکی را بعد طلوع ماہ نتوانیم خرید

نفسی نأت عن کل ما ھو مظلم
فأنخت عند منوّری وجنائی
نفس ما از ہمہ تاریکی ہا دور شد
و ناقۂ خود را بر آستانہ آں کس خوابانیدم کہ روشنی بخشندۂ من ست

غلبت علی نفسی محبۃ وجہہٖ
حتّٰی رمیتُ النفس بالالغاءِ
بر نفس من محبت او غالب شد
تا آنکہ نفس را از میان انگندم

لما رئیتُ النفس سدّت مھجتی
القیتھا کالمیّت فی البیداءِ
چون دیدم کہ نفس من سد راہ من ست
پس او را ہمچو مردہ در بیابانے انداختم

اللّٰہ کھف الارض والخضراءِ
ربٌّ رحیم ملجاء الاشیاءِ
خدا پناہ زمین و آسمان ست
خدائے رحیم جائے پناہ چیزہا

۹۵

برٌّ عطوفٌ مأمن الغرباء	ذو رحمةٍ وتبرّعٍ وعطاء
نیکی کنندہ مہربان جائے امن مصیبت زدگان	صاحب رحمت و احسان و بخشش
أحدٌ قديمٌ قائمٌ بوجوده	لم يتخذ ولدًا ولا الشركاء
یگیست و قدیمیست و قائم بالذات است	نہ پسرے گرفت و نہ شریکے دارد
وله التفرّد في المحامد كلها	وله علاءٌ فوق كلّ علاء
و اورا در تمام صفات یگانگی است	و اورا بلندی بر ہر بلندی است
العاقلون بعالمين يرونه	والعارفون به رأوا الأشياء
عقلمندان بذریعہ مصنوعات اورا می بینند	و عارفان بذریعہ او مصنوعات را مشاہدہ می نمایند
هذا هو المعبود حقًّا للورى	فردٌ وحيدٌ مبدء الأضواء
ہمیں معبود حق برائے مخلوقات است	فرد است یگانہ و ابتدائے ہمہ نورہا از وست
هذا هو الحِبّ الذي آثرته	ربّ الورى عين الهدى مولائي
این ہمان محبوب است کہ اورا اختیار کردہ ام	رب مخلوقات چشمہ ہدایت مولائے من
هاجت غمامة حبّه فكأنها	ركبٌ على عسبورة الحدواء
ابر محبت او برانگیخت پس گویا آن ابر	بر ناقہ باد شمال سواران ہستند
ندعوه في وقت الكروب تضرّعًا	نرضى به في شدّةٍ ورخاء
در وقت بیقراری ہا اورا مے خوانیم	و در نرمی و سختی با او خوشنود ہستیم
حوجاء ألفته أثارت حُرّتي	ففدا جناني صولة الحوجاء
باد گرد الفت او خاک ما پرانید	پس دل من بر حملہ آن باد گرد قربان شد
أعطى فما بقيت أماني بعده	غمرت أيادي الفيض وجه رجائي
مرا چندان داد کہ آرزوئے دیگر نماند	دستہائے فیض او روئے امید مرا پوشید
إنا غُمِسنا من عناية ربنا	في النور بعد تمزّق الأهواء
ما از عنایات رب خود	در نور غوطہ دادہ شدیم و ہوا و ہوس پارہ پارہ شد
إنّ المحبة خُمّرت في مهجتي	وأرى الوداد يلوح في أهبائي
محبت در جان من خمیر کردہ شد	و می بینم کہ دوستی در دل من می درخشد
إني شربت كؤوس موتٍ للهدى	فوجدت بعد الموت عين بقاءِ
من برائے ہدایت کاسہائے موت نوشیدم	پس بعد از موت چشمہ بقا یافتم

ص ۹۰

انی اُذبتُ من الوداد ونارہٖ	فاری الغروب یسیل من اماقی
من از آتش محبت گداختہ شدہ ام	پس اشکہائی می بینم کہ از گدازش من روان شدہ اند
الدمع یجری کالسیول صبابۃً	والقلب یشوی من خیال لقاءٖ
اشک مثل سیل ہا از شوق روان است	ودل از خیال دیدار بریان می شود
واری الوداد انار باطن باطنی	واری التعشق لاح فی سیمائی
می بینم کہ دوستی باطن باطن مرا روشن کردہ است	وعشق در سیمای من ظاہر شدہ است
الخلق یبغون اللذاذۃ فی الھوی	ووجدتھا فی حرقۃٍ وصلاءٖ
مردم لذات را در ہوا و ہوس می جویند	ومن لذات را در سوزش وسوختن یافتم
اللّٰہ مقصد مھجتی ونریدہٗ	فی کل رشح القلم والاملاءٖ
خدا مقصود جان من است ومن او را	بہر قطرہ قلم واملا می خواہم
یا ایھا النّاس اشربوا من قربتی	قد ملأ من نور المفیض سقائی
ای مردمان از مشک من بنوشید	کہ از نور فیاض حقیقی مشک من پر است
قوم اطاعونی بصدق طویّۃ	والآخرون تکبّروا بالغطاء
قومے است کہ از صدق مرا اطاعت کردند	وقومے دیگر است کہ او بپردہ نفس تکبر ورزیدند
حسدوا فسبوا حاسدین ولم یزل	حسدت لئامٌ کل ذی نعماءٖ
حسد کردند پس دشنام دادند وہمیشہ چنین است	کہ لئیمان خداوندان نعمت را حسد می کنند
من انکر الحق المبین فانّہٗ	کلب وعقبی الکلب سم الضراءٖ
ہر کہ از حق ظاہر انکار کند او سگ است نہ انسان	وپس آن سگ سگ بچگان ہستند کہ بیزاری او می کنند
اذوا وسبونی وقالوا کافرٌ	فالیوم نقضی دینھم برباءٖ
مرا ایذا دادند وسقط گفتند وگفتند کہ کافر است	پس امروز ما قرض ایشان بچیزے زیادہ ادا می کنیم
واللّٰہ نحن المسلمون بفضلہ	لکن نری جھل علی العلماءٖ
وبخدا کہ ما از فضل او مسلمان ہستیم	لیکن بر علما جہالت حملہ کردہ است
نختار آثار النبی وامرہٗ	نقفو کتاب اللّٰہ لا الآراءٖ
ما آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم را اختیار می کنیم	وپیروی کتاب اللہ را می کنیم نہ پیروی رای دیگر
انّا براء فی مناھج دینہ	من کل زندیق عدوٍّ دھاءٖ
ما در دین او وراہ دین او از ہر ملحدے	بیزاریم کہ دشمن عقل است

صد ۹۱

انا نطیع محمدًا خیر الوریٰ	نور المھیمن دافع الظلماءِ
ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم را پیروی می کنیم	کہ نور خدا و دافع ظلمات است
انحن من قوم النصاری الکفرۃ	ویل لکم ولھٰذہ الآراء
آیا ما از نصاریٰ کافر ہستیم	ویل خدا بر شما و برائ ہائی شما
یا شیخ ارض الخبث ارض بطالۃ	کفّرتنی بالبغض والشحناءِ
اے شیخ زمین پلید زمین بطالت	مرا از روی کینہ و بغض کافر قرار دادی
آذیتنی فاخش العواقب بعدہ	والنّار قد تبدو من الایراءِ
مرا آزار رسانیدی پس از انجام بد خود بخوف مباش	وسنت الٰہی ست کہ آتش از افروختن می افروزد
تبّت یداک تبعت کلّ مفاسدٍ	زلّت بک القدمان فی الاھواءِ
ہر دو دستے تو ہلاک شود تو مفاسد را پیروی کردی	و بگوناگون قدمہائی تو لغزیدند
اودیٰ شبابک والنوائب اخرفت	فالوقت وقت العجز لا الخیلاءِ
جوانی تو ہلاک شد و حوادث ترا قریب بہ پیر شدن کرد	پس وقت تو وقت عجز است نہ وقت تکبر و ناز
تبغی تباری والدوائر من ھوا	فعلیک یسقط حجر کلّ بلاءِ
تو ہلاکت من و گردشہا بر من از ہوائ نفس خود میخواہی	پس بر تو سنگ ہر بلاے افتد
انی من المولیٰ فکیف اُتبّر	فاخش الغیور ولا تمت بجفاءِ
من از جانب خدا ہستم پس چگونہ ہلاک شوم	و پس از غیرت آن غیور بترس و بظلم خود موت را اختیار مکن
اتضرّبن علی الصفات زجاجۃ	لا تنتحروا طلب طریق بقاءِ
آیا بر سنگ شیشہ را می زنی	خودکشی مکن و طریق باقی ماندن بجو
اترک سبیل شرارۃ وخباثۃ	ھوّن علیک ولا تمت بعناءِ
راہ شرارت و خباثت را بگذار	بر حال خود نرمی کن و از رنج ممیر
تب ایّھا الغالی وتاتی ساعۃ	تمسی تعض یمینک الشلّاءِ
ای غلو کنندہ توبہ کن و ساعتے می آید	کہ دست راست خود را کہ خشک شدہ است خواہی گزید
یا لیت ما ولدت کمثلک حامل	خفاش ظلمات عدوّ ضیاءِ
کاش مادرے پسرے ہمچو تو نزادے	کہ خفاش تاریکی و دشمن روشنی است
تسعیٰ لتاخذنی الحکومۃ مجرمًا	ویل لکل مزوّرٍ وشّاءِ
تو کوشش میکنی کہ حکومت مرا ہمچو مجرمی بگیرد	بر ہر دروغ آرایندہ عیب چین و نمّام واویلا است

۹۳

لو كنت أعطيت الولاء لعفته	ما لي و دنيا كم كفانٍ كسائي
اگر حکومت سرا دہندی ہر آئینہ کراہت کردی	مرا بہ دنیا ازیں چہ تعلق ہست مرا گلیم خود کافی ہست
متنا بموت لا يراه عدونا	بعدت جنازتنا من الأحياء
ما بمرگے بمردیم کہ دشمن ما حقیقت آن نمیداند	جنازۂ ما از زندگان دور افتادہ ہست
تغري بقول مفتري و تخرص	حكامنا الظانين كالجهلاء؟
بقول دروغ بافتہ حکام را سوے انگیزی	و حکام کسانے ہستند کہ ہمچو جاہلان بدگمان ہستند؟
يا أيها الأعمى أتنكر قادرا	يحمي أحبته من الإيذاء
اے کور آیا تو وجود آن حق را تسلیم نمی کنی	کہ مہمان خود را خود نزد خود جا دادہ نگہ می دارد
أنسيت كيف حمى القدير كليمه	أو ما سمعت مآل شمس حراء
آیا فراموش کردی کہ چگونہ خدا موسیٰ علیہ السلام را نگہداشت	یا انجام کار آن مرد کہ آفتاب مطلع حرا است نشنیدی
نحو السماء و أمرها لا تنظرن	في الأرض دسّت عينك العمياء
چشم تو سوئے آسمان و حکم آسمان نیست	بلکہ چشم نابینائے تو در زمین فرو رفتہ
غرّتك أقوال بغير بصيرة	سترت عليك حقيقة الأنباء
چند اقوال بغیر بصیرت ترا مغرور کرد	و حقیقت خبرہا بر تو پوشیدہ ماند
أدخلت حزبك في قليب ضلالة	أفهذه من سيرة الصلحاء
گروہ خود را در چاہ ضلالت افگندی	آیا ہمین سیرت نیکان ہست
جاوزت بالتكفير من حدّ التقى	أشققت قلبي أو رأيت خفائي
در کافر قرار دادن از حد تقویٰ در گذشتی	آیا دل مرا شگافتی یا حال پنہان مرا دیدی
كمّل بخبثك كل كيد تقصد	والله يكفي العبد للإزراء
ہمہ کرے کہ میداری بکمال رسان	و بندہ را برائے پناہ دادن اللہ کافی است
تأتيك آياتي فتعرف وجهها	فاصبر ولا تترك طريق حياء
نشانہائے من ترا خواہند رسید پس آنہا را خواہی شناخت	پس صبر کن و طریق حیا را از دست مدہ
إني كتبت الكتب مثل خوارق	أنظر أعندك ما يصوب كمائي
من کتابہا مثل خوارق نوشتہ ام	آیا نزد تو چیزے ہست کہ ہمچو آب من بیارد
إن كنت تقدر يا خصيم كقدرتي	فاكتب كمثلي قاعدا بحذائي
اے خصومت کنندہ اگر ترا قدرت مثل قدرت من ہست	پس بمقابلہ من نشستہ بنویس

۹۳

ما كنت ترضى ان تسمّى جاهلًا ۔ فالآن كيف قعدت كاللكناء
تو آن نبودی کہ بجہل خود راضی گشتے ۔ پس اکنون ترا این چہ شد کہ ہمچو زبان ژولیدہ ہا بنشستہ

قد قلت للسفهاء انّ كتابه ۔ عفص يهيج القيء من اصغاء
تو سفیہان را گفتی کہ کتاب او ۔ در مزہ است از شنیدن قے می آید

ما قلت كالادباء قل لي بعدما ۔ ظهرت عليك رسائلي كهُباء
بگو تو مثل ادیبان چہ گفتی ۔ بعد از انکہ رسایل من ترا قی آرندہ معلوم شدند

قد قلت انّي باسل متوغل ۔ سمّيتني صيدًا من الخيلاء
تو گفتی کہ من دلاور و در علم توغل دارم ۔ و نام من شکار نہادہ بودی

اليوم مني قد هربت كارنب ۔ خوفًا من الاخزاء والاعراء
امروز از من ہمچو خرگوشے بگریختی ۔ ازین خوف کہ رسوا خواہی شد و برہنہ خواہی شد

فكّر اما هذا التخوّف آية ۔ رعبًا من الرحمٰن للادراء
فکر کن آیا این نشان خداتعالی نیست ۔ کہ بر تو رعب انداخت تا ترا آگاہ کند

كيف النضال وانت تهرب خشية ۔ انظر الى ذلٍّ من استعلاء
تو چگونہ با من معارضہ توانی کرد و از خوف می گریزی ۔ این پاداش تکبر و ناز کردن است

انّ المهيمن لا يحبّ تكبّرًا ۔ من خلقه الضعفاء دود فناء
خداتعالی از آفریدگان خود کہ ضعیف و کرم نیستی ۔ ہستند تکبر پسند نمی کند

عُفّرتَ من سهم اصابك فاجئًا ۔ اصبحت كالاموات في الجهراء
از تیرے در خاک غلطانیدہ شدی کہ ناگاہ ترا رسید ۔ در بیابان ہمچو مردگان صبح کردی

الآن اين فررت يا ابن تصلّف ۔ قد كنت تحسبنا من الجهلاء
اکنون اے پسر لاف کجا گریختی ۔ و تو ما را از جہلا می پنداشتی

يا من اهاج الفتن ثم لنضالنا ۔ كنا نعدك نوحة الحثواء
اے آنکہ فتنہ ہا انگیخت برای پیکار با برخیز ۔ ترا گرد باد جاے غبار می پنداشتیم

نطقي لمولي لا لسترة جنة ۔ تولى كقنوا النخل في الخلقاء
نطق من مثل آن باغیست کہ ہمادی امارات الہام بارہ الشدہ ۔ و سخن ما ہم چون خوشہ نخل است کہ در زمین نرم باشد

مُزّقت لكن لا بضرب هراوة ۔ بل بالسيوف الجاريات كماء
تو پارہ پارہ کردہ شدی مگر نہ بضرب عصا ۔ بلکہ بشمشیر کہ ہمچو آب روان بودند

۹۴

انکنت تحسد فی فانی باسل	اصلی فؤاد الحاسد للخطّاء
اگر تو با من حسد می کنی پس من مردی دلاورم	دل حاسدان خطاکاران را می سوزم
کذّبتنی کفّرتنی حقّرتنی	واردت ان اُسفی کمثل عفاء
تو مرا دروغگو قرار دادی تو مرا کافر گفتی تو تحقیر من کردی	و خواستی کہ ہمچو خاک پراگندہ شوم
ھذا ارادتک القدیمۃ من ہوی	واللہ کہفی مہلک الاعداء
این قدیم ارادۂ تو در دل تو ماندہ	و خدا پناہ من و ہلاک کنندہ دشمنان است
انی لشرّ الناس ان لم یأتنی	نصر من الرحمٰن للاعلاء
من بدترین مخلوقاتم اگر مدد خدا مرا نرسد	خدائے کہ رحمٰن و بلند کنندہ است
ما کان امری فی یدیک وانہ	ربٌّ قدیر حافظ الضعفاء
ہیچ امری در دست تو نیست	و خدای من رب قدیر است کہ نگہدارندۂ کمزوران است
الکبر قد القاک فی درک اللظٰی	انّ التکبّر اردء الاشیاء
این تکبر است کہ ترا در جہنم انداخت	بلاشبہ تکبر از ہمہ چیز بارّدی تر است
خف قہر ربّ ذی الجلال الٰی متٰی	تقفو ہواک وتنزون کظباء
از قہر خدائے بزرگ بترس و تا کجا	خواہش خود را پیروی خواہی کرد و ہمچو آہوان خواہی جست
تبغی زوالی والمہیمن حافظی	عادیت ربًّا قادرًا مترائی
تو زوال من میخواہی و خدا نگہبان من است	از دشمنی من خدا را دشمن گرفتی
انّ المقرّب لایضاع بفتنۃ	والاجر یکتب عند کلّ بلاء
ہر کہ مقرب حق باشد بہ ہیچ فتنہ برباد نمی شود	و نزد ہر بلا برائے او اجر می نویسند
ما خاب من خاف المہیمن ربّہ	انّ المہیمن طالب الطلباء
ہر کہ از خدا بترسد ہرگز زیان نمی بردارد	بہ یقین بدان کہ خدا جویندۂ جویندگان است
ہل تطمع الدنیا مذلۃ صادق	ہیہات ذالک تخیّل السفہاء
آیا دنیا این طمع می دارد کہ صادق ذلیل گردد	این کجا ممکن است بلکہ این خیال سادہ لوحان است
انّ العواقب للذی ہو صالح	والنکبۃ الاولٰی لاہل جفاء
انجام بیکارہا برائے نیکوکاران است	و غلبہ اول برائے ظالمان است
شہدت علیک خصیم سنۃ ربّنا	فی الانبیاء وزمرۃ الصلحاء
برایں دعوی اے دشمن من سنت خدا گواہ است	کہ در انبیاء و نیکان انبیاء ماندہ

ص ۹۵

مُت بالتغیّظ والتلظّی یا حاسدی ‌‌ انّا نموت بعزّۃٍ قعساءِ
اے حاسد من بغضب و نائرہ آتش بمیر ‌‌ کہ ما با عزت پایدار خواہیم مرد

انّا نریٰ کلّ العلٰی من ربّنا ‌‌ وللنّاس یأتینا لبغی ضیاءِ
ما ہمہ بلندی ہا از خدائی خود خواہیم دید ‌‌ و مردم برای طلب روشنی نزد ما خواہند آمد

ہم یذکرونک لاعنین وذکرنا ‌‌ فی الصالحات یُعدّ بعد فناءِ
اوشان ترا بلعنت یاد خواہند کرد ‌‌ و ذکر خیر ما از جملہ نیکی ہا شمار کردہ خواہد شد

ہل تہدمنّ القصر قصر الٰہنا ‌‌ ہل تحرقن ما صنعہ بنّائی
آیا تو محل خدای ما مسمار خواہی کرد ‌‌ آیا تو چیزے را خواہی سوخت کہ ساختہ بانئ من ست

یرجون عثرۃ جدّنا حسّادنا ‌‌ ونذوق نعماءً علیٰ نعماءِ
حاسدان ما می خواہند کہ بخت ما بسر در افتد ‌‌ حالانکہ ما نعمت ہا بر نعمت ہا می چشیم

لاتحسبن امری کامرٍ غُمّۃٍ ‌‌ جاءت بک الآیات مثل ذکاءِ
امر مرا امرے مشتبہ مدان ‌‌ و ہمچو آفتاب ترا نشانہا رسیدہ اند

جاءت خیار الناس شوقا بعدما ‌‌ شمّوا ریاح المسک من تلقائی
مردان نیک نزدم آمدند ‌‌ بعد از انکہ خوشبوئی مشک از جانب من شمیدند

طاروا الیّ بالفۃ وارادۃ ‌‌ کالطیر اذ یأوی الی الدفواءِ
سوئی من بالفت و ارادت پرواز کردند ‌‌ مثل آن پرندہ کہ سوی درخت بزرگ پناہ می گیرد

لفظت الیّ بلادنا اکبادہا ‌‌ ما بقی الّا فضلۃ الفضلاءِ
یار ما جگر گوشہ ہائے خود سوئی ما افگند ‌‌ و بجز آن مردم دیگری نماند کہ فاضلان را ہمچو فضلہ اند

او من رجال اللّٰہ اخفی سرّہم ‌‌ یأتوننی من بعد کالشہداءِ
یا آن مردانے کہ ہنوز راز ایشان پوشیدہ داشتہ اند ‌‌ ایشان بعد ازین مثل گواہان خواہند آمد

ظہرت من الرحمٰن آیات الہدیٰ ‌‌ سجدت لہا اممٌ من العرفاءِ
از خدا تعالیٰ نشانہا ظاہر شدند ‌‌ و عارفان بمشاہدہ آن خدا را سجدہ کردند

امّا اللئام فینکرون شقاوۃً ‌‌ لایہتدون بہٰذہ الاضواءِ
مگر لئیمان از بدبختی انکار می کنند ‌‌ باین روشنی ہا ہدایت نمی پذیرند

ہم یأکلون الجیف مثل کلابنا ‌‌ ہم یشرہون کانسر الصحراءِ
اوشان ہمچو سگ ہائے ما مردار می خورند ‌‌ اوشان حریص مردار ہمچو کرگس بیابان اند

ص ۹۶

خَشّوا ولا تخشى الرجال شجاعةً | في نائبات الدهر والهيجاءِ
مرا ترسانیدند و مردان بہادر نمی ترسند | اگرچہ حوادث باشند یا جائے پیکار

لما رئیت کمال لطف مهیمنی | ذهب البلاء فما احسّ بلائی
ہر گاہ کمال لطف خدائے خود دیدم | بلا رفت پس بوجود بلا ہیچ احساس نکردم

ما خاب مثلی مؤمن بل خصمنا | قد خاب بالتکفیر والإفتاء
مثل من شخصی ہرگز خائب و خاسر نشد بلکہ دشمنے | کہ برائے تکفیر فتوی تیار کرد خائب و خاسر خواہد شد

الغمر یبدو ناجذیہ تغیظا | اُنظر الی ذی لوثة عجماءِ
جاہلے دندان خود را از دشمنی آشکارا مے کند | سوئے این غبی کہ مثل چارپایہ است نگہ کن

قد اسخط المولى لیرضی غیرہ | والله کان احق للإرضاء
برائے رضائے اغیار خدا را ناراض کرد | و خدا برائے راضی کردن احق و اولی بود

کسّرتُ ظروف حلومهم کزجاجة | فتطایروا کتطایر الوقعاء
من ظروف علوم ایشان را ہمچو شیشہ شکستہ ام | پس ہمچو غبارے کہ برخیزد و پرواز کردند

قد کفّروا من قال انی مسلم | لمقالنا بن بطالة وعُواء
آن کسے را کافر قرار دادند کہ میگوید کہ من مسلمانم | این ہمہ سخن بطالی و عوعو کنندہ است

خوف المهیمن ما اری فی قلبهم | فارت عیون تمرّد وإباءِ
خوف خدا در دل ایشان نمی بینم | چشمہ ہائے سرکشی در جوش اند

قد کنتُ آمل انهم یخشونه | فالیوم قد مالوا الی الاهواء
من امیدی داشتم کہ ایشان از و خواہند ترسید | پس امروز سوئے ہوا و ہوس میل کردند

نضوّا الشیاب ثیاب تقوی کلهم | ما بقی الا لبسة الاغواءِ
ہمہ جامہائے پرہیزگاری را از خود برکشیدند | و ہیچ جامہ بجز جامہ اغوا از دوشان نماند

هل من عفیف اهلٍ فی حزبهم | او صالح یخشی زمان جزاء
آیا ہیچ پرہیزگاری نادری در گروہ ایشان موجود است؟ | یا نیکوکاری موجود است کہ از روز پاداش می ترسد

والله ما ادری تقیا خائفا | فی فرقة قاموا لهدم بنائی
بخدا کہ من ہیچ پرہیزگاری خائف درین فرقہ نمی بینم | کہ برائے ہدم بنیان من برخاستہ اند

ما ان اری غیر العمائم واللحی | او انفا زاغت من الخیلاء
من بجز عمامہ ا و ریش ہا نمی بینم | یا بینی ہا می بینم کہ از تکبر کج شدہ اند

صـ۹۷

لا ضير إن ردّوا كلامي نخوةً — فسينجعن في آخرين ندائي
هیچ مضایقه نیست اگر کلام مرا از تکبر خود رد کردند — عنقریب این کلام در دلهای دیگران اثر خواهد کرد

لا تنظرنّ تزرّيًا إلى أفتاءهم — غُشّي تلا غسقًا بنقع عماء
سوی فتوی ہای ایشان نگہ مکن — احمقے احمقے را در گرد و غبار کوری پیروی کرد

قد صار شيطانٌ رجيمٌ حِبَّهم — يُمسي ويُضحي بينهم للقاء
شیطان رانده محبوب شان شده است — برائے ملاقات شان شام می آید وصبح می آید

أعمى قلوب الحاسدين شرورهم — أعرى بواطنهم لباس رياء
دل حاسدان را شرارت ایشان کور کرد — وجامه ریا باطن ایشان را برهنه نمود

آذوا وفي سُبُل المهيمن لا أرى — شيئًا ألذّ لنا من الإيذاء
مرا ایذا دادند و در راه خدا — هیچ چیزے لذیذ تر از اذیت مرا نیست

ما إن أرى أثقالهم كجديدة — إني طليحُ السير والأعباء
بارہائے ایشان نزد من بار نو نیست — من فرسوده سفر و فرسوده بارہا ہستم

نفسي كمسبرة فأحنق صلبها — من حمل إيذاء الورى وجفاء
نفس من مثل ناقه است پس گران ناقه — از ایذا ہا و جفا ہا لاغر شده است

هذا وربّ الصادقين لأجتني — نِعَمَ الجنا من نخلة الآلاء
من همین اصول دارم مگر قسم بخدائی راستبازان — که همیشه من از درخت نعمتها میوه می چینم

إنّ اللئام يحقّرون وذمّهم — ما زادني إلّا مقام سناء
لئیمان تحقیر من بمذمت خود می کنند — مگر خدا سے من مرا بلندی ہا داد

زمع الأناس يحملقون كثعلب — يؤذونني بتعوّب ومواء
مردمان سفله بر من ہمچو روباه حمله می کنند — و باد آواز روباه و آواز گربه مرا ایذا می دهند

والله ليس طريقهم نهج الهدى — بل منية نُغِبتْ من الأهواء
بخدا این راه شان راه هدایت نیست — بلکه آرزوئی نفسانی ہست که از ہوا و ہوس پیدا شده ہست

أعرضتُ عن هذيانهم بتصامم — وحسبت أن الشر تحت مراء
من از ہذیان ایشان دانسته خود را بہره کرده کناره کردم — و دانستم که زیر مجادله شر ہست

إنا صبرنا عند إيذاء العدا — فعلوا كمثل الدُّخّ من إغضائي
بروقت ایذا دشمنان ما صبر کردیم — پس تکبر برآمد و مثل دود از چشم خوابیدن من بلند شدند

۹۸ ما بقی فیہم عفّۃٌ وزہادۃٌ ۔۔۔ لا ذرّۃٌ من عیشۃٍ خشناءِ

در ایشان ہیچ عفت و پرہیزگاری نماندہ است ۔۔۔ و نہ یک ذرہ زندگی سختی ماندہ

مالوا الی الدنیا الدنیّۃ مزہقین ۔۔۔ فرّوا من البأساء والضرّاءِ

سوئے دنیائے دنیّہ بشتاب کمینہ پست مائل شدند ۔۔۔ واز سختی ہا و گزندہا گریختند

صالوا من الاوباش حزبًا ارذلا ۔۔۔ فکأنہم کالخِثْیِ للاحماءِ

چند کمینہ از اوباش جمع کردند ۔۔۔ پس گویا ایشان سرگین خشک اند برای گرم کردن

لمّا کتبتُ الکتب عند غلوّہم ۔۔۔ ببلاغۃٍ وعذوبۃٍ وصفاءِ

ہرگاہ کتاب ہا بر وقت غلو ایشان نوشتم ۔۔۔ و ہمراہ آن کتاب ہا بلاغت و عذوبت و صفا بر بودند

قالوا قرأنا لیس قولًا جیّدًا ۔۔۔ او قول عاریۃٌ من الادباءِ

گفتند خواندیم سخنی خوب نیست ۔۔۔ یا قول شکستہ است کہ از گروہ برگزیدہ عرب عاریت است

عربٌ اقام ببیتہ متستّرًا ۔۔۔ املی الکتاب ببکرۃٍ ومساءِ

یک عرب بطور پوشیدہ در خانہ او قیام کردہ است ۔۔۔ ہمان عرب کتاب را صبح و شام نوشتہ

انظر الی اقوالہم وتناقضٍ ۔۔۔ سلب العناد اصابۃ الآراءِ

سخنہای ایشان ببین و تناقض را ببین ۔۔۔ عناد ذراکہ بیمار ند رای صائب را سلب کرد

طورًا الی عربٍ عزوہ وتارۃً ۔۔۔ قالوا کلامٌ فاسد الاملاءِ

وقتی کلام مرا سوی عرب منسوب کردند ۔۔۔ و وقتی دیگر گفتند کہ این کلام خراب املا دارد

ہذا من الرحمن یا حزب العدا ۔۔۔ لا فعل شامیّ ولا رفقائی

این املا از خدا تعالی است ای گروہ دشمنان ۔۔۔ نہ کار شامی است و نہ کار رفیقان من

اعلی المہیمن شأننا وعلوّنا ۔۔۔ نبنی منازلنا علی الجوزاءِ

خدا تعالی شان ما را و علوم ما را بلند کرد ۔۔۔ ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنیم

خلّوا مقام المولویّۃ بعدہ ۔۔۔ وتستّروا فی غیہب الخوقاءِ

بعد زین مقام مولویت را خالی کنید ۔۔۔ و در تاریکی چاہی پوشیدہ شوید

ذا حُدِّدت بالمرہفات قریحتی ۔۔۔ ففہمت ما لم یفہموا اعدائی

بشمشیرہای تیز طبیعت من کند گردیدہ است ۔۔۔ پس آن چیزہا فہمیدم کہ دشمنان نہ فہمیدند

ہذا کتابی حاز کلّ بلاغۃٍ ۔۔۔ بہر العقول بنضرۃٍ وبہاءِ

این کتاب من ہر نوع بلاغت جمع کردہ است ۔۔۔ دانش ہا را بتازگی و خوبی حیران کرد

ص ۹۹

اللّٰه اعطانی حدائق علمه — لولا العناية كنت كالسفهاء

خدا تعالیٰ مرا باغهای علم خود عطا فرمود — اگر عنایت الٰہی نبودی من ہمچو بیخردان بودمی

انی دعوت الله ربًّا محسنا — فاری عیون العلم بعد دعائی

من از خدای خود خواستم که رب محسن است — پس چشمه های علم بعد از دعا مرا نمود

انّ المهیمن لا یعزّ بنخوةٍ — ان رُمتنا تزداد فکرًا کعفاء

بتحقیق خدا متکبر را عزت نمیدهد — اگر سوی ما خواهی که ترا تیز شناخت داده شود پس ہمچو خدا کرم باش

والله قد فرّطتَ فی امری هوًی — وابیت کالمستعجل الخطّاء

بخدا که در امر من از روی هوا و هوس تقصیر کردی — و مثل جلد باز خطا کننده انکار کردی

الحرّ لا یستعجلن بل انه — یرنو بامعان وکشف غطاء

آنکه آزاد از تعصب است او جلدی نمی کند — بلکه بنظر دور می نگرد و از میان پرده می بردارد

یخشی الکرام دعاء اهل کرامة — رحمًا علی الازواج والابناء

نیکمردان از دعای اہل کرامت می ترسند — و بر زنان و پسران خود از جهت رحم می کنند

عندی دعاء خاطف کصواعق — فحذار ثم حذار من ارجائی

نزد من دعا است که ہمچو صاعقه می جهد — پس از کناره های من دور باش دور باش

والله انی لا ارید اسامة — هذا خیالک من طریق خطاء

بخدا من ہیچ پیشوای را نمی خواهم — این خیال تو از راه خطا است

انّا نرید الله راحة روحنا — لا سؤددا ورياسة وعلاء

ما خدا را می خواهیم که آرام روح ماست — و ریاست و بلندی را نمی خواهیم

انا توکلنا علی خلّاقنا — معطی الجزیل وواهب النعماء

ما بر خدای خود توکل کردیم — که بخشنده نعمتها و عطا کننده است

من کان للرحمان کان مکرّمًا — لا زال اهل المجد والآلاء

هر که خدا را باشد بزرگی می یابد — ہمیشه در بزرگی و نعمت ها می ماند

ان العدا یؤذوننی بخباثة — یؤذون بالبهتان قلب بریء

دشمنان از راه خباثت مرا ایذا می دهند — از بدی بهتان دل بری را می آزارند

هم یذعرون بصیحة ونعدّهم — فی زمر موتٰی لا من الاحیاء

ایشان می ترسانند — و ما ایشان را از گروه مردگان می شماریم نه از زندگان

ص۱۰۰
كيف التخوف بعد قرب مشجّع　　من هذه الأصوات والضوضاء
بعد قرب دلبر کننده چگونه بترسیم　　چگونه ازین آواز ها و شور و غوغا خوف پیدا شود

يسعى الخبيث ليطفئن أنوارنا　　والشمس لا تخفى من الإخفاء
پلید سعی میکند تا نور ما بنشاند　　و آفتاب از پوشیده کردن پوشیده نمی شود

إن المهيمن قد أتمّ نواله　　فضلا عليّ فصرت من نُخلاء
خدای آن بخشش خود بکمال رسانید دست　　از روی فضل پس من از بخشندگان شدم

نعط العلو لدفع متربة الورى　　طالت أيادينا على الفقراء
ما برای رفع درویشی مردم مال عطا می بخشیم　　دست بخشش ما بر فقیران دراز است

إن شئت لتستبرهنن ابعيدة　　من أرضك المنحوسة الصيداء
اگر تو چیزی بخواهی از ما　　از زمین منحوس تو دور نیست

صعبت عليك زمان سؤل شعاب　　إن متّ يا خصمي على الشحناء
بر تو آن ساعت بس دشوار است که بمیری　　اگر تو بر همین کینه بمیری اے دشمن من

ما جئت من غير الضرورة عابثا　　قد جئت مثل المزن في الرمضاء
من بے ضرورت بیہودہ بازی کنندگان نیامدم　　من مثل باران آمدم که بر زمین سوخته بیفتد

عين جرت لعطاش قوم أضجروا　　أو ماء نقع ناقع لظماء
برائے تشنگان که سوخته تشنه بودند چشمه جاری شد　　یا آب بسیار صافی برائے تشنگان

إني بفضل المهيمن صادق　　قد جئت عند ضرورة ووباء
من بفضل خدا تعالی صادقم　　بروقت ضرورت و وبا آمده ام

شر اللئام يكذبون بخبثهم　　لا يقبلون جوائزي وعطائي
بدترین لئیمان از خباثت ایشان تکذیب می کنند　　و عطاهائے مرا قبول نمی کنند

كلم اللئام أسنّة مذروبة　　وصدورهم كالحرة الرجلاء
سخنهای لئیمان نیزه های تیز کرده شده اند　　و سینه های ایشان مثل زمینهای نهایت سنگ افتاده اند

من حارب الصديق حارب ربه　　ونبيه وطرائف الصلحاء
هر که با صدیق جنگ کرد با خدا جنگ کرد　　و با پیغمبر خدا جنگ کرد و با تمام صلحا جنگ کرد

والله لا أدري وجوه كشاحة　　من غير أن البخل فار كماء
بخدا من وجه دشمنی ایشان هیچ نمی یابم　　بجز اینکه بخل ایشان مانند آب جوش کرده است

ص۱۰۱

ما كنتُ احسب انهم يعادونني	يذرون حكم شريعة غرّاء
من گمان نمی کردم که ایشان بباعث عداوت من	حکم شریعت غرّا را خواهند گذاشت
عاديتهم لله حين تلاعبوا	بالدين صوّالين من غلواء
ایشان را دشمن گرفتم چون با دین	بازی کردند و از تجاوز حمله کردند
رُبّيتُ من درّ النبي وعينه	اُعطيتُ نورًا من سراج حراء

من از شیر نبی علیہ السلام پرورش یافتم و از چشمہ او مرا پرورش دادند من از آن آفتاب نور گرفتم که از غار حرا طلوع کرده بود

الشمس اُمّ والهلال سليلها	ينمو وينشأ من ضياء ذكاء
آفتاب مادر است و ہلال پسر او	آن پسر از روشنی آفتاب نشو و نما می یابد
اني طلعتُ كمثل بدرٍ فانظروا	لا خير في من كان كالكمهاء
من مانند بدر طلوع کردم پس تامل بہ بینید	در آن شخص ہیچ خیر نیست که چون زن کور مادر زاد باشد
يا ربّ ايّدنا بفضلك وانتقم	ممّن يدعّ الحقّ كالغثّاء
ای خدائی ما تائید ما بکن و از آن شخص انتقام بگیر	که حق را چون خس و خاشاک دفع کردن می خواهد
يا ربّ قومي غلّسوا بجهالة	فارحم وانزل لهم بدار ضياء
ای رب من قوم من از جہالت بتاریکی می روند	پس رحم کن و او شان را در خانہ روشنی فرود آر
يا لائمي ان العواقب للمتّقي	فارقب مآل الامر كالعقلاء
ای ملامت کنندہ انجام کار برای پرہیزگاران است	پس ہمچو دانشمندان مآل کار را منتظر باش
الله ايّدني وصافا رحمة	وامدّني بالنعم والالاء
خدا مرا تائید کرد و از روی رحمت مرا دوست گرفت	و مرا بگونا گون نعمت امداد داد
فخرجتُ من وهد الضلالة والشقا	ودخلتُ دار الرشد والادراء
پس من از مغاک گمراہی بیرون آمدم	و در خانہ رشد و آگاہیدن داخل شدم
والله ان الناس سقطٌ كلّهم	الا الذي اعطاه نعم لقاء
بخدا که مردم ہمہ ردی و بیکار اند	مگر آن شخص که خدا تعالی او را نعمت لقا بخشد
ان الذي اروى المهيمن قلبه	تاتيه افواج كمثل ظماء
آن شخص که خدا تعالی دل او را از معارف سیراب کرد	نزد او فوجہا مثل تشنگان می آیند
ربّ السماء يعزه بعناية	تعنو له اعناق اهل دهاء
خدای آسمان او را از عنایت خود عزت میدہد	و برای او گردن ہای عقلمندان خمیدہ می شوند

۱۵۲

الارض تجعل مثل غلمان له	تأتی له الافلاک کالخدماءِ
زمین ہمچو غلامان برائے او کردہ مے شود	و آسمان ہا برائے او ہمچو خادمان مے آیند
من ذا الذی یُخزی عزیز جنابه	الارض لا تفنی شموس سماءِ
آن کیست کہ عزیز جناب الٰہی را ذلیل کند	زمین آفتاب ہائے آسمان را نابود نتواند کرد
الخلق دود کلهم الا الذی	زکّاه فضل الله من اهواءِ
ہمہ مردم کرمان ہستند	مگر آنکہ خدا تعالیٰ او را از ہوا و ہوس نجات داد
فانهض له ان کنت تعرف قدره	واسبق ببذل النفس والآلاءِ
پس برائے او برخیز اگر قدر او می دانی	و از ہمہ مردم در بذل نفس و ثنا قدم سبقت کن
أتکنت تقصد ذله فتحقر	وستخسأن کالکلب یوم جزاءِ
اگر تو ذلت او می خواہی پس خود ذلیل خواہی شد	و ہمچو سگ در روز جزا راندہ خواہی شد
غلبت علیک شقاوة فتحقر	من کان عند الله من کرماءِ
بر تو بدبختی غالب آمدہ است	ازین سبب تو تحقیر شخصے میکنی کہ نزد خدا تعالیٰ از بزرگی یافتہ
صعب علیک سراجنا وضیاؤنا	تمشی کمثل اللص فی اللیلاءِ
بر تو چراغ ما و روشنی ما بسیار گران آمد	ہمچو دزدان در شب تاریک می گردی
تهذی وایم الله مالك حیلة	یوم النشور وعند وقت قضاءِ
بیہودہ گوئی ہا می کنی و بخدا ترا ہیچ حیلہ نیست	و ہیچ عذری در روز فیصلہ نیست
برق من المولی نریك ومیضه	فاصبر کصبر العاقل الرناءِ
این از خدا تعالیٰ روشنی است درخش آن خواہیم نمود	پس ہمچو عاقلان دوراندیش صبر کن
واری تغیظکم یفور کلجة	موج کموج البحر او هوجاءِ
می بینم کہ غضب شما ہمچو دریا در جوش است	و موج آن مثل موج دریا یا موج باد سخت است
والله یکفی من کماة نضالنا	جلدٌ من الفتیان للاعداءِ
بخدا از بہادران ما	دشمنان را یک جوان کافی است
انا علی وقت النوائب نصبر	نزجی الزمان بشدة ورخاءِ
ما در وقت حوادث صبر مے کنیم	و زمانہ را بہ تنگی و فراخی می گذرانیم
فتن الزمان ولدن عند ظهورکم	والسیل لا یخلو من الغثاءِ
از ظاہر شدن شما فتنہ ہا ظاہر شدہ اند	و ہیچ سیلابے از خس و خاشاک خالی نمی باشد

ص۱۰۳

عفنا لقاءكم ولا نستكره
با از ملاقات شما کراهت می داریم

لو حلّ بيتي عاسل البيداء
و با هیچ کراهت نداریم اگر گرگ دشتی بخانهٔ ما درآید

اليوم انصحكم وكيف نصاحتي
امروز شما را نصیحت می کنم و نصیحت من

قوما اضاعوا الدين بالشحناء
آن قوم را چه فائده بخشد که از کینه دین را ضائع کردند

قلنا تعالوا للنضال وناضلوا
ما گفتیم که برای مقابله بیائید و در عربی مباحثه کنید

فتكنّسوا كالظبي في الافلاء
پس چون آهوان در بیابانها پوشیده شدند

لا يبصرون ولا يرون حقيقة
نمی بینند و نه حقیقت را دریافت می کنند

وهم الدوالي بخلهم ودراء
و در بخل دریا هم اند

هل في جماعتهم بصير ينظر
آیا در جماعت ایشان بیننده هست که سوی من

نحوي بمثل مبصر رنّاء
مثل مبصر غور کننده به بیند

ما ناضلوني ثم قالوا جاهل
با من مقابله نکردند باز گفتند که جاهل است

انظر الى ايذاءهم وجفاء
ایذای ایشان ببین و جفای ایشان ببین

دعوى الكماة يلوح عند تقابل
دعوی بهادران وقت مقابله ظاهر می گردد

حدّ الظباة يبين في الهيجاء
تیزی شمشیرها در جنگ روشن می شود

رجل ببطن بطالة بطّالة
در شهر بٹالہ که از بطالت پر است

تعلي عداوته كرعد طخاء
مردی هست که دشمنی او همچو رعد ابر در جوش است

لا يحضر المضمار من خوف عرا
از خوف که میدارد بمیدان نمی آید

يهذي كنسوان بحجب خفاء
و همچو زنان در پرده ژاژ می خاید

قد آثر الدنيا وجيفة دشتها
دنیا و مردار آنرا اختیار کرده است

والموت خير من حيات غطاء
و مردن از زندگی پرده بسیار نیکو است

يا صيد اسيافي الى ما تابز
ای شکار شمشیر من تا بکی جست خواهی کرد

لا تنجينّك سيرة الاطلاء
ترا سیرت بچگان آهو نجات نخواهد داد

نجّست ارض بطالة منحوسة
تو زمین بٹالہ را خراب کردی

ارض محربئة من الحرباء
از وجود یک حربا تمام زمین از حربا پر است

انی اریک فی النضال کصائد
من ترا در روز مناضله مثل شکار چون صیدی می خواهم

لا يركنن احد الى ازراء
پس باید که هیچکس ترا پناه ندهد

ص۱۰۴

صدر القناة ينوش صدرك ضربة … ويريك مرّاني بحار دماء

سر نیزہ ترا پارہ پارہ خواہد کرد … و نیزہ درگذرندہ من ترا دریاہای خون خواہد نمود

جاشت إليك النفس من كلماتنا … خوفا فكيف الحال عند مرائي

جان تو از گفتار من بلب رسید … پس در وقت پیکار حال تو چہ خواہد شد

أُعطيتُ لسنًا كاللقوح مرقّيا … وفصيلها تأثيرها بهباء

من مثل ناقہ بسیار شمشیر زبان دادہ شدہ ام … و بچہ آن ناقہ تاثیر سخن من است

إن شئتَ كِدْ كلّ المكائد حاسدًا … البدر لا يخسو بلغو ضراء

اگر بخواہی ہر کیدے کہ داری از روی حسد بکن … و خوب بدر از شور سگ بچگان نقصان نمی یابد

كذبتَ صديقا وجزت تعمّدا … ولئن سطا فيريك قعر عفاء

تو صدیقے را بدروغے منسوب کردی و از حد درگذشتی … و اگر آن صدیق بر تو حملہ کند ترا مغاک فنا خواہد نمود

ما شمّ أنفي مرغما في مشهد … وأثرتُ نقع الموت في الأعداء

بینی من در ہیچ جنگے ذلت ندیدہ است … و در دشمنان از موت غبار انگیختہ ام

والله أخطأتم لنكبة بختكم … بارزتم ابن كريهة تخباء

بخدا شما از بدبختی طالع خود سخت خطا کردہ اید … کہ با آن شخص جنگ کردہ اید کہ بار بار تجربہ کار جنگ و بناگاہ

إني بحقدك كل يوم أُرفع … أنمى على الشحناء والبغضاء

من بکینہ تو ہر روز بمراتب بلندے یابم … و از کینہ و بغض شما بخت من در نشو و نما ست

نلنا ثريا السماء وسمكه … لنردّ إيمانا إلى الغبراء

ما تا ثریای آسمان رسیدہ ایم … تا ایمان را سوی زمین فرود آریم

انظر إلى الفتن التي نيرانها … تجري دموعا بل عيون دماء

آن فتنہ ہا را ببین کہ آتش آن فتنہ … اشک ہا جاری می کند بلکہ چشمہ ہای خون می آرد

فأقامني الرحمان عند دخانها … لفلاح مدلجين في الليلاء

پس خدا تعالیٰ مرا بر وقت دخان آن فتنہ ہا قائم کرد … تا آنرا کہ در شب می روند نجات بخشد

وقد اقتضت زفرات مرضى مقدمي … فحضرت حمّالا كؤوس شفاء

و نعرہ ہای مریضان آمدن مرا اقتضا کرد … پس من با جامہای شفا نزد ایشان حاضر شدم

لما أتيت القوم سبّوا كالعدا … وتخيّروا سبل الشقا بإباء

ہرگاہ آمدم قوم مرا دشنامہا دادند … و از راہ انکار طریقت شقاوت را اختیار کردند

ص ۱۰۵

قالوا كذوبٌ كيذبانٌ كاذبٌ	بل كافرٌ ومزوّرٌ ومرائي
گفتند که این شخص کاذب و کذاب است	بلکہ کافر و دروغ آراینده و ریاکار ہست
مَن مخبرٌ مِن ذلّتي ومصيبتي	مولاي ختم الرسل بحر عطاءِ
آن کیست کہ این ذلت من و مصیبت من	مولای مرا رساند کہ خاتم الانبیاء و دریائے بخشش ہاست
يا طيّب الاخلاق والاسماءِ	أفأنت تبعدنا من الآلاءِ
ای پاک اخلاق و پاک نام ہا	آیا تو ما را از نعمتہائی خود رد مے کنی
انت الذي شغف الجنان محبّةً	انت الذي كالرّوح في حوبائي
تو آن ہستی کہ محبت او در قعر دل من فرو رفتہ ہست	تو آن ہستی کہ در تن من مانند جان ہست
انت الذي قد جذب قلبي نحوه	انت الذي قد قام للاصباءِ
تو آن ہستی کہ سوئی او دل من کشیده شده ہست	تو آن ہستی کہ برای دلبری من ایستاد
انت الذي بوداده وبحبّه	أيّدتُ بالالهام والالقاءِ
تو آن ہستی کہ ببرکت محبت او و دوستی او	از الہام و القائے الٰہی تائید یافتم
انت الذي أعطى الشريعة والهدى	نجّا رقاب النّاس من اعباءِ
تو آن ہستی کہ شریعت و ہدایت را بما رسانید	و گردن ہائی مردم را از بار گران نجات داد
هيهات كيف نفرّ منك كمفسدٍ	روحي فدتك بلوعةٍ ووفاءِ
این کجا ممکن ہست کہ ہمچو مفسد از تو بگریزیم	جان من بسوزش عشق و وفا بر تو قربان ہست
آمنتُ بالقرآن صحف الٰهنا	وبكل ما اخبرتَ من انباءِ
من بقرآن شریف ایمان آوردم کہ کتاب خدای ما ست	و با آن ہمہ خبرہا ایمان آوردم کہ تو خبر دادی
يا سيّدي يا موئل الضعفاءِ	جئناك مظلومين من جهلاءِ
ای سردار من ای جائی بازگشت ضعیفان	ما بجناب تو از جور جاہلان رسیدیم
انّ المحبّة لا تضاع وتشترى	انّا نحبّك يا ذُكاء سخاءِ
محبت ضائع کرده نمی شود در کریمان آنرا می خرند	ما با تو ای آفتاب سخاوت محبت می داریم
يا شمسنا انظر رحمةً وتحنّنًا	يسعى اليك الخلق للارکاءِ
ای آفتاب ما سوئی من برحمت بنگر	مردم سوئی تو برائی پناه گرفتن مے دوند
انت الذي هو عين كلّ سعادةٍ	تهوي اليك قلوب اهل صفاءِ
تو آن ہستی کہ چشمہ ہر سعادت است	سوئی تو دلہائی اہل صفا مایل ہستند

ص ۱۰۶ انت الذی ھو مبدء الانوار	نوّرت وجہ المدن والبیداء
تو آن ہستی کہ مبدء نورہاست	تو روی شہرہا و بیابانہا روشن کردی
انی اریٰ فی وجھک المتھلل	شانا یفوق شئون وجہ ذکاء
من در روی روشن تو	شانے می بینم کہ بر شان آفتاب فوقیت دارد
شمس الھدیٰ طلعت لنا من مکۃ	عین الندیٰ نبعت لنا بحراء
آفتاب ہدایت از مکہ برما طلوع کرد	چشمہ بخشش از غار حرا برای ما جوشید
ضاھت اَیاۃ الشمس بعض ضیاءہ	فاذا رئیت فھاج منہ بکائی
بعض روشنی ہای او بروشنی آفتاب می ماند	پس چون دیدم بے اختیارم گریہ آمد
نسعیٰ کفتیان بدین محمد	لسنا کرجل فاقد الاعضاء
ما ہمچو مردان در دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوشش میکنیم	ما مثل آن شخص نیستیم کہ بے دست و پا باشد
اعلی المھیمن ھمّنا فی دینہ	نبنی منازلنا علی الجوزاء
خدا تعالیٰ در دین او ہمتہای ما را بلند کردہ است	منزلہای خود را بر جوزا بنا مے نہیم
انا جعلنا کالسیوف فندمغ	راس اللئام وھامۃ الاعداء
ما ہمچو شمشیرہا گردانیدہ شدہ ایم	پس سر لئیمان و دشمنان را می کوبیم
ومن اللئام اریٰ رجیلا فاسقا	غولا لعینا نطفۃ السفھاء
واز لئیمان مردکے بدکار را مے بینم	کہ شیطان ملعون از نطفہ سفیہان است
شکس خبیث مفسد ومزوّر	نحس یسمّی السعد فی الجھلاء
بدگو خبیث مفسد دروغ آرایندہ است	و منحوس است نام او جاہلان سعد اللہ نہادہ اند
ما فارق الکفر الذی ھو ارثہ	ضاھا اباہ وامّہ بعماء
کفری کہ وراثت او بود از آن علیحدہ نشدہ است	و در کوری مادر و پدر خود را مشابہ است
قد کان من دود الھنود وزرعھم	من عبدۃ الاصنام کالاٰباء
این شخص از کرمان ہنود و تخم ایشان بود	و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود
فالاٰن قد غلبت علیہ شقاوۃ	کانت مبیدۃ امّہ العمیاء
پس اکنون ہمان شقاوت بروی غلبہ کرد	کہ مادر کور او را ہلاک کردہ بود
انّی اراہ مکذّبا ومکفّرا	ومحقّرا بالسبّ والازراء
من او را می بینم کہ او تکذیب من میکند و مرا کافر گوید	و با تحقیر کردن و دشنام دادن بنا بہا می بندد

ص۱۰۷

يُؤذي فما نشكو وما نتأسّف	كلبٌ فيغلي قلبه لِعُواءِ
ایذا رسید ہر مگر ما نہ شکایت می کنیم ونہ افسوس می کنیم	زیرا کہ او سگے است پس دل او برای عوعو کردن می جوشد
كحل العناد جفونه بعجاجة	فالآن من يُحميه من أقذاءِ
دشمنی پلک ہای او را بغبار کینہ سرمہ سا کردہ است	پس اکنون کیست کہ چشمہای او را از غبار برہاند
يا لائمي إنّ المهيمن ينظر	خف قهر ربٍّ قادرٍ مولائي
ای ملامت کنندہ من خدا تعالیٰ مے بیند	از قہر مولائی من کہ قادر است خوف کن
الحق لا يُصلى بنار خديعة	إنّي من الخفّاش خسر ذكاءِ
راستی با آتش مکر سوختہ نمی شود	از نفرت خفاش ہیچ نقصان آفتاب نیست
إنّي أراك تميس بالخيلاءِ	أنسيت يوم الطعنة النجلاءِ
من می بینم کہ بناز و تکبر خرامان می روی	آیا آن روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد رو
لا تتّبع أهواء نفسك شقوة	يلقيك حبّ النفس في الخوقاءِ
ہوای نفس خود را از شقاوت پیروی مکن	ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت
فرسٌ خبيثٌ خف ذُرى صهواته	خف أن تزلك عدوة ذي عدواءِ
نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس	ازین بترس کہ دویدن ناہموار او ترا بزمین افکند
إنّ السموم لشرّ ما في العالم	وشرّ السموم عداوة الصلحاءِ
در دنیا زہرہا بدترین چیزے است	واز زہرہا بدتر عداوت صالحان است
آذيتني خبثًا فلستُ بصادق	إن لم تمت بالخزي يا ابن بغاءِ †
مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم	اگر تو ای نسل بدکاران در زندگی من ہلاک نشوی
الله يخزي حزبكم ويعزّني	حتّى يجيء الناس تحت لوائي
خدا تعالیٰ گروہ شما را رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد	تا بحدیکہ مردم زیر لوائے من خواہند آمد
يا ربّنا افتح بيننا بكرامة	يا من يرى قلبي ولبّ لحائي
ای خدای ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن	ای آنکہ دل مرا و مغز پوست مرا می بینی
يا من أرى أبوابه مفتوحة	للسائلين فلا تردّ دعائي
اے آنکہ درہائے او را	برائے سائلان کشادہ می بینم دعای مرا رد مکن

آمین

† ثم بعد ذلك كان مآل هٰذا العدوّ انه مات بالطاعون خاسرًا خائبًا فاعتبروا يا اولي الابصار - منه

زلزلے کے متعلّق پیشگوئی

(مندرجہ چشمۂ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے — پھر خدا قُدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

وُہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ — تم یقیں سمجھو کہ وُہ اِک زجر سمجھانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اِس کا علاج — آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقوے کی رہ گم ہوگئی — اِک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے

کِس نے مانا مجھ کو ڈر کر کِس نے چھوڑا بُغض و کیں — زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے

کافر و دجّال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں — کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

جس کو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا — گر کوئی پُوچھے تو سَو سَو عیب بتلانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار — سَو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دِل دِیں کی مصیبت دیکھکر — پر خُدا کا ہاتھ اب اِس دِل کو ٹھہرانے کو ہے

اِس لئے اب غیرت اُسکی کچھ تمہیں دکھلائے گی — ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو[1] ہے

مَوت کی رہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد — ورنہ دیں اے دوستو! اِک روز مرجانے کو ہے

یا تو اِک عالم تھا قُرباں اُسپہ یا آئے یہ دِن — ایک عبدالعبد بھی اِس دِیں کو جھٹلانے کو ہے

مشتہرہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء

[1] یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئینگے اور طاعون پھوٹے گی اور کئی قسم کے مَوت کے اسباب ظاہر ہونگے۔ مِنہ

نظم

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں۔ پر اپنا قصّہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو؟
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انھیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے مرے پیارے! یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اس خونِ دل کھانے کے دن

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئیں ترے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی۔ آ مرے اے ناخدا
آ گئے اِس باغ پر اَے یار مرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اِک نشاں دِکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
دِل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دِن

میرے دِل کی آگ نے آخر دِکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طَور دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دِن

چاند اور سُورج نے دِکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دِن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اِس زمیں پر اُس کے چلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وُہ پیارے اب نہیں
میرے دِلبر اب دِکھا اِس دِل کے بہلانے کے دن

دوستو اُس یار نے دیں کی مُصیبت دیکھ لی
آئیں گے اِس باغ کے اب جلد لہرانے کے دِن

اِک بڑی مدّت سے دیں کو کُفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کُفر کو کھانے کے دِن

دِن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن

دیں کی نُصرت کے لئے اِک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وُہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دِل کے اندھو! دیں کے گُن گانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بُغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

(مشتہرہ پیسہ اخبار۔ ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۶ء)